الحمد للہ و المنۃ - کتاب مستطاب کہ در علم عقائد و طریقت اہل سنت و جماعت و حقائق و معارف و مسالک اہل سلوک اہل معرفت و حقیقت مع حجج قاطعہ و براہین ساطعہ عقلی و نقلی از بعض آیات قرآنی و کلام ربانی و احادیث حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم با حقایق و معانی و اصول صحیحہ کہ متعلق بآنہاست مسمّٰی بہ

مصنفہ حقیقت آگاہ عارف باللہ فقیر کامل حضرت مولانا مولوی محمد عبد الوحید المخاطب بہ محمد امیر حنفی چشتی معینی رحمۃ اللہ تعالیٰ معہ ترجمہ جلد دوم مسمّٰی بہ

از جناب عالی درجہ والا مرتبہ مولنا مولوی سید دوست محمد صاحب اجمیری کہ یکے از صاحبزادگان حضرت خواجہ خواجگان مولنا معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز است

سنہ ۱۳۴۳ھ — ۱۹۲۵ء

بحسن انتظام و اہتمام لالہ ٹھاکر داس پرو پرائیٹر

در مطبع دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردید

طبع اول تعداد ایک ہزار — قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک
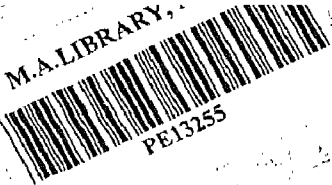
بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دوم

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مطالب ترجمہ ماہیۃ الحق کتاب تذکرۃ الحق جلد دوم از جانب مترجم

تمت

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ الْاُمِّيِّ بِالْخَيْرِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ دَائِمًا اَبَدًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحت نامہ کتاب تذکرۃ الحق جلد دوم مع ترجمہ کتاب ماہیۃ الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	مرتب	مرتبہ	۵	۸	مفقو والشبہ	مفقود الشبہ
//	۱۸	حتیاج	احتیاج	//	//	ومنع	و منع
۲	۱۲	×	سے قاعدہ	۵	۱۴	شفاعت سلب	شفاعت کا سلب
//	۱۶	کہ بمعنی	کہ یہہ بمعنی	//	۱۹	نہی مشیر	نہی صریحی مشیر
۳	۱ح	باقتضار	باقتضائے	۶	۷	متوقع شد	متوقع شود
۳	۱ح	باقتضار	وباقتضائے	//	۱۵	ہوتا	حاصل ہوتا
//	۶	مفیض	ومفیض	۷	۱۲	مومنین کی نسبت	کہ مومنین کے ساتھہ
//	۱۳	بالفرور	یالفرور	۸	۱۴	بوجہ اللہ	لوجہ اللہ
//	۱۹	آدہی ہے	وہی ہے	//	۱۷	بالارشارت	بالاشارت
//	۲۳	اگر	اور	//	۱۸	ین شہد	من شہد
//	۲۵	عنہا	عنہا	۹	۱	ار	از
۴	۱	فیشع لیقفنی	فیشفع لیقفنی	//	۷	مرابت	مراتب
//	۶	ترتب متاخر	ترتب اثر متاخر	//	۸	عہدا	عہدا
//	//	ثبوت ذہنی	ثبوت ذہنی	//	۹	داد	وارد
//	//	زماثبت متقدش	ازماثبت متقدمش	//	۱۲	من اشہد	من شہد
//	//	متاخرش	متاخرش	//	۲۰	شفا	شفاعت
//	۷	متقدمش نہ بر عدوم	متقدمش نہ بر معدوم	۱۰	۹	وتخذوا	واتخذوا
//	//	متاخرش	متاخرش	//	۱۵	پوری کرتی	پوری ہی کرتی
//	۸غ	مصداقش	مصداقش	//	۲۰	جنین	جبین
//	۲ح	ثبوت ذہنی	ثبوت ذہنی	//	۲۷	انخاذ و ممنوع	اتخاذ ممنوع
۵	۱	اقل	اقل	۱۱	۱	توانند	توانند شد
//	۴ح	بالاختیار باثبوت	بالاختیار یا ثبوت اتحاد	//	۴	عہدا	عہدا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۶	عہدًا یحفظ	عہدٌ یحفظ	۱۴	۲۲	جنست شفاعت کا	جنسیت شفاعت کہ شفاعت کا
″	″	بفعل ماضی	لفعل ماضی	″	″	حذف کا توسع	حذف کہ توسع
″	۱۴	آپکو پکارب	آپکو آپکا رب	۱۵	۸	در اثبات	پس در اثبات
″	″	اس صورت	اور اس صورت	″	۱۴	شفاعت کی	شفاعت کو
″	۱۸	عہدًا یحفظ توفیقیہ	عہدٌ یحفظ توفیقیہ	۱۶	۳	بنابر	بنا پر
″	۲۱	اللہ خدا تعالیٰ	اللہ تعالیٰ			اطلاق	اطلاق متقابل تقیید
۱۲	۳	وعدہ رحمن و دعوای مع شفیع	وعدہ رحمن و دعوی مع شفیع	۱۶	۶	ثبوت مع مفید	ثبوت مع مفید
″	″	الفسالی	الفسنا	″	۱۴	یعنی	معنی
″	۵	بوقت لازم	بوقف لازم	″	۱۸	کہ نکرہ کے	کہ نکرہ کہ
″	۱۲	رسول اللہ خدائی برتر	رسول خدائی برتر	″	″	اقرار کو	اقراری کو
″	۱۳	مشفع کے دعوے	سمع کے دعوے	″	۲۵	من الذی	مَن ذا الذی
۱۴	۷	عہد عام بشہادت	عہد عام کتشہادت	″	″	بادنہ	باذنہ
″	۸	عہد خاما رود	عہد خاص رود	۱۷	۱۱	تحقیق	تحقق
″	۱۲	مشہد بالحق	من شہد بالحق	″	۱۵	ماصل	حال
″	۱۶	شفاعت اختیار	شفاعت اختیاری	″	۱۷	ذکر مین چونتیس ۳۴	ذکر مین کہ چونتیس ۳۴
″	۱۹	ہوئیگا۔	ہو جائے گا	۱۸	۱	حصول ثبوت	حصول ثبوت
″	۲۳	الخ انقطاع	الخ کے انقطاع	″	۲	ذہنیش	ذہینش
۱۴	۱	مستثنیٰ	مستثنیٰ الخ	″	۹	تحقیق	تحقق
″	۲	لایشفعون الخ ص	لایشفعون الخ ولا یملکون الخ	″	۱۴	رسول اللہ خدای	رسول خدائے
″	۳	کردہ شد	کردہ شد	″	۱۵	مانگنے گے	مانگین گے
″	″	غیرش	غیر اش	″	۱۹	شفاعت عامہ	رحمت عامہ
″	۶	نیز	و نیز	″	۲۳	تحقیق شفاعت	تحقق شفاعت
″	″	الظالمون	الظالمون ۵ ص	″	۲۵	باالقتضا	بالاقتضا
″	۱۵	ادس ذہنی خاص	اس ثبوت ذہنی خا	۱۹	۸	خارج ای جود خارج ۱۲	خارج ای موجود خارج ۱۲
″	۱۹	محل خاص	محل کے خاص	″	۱۰	صلواۃ	صلوٰۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	صلواۃ	صلوٰۃ
۲۰	۵	تحقیق	تحقق
〃	۷	صلواۃ	صلوٰۃ
〃	۱۷	یعنی یہ ممنوع الجواز	یعنی یہ کہ ممنوع الجواز
〃	〃	معمولی	معمول
〃	۱۸	تحقیق	تحقق
〃	〃	الفاظ امور	الفاظ ان امور
〃	۲۴	شفاعت ۲ بار	شفاعت کا ۲ بار
۲۱	۱۲	عندہ ۰ الا باذنہ	عندہ الا باذنہ
〃	۱۶	جب مذکور	جیسا مذکور
〃	۱۹	متقدم ہونیکے	متقدم ہونیکے
〃	۲۱	جیسے	جنسے
۲۲	۱	بتحقیق	بتحقق
〃	۶	از شفاعۃ	الشفاعۃ
〃	۱۲	ہونیکے شفاعت	ہونیکے سبب شفاعت
〃	〃	تحقیق	تحقق
〃	۱۴	ہر جسکی	جسکی
〃	۱۵	پھر آیات	یہی آیات
۲۴	۱	صنیناً	تضمناً
〃	۱۲	ہونا	سے ہے
〃	۱۵	امر	اور
〃	۲۲	وجود صلعم	وجود باجود صلعم
〃	۲۴	عجاب	حجاب عذاب
۲۵	۱۷	معطی	مُعطی
〃	۱۹	مظہر	مظہر رضا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹	۲۴	سے نہ یہ	سے ہے نہ یہ
۳۱	۵	وبسیار پاک	وبا پاک
〃	۱۲	اُس	اِس
〃	۱۵	نسبت	بنت
〃	۲۲	پاک کریگا	پاک و صاف کرینگا
〃	〃	کرامت اولیائی امت	کرامت بقبر ہمت اولیائے امت
۳۲	۴	اعراض	اعراض
〃	۶	بآن	بآن
〃	۷	تطہیر	تطہیر
〃	۸	ہدیہ	ہدیہ
〃	〃	غیرش	غیرش
〃	۲۲	پس رفعت	پس یہ رفعت
۳۳	۴	اختیارًا	اختیائہ
〃	۵	دعائم الی اللہ تعالیٰ	دعائم الی اللہ تعالیٰ
〃	۱۲	سورہ ن رکوع	و سورہ ن ا رکوع
〃	۱۳	تزکیہ کے	تزکیہ کہ
۳۴	۲	آمنو	آمنوا
〃	۶	ترسان بیدلی	ترسانیدنی
〃	۱۴	ثم استوا	ثم استوی
۳۵	۶	یاش	یاترش
〃	۱۴	اس مفعول	اسکا مفعول
۳۶	۱۰	بتحقیق	بتحقق
〃	۱۸	سحا بول	سچا بول
۳۷	۱۶	کے معنی	کے لئے
〃	۱۷	مبارک	مبارک حضور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۲	تحقق شفاعۃ	تحقیق شفاعۃ	۵۰	۹	صحۃ پذیرد	صحۃ نپذیرد
〃	۳	تحققش	تحقیقش	〃	۲۵	او وتعیین	اور تعیین
〃	۱۸	حکم صحیح	حکم کے صحیح	۵۱	۱۳	تعین	تعیین
〃	۲۲	زیارت کر	زیارت کرے	〃	۱۹	ٹوٹتا ہے	ٹوٹتا ہے
۴۰	۹	والا اختیار	والاختیار	〃	۲۲	استقلال	استدلال
〃	۱۰	بوقت	وقت	〃	۲۴	کیفیت	کیفیت کو
〃	۱۵	اور اختیار	اور اوسکا اختیار	۵۲	۲۱	اسی کے	اس کے
۴۱	۵	بجماعت	بحمایت	۵۳	۱۸	ان یان	ان یاذن
۴۲	۱۰	مخفیص لہ	مخصص لہ	۵۴	۱	دراذن بمعنی تخییر	واذن بمعنی تخییر
〃	۱۸	کبیرہ گناہون	کثیرہ گناہون	۵۵	۱۰	ہوا	ہو
۴۳	۱	فارغرا تاثیر	فارجزا تاثیر	〃	۱۴	نفی واذن	نفی واذن
〃	۷	وقفتا	موقفتا	〃	۱۷	دیگئے ہین یہکہ	دی گئے ہین یہ کہ
۴۵	۶	بالزام	بالالزام	۵۶	۸	تصرفون	تصرفون
〃	۱۳	تخییر	تخییر	〃	۲۲	دور و کہان پہرے جاتے ہو	دور وکے و کہان پہرکے جاتے ہین
۴۶	۴	لغۃ بمعنی	لغۃ بمعنی	۵۷	۱۸	حسینے ربودی	حسینے ربائی
۴۷	۲	فیعیر الذین	فیعیر الذین	۵۸	۱۵	حاصل نتیجہ	حاصل ونتیجہ
〃	۱۶	پروردگا	پروردگار	〃	۱۶	کوپورا	کہ پورا
〃	۱۸	جو خدا کی	جو خاص خدا کی	۵۹	۱۱	دینوی	دنیوی
〃	۲۳	ثبوب بالنسبۃ	ثبوت بالنسبۃ	۶۰	۱۰	سنت	بنت
〃	〃	تحقیق بالحقیقۃ	تحقق بالحقیقۃ	۶۱	۱	عمل بکن	عمل بکن عمل بکن
۴۸	۳	مقصود	بمقصود	۶۳	۱۷	ہیچ اور ہمیشہ	ہیچ ہمیشہ
〃	۱۵	میرے رسول	تیرے رسول	۶۴	۸	اثر امر	اثر امر
۴۹	۵	مرادت	مراوات	〃	۱۰	بوجود تضمنی صف	بوجود تضمنی صف
〃	۱۳	گمراہو نیسے	گمراہ ہوجانیسے	〃	۲۴	بواسطے	بواسطہ
۵۰	۷	یتبین لعدم اجهام	تبیین لعدم ایہام	۶۶	۹	دارد	دارد برای نفس انسانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۷	۶	وغیرش	وغیرش	۷۵	۱۸	ولایت	دلالت
۶۸	۵	جزا فوق	جزا فوق	〃	۲۰	صفاتہ تعالی	صفات اوتعالے
〃	〃	ازو	ازو	۷۶	۶	تنترع	منتزع
۶۹	۲	مبتنی	مرتقبی	〃	۲۲	محبت	محبتیت
〃	۴	الہٗ	الٰہٗ	۷۷	۱۱	مسٗلی	مسمّیٰ
〃	۶	واحدٌ	احدٌ	۷۹	۱۰	تعیین	تعیین
۷۱	۱	سغیتہ	معیتہ	〃	۱۵	رسالت نبوت وہین	رسالت ونبوت ہین
〃	۱۰	خصوص	مخصوص	۸۰	۳	صفوتہ	صفوت
۷۲	۲۴	اور سر	اور سیر	〃	۹	نہ حمتہ	رحمت
۷۳	۷	بہرکہ	بہرکہا	〃	۶	تعین	تعیین
〃	〃	تعینش	تعینش	〃	۲۵	تحقیق	تخلیق
〃	۸	تنشودا	تشود	۹۱	۱	واحدش	ورحدش
〃	۱۳	شیر منشر	سیر منہ	〃	۳	نورکعبہ	نورکعبہ
〃	۱۴	اوسکی طرائی کہیا تہہ اوسی مین	اوسکی طرف اوسی کے ساتہہ اوسی مین	〃	۴	تنزیہش	تنزیہش
〃	۱۵	فنار	فنا	〃	۷	حجاب	حجاب
〃	۱۷	اوسی	اسی	〃	〃	حقیقتش	حقیقتش
۷۴	۱	حقیقہ	حقیقیہ	〃	۱۳	تعمیر	تعبیر
〃	۱۳	مرادان ساتون	مرادان ساتوین	〃	۱۶	لہیات	الہیات
〃	۲۲	غیر نظر	غیر نظری	〃	۱۹	یہی	بہی
۷۵	۴	ای آنکہ	ای بانکہ	〃	۲۰	لام سے	کلام سے
〃	۶	بحقیقتہ	بحقیقیہ	۸۲	۲۴	یہی	بہی
〃	۹	جنت	جنب	۸۳	۱۱	اعتبار	اعتبار
〃	۱۱	ما قد گا	وقت گا	۸۴	۲	حقیقتش	حقیقتش
〃	۱۶	یعنے سبب ہے کہ روح	یعنی اسی سبب ہے کہ روح صفات الہیہ کی مظہر ہے روح	〃	۴	لیسیر	الیسیر
				〃	۱۵	تنبیہ	تنبیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۲	یا ایہا الذین	ویا ایہا الذین	۹۷	۸	ازو	ازو
〃	۴	نیز صر	نیز بصر	〃	۱۰	فنا	فنا
〃	۱۲	اخلاق	اخلاص	۹۸	۱	دانیش	دانیشش
〃	۱۳	تقوٰیھا ۔ زکّٰھا	تقوٰیھاۃ زکّٰھاۃ	〃	۵	نمیگرد	نمیگیرد
۸۶	۳-۱۵	حافظونَ	حافظونَ الخ	۹۹	۳	ہذسیلی	ہذہ سبیلی (آخر آیت)
〃	۱۲-۱۴	یحافظونَ ۵	یحافظونَ ۵	〃	۱۷	ابتغنی الآیۃ	انبعنی الآیہ سورۂ
۸۷	۲	مصلّی ہم	مصلّی ہم دائمون	۱۰۰	۷	عین حجاب	عین حجاب
〃	۶-۸	مراد۔صاف	مراد اوصاف	〃	〃	صفات سلوبہ	صفات سلوبیہ
۸۸	۱۱	تجقیق	تحقیقش	〃	۸	درونباشد	درو نباشد
۸۹	۱	ندا استم	ندالستم	〃	۹	مبتی	منبع
۹۱	۱۳	اصلاحی	اصطلاحی	〃	〃	ہست	ہست
۹۲	۷	وتعلق	وبتعلق	〃	۱۶	خودوقت	بودوقت
〃	۲۴	ربط خلق کے	ربط خلق خالق کے	۱۰۱	۷	واجب	کہ واجب
۹۳	۳	معرفۃ اللہ	معرفت اللہ	〃	۲۰	مانند صفات	مانند معرفت صفات
〃	۴	ورسول وشیخ	ورسول وشیخ	〃	۲۱	وجوہ	وجود
〃	۷	بخدائی واز	بخدائی تعالی واز	۱۰۲	۱۱	والحکمۃ	والحکمۃ ط
〃	۱۴	درزمان	اور زمان	〃	〃	تعلمون	تعلمون ۶
〃	۲۴	پہچانی جاتی	یعنی پہچانی جاتی	〃	۲۴	یعلمکم	ویعلمکم
۹۴	۱	وملاحظہ ذات	وبلاحظہ ذات	۱۰۳	۳	ویعلکم	ویُعلمکم
۹۵	۱	تواندشد	تواند شد کہ	〃	۶	وازین راز	و این راز
〃	۹	رسول صلے	رسول اللہ تعالی صلے	۱۰۴	۴	صفۃ عجز	صفت عجز
〃	۱۰	اللہ علیہ	اللہ تعالی علیہ	〃	〃	اسمش	اسمش
〃	۲۳	رسول خدا	رسول خدائی تعالی	〃	〃	طمانیۃ	طمانینۃ
۹۶	۵	وخوش	وخوشش	〃	۱۹	طمانیت	طمانینت
۹۷	۸	سالک	سالک درمیان آمدن	۱۰۵	۴	الابصار	الابصار الآیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۲	دہستی	ونیستی از	۱۱۱	۱۳	تنہون	کانتہون
//	۲۴	کاکیاجاوے	کام کیاجاوے	//	۱۹	رضاوخوشنودی	رضاوخوشنودی
۱۰۷	۱	بہ بیتلو	بیتلوہ	//	۲۴	ملہم	یلہمہم
//	۴	ورحمہا	وارحمنا	۱۱۲	۳	وصبر	وصبر
//	۶	ورعسا	وترضاہ	//	۶	مخدوہ	فخذوہ
//	۱۰	تو آخذ	تو آخذنا	//	۱۰	الحسینین	الحسنیین
//	۱۲	واعف عنا واغفرلنا	واعف عنا وقفہ واغفرلنا	//	//	اورسبحانہ	اوسبحانہ
//	//	ورحمنا	وقفہ وارحمنا وقفہ	//	//	بوجہ تعالے	بوجہہ تعالیٰ
//	۱۶	ترضا	ترضاہ	//	۱۳	رکہیگا	رکہیگا
۱۰۸	۶	تنقیق	تحقیق	//	۲۳	احمدی	احدی
//	//	تاکیدش	تاکیدش	۱۱۳	۸	وحفظ	وحفظ
//	۹	اجتماع	اجتماع	//	۱۷	واستغفرہ	واستغفرہ
//	۱۰	اعجاز	اعجاز	//	۲۱	اسی سکے	اس سکے
۱۰۹	۷	وحجتہ	وحجتہ	//	۲۴	اختیارسے عمل	اختیارسے کہ عمل
//	۸	تالاحفظہ	تا ملاحظہ	۱۱۴	۹	وازشکرونی	وازناکرونی
//	۹	بیفشش	وتفتیش	//	۱۵	غفلت سے غفلت	غفلت سے
//	۱۲	ترجمہ	ترجمہ شعر	۱۱۵	۹	لایقبیل	لایقبل
۱۱۰	۲	فاتبعونی	فاتبعونی	//	۲۲	واعلموا	واعملوا
//	۸	یاہ	ایاہ	۱۱۶	۱	واختیار	واختیار
//	۲۶	فرضیات	مرضیات	//	۱	وترک طمع	وترک طمع
//	۲۳	ہوتاہے	ہوتاہے	//	۲۲	عینلٹ	عنیک
//	۲۴	احسنوالحسنی	احسنوا الحسنیٰ	//	۳	البقی	البقیٰ
۱۱۱	۴	نتیجۂ آں	نتیجۂ آں ای شکرہ	//	۴	عرت	عزت
//	۴	بوجہ تعالیٰ	بوجہہ تعالےٰ	//	۵	باینہمہ	باایںہمہ
//	۱۰	ونرہ	ونرہ	۱۱۷	۲۰	کفرونفاق	کفرونفاق متحقق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۷	۲۴	بکہ	بلکہ
۱۳۹	۷	طرفی	ظرفی
۱۴۰	۵	اللہ	الّا اللہ
″	۷	ذکر ــ درین	ذکر ــ درین
۱۴۱	۲	فریادہٗ	فریادہٗ
″	۸	شدّد	شدّده
″	۱۹	انّ ور انّ	انّ اور انّ
″	۲۳	شدوجہ	شدّده
۱۴۲	۶	درتحقیق وتشدید تحقیق	درتحقیق اللہ بتخفیف تحقیق وتشدید تحقیق
″	۹	بنفس ـ ذکر	بنفس ــ ذکر تو
″	۱۱	محففہ	مخففہ
″	۱۵	اشہد	اور اشہد
″	۲۰	ہوں ہے	دور ہے
″	۲۲	للہ	اللہ
۱۴۴	۹	برشمار است	برشما است
۱۴۵	۱۴	مطلب	مطلب یہ
۱۴۶	۷	تصدیق	در تصدیق
۱۴۸	۲	معین الحق محمد والدین	معین الحق والدین محمد
۱۴۹	۱	درترتیب ضروری	ورترتیب وترتیب ضروری
″	۹	تفمیناً	تضمناً
″	۱۵	اورشلی	اور مثالی
۱۵۰	۱۴	تفمیناً	تضمناً
۱۵۱	۱	ذات ـ مسلوبالتش	ذات ـ مسلوبالتش
″	۲	مسلوبات متصفہ	مسلوبات ذات متصفہ
۱۵۲	۱۰	شدند	شدند انبیار رہ
۱۵۲	۱۴	وسلم	وسلم کے
″	۱۶	ـ اجز	عاجز
۱۵۳	۶	واولیار	واولیاء
″	۱۳	والحکمۃ	والحکمۃ
۱۵۴	۲۵	کرتاہے	کرتا ہے
۱۵۵	۲	خبر	خبر ہے
″	۲	فعل اختیاسی	فعل اختیاری
۱۵۶	۲۳	بیترتیب	بترتیب
۱۵۷	۵	حقیقۃ	ہے حقیقۃ ہے
″	۷	وحقیقۃ حادثہ	وحقیقۃ حادثہ
۱۵۸	۱	کلام یرجع الی ماسجد شہ	کلامہ یرجع الی الحید شہ
″	″	لقائم بذاتہ	لقائم بذاتہ
″	۳	متوحید	متوحد
″	″	تعین	تعین
″	۴	باآنرتبہ	باآن مرتبہ
″	۵	باآن	باآن
″	″	فہی	فہی ای حقیقۃ الکعبۃ
″	۶	انتزاعیاتہا ـ	انتزاعیاتہا معہا
۱۵۸	۷	آنہا	آنہاسم
″	۱۹	ماہیت ظہور کا	ماہیت کا ظہور
۱۵۹	۷	تنزیہ ـ نقائص	تنزیہ سنقائص
″	۸	حقیقتش	حقیقتش
″	۱۰	شوائب نقائص	شوائب نقائص
″	۱۶	یہی	بہی
۱۶۰	۱۷	کیوافق	کے موافق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۰	۱۸	سے	ہے
〃	۲۳	موجودہ	موجود
۱۶۲	۱	روح۔ مسلو باتش	روح۔ مسلوب آتش
〃	۷	ازو است	انیہو است
۱۶۳	۸	من الخالق ومن الاحکام	من الحقائق وما من الاحکام
〃	۲۰	لئن	اور لئن
〃	۲۳	خدائی کے قول	خدائی تعالیٰ کے قول
۱۶۵	۱۵	جواس	حواس
〃	۵	صمدیۃ	صمدیۃ و آحدیۃ
۱۶۷	۱۲	جزئی	جزئی کے
۱۶۸	۱۴	بآنکہ	بآنکہ سببیہ ۱۲
۱۶۹	۳	النزدال	النزول
۱۶۹	۷	است	است ص
۱۶۹	۹	عدم	عدم ص
〃	۱۳	اور مدعا	اور دوم مدعا
〃	۱۴	ثبوت دوم ذہنی	ثبوت ذہنی
〃	۲۰	نفی ہی	نفی بھی
۱۷۰	۱۹	یہی اسناد	کہ یہی اسناد
〃	〃	خبر کا ہونا	خبر کا خیر ہونا
〃	〃	صیغۂ بصفت	صیغۂ صفت
۱۷۱	۵	بترتب آثار	مترتب آثار
〃	۶	تقسیماً او التزاماً	تضمناً او التزاماً
〃	۷	التنازع	الم تنازع
〃	۹	ازالہ	انہ الہ
۱۷۲	۳	عاید	عائد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۲	۵	ربطی	ربطے یائے تنکیر ۱۲
〃	۸	دغیرہ آن	وغیرہ آن
〃	۱۱	اختلاف و مادہ	اختلاف و مادہ
〃	۴	عاید	عائد
۱۷۳	۵	تنکیر و آن	تنکیر و آن یائے تنکیر ۲
〃	۶	نتوانند شد	نتوانند شد
〃	۲۵	اس کلمہ	کہ اس کلمہ
۱۷۴	۱	نفی مطلقاً	نفی مطلقا
〃	۱۱	در مطلق	در مطلق
〃	۲	و در بعض	و در بعض
〃	۴	افراد	افراد
〃	〃	بمعنی مصدر	بمعنی مصدر
〃	۵	آن بآن	آن بآن
〃	۸	بہ طلان	بہ بطلان
〃	۱۹	آسپین ہے	آسپین سے ہے
۱۷۵	۴	ومقصود نفی در خبر و اثبات	ومقصود نفی در خبر و اثبات
〃	۵	نہ در غیر	نہ در غیر
۱۷۶	۲	باللہ	بالہ
〃	۶	انطباق	انطباق
〃	۷	نباشد	نباشد
۱۷۷	۱	عین غیر	عین غیر
〃	۲	وسغایہ	وسغایہ
〃	۲۳	ولوکان فیہما آلہۃ الا اللہ کہ بیا تھم	ولوکان فیہما آلہۃ الا اللہ الآیہ میں
۱۷۸	۱	اور اگر	و اگر
〃	۸	ایمان محقق باللہ	ایمان محقق باللہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱	جنسیۃ مقصود	جنسیۃ مقصودہ	۲۰۱	۱۹	آخر	آخر تک
۱۸۰	۱۵	معبود نہ آپس	معبود آپس	۲۰۲	۱۰	وآرائیت	آرائیت
۱۸۱	۱۸	باہمدگو	باہمدگر	۲۰۳	۱۱	علی ـ وضاہ	وعلی ـ وترضاہ
۱۸۳	۶	مفرع	مفرغ	″	۸	فی حدہ	فی عدو
″	۱۵	بنام	قیام	″	۱۴	بیان	بیان آنحضرت
″	۲۱	قیاس کرے	قیاس کرلے	″	۲۵	مزاہم	فراہم
۱۸۴	۳	ہمہ وجود	ہمہ وجوہ	۲۰۴	۲	اطاطہ	احاطہ
″	۸	است نیست	است کہ نیست	″	۶	وآن	وآوان
″	۲۵	کی موافقت	یعنی لفظ کی موافقت	″	۷	مدادا کلمات	مداد الکلمات
۱۸۵	۹	نفی الالوہیۃ	نفی عنہ الالوہیۃ	″	۹	منتزعات آن	منتزعات آن
۱۸۸	۷	گردیدانش	گردیدانش	″	۱۱	ور آسانے	نہ در آسانے
″	″	حذف اسم	حذف اسم	۲۰۵	۵	آن	آن
۱۸۹	۱	احمدیۃ	احمدیۃ ومحمدیۃ	″	۲۴	خواب	خوب
۱۹۰	۲	ای بمحمدیۃ	ای محمدیۃ	۲۰۶	۷	دربتدووجود	دربدو وجود
۱۹۱	۶	ربوبیۃ تا استغنا	ربوبیۃ تا استغنا	″	۱۸	السکی	اوسکی
″	″	اعتبار انتہائی حدہا	اعتبار انتہائی حدہا	۲۰۷	۱۸	اول مرتبہ	اول کے مرتبہ
۱۹۲	۸	بمقصود	بمقصود	″	۱۱	سپاری	سپاری وکان فضل اللہ علیک عظیما
۱۹۳	۲۶	ان عرفت	ان اعرف	″	۱۵	سپرد کرے	سپرد کرو وکان فضل اللہ علیک عظیما
۱۹۴	۲۵	صورت	صورتہ	۲۰۸	۱	منقطع در تقابل	منقطع در تقابل
۱۹۵	۹	کالانعام ام	کالانعام	″	″	غیر منقطع لعدم دلالۃ	غیر منقطع لعدم دلالۃ
″	۶	النسان بغلبہ اش	النسان بغلبہ اش	″	۳	وردمندسے	ورد مندسے
″	″	ازغیرش	ازغیرش	″	۴	مقصودش	مقصود شی
۱۹۶	۹	حبّبت و اعرف	احببت ان اعرف	″	۶	[illegible]	[illegible]
″	۱۴	نسبت	بسبب	″	۱۴	غیر مقابلہ	غیر کے مقابلہ
۲۶	۲۱	متفاوت ہوتے	متفاوت ہوتے ہیں	″	۲۰	اعتقاد بس ہے	اعتقاد بس ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۹	۴	الی یوم القیامتہ	الی یوم القیامۃ	۲۱۱	۴	بذات	بذاتہ
//	۵	ماذکر	ماذکر	//	۵	بذاتہ وعوارضہ	بذاتہ وعوارضہ
//	۱۶	ہواکائن	ہو کائن	//	۹	محمد	محمد
۲۱۲	۹	رنجہ بافران	رنجہ باشند کافران	//	۱۰	تبعیتش	تبعیتش
//	//	الدی	الذی	۲۱۹	۱	سلسلہ	سلسلہ
//	۱۵	لیطفؤا نور اللہ	لیطفئوا نور اللہ	//	۲	صاحبش	صاحبش
۲۱۳	۹	دین حق	دین حق	//	۸	بوجود وتضمنی	بوجود تضمنی
۲۱۴	۷	مصدق لمحکم	مصدق لما محکم	//	//	چنانکہ	چنانکہ برائے توصیف
۲۱۵	۱۸	عمرو	عمرو کہ	//	۱۱	دلالت	دلالۃ
۲۱۶	۱	مغایرت	مغایرت	۲۲۰	۲	موافق	موافق
//	۴	فقد اطاع	فقد اطاع	//	//	ازتاریکیہا	ازتاریکیہا
۲۱۶	۷	فرض باشد	فرض فرض باشد	//	۳	ازعبث	ازعبث
//	۱۶	المعو	اور المعوا	۲۲۰	۴	بطرف	بطرف
//	۱۴	ایکو جہین کے سبب	ایکو جہین لسبب				
//	//	تفسیر	تفسیر کے	//	//	ازایمان	ازایمان
//	۲۵	چھہ مین	چھہ مین یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ الخ	//	۶	دلالت برماہیت مقصود مذکر	دلالۃ برماہیت مقصود مذکر
۲۱۷	۷	تصدیق	تصدیق	//	۷	ماہیت مقصود	ماہیت مقصود
//	۹	بفروزتش	بفروزتش	//	۱۴	مواقف	موافقت
//	۱۰	تصدیق	تصدیق مبتدا	//	۱۶	موافقت	موافقت
//	۱۰	محمد	محمد	۲۲۱	۱	تنزل	وتنزل
//	۱۱	دلالۃ مقبول	دلالۃ مفعول	//	۱۰	نزل	نزل
//	//	بذاتہ وعوارضہ	بذاتہ وعوارضہ	//	۱۲	ترجمہ قل	ترجمہ تفسیر کریمہ سورہ بنی اسرائیل
//	۱۲۱	جنہون	جنہون نے	//	//		درکوع نہم مین ہے وقل
//	۲۱	اختیار کی مدنہاکے	اختیار رسیکہ مدہنماکے	//	//	تنزل	وتنزل
۲۱۸	۴	دہمچنین	وہمچنین	//	۱۵	عالم ظہور	عالم ظہور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۱	۲۶	تنذل	تنزل	۲۳۰	۱۲	نسبت	بسبب
۲۲۲	۷	مفعولیۃ یہ	مفعولیۃ بہ	//	۱۳	غلاقی	غلاقی
//	۱۹	درصور	درصورت	//	۱۴	ہوں کہ بخلاف	ہوں بخلاف
۲۲۳	۱۶	یعنی گم ہونا	یعنی مطلق گم ہونا	//	۱۵	مراکز کا یہی	مراکز کا کہ یہی
//	۲۳	اوسی حق کی معرفت	اوسی حق کی حقیقت اور حق کی معرفت	//	۱۶	مرکز تابع	مراکز تابع
//	//	ذات صفات حق	ذات وصفات حق	۲۳۱	۱۵	خفیقت	حقیقت
۲۲۴	۵	عالم المقصود	عام المقصود	//	۱۷	وجود سے	وجود یا جود سے
//	۱۰	درزیادت	وزیادت	//	۲۳	سکے اجماع	کے اون کے اجماع
//	//	ومحضر	ومحصّر	۲۳۲	۱۳	وہوا	وہو
۲۲۵	۱۳	محل مقام	محل ومقام	//	۲۲	حقیقتت	حقیقت
۲۲۶	۴	کمتنۃ الجاھلیۃ	کمیتۃ جاہلیۃ	۲۳۳	۶	تنازعتم	فان تنازعتم
۲۲۷	۲	تلفیق مبطل تقلید محکوم	ملفق مبطل تقلید محکوم	۲۳۴	۱	وتنازع فیہ	وتنازع وتنازع فیہ
//	۲۵	بری جگہہ ہے	کہ بُری جگہہ ہے	//	۴	تنازعہ	تنازعہ وغیر تنازعہ
۲۲۹	۲۰	فاستشہدو	فاستشہدوا	//	۲۰	کرنمیں	کرنمیں حضرت صدیق اکبر اور
۲۳۰	۴	عطف ومتحد	عطف و متحد	۲۳۶	۱۰	وجود	وجود
//	۶	اتیاع	اتباع	//	۱۷	اول دراصل	اول و راصل
//	۵	ومراکز	ومراکز	//	۱۸	دوسرے ا	دوسرا
//	۸	دخول متعارض	دخول متعارض	۲۳۷	۳	ظاہرشد	ظاہر شد
//	۸	خروج لازم	خروج لازم	//	۱۳	باعتبار تعین	باعتبار اپنے تعین
//	//	خروج ملتزم	خروج ملتزم	//	۱۴	تعینات وجود علمی	تعینات وجودی علمی
//	۹	بجداست	بجداست بجامیۃ اقتعال	۲۳۸	۳	انتساب	وانتساب
//	//	قیح	قبح	//	۱۳	آنحضر صلعم	آنحضرت صلعم
//	۱۰	متحقیق	متحقق	//	۲۵	حب	حُب
//	//	وحسن	وحسن	۲۳۹	۱۰	بہ بعض	بر بعض بعض
//	۱۱	تخصیصے	تخصیصے بابنکہ	//	//	بعض	بعض

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۷	۲۲	اور ندلسے	آور ہذا سے	۲۷۱	۲	اتصاً	اتصالاً
″	″	عشی قریب	رحیتی قریب	″	۷	ذنب بغیر	ذنب بغیر
۲۶۸	۱	تصریف	تعریف	″	۱۰	پس والا	والاً
″	۱۰	بعمد سہو	بعمد و سہو	″	″	سا ہ	سہ
″	۱۶	ڈورو	ڈورو	″	۱۳	یہ حق	حق
″	″	بہ تر وہ اعظیم سے	برتر وعظیم سے	″	۱۷	مستلزم ابوہت	مستلزم الوہن
″	۱۸	فرد ہیں	مرد ہیں	۲۷۲	۶	گفتہ شد	کہ گفتہ شد
۲۶۹	۹	ومبنی علیہ	ومنتہیٰ علیہ	۲۷۳	۳	وانیجا	وانزینجا
″	۱۰	اتقدم	ماتقدم	″	۱۸	تجعل	فجعل
″	۱۶	بین فتح	یہاں فتح	۲۷۴	۲	کاہذی	ماہذی
″	″	منطق	منطبق	″	۱۹	رحمتہ اللہ	رحمہ اللہ
″	″	استجماعی ہوئی	استجماعی ہو	۲۷۵	۵	مستجمعۃ	المستجمعۃ
″	۱۶	اور تاکید	اور تاکید ہے	″	۱۶	ازداد	اضداد
″	۲۰	بتقدیم شریف	بتقدیم تشریف	″	۲۴	اور رجوع	اور بجوع
″	۲۱	حدوث کی بنیٔ علیہ	حدوث کے کہ مبنی علیہ	۲۷۶	۸	باموجودات	بالموجودات
″	۲۲	معلق بہ کے	معلل بہ کے ہے	″	″	الملوباتہ	الملوبۃ
″	۲۳	مضارف اور	مضافۃ اور	″	۹	واقع	وقع
۲۷۰	۵	یاتقدم وتاخر	یاتقدم وتاخر	″	۱۸	ورنہ	توبہ
″	۶	حضور	ظہور	۲۷۷	۱	بجمودیتہ	بجمودیتہ
″	۱۲	جو عابد	جو عبد	″	۶	یولا اسے	لولایا ای
″	۱۳	بنابر جامعیت	بنابر مالغیت	″	۱۹	برترین را	برترین
″	۱۴	مصنف شرح	مصنف سج	″	۲۰	پوشیدہ شد	پوشیدہ شود
″	″	لازمہ دو	لازمہ ذوالحال اور	″	۲۳	پوسیدہ شد	پوشیدہ شود
″	۱۵	مگر	ملکہ	۲۷۸	۳	اقتناصہا	اقتناصہا
″	۱۹	تقدیم سرلف	تقدیم تشریف	″	۶	العموم	لعموم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۸	۸	ولکمالات	والکمالات
//	۱۳	کرده شد	کرده شود
//	۲۳	یعنی دو مغفرت	یعنی و مغفرت
۲۷۹	۴	سورۂ فاتحہ	سورۃ الفاتحۃ
//	۱۰	والعالم	والعالم ہو المربوبُ
//	۱۷	باین ستودگی	یا این ستودگی
//	۲۲	یعنی خالقش	و خالقش
//	۲۳	عالم مربوب	عالم کہ مربوب
//	۲۴	بر ترتیب	بہ تربیت
۲۸۰	۲	الرحمۃ	الرحمۃ
//	۴	اسمآ	اسما و صفا
//	۱۰	والیوم	والیوم
//	۱۲	اسے	برائے
//	۱۳	وصف	وصف بر و دلالت کہ ہر دو سببِ صفت
//	۲۴	مقصود	مقصوده
۲۸۱	۲	الا	والا
//	۵	ستونجح	سوتنجح
//	۷	تغیر فہمی	بغیره فہمی سبب
//	۱۹	خدای بر را غیرش	خدای برتر از غیرش
//	۲۰	مع الخیر	مع الغیر
۲۸۲	۳	واضح	وضح
//	//	الاشہداد	الاستہداد
//	۴	شیخۃ	شیخۃ
//	۵	الجاہلقہ	الجاہلیۃ
//	۷	نبیۃ	نبیتہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۲	۱۳	رواناترا	و آنانرا
//	۱۹	ونیت	ونیست
//	۲۳	برجمتیش	برحمتش
۲۸۳	۸	بالاشارت	بالاشارات
//	۲۵	یاولایت	باولایت
۲۸۴	۲	مخالفتہ	مخالفتہ
//	۴	المجاہدات	المجاہدات
//	۱۷	مخالف	مخالفت
//	//	مرضیات	مرضات
//	۱۷	مخالف	مخالفت
//	//	بمرضیات	بمرضات
//	۲۱	خلاف یا	خدف یا
//	۲۳	معرفت	معروف
//	۲۴	نکرہ	نکرہ
۲۸۵	۳	الاولی ولی	الاولی اولی
۲۸۶	ح ۹	لانہا اللہ	لانہما للہ
//	۱۹	تاگفتہ	تاگفتہ
//	۲۰	واعتقاد	و اعتقاد
//	۲۳	ایک دین	یک دین
//	۳ ۱۰	ما یحق	ما یحق صر
۲۸۷	۴	وزیاتا	وزماتا
//	۱۱	بر خدا	خدا
//	//	وسہو لاست	وسہو را است
//	//	محمد	بہ محمد
//	۱۲	اسلام	اسلام را

صحیح	غلط	سطر	صفحه	صحیح	غلط	سطر	صفحه
عند	صند	۱۸	۳۰۸	قبلةً ترضاها	قبلة وترضاها	۱۱	۳۰۳
تولیت	توکیت	۱۹	〃	بدین غرض	بدترین غرض	۱۶	〃
بالحال	بالحامل	۴	۳۰۹	او در	اوردر	〃	〃
فالظلم	فانظلم	۷	〃	هر آئینه ربوبیته که در	هر آئینه که در	۱۹	〃
نمودند	نمود	۱۳	〃	فعول	مفعول	۲۰	〃
گردندگان	گردکامدن	۱۶	〃	صَبُور وشکور	صبور وشکور	〃	〃
تبیینت	تبینت	۵	۳۱۰	بر او است	برداشت	۲۱	〃
ما تعملون	ما تعلمون	۸	〃	بهم درین	بهم درین	۲۳	〃
علی تشبیه	علی التشبیه	۱۰	〃	فهو	فهو	۲	۳۰۴
سپرده شده	سپر کرده شده	۲۰	〃	الاول	الاول	۵	〃
ما تعملون	ما تعلمون	۲۱	〃	تتقدمه	متقدامه	۱۳	〃
میکنید	میکنند	〃	〃	خبر امتناخر بوجود واقع خود که	خبر امتناخر است	۱۵	〃
یتعلق	متعلق	۳	۳۱۱	متاخر است			
عالم	علوم	۷	〃	به لولاک لولاک مرادی	به لولاک مرادی	۱۲	۳۰۵
حقیقة	حقیقة	۸	〃	روح وجسد	بدوح وجد	۱۴	〃
وکلما	وعکلما	〃	۰	جَعَلْنَا	جعنا	۲۵	〃
جداد	جداد	۱۷	۳۱۱	لظرفیتها	لطرفیتها	۱۰	۳۰۶
قبلهٔ کعبه	قبله وکعبه	۱۸	〃	توسّع الجهة	لوسع جهته	۱۱	〃
موجود بودن	موجوده بودن	۱۹	〃	یعنی و هر جائیکه	یعنی هر جا سکه	۲۳	〃
بعلمه	بعلمه	۲	۳۱۲	لبینة	لبیبة	۷	۳۰۷
والحکمة	والحکمته	〃	〃	خلاف الشرط الذی صف	خلاف الشرط الذی صف	۹	〃
لتعلیمها	لتحلیها	۷	〃	تتخرج	تجرج	۲۲	〃
تعمیمها	لتعیمها	〃	〃	قَوْلَ	قول	۱۹-۲۳	〃
سوئے	سوائے	۱۲	〃	قَوْلِ	قول	۷	۳۰۸
مراد نه شود	مردانه شود	۱۵	〃	الشیخ	الشیخ	۸	〃

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣١٢	٢١	باین عطف	یا این عطف
"	٢٤	بازتبع	بازیہ تبع
"	٢٥	لاکن امر	لاکن او
٣١٣	١	فیکم باشتماله	فیکم باشتماله
"	٤	والتزیتہ	والتفرکمیتہ
"	"	نبعاً من اشارته	نبعا من اشارته
"	٥	قدرتیہ	قدرتہ
"	٦	بالجبلم	بالحکیم
"	١١	حصول معرفة	حصول المعرفة
"	١٨	وبہ فعالیۃ	بہ فعالیۃ
"	٢٤	علت سبب	علت وسبب
٣١٤	٣	ومعقولیۃ	ومفعولیۃ
"	٩	ان یذکرونی	ان تذکرونی
"	"	فبطلت	فبطلت
"	١١	المحتاجة بالامر	المحتملة بالامر
"	"	جواز	جواز
"	١١	بشرط الذی یجوزه	بشرط الذی یجوزه
"	١٨	کسی جگہ	کسیکہ
٣١٥	٦	مفعولیۃ	مقعولیۃ
"	٢٠	معنی	معانی
٣١٦	٥	واقع	وقع
"	٩	کزودم	کرزم
"	١٠	وکیف	وکیف
"	١٢	زخدائے	از خدائے
"	"	کہ درست	کہ درد رست
٣١٦	١٣	واتباعہ جمعیت	واتباعہ اجمعین
"	٢١	یعنی این	یعنی
٣١٧	١	التنزه	التنزه ھر
"	"	اوالخلق	اوالخلق
"	٣	مسلوبات للازمۃ	مسلوباتہ اللازمۃ
"	٦	فی حد	فی حد واحد
"	١٠	وجود	وجود
"	١٩	دغیراو	وازغیراو
"	٢٣	موجودا مسلوبا ماور	موجودات مسلوبات لاور
"	٢٤	بتحقیق	بتحقیق
٣١٨	١	وعالما	وعالما
"	٤	محیط بما خوذ ما	محیطہ بما خوذ ما
"	٦	ومن تسیون	ومن یتنول
"	٧	الکرعتین	الکربتین
"	٩	تخصیص	تخصیص
"	١٠	غیرہ وتقسیم تعنیات	غیرہ وتقسیم التعینات
"	٢٥	چہ انقام ہمان باید	چہ انقسام ہمان باید
"	٢٦	بگفتہ آمدکہ دروعالی	گفتہ آمدکہ دروعالمی
٣١٩	٢	لزوم	لزم
"	"	الکنۃ	نکتہ
"	٣	عشبہ	شبہ
"	٢٢	تحرزنگاہداشت	تحرزنگاہداشت
"	"	است	از
٣٢٠	١٩	بودربرابر	بوددربرابر
"	٢٠	ان	کان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۰	۲۰	فی الفمر	فی الضور	۳۲۴	۳	بنی	منتہی
۳۲۱	۳	روایة	رویة	〃	۵	شبہہ	شبیہہ
〃	۴	الروایت	الروایاتِ	〃	۶	الاول مع غیرہ	الاول مع غیرہ
〃	۱۷	فرمود	وفرمود	〃	۷	ای اول	ای الاول
〃	۲۳	کہ مثال	مثال	〃	۸	بعضہا من بعضہا	بعضہا من بعضہا
۳۲۲	۳	روایۃ	رویۃ	〃	۱۴	بعرض	بغرض
〃	〃	باستمرار	بالاستمرار	〃	۱۵	اولویت	اولیت
〃	۷	المستقبل	المستقل	〃	۱۹	وسعت عدم وسعت	وسعت وعدم وسعت
〃	۲۱	عمل مستقل	علم مستقل	〃	۲۰	نفیش	نفیش
۳۲۳	۲ خ	ذہناً	ذہنیاً	〃	۲۵	سبہ	شبہ
〃	۱۴	وجود	وجود	۳۲۵	۴	وجود	وجود
〃	۲	فیہ فی معرض مسلوبیکان	فیہ فی معرض مسلوبیہ نکان	〃	〃	شبہہ	شابہہ
〃	۳	مقابلہ	مقابلہ	〃	۷	نظیرہ	نظیرہ و
〃	〃	فیہ	فیہ	〃	۸	مسلوباتہ	مسلوباتہ و
〃	〃	تبعہ الروح	تبعہ الروح	〃	۱۸	وجود وخارج	وجود خارج
〃	۴	الجوازی	الجوزی	〃	۱۹	نیافتہ شد	نیافتہ شد یا یافتہ شد
۳۲۴	۷	جسداً	جسداً انتہی	〃	۲۱	ہردو انبیاء	ہردو از انبیاء
〃	۱۶	نمودن	نبودن	〃	۲۴	نور تو برانوار	نور تو وبرانوار
〃	۱۹	بہ آفتاب	بآفتاب	۳۲۶	۸	یعنی من	یعنی من صر
	۲۲	حسب او	حسب او	〃	۱۱	لازم اہمال	لازم اہمال
〃	〃	کہ پس	پس	〃	۱۶	کسی باکو	کسی بعض کو
〃	۲۳	لائق سزاوار آنکہ	لائق وسزاوار آنکہ	۳۲۸	۱	یاخسرتی	ان تقول نفس یاحسرتی
〃	۲۴	کہ ظلمت	وظلمت	〃	۲	اوتقول او	اوتقول کو
〃	۲۵	خارجا	نہ خارجا	〃	۴	مشاراز	مشار راز
۳۲۴	۱	عدم والنطق	عدم النطق	۳۲۹	۱	تیکلم ممن	تیکلم مُمن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۹	۱	تیکلم و من قال	تَیَکَلَّم مَنْ قَالَ
//	۵	موقوف الیہ	موقوف علیہ
//	۱۱	گرفتہ شد	گرفتہ شود
۳۳۰	۵	کردہ شد	کردہ شود
//	۱۵	قول جواب	قول صواب
۳۳۱	۸	بشاہد	بشاہد بحق
//	۱۴	مصیبت	مصیب
//	۱۵	جلہ الاختیار	جلہ بالاختیار
//	۱۹	منحصر	منحصر
۳۳۲	۱	بافارق	منے بافارق
//	۳	او	و
//	۲۵	یون ہے	یون ہو
۳۳۳	۱۹	یونظم	نظم کی
//	//	من	مِمّن
۳۳۴	۲۰	جنت دوزخ	درکات دوزخ
۳۳۶	۱۵	ضرورت ہے تم	ضرور ہے کہ تم
۳۳۷	۱۹	مظہر	مُظَہّر
//	۲۲	مات	مانع ہے
۳۳۸	۱۷	کتاب حکمت	کتاب وحکمت
۳۳۹	۴	و ابنیار	با بنیار
//	۸	ماسد مستدہ	ماسدّا مسدّہ
//	۱۲	اویودیت	اور معبودیت
//	۱۳	یہ عل	کہ یہ محل
//	۱۴	مابین ـ مابین	ماس ـ ماس
//	۱۷	خوب قسم	جواب قسم
۳۳۹	۱۸	لاق	لاحق
//	۱۹	ماسدّہ	ماسدّ
//	۲۰	نیکی	نبی کی
//	۲۲	ونیکو	ہونیکو
//	//	ہین	فاعل
//	۲۴	کتاب حکمت	کتاب وحکمت
//	//	باالذات	بالذات
//	۶	واقع	واقع
۳۴۰	۲	رفوع	وقوع
//	۷	درمفاعیل	درمقابلہ مفاعیل
//	۹	المغی	المعنیٰ
//	۱۰	لتعلمین	لتُعَلِّمُنَّ
//	۱۱	ولتعلمنہ غیرہم	ولتُعَلِّمُنَّہ وغیرہم
//	۱۵	نبیونکی تعین جیسکے	نبیون کی طرف جسکے
//	۲۲	چار جزای ستقیم المعنی	ناچار جزای مستقیم المعنی
۳۴۱	۶	مفعولتش	مفعولیش
//	۱۳	فعل تیت کے کہ	فعل تیت کے کہ
//	۱۹	نظیم	نظم
//	۲۳	فاشہدو	فاشہدوا
۳۴۲	۱۱	باآین	یاآین
//	۱۴	پنجم مین	پنجم مین ہے
۳۴۴	۴	تت ہذا	تت ہر
//	//	واقع شد یا تبیع	واقع شود یا تبیع
//	۵	وراینجا است	وازینجا است
//	۶	ہر پیغمبر	ہر پیغمبر کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۴	۱۰-۱۱	معارض شد مرخز	معارض شود مرخبر	۳۵۰	۲۱	مفضوع موکدہ وصحس	مضارع موکدہ ومحقق
"	۲۰	واحد سے	ہر واحد سے	"	۲۲	مزط ومراجلہ	یہ شرط وجزا جملہ
۳۴۵	۴	فاضل	فاضلہ	"	۲۵	ہمزاہ	ہمزہ
"	۶	لتنصرنہ	ولتنصرنہ	۳۵۱	۵	تواسع	توسع
"	۸	ایثار دفتہ	ایثار دفعۃ	"	۱۰	ضمیر غائب	ضمیر جمع غائب
"	۱۰	شد	شود	"	"	ترزنا	اقرزنا
۳۴۶	۵	کما قال	لما قال	"	۱۲	فعل وفاعل	فعل با فاعل
۳۴۷	۷	کما قال	لما قال	"	۱۳	مقولہ وقول	مقولہ قول
"	۱۶	آسد	اور	"	۱۴	اذا اخذ	اذ اخذ
"	۲۰	سبدہ	سبکا	"	۱۶	حیا شرط	جزا ر شرط
"	۲۴	زرہ	زندہ	"	۲۱	مبتدا ونیز	مبتدا وخبر
۳۴۸	۳	مصداق	مصدَّق	"	۲۵	کہ اہل سنت	کہ وہ اہل سنت
"	۵	عصمتہ	عصمتہ	"	"	اخری	اُخریٰ
"	۱۰	وکذا	کذا	۳۵۲	۲	التزام	التزم
"	۱۴	بو	جو	"	۶	علی ہذہ	علیٰ ہذا
۳۴۹	۹	واجب القاب	واجب العقاب	"	۸	ونظما	نظما
"	۱۶	قلت وکثر	قلت وکثرت	"	"	التکلیفات	التکلفات
۳۵۰	۵	محذوف	محذوف	"	۲۱	پائی جاتی	پا جاتی
"	۱۸	توسع مرابلات	توسع مرام بلاغت	"	۲۴	علی الوار	علیٰ الزاویہ
"	۱۹	مخالب	مخاطب	۳۵۳	۷	لیصلہ	لیصلہ
"	"	مصداق	مصدّق	۳۵۴	۴	بدلالۃ	معنی بدلالۃ
"	"	اسکی	اسکے	"	۶	قیام الظل	قیامُ الظلّ
"	"	مقدار	مقدّر	"	"	حقیقتا	حقیقتاً
"	۲۰	ملکرور	ملکر مجرور	"	۶-۸	وامتدادہ بہ دلالۃ الیہ	وامتدادہ بید دلالۃ الیہ
"	"	جملہ فعلیہ	ملکر جملہ فعلیہ	"	۱۴	مہمل شود بذات وصفات	مہمل شود بنا برین این

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٥٥	٤	نقیقضه	نقیضه	٣٥٨	٩	ماخصص	ماخُصِّص به
〃	٥		بیانؓ	〃	١٠	وخصص	وخُصِّص
〃	١٧	تمهلت	بمهلت	〃	〃	ماخصص	ماخُصِّص به
〃	٤	پروردگاره	پروردگارش	〃	١٧	بقج	بفتح
〃	٢٠	منی	مُبنی	٣٥٩	٥	ان یسجد	ان یُسجد
〃	٢٣	دائد	دارند	〃	٦	ان لایسجد	ان لایُسجد
〃	٢٤	زائداورا	زائده او	〃	٧	الذی	الذی
〃	٢٨	باآنکه	تاآنکه	〃	٨	وش	وشّ
٣٥٦	١	ظل الظل لقیامه	ظلّ الظلّ لقیامه	〃	〃	بما	بما یا
〃	〃	به وامتداده به دلیل	به قوّ امتداده به دلیل	٣٦٠	١٣	تتغیئو	یتفیئو
〃	٣	بظل ظل الذی	بظلّ ظلّ الذی	٣٦١	٨	امانة	اِمانة
〃	٤	ثبوت	بثبوت	٣٦٣	٢	لطلیة	بطلیة تفهیمه
〃	٥	لغیر المخاطب عموما	لغیر المخاطب عموما	٣٦٤	٣	عذاب کند	عذاب کند
〃	٨	النظم	النظم	〃	٥	درجوع کند	و رجوع کند
〃	٩	والظل	والظل	٣٦٥	٢١	لاتدرک	لاتدرکه
〃	〃	والرویة	والرویة	٣٦٧	١٧	کے	که
〃	١١	مقصود لوجودها	مفقود لوجودها	٣٧٠	٢-٤	مخصص	مخصّص
〃	٥	اداذوظل اذ لاذوظل	اذ لاذوظل	〃	٢٢	برآند	برآید
〃	١٢	دامداد	وامتداد	〃	٢٣	ظل محدود	ظل ممدود
〃	١٧	است	است فجعلنا الشمس علیه دلیلا	〃	٢٤	بعینه	لغیبیه
〃	٢١	وبینجا	وربینجال	٣٧١	٥	مخاطب	مخاطب
٣٥٧	١٤	وجود	ووجود	〃	٩	تخییر	تخیّر
٣٥٨	٦	متضمن الموجودات	متضمن الموجودات	〃	١٩	لعموم و فاعل	لعموم فاعل
〃	٧	متضمن المسلومات	متضمن المسلومات	٣٧٢	١	یعرفها	یعرفها
〃	٩	تخفیص	تخصیص	〃	٢٥ خ	دهشتة	دهشتیه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٧٣	٣	بماقبلہ	بماقبلہ
″	٤	ولعیدہٖ	ولعیدہ ای بما
″	٥	وبتعلقہ فیہا تامل فیہا	وبتعلقہ فیہا تامل فیہا
″	٦	مجاورۃ	محاورۃ
″	١٠	مشبہ	مشیئۃ
″	١٤	ماقبل	ماقبل
″	٢٣	وبزورآئندگان	و نہ درآئندگان
″	٢٦	لیفید بیتش	لیفید بیتش
″	″	وعدد	وعدم
٣٧٤	٧	لزوم	لزم
″	١٦	لکن مشیئۃ لا یدخلون	لکن لا یدخلون
″	″	مشیئۃ الرب	بمشیئۃ الرب
″	″	یعنی نہ درآیند	یعنی لیکن نہ درآیند
″	٢٣	.. رعدم	و در عدم
″	٢٤	گر عام	کہ عام
٣٧٥	٦	بتقدم	بتقدم
″	١٠	ترجمنا	ترجمنا بہ
″	١٨	فاعل یا مفعول	فاعل یا مفعول
٣٧٦	٥	لبعان	کیغان
″	١٨	عین کا	غین کا
٣٨٠	٨ غ	انذر عشریک	انذر عشیرتک
″	١١	التقوم و تقطیک	تقوم و تقلبک
″	٣(١)	یر لک	یرَ لک
″	١٤	ید الگ	یرَ ایک
″	٢١	یر معک	یرَ ایک
٣٨١	١	انداز	اندازہ
٣٨٢	١٤ غ	فائدہ ہے	فائدہ غیر فائدہ ہے
″	٨ ح	تقلب	و تقلب
″	١٥	اس زمانہ	اسی زمانہ
″	٢٣	قامت دلالۃ	قامت الدلالۃ
″	٢٦	معنی صدری	معنی مصدری
٣٨٣	١٦	تکلف	تقلب
٣٨٤	١	عطف حائل	عطف حائل
″	٩	عامہ حاجت	عامہ تامہ حاجت
″	١٠	بل	بل
″	٢٥	عصمت عامہ	عصمت عامہ تامہ
٣٨٥	٢٢	مکان	مکانی
٣٨٦	٥	تقلب مفعول بہ	تقلب مفعول بہ
″	٧	ونیز	ونیز
٣٨٧	١٨	بغیر	تغیر
″	٢٠	پسندیدہ	ولپسندیدہ
″	٢٣	سفید	مفید
″	″	بین کا	بین کہ
٣٨٨	٦	ایری	یرَی
″	٩	نظم	نظم
″	١٠	یالصواب	بالصواب
″	٩	مراد ثانی	مراد ثانی
″	″	تائیدش از غیرش	تائیدش از غیرش
٣٨٩	١٦	دردمندکے	دردمنداں
″	٢٣	روایت	روایت سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٩٠	١	افیلزمہ	افیلسٹر مہ
"	٥	فاراوابی بکر	فارابی بکر
"	٧	الی سنزلہ	ای سنزلہ
"	١٠	دائرہ جائز	دائرہ وجائز
٣٩٢	٢٥	الحرام	حرام
٣٩٣	٣	حرام	نہ حرام
"	١٦	جھکنا	اور مکروہ ہے جھکنا
"	٢٢	یہی افعال	یہی افعال
٣٩٤	١٦	تبئین الحقائق	تبئین الحقائق
"	٢١	بربط	ربط
٣٩٥	٤	تعبد اللہ تعالی	تعبد للہ تعالی
"	٧	ولیطوفوا بالبیت	ولیطوفوا بالبیت
"	١١	یقبل	تقبل
٣٩٦	٩	الموذن	المؤذن
"	١٦	نسبت	بسبب
"	١٨	عباداً	عباداً ای
"	٢٢	الرسول اللہ	رسول اللہ
"	٢٣	ضیت	رضیت
٣٩٧	٢	شفاء	شفاعت
٣٩٩	٣	بالصوب	بالصواب
"	١٥	صدر حقائق	یعنی صدر حقائق
"	٢٧	علی الزوار	علی الزوارہ
٤٠٠	٦	الوسطی العطف	الوسطی لعطف
"	٧	مجانزا	مجازا
"	٩	الفاعلین حقیقتاً	للفاعلین حقیقتاً
٤٠٠	١١	الصلوات والصلوۃ	الصلوات والصلوۃ
"	١٤	عبادت ہر آئمہ	ہر آئمہ عبادت
٤٠١	١	بضدیۃ	بضدیۃ
"	٣	فی فعل المحافظۃ	فی فعل المحافظۃ
"	٤	مشارکت فی مفعول	مشارکت مفعول
"	١١	اذا الاشتراک	اذا الاشتراک
"	"	بطلانۃ	بطلانہ
"	١٧	رصفات	وصفیات
٤٠٢	٢	بمعنی - وہو	بمعنی - وہو
"	٣	لتعظیم	کتعظیم
"	١١	سابقا	سابقاً
٤٠٣	١	عطف	عطف
"	٢	ولعموم	ولعموم
"	٥	اوعطف	او عطف
"	٦	اوکان	اوکان
"	٨	مغایرا	مغایراً
"	٩	اومتحدا	او متحدا
"	١٤	نماز عام	ونماز عام
"	١٧	بمراد	خلاف است بمراد
"	١٩	باین عطف	یا این عطف
٤٠٤	٤	علی الصلوۃ	علی الصلوات والصلوۃ
"	٦	قنوتاً منہا	قنوتاً منہا
"	١	قانتین	قانتین
"	١٧	اللہ	للہ
"	١٩	قبلہ	قیام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٠٦	١٠	صلی	صَلِّ	٢١٠	٦	عمر فاروق	عمر الفاروق
//	٢٣	خدایا صلعم	خدایا محمد صلعم	//	١١	اِنّا رأیت	الّا وراَیت
٢٠٨	١٢	بندون	کہ بندون	٢١٣	٤	علے رسول	علے رسولہ
//	١٩	رحمۃ العالمین	رحمۃً للعالمین	٢١٨	١٠	اللہ عنہ	اللہ تعالیٰ عنہ
//	٢٤	خود پڑھا	خود پر پڑھا				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد نستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

دعوی متضمن دلیل بر اصلے چند است ۱ اصل مرتبۂ ذات مستجمع جمیع صفات فی حد ہا مستقل وکامل ومفیض است وصفات باوصف خصوصیۃ تعین خود از احتیاج قیام خود بذات فارغ نیند ۲ اصل ظل ذات بنا بر استجماع تام باشد نہ ظلال صفات کہ باوصف خصوصیۃ تعین خود از احتیاج تضمنی ظل ذات فارغ نباشند بنا بر اصل یکم

ذکر بیان شفاعت کا کہ اپنی حقیقت میں وہ ثابت ہے اور اسکا اختیار بدون اذن ہے اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد نستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

ترجمہ دعوی متضمن دلیل چند قواعد پر ہے یعنی یہ دعوی ثبوت شفاعت کا کہ جس کے ضمن میں دلیل بھی شامل ہے چند قاعدوں پر مبنی ہے قاعدہ ۱ مرتبہ ذات جو مستجمع جمیع صفات ہے یعنی اپنی میں تمام صفات کی جامع ہے اپنی حد میں مستقل اور کامل اور مفیض ہے یعنی اپنی حد ذات میں غیر کی محتاج نہیں ہے اور پوری کمال میں ہے اور فیض رساں اور فائدہ دینے والی ہے اور صفات باوصف اپنے تعین کی خصوصیت کے اپنے قیام کی احتیاج کے سبب ذات سے فارغ نہیں ہیں۔ قاعدہ ۲ ذات کا ظل یعنی سایہ استجماع یعنی اپنے میں تمام صفات کے سائے جمع رکھنے کے سبب پورا ہوتا ہے نہ صفات کے ظلال یعنی سائے کہ وے باوصف اپنے تعین کے خاص ہونیکے ظل ذات کی تضمنی احتیاج سے فارغ نہیں ہوتے ہیں کیونکہ صفات کے سایئے ذات کے سایہ کے ضمن میں آجانیکے سبب باعتبار انتزاع یعنی اخذ اور قیام کے ظل ذات کی احتیاج سے فارغ نہیں ہیں بلکہ محتاج ظل ذات ہوتے ہیں پہلے قاعدہ کی بنا پر

اثبات شفاعت از استدلال حقایق

ذکر بیان شفاعت باحقیقتہ کا ثبوت اور اسکا اختیار بدون اذن اور مطالب کے

شفاعت کا اثبات حقایق کے استدلال سے

ظلال صفات ظل ذات کے احتیاج سے فارغ نہیں

۱ اصل۔ جذب شی بمعنی تعدیہ پس مفعول لازم اوست ھ یا انجذاب شی ای جذبیکہ حاصل بانجذاب است ای بقوة انفعالیہ ھ ضروری بمحبة شی ای انجذاب ضروری کہ حاصل است بمحبة ھ بتحقق شی تعلیل مقدم فعل تواند شد ھ اتحاد تقضی ظل وذی ظل محبوبیت شی متعلق اتحا و ھ لنفسہ تواند شد ضرورتاً شی تمیز است از جذب فاعل تواند شد ھ نہ ور غیر آن شی ای ظل وذی ظل ھ پس جذب وانجذاب بمحبة ومحبوبیة بر مناسبة حال مستقل و اضافی محکوم خاص تواند شد بنا بر اصل دوم اصل ۳ شفاعة بمعنی خواستن چیزی برائے کسے از کسے باقتضائے جذب بنا بر اصل سوم است استقلالاً او اضافةً شی مردود مردود تمیز است از جذب ھ اصالتاً شی کہ از خصائص انبیاء است عم تمیز است از اضافتاً ھ او عرضاً شی کہ از خصائص اولیاء ست رض تردید است از اصالتاً ھ اصل ۵ ظل ذات محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم بدلالت ترتیب ضروری ظہور تعینات شی چنانکہ در ذکر کیفیة وجود اول ظہور آخر آنحضرت صلعم مذکور شد

ترجمہ۔ جذب یعنی کھینچنا انجذاب یعنی کھنچ جانیسے حاصل ہے جسکا ہونا محبت کے سبب ضروری ہے اور محبت ظل اور ذی ظل یعنی سایہ اور سایہ والی میں اتحاد تقضی متحقق ہونیسے بسبب محبوب ہونے اپنے نفس کے ہونی چاہئے کیونکہ ذی ظل جب اپنے ظل کو خود سے متضمن پاتا ہے تو اپنا نفس محبوب ہونیکے سبب ظل میں اور اسکی شبیہ یا ظل سے بھی محبت کرتا ہے پس اسی محبت کے سبب انجذاب کا ہونا ضروری ہوا اور یہ قوت انفعالیہ ہی جو فعل سے اثر پذیر ہوجاتی ہی کہ وہ یہاں محبت کے سبب حرکت میں آتی ہی جذب کا ہونا ضروری چاہئے کہ بمعنی متعدی کے لازم مفعول ہی ضرور ہونا چاہئے اور یہ جذب انجذاب ضروری یعنی قوت انفعالیہ سے حاصل ہی اور اس انجذاب کا ہونا محبت کے سبب ضروری ہی کیونکہ محبت ظل اور ذی ظل میں اتحاد تقضی ثابت ہونیسے بسبب محبوبیت اپنے نفس کے ہوتی ہی پس اس محبوبیت نفس کے سبب محبت جو اتحاد سے پیدا اپنے ظل اور ذی ظل میں بسبب محبت انجذاب ضروری حاصل ہونیسے جذب کا ہونا ضرور ہی نہ اسکے غیر میں پس یہ جذب اور انجذاب جو محبت اور محبوبیت سے ہی مستقل اور اضافی کے حال کی مناسبت پر خاص کا محکوم ہونا چاہئے دوسرے قاعدہ کی بنا پر قاعدہ ۳ شفاعت کے معنی ہیں کسی چیز کا کسیکے واسطے کسی سے چاہنا یا مانگنا کہ یہ تیسرے قاعدہ کی بنا پر جذب کے اقتضا سے ہی یعنی جذب کے تقاضہ کی موافق خواہ یہ جذب مستقل ہو یا اضافی اور جذب اضافی بطور اصالت ہی جو انبیاء علیہم السلام کی خصوصیات سے ہی یا بطور عرض ہی کہ اولیا رضی اللہ عنہم کے خصوصیات سے ہے قاعدہ ۵ ذات کے ظل حضرت محمد رسول خدا ہے تعالیٰ صلعم ہیں ان ضروری ترتیب کی دلالت سے جو تعینات کے ظہور کی ہے جیسا ذکر کیفیت وجود اول ظہور آخر آنحضرت صلعم میں مذکور ہے

ظلال تعین وجودی از ذات که مبدء تعینات است تا افعال پس ظلال صفاتی بنابر تعین وجودی بالضرورت محتاج حضرت صلعم باشند از اینجا است که اتمام شفاعت بمقابلہ نقصان و شفاعت و ابتداء آن محمد الرسول اللہ تعالیٰ است صلعم که شفاعت کبریٰ عبارت ازان تواند شد و نیز که ظلال صفات اگرچه بالاصالت موصوف باو و اتحال بالاصالت صفت یا حال در تقدم شفاعت جائز نباشد بعد ظهور شفاعت کبریٰ بر توابع و نیز که شفاعت کبریٰ بر اقتضای هر مرکز که مستفیض است از مرکز ذات و مستقل بتعین صفاتی خود مفیض است بنسبت بتوابع تواند شد ای شفاعت کبریٰ و نیز که بتحقق اتحاد تضمنی ظلیت شفاعت متحقق الحقیقه و متحقق المقبولیت است و انعدامش ورا انعدامش ای انعدام شفاعت ورا انعدام اتحاد تضمنی ظلیت و اتحاد التزامی شائبه ازان ای اتحاد تضمنی دارو نه حقیقةً ای اتحاد تضمنی پس شائبه از شفاعت هم تواند داشت باید دانست که در شفاعت کبریٰ جمله خلق شامل است چنانکه در تفسیر معالم التنزیل از حضرت عبد اللہ ابن عمر رض مروی است

ترجمہ کہ وہ نسبت اوس فعل سے لیکر جو عالم التزیں مو ترینی اثر کر رہا ہے ذات تک ہے اور تعینات کا ظہور تعین وجودی کے تقاضے کے سبب ذات سے ہے کیونکہ ذات افعال تک تعینات کا مبدء واقع ہوئی ہے پس صفاتی ظلال تعین وجودی کے سبب بالضرور حضرت صلعم کے محتاج ہونگے یہیں سے معلوم ہوا کہ شفاعت کا اتمام یعنی بغیر کمی کے پوری پوری شفاعت کا ابتدا یعنی شروع کرنا محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم کیلیے ہے کہ شفاعت کبریٰ عبارت اسی سے ہوسکتی ہے یعنی اسی کا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صفاتی ظلال کو اگرچہ وہ بالاصالت متلون یعنی خصوصیات انبیاء علیہم سے ہوں مقدم و پہلے ہونا شفاعت میں جائز نہوگا۔ مگر بعد ظہور شفاعت کبریٰ کے اپنے توابع پر انکو تقدم ہوگا۔ کیونکہ ظلال صفات بالاصالت انبیاء کو تقدم ہوگا ظلال صفات بالعرض اولیاء پر اسیطرح ظلال صفات بالاصالت پر ظل ذات کو تقدم ہوگا۔ لہذا انبیاء علیہم کی شفاعت آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ کے بعد میں ہوگی مگر شفاعت انبیاء توابع پر مقدم ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شفاعت کبریٰ آدمی ہے جو ہر مرکز کے اقتضا و خواہش پر ہو کیونکہ ہر مرکز ذات کے مرکز سے مستفیض یعنی فیضیاب ہے۔ اور اپنے تعین صفاتی میں مستقل۔ اور بہ نسبت اپنے توابع کے مفیض یعنی اپنے توابع کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ لہذا ہر مرکز متبوع اور مفیض ہے اپنے توابع کا۔ اور جمیع مراکز مستفیض ہیں ذات سے۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جبتک اتحاد تضمنی ظلیت کا تحقق ہے شفاعت کی حقیقت اور اسکی مقبولیت بھی متحقق ہے اور شفاعت کا انعدام یعنی نہ ہونا ظلیت کے اتحاد تضمنی کو انعدام ہے یعنی جہاں ظل عکس کا اپنے ذی ظل کیساتھ اتحاد تضمنی ثابت ہوگا وہاں شفاعت بھی ثابت و مقبول ہوگی اور جہاں یہ نہوگا وہاں شفاعت بھی نہوگی۔ اگر التزامی اتحاد بغیر تضمنی اتحاد کا شائبہ موجود ہے اور حقیقت اتحاد تضمنی نہیں موجود نہیں ہوتا ہے لہذا اتحاد التزامی میں شفاعت کا شائبہ ہی گنا جاسکتا ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ شفاعت کبریٰ میں جملہ خلق شامل ہے جیسا تفسیر معالم التنزیل میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

تا آنکہ فیشفع لیقضی بین الخلائق الخ و در شفاء قاضی عیاض است الشفاعۃ الکبری للخلق اجمعین و در اقسام شفاعۃ است منہا تخفیف العذاب عمن استحق الخلود فیہا کما فی حق ابی طالب لقولہ صلعم ولعلہ ینفعہ شفاعتی ولقولہ صلعم ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار ۵ پس بداہۃً انکارش شاہد عدم تحقق اتحاد تضمنی ظلیۃ است فکیف الانجذاب ہو اصل اصل الشفاعۃ ش ای جذب ۵ فالحق للقائل ش ای آنکہ اعتقاد شفاعۃ کرد یا آنکہ انکار شفاعۃ کرد ۵ اصل باید دانست کہ نفی جاری می شود بر ترتب متاخر ثبوت ذہنی کہ حاصل شود زما ثبت متقدمش برائے تجویز ترتب اثر متاخرش نہ بر ما ثبت متقدمش نہ بر معدوم متاخرش پس بنا بر نفی شفاعۃ کہ نفی ترتب اثر متاخر از ثبوت ذہنی تواند شد تقدم مصداق ما ثبت ممنوع النفی ضروریست پس باقتضائے اصل مذکور مصداقش شفاعۃ محمد رسول اللہ تعالے صلعم است اولاً و شفاعۃ دیگران ثانیاً فکیف النفی عما ثبت ۔

ترجمہ یہاں تک کہ یہ عبارت فَيَشْفَعُ لِيَقْضِيَ بَيْنَ الْخَلَائِقِ یعنی پس آنحضرت صلعم شفاعت کرینگے تا آنکہ جاری کیجاویگی وہی شفاعت تمام مخلوق کے درمیان ۔ اور شفاء قاضی عیاض میں ہے اَلشَّفَاعَةُ الْكُبْرٰى لِلْخَلْقِ اَجْمَعِيْن یعنی شفاعت کبریٰ تمام خلق کیلئے ہے ۔ اور اقسام شفاعت میں ہے کہ ایک قسم شفاعت کی اسمیں سے تخفیف عذاب ہے اس شخص سے جو دوزخ میں ہمیشگی عذاب کا مستحق ہے ۔ جیسا ابوطالب کے حق میں حضور صلعم کے فرمانیکے سبب وَلَعَلَّهٗ يَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِي اور امید ہے کہ اسکو میری شفاعت نفع دے ۔ اور حضور صلعم کے اس فرمانیکے سبب وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی اگر میں نہ ہوتا البتہ وہ آگ کے اسفل درجہ میں ہوتا ۔ پس شفاعت کا صریح انکار شاہد ہے کہ منکر کے اتحاد تضمنی ظلیہ کا تحقق اور ثابت نہیں ہے ۔ پھر انجذاب کہ وہ اصل ہے ۔ اصل شفاعت کا یعنی جذب کا کیسے ہوگا یعنی انجذاب شفاعت کا اصل الاصل ہے اور جذب اصل شفاعت ہے ۔ یہ انجذاب بغیر تحقق اتحاد تضمنی ظلیہ کیسے ہوگا ۔ اب یہ حق کہنے والیکو حاصل ہے یعنی یہ کہ اس نے اعتقاد شفاعت کیا یا یہ کہ اسنے انکار شفاعت کیا ۔ قاعدہ سمجھنا چاہیے کہ نفی جاری ہوتی ہے ترتب اثر پر جو ثبوت ذہنی کا متاخر ہے وہ ثبوت ذہنی جو حاصل ہوتا ہے ما ثبت سے کہ اس سے متقدم ہے اپنے متاخر ترتب اثر کی تجویز کیلیے ۔ نہ نفی جاری ہوتی ہے اپنے متقدم ما ثبت پر نہ اپنے متاخر معدوم پر یعنی نفی جاری ہوتی ہے اس اثر پر جو ثبوت ذہنی کے پیچھے اسی ثبوت ذہنی سے مترتب ہوا ہے ۔ اور یہ ثبوت ذہنی ایک شئی ثابت سے حاصل ہوا ہے ۔ جو اس سے پہلے ہے ۔ اسی اثر مذکور ذہنی کے جائز کرنیکے لئے جو ثبوت ذہنی سے پیچھے مترتب ہوا ہے پس نفی اسی اثر پر جو ثبوت ذہنی سے پیچھے اسی سے مترتب ہوا ہے جاری ہوا کرتی ہے نہ اس شئے پر جو اس سے پہلے ثابت ہے نہ ایک شئی معدوم پر کہ اس اثر کے پیچھے ہے ۔ کہ ہنوز مترتب ہو کر وجود میں آئی ہے پس شفاعت کی نفی کہ یہ اسی ترتب اثر شفاعت کی نفی ہوسکتی ہے جو ثبوت شفاعت ذہنی سے متاخر ہے ۔ نہ اس شفاعت کی جو اس سے پہلے ثابت ہے لہذا التقدم مصداق ما ثبت یعنی وہ شئے جو پہلے ثابت ہو کر ثبوت ذہنی کا مصداق ہوئی اول محمد رسول خدا تعالی صلعم کی شفاعت ہے اور دوسروں کی شفاعت مصداق ثانی ہے پس کیونکر اس چیز کی نفی ہوسکتی ہے جو ثابت ہو چکی ہے ۔

تخفیف عذاب ایک قسم شفاعت ہے

بیان حقیقۃ نفی

حقیقۃ نفی شفاعت

اصل ۱۔ باید دانست کہ قرارِ نسب در حقائق ثابتہ است پس ازینجا ثبوت و سلب شفاعۃ پیدا است یعنی ثبوت شفاعۃ در ثبوت اتحاد تضمنی ظلیۃ باشد و سلب شفاعۃ در سلب اتحاد تضمنی ظلیۃ پس اذن مشیر است بہ تعظیم در ثبوت نسبۃ بشفیع بعد شفاعۃ کبری بجواز بالاختیار با ثبوت اتحاد التزامی بدلالۃ اختصاص اذن بر جواز بالاختیار ثبوت و سلب ش کما قال سبحانہ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ وَلَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِيْنَ ہر سہ امر و نہی صریحی ش مشیر تعظیم است ہر بسبب امتناع جواز بالاختیار و فقد بایستہ و قصد ناشایستہ۔ پس امر و نہی صریحی مخصوص حضرت نبی مختارِ معظم کہ خلاف تعظیم است بسبب امتناع جواز بالاختیار و طلب فاقدِ بایستہ مفقود الشبہ منع ثبوت متقدم نورِ اول و منع قصد ناشایستہ ممنوع الحصول در ظل موجودات ماؤل است بہ سبب خلاف تعظیم ثابت یا محول ہمچو متشابہ

بہ تیں خداوند بے نیاز

ترجمہ قاعدہ سمجھنا چاہیے کہ نسبتوں کا قرار حقائق ثابتہ میں ہے۔ یعنی ان حقیقتوں میں جو ثابت ہیں نسبتیں قرار پاتی ہیں پس یہیں سے شفاعت کا ثبوت اور سلب ظاہر ہے یعنی شفاعت کا ثبوت ظلیت کے تضمنی اتحاد کے ثابت ہونے میں ہے۔ اور شفاعت کا سلب ظلیت کی تضمنی اتحاد کے سلب کیجیتی میں ہو یعنی جہاں ظل اور ذی ظل میں اتحاد ظلیہ متضمن ہو کر ثابت ہوگا وہاں ثبوت شفاعت بھی ہوگا۔ اور جہاں یہ نہ ہوگا وہاں شفاعت سلب ہوگا پس اذن اشارہ کر رہا ہے تعظیم کیطرف کہ بعد شفاعت کبری نسبت شفاعت کی شفیع کیساتھ جو بطور تعظیم ثابت ہو اسکا جواز بالاختیار رہے جسمیں اتحاد تضمنی کا ثبوت بھی ہے اور سلب شفاعت میں بھی جواز بالاختیار ہے اور ثبوت ہو اتحاد التزامی کا کیونکہ ثبوت اور سلب کو بالاختیار جواز پر اذن کا اختصاص یعنی خاص ہونا دلالت کر رہا ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ توبہ ابتدا سے رکوع سات میں لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ یعنی تجنے کسلیے تھا انکو واسطے اذن دیا۔ وَلَا يَسْتَاذِنُكَ الَّذِيْنَ یعنی اور نہیں اذن مانگتے تجسے وے لوگ۔ اور امر و نہی مشیر تعظیم نہیں ہو سکتے کیونکہ جواز بالاختیار اور بائستہ کا مفقود ہونا اور ناشایستہ کا قصد اسمیں ممتنع ہے۔ اسلیے کہ امر بجز انقیاد و حکم اختیار مامور کو جائز نہیں رکھتا۔ اور شے مطلوب پر کہ مفقود ہو امر نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا قصد ناشایستہ کہ منہی عنہ ہی ممتنع ہے۔

پس امر و نہی صریحی کہ مخصوص حضرت نبی مختارِ معظم ہو جو خلاف تعظیم ہے بسبب منع ہونے جواز بالاختیار کا اور بسبب طلب فاقد بائستہ کے کہ مفقود الشبہ ہو نور اول سے ثبوتِ متقدم کے منع کے سبب اور بسبب منع قصد ناشایستہ کے کہ ظل موجودات میں ممنوع الحصول ہے۔ بسبب خلاف تعظیم کہ یہ ثابت ہے۔ ماؤل ہے یا متشابہات کیطرح محول ہے یعنی امر و نہی صریحی کہ حضرت نبی مختارِ معظم کے لیے مخصوص ہو خلاف تعظیم ہونیکے سبب اسکا خلاف تعظیم ہونا ثابت ہے ماؤل ہے یعنی تاویل کیجاویگی یا متشابہات کی مانند محول ہوگی یعنی جیسے آیات متشابہات کی تاویل علم الٰہی پر محول ہے اسیطرح اسکی تاویل بھی علم الٰہی کے سپرد کیجاویگی

قدر بخش بنا بر حفظ مراتب تعظیم نہی وامر را بتاویل دیگر فرمود یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ج
وقد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم الایۃ و تاویل امر و نہی کہ نسبت بحضرت نبی مختار معظم صلعم است در جایش
مذکور خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ ازین پس سخن است بتمسک نصوص مبارک در سورۂ بقر قال اللہ
تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ ط
والکافرون ہم الظالمون ۔ ترجمہ ای کسانیکہ ایمان آوردید بذل کنید برائے رضای حق تعالیٰ
از انچہ بخشیدیم از بخشیدن عام شما پیش از آمدن روزیکہ نہ فروخت است دران نہ خرید نہ دوستی
کہ حمایت متوقع شد نہ خواستن چیزے برائے کسے و حال اینکہ کافران ہمانند از حد بیرون روندگان
بعدم قبول امر باید دانست این غایت عتاب و اعراض است کہ سخن تنبیہ با کافران کہ مورد عتاب ہستند

ترجمہ کیونکہ ایں امر و نہی مخصوص حضرت نبی مختار معظم کا خلاف تعظیم ہونا اس سبب سے ہو کہ امر و نہی جوانب بالاختیار کو مامور و منہی کیلئے منع کرتا ہو بلکہ بجز تعمیل و انقیاد اختیار کو جائز نہیں رکھتا حالانکہ اختیار نبی مختار ثابت ہو لہذا امر و نہی اس معظم کے خلاف شان و تعظیم ہو۔ اور اسلئے خلاف تعظیم ہو کہ امر میں فاقد بایستہ کی طلب جو مفقود و الشبہ ہو ممتنع ہو۔ بسبب منع ثبوت متقدم کے نور اول سے یعنی اسمیں ایک گم شدہ لائق و بایستہ شے کی طلب ممنوع ہو جسکی شبہ نور اول سے ثبوت متقدم منع ہونیکے سبب مفقود ہو۔ کیونکہ جس بایستہ کی طلب ہو وہ گم ہو جیسا نور اول کا اسکو لئے ثبوت متقدم ہونا منع ہے اور جسکا ثبوت متقدم نہیں اسکی شبہ مفقود ہوگی پس آپ سے ایسی فاقد بایستہ کی طلب آپکی شان و تعظیم کے خلاف ہو۔ اور اسلئے خلاف تعظیم ہے کہ نہی میں ناشایستہ قصد کی ممانعت ہو جسکا محل موجودات میں ہونا ممنوع ہے کیونکہ آپ سراسر ظل موجودات ہیں کہ محل ناشایستہ ہو نہیں سکتے۔ لہذا قصد ناشایستہ آپسے ممنوع اور اسکی ممانعت آپ کیلئے خلاف تعظیم و شان ہو۔ دیکھو کہ خداوند بے نیاز قدر بخش نے آپکی تعظیم کے حفظ مراتب کے سبب نہی و امر کو دوسری تاویل میں فرمایا ہے کہ سورۂ تحریم کے شروع میں ہے کریمہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ج وقد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم الایۃ یعنی اسے نبی آپ کیوں حرام کریں جو خدا نے آپکو حلال کر دیا اور خدا نے تمہارے لئے مقرر کر دیا تمہاری قسموں کا کھولڈالنا اور امر و نہی کی تاویل کہ نسبت حضرت نبی مختار معظم صلعم کے ہے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جگہ پر مذکور ہوگی اسکے بعد گفتگو ہے اثبات شفاعت میں دلائل نصوص مبارک سے تمسک کر کے جیسا سورۂ بقر کے چونتیسویں رکوع میں فرمایا خدا تعالیٰ نے یا ایہا الذین امنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ ط والکافرون ہم الظالمون یعنی اے ایمان والو خرچ کرو خدا کی خوشنودی کیواسطے اس چیز سے جو ہمنے تمکو بطور بخشش کی اس عام بخشش سے پہلے اسدن کے آنے سے جسمیں نہ خرید ہے نہ وہاں فروخت ہے کوئی دوست جس سے حمایت کی امید ہو نہ کسی چیز کا کسی کے واسطے وہاں طلب کرنا ہے۔

اور حال یہ ہے کہ کافر وہی ہیں جو حکم کے نماننے کے سبب حد سے باہر نکل گئے ہیں۔ سمجھنا چاہئے کہ آیت کریمہ مذکورہ میں یہ انتہا کا عتاب و اعراض ہے کہ کلام تنبیہ خاص کر کافروں کے ساتھ ہو جو مورد عتاب ہیں فرمایا گیا۔

شفاعۃ کا ثبوت نصوص مبارک سے نکلتا ہے

تفسیر کریمہ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا الخ

خصوصاً نش تمیز است از سخن تنبیه ھ در پرده سخن تنبیه با مومنان که مورد الطاف هستند عموماً

نش تمیز است از سخن تنبیه ھ در اشتراک امر نش ای انفقوا پس مضاف و مضاف الیه متعلق

عموماً ھ فرموده شد و این انفاق عام است از انواع بخشیده با نحاء رضاء بدلالة النص و خاص

است از جان بجهة ایمان که درینجا مقصود است باقتضاء النص نش ورنه نفی وسائل رستگاری

که لازم بکفر است راست نیاید ھ و نفی وسائل رستگاری یعنی بیع و خُلّة و شفاعة از کفار ظلام

بعدم قبول امر ایمان که درین خطاب مخصوص کرده شد نه از مومنان زیرا که بیع و خلّة و شفاعة از

مومن برائے مومن ثابت است که مصداق متقدم همین است مر ثبوت ذهنی را که نفی کرده شد

مرتب اثر متاخر نش نسبة بکفار از مزعومات شان نه غیر نش ای نه غیر بیع و خلة و شفاعة که از

مومن برائے مومن ثابت است ھ خلاصه ارشاد حضرت صلعم این است که الله سبحانه ازلاف جنة کرده

فرماید بخری این بعوض حقی که بر فلاں واری پس بخرد و فرمود سبحانه اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ

ترجمہ: فرمایا گیا ایسے کلام کے پردہ میں مومنین کے نسبت جو مورد الطاف ہیں تنبیہ کے طور پر عام کرکے اشتراک

امر میں ہے یعنی امر انفقوا عام ہے کہ مومن و کافر سب کو شامل ہے۔ اس امر مشترک کو در پردہ مومنین کی نسبت

جو مورد الطاف ہیں عام تنبیہ کے طور پر ذکر کرکے بعد میں خاص کافروں کی نسبت جو مورد عتاب ہیں تنبیہ کے طور پر

فرمایا کہ یہ انتہا کا عتاب و اعراض ہے۔ اور یہ انفاق یعنی خرچ کرنا دلالت نص کے اعتبار سے عام ہے بخشش

ہر قسم کی انواع میں سے اونکا جو رضا کی اقسام کے موافق ہوں اور باعتبار اقتضائے نص کے یہ انفاق خاص ہے۔

جان کا محبت سے از روئے ایمان کے کہ یہاں مقصود ہے ورنہ رستگاری کے وسائل کی نفی جو کفر کو لازم ہے راست

نہ آئیگی۔ اور وسائل رستگاری کی نفی یعنی بیع اور خلّت اور شفاعت کفار ظلام سے کیگئی ہے بسبب عدم قبول امر

ایمان کے کہ وے اس خطاب میں مخصوص ہیں۔ نہ مومنین سے وسائل رستگاری کی نفی ہے۔ کیونکہ بیع اور خلّت

اور شفاعت مومن سے مومن کے واسطے ثابت ہے کہ یہی مصداق متقدم ہے اس ثبوت ذہنی خاص کا

جس کے ترتب اثر متاخر کی کفار کی نسبت ان کے مزعومات سے نفی کیگئی ہے نہ غیر یعنی غیر اس بیع اور خلّت

اور شفاعت کا جو مومن سے مومن کے واسطے ثابت ہے مصداق متقدم نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ بیع کی نسبت خلاصہ

ارشاد حضرت صلعم یہ ہے کہ خدائے سبحانہ ازلاف جنت کرکے یعنی جنت کو قریب لاکر فرمائیگا کہ بعوض اس حق

کے کہ فلان پر تو رکھتا ہے۔ اس جنت کو خرید لے پس وہ خریدے گا۔ اور خلّت کی نسبت فرمایا حق سبحانہ

نے سورۂ زخرف رکوع چار میں۔ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝

ترجمہ این دوستان با ہمہ آنروز بیکدگر دشمن باشند مگر دشمن نباشند پرہیزگاران
این استثنا بمفید حصر در جملہ مستثنیٰ است و برائے ثبوت ذہنی کہ نفی ترتب اثر متاخر ش
کردہ شدہ در جملہ مستثنیٰ منہ مصداق متقدم در جملہ مستثنیٰ منہ است ازینجا کہ خلۃ ایشان لوجہ اللہ
تعالیٰ از تقویٰ است دایم البقا است و نتیجہ خلۃ آنروز حمایت شفاعۃ است و بس ورنہ
نتیجہ خلۃ در آن روز دیگر چہ باشد ورنہ نفی خلۃ در انروز از بہر چہ پس شفاعۃ انبیاء اللہ تعالیٰ
و اولیاءہ تعالیٰ کہ متقیانند علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے مخلصین بدلالۃ بالاشارت
التزاماً ثابت است و فرمود سبحانہٗ لایملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وہم یعلمون
ترجمہ باختیار ندارند آنانکہ پرستند بعضے را کہ سوائے خدائے عزوجل است شفاعۃ را
مگر باختیار دارد آنکہ شہادت داد بحق لے انچہ حق است و آن پرستندگان دانند کہ شفاعۃ
باختیار جز شاہد بحق نیست بجز صادق یا خواہند دانست بروز قیامۃ ازین کریمہ شفاعۃ بالاختیار
از انکہ مومن بحق است عموماً از انبیاء و اولیاء و غیرہما علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ثابت است

ترجمہ یعنی یہ دوست یا سب اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔ مگر پرہیزگار کہ وے آپس میں دشمن نہونگے۔ یہ استثنا مفید
حصر ہے جملہ مستثنیٰ میں کہ وہ بعد الّا کے ہے۔ اور یہی اس ثبوت ذہنی کیواسطے جسکے ترتب اثر متاخر کی جملہ مستثنیٰ میں نفی کی
گئی مصداق متقدم ہے جملہ مستثنیٰ منہ میں۔ چونکہ انکی خلّت لوجہ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے سبب ہمیشہ باقی رہنے والی
ہے۔ اور اس روز خلّت کا نتیجہ شفاعت کر کے حمایت کرنا ہے اور بس۔ ورنہ خلّت کا نتیجہ اسدن اور کیا ہوگا۔ اور
نہیں تو خلّت کی نفی اسدن میں کس سبب سے ہے پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
کی شفاعت کہ یہ سب متقی ہیں دلالت بالاشارت سے مخلصین کیواسطے التزاماً ثابت ہے۔ اور شفاعت کی نسبت فرمایا
حق سبحانہ نے سورۂ زخرف کے رکوع سات میں لَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ
شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ یعنی وہ لوگ جو سوائے خدائے عزوجل کے بعض کو پوجتے ہیں شفاعت
کو اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ مگر اختیار میں رکھتا ہے وہ جس نے حق کے ساتھ شہادت دی۔ یعنی گواہی دی
اس چیز کی کہ وہ حق ہے۔ اور وے پوجنے والے جانتے ہیں کہ شفاعت اختیاری جز شاہد بحق
کے نہیں ہے بجز صادق کے۔ یعنی اسی کو حاصل ہے جو حق کا شاہد یعنی گواہ ہے۔ اور سمجھ لیے
یا جان لیں گے قیامت کے دن۔

اس ایت کریمہ سے شفاعت بالاختیار چونکہ مومن بحق سے بطور عام ہے لہذا انبیاء و اولیاء
وغیرہما علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے شفاعت اختیاری ثابت ہے۔

تفسیر بیان القرآن
پچیسواں پارہ

بنا بر عموم مَنْ شَہِدَ بِالْحَقِّ نہ از غیر شاہد بحق ست تنبیہ ازینجا است کہ فرق متخاصمین از روافض و خوارج و معتزلین و غیرہم شفاعۃ نتوانند کرد بنا بر عدم شہادت بحق ہم و فرمود سبحانہ لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ ترجمہ شفاعۃ نکنند کسے را مگر شفاعۃ کنند برائے آنکہ صاحب رضا است و حال شان این است کہ بہ ترس خود از ہیبت عظمۃ خدائے عزوجل از شفاعۃ غیر مرتضی ترسندگانند۔ ازین آیہ کریمہ واضح میشود کہ برائے مرتضی شفاعۃ نجات درکات و رفع درجات ہست بنا بر تفاوت مراتب ارتضا نہ برائے غیر مرتضی و نیز اختیار شفاعۃ و فرمود سبحانہ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ ترجمہ باختیار ندارند خواستن کسے را مگر باختیار داد کسیکہ استوار گرفت از رحمۃ کنندہ عالم پیمان باید دانست کہ رجوع ضمیر لا یملکون بمفاعیل اتخذ و امرجع ضمیر یملکوا کہ در کریمہ

عموم مَنْ شَہِدَ بِالْحَقِّ کی بنا پر نہ غیر شاہد بحق سے

تنبیہ

یہاں سے ثابت ہو گیا کہ خصومتی فرقے روافض اور خوارج اور معتزلہ و غیرہم کے بسبب شہادت بحق نہ ہونیکے شفاعت نکر سکینگے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ انبیاء کے دوسرے رکوع میں لَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ یعنی کسی کی شفاعت نہیں کرسکتے ہیں اور نہ کرینگے مگر انکیلئے شفاعت کرتے ہیں اور کرینگے جو صاحب رضا ہے اور انکا حال یہ ہے کہ وے اپنے خوف کے سبب جو خدائے عزوجل کی عظمت کی ہیبت سے حاصل ہے غیر مرتضی کی شفاعت سے ڈرنیوالے ہیں یعنی ایسے شخص کی جو خدا کا پسندیدہ نہیں سفارش کرنیکے سبب اپنے خوف کے کہ ہیبت عظمت خدا کا انپر چھایا ہوا ہے وے ڈرتے ہیں اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرتضی کیواسطے نجات درکات و بلندی درجات کی شفاعت ہو سکے مراتب پسندیدگی کی تفاوت کی بنا پر نہ غیر مرتضی کیواسطے۔ اور یہ کہ اختیار شفاعت ہو مرتضی کیلئے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ مریم کے رکوع چھٹے میں لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ یعنی وے کسیکیلئے مانگنے کا اختیار نہیں رکھتے مگر وہ شخص اختیار رکھتا ہے جسنے عالم کی رحمت کرنیوالے سے پیمان کی مضبوطی حاصل کر لی۔ یہاں سمجھنا چاہیئے کہ لا یملکون کی ضمیر کا رجوع اتخذوا کے مفعولوں کی طرف ہے جو یکونوا کی ضمیر کا مرجع ہیں کہ وے اس آیۃ میں جو آیت شفاعۃ کے کچھ پہلے ہے مذکور ہیں کہ مجموعہ آیات مذکورہ سورۂ مریم کے رکوع پانچویں و چھٹے میں اسطرح مسطور ہے

واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لیکونوا لھم عزاً الآیہ مذکور است مستثنیٰ منہ
منفی الشفاعۃ موافق انتظام ومرام نظم از روئے استیناف برائے اثبات
وتحصیر مدعا بانقطاع مستثنیٰ است یا فاعلش ش اے لایملکون ھم غیر متخذ العہد
است بدلالۃ استثنا ومن مرفوع بر فاعلیۃ است نہ منصوب بر قیام مقام
مفعول مضاف من اعنی شفاعۃ چہ درینصورت عموم فاعل در مستثنیٰ اعنی
یملک بنوعی متعارض خواہد شد مر ثابت را اعنی لایملک الذین یدعون من دونہ
الشفاعۃ الآیہ ونیز خصوص محل مقتضی خصوص فاعل است واتخاذ ممنوع الجواز است
وباختیار ومضاف الیہ لازم عہد متوسع بحذف است۔

واتخذوا من دون اللہ آلھۃ لیکونوا لھم عزاً ۝ کلا سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم
ضداً ۝ الم تر انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین تؤزھم ازاً ۝ فلا تعجل علیھم انما نعد لھم
عداً ۝ یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفداً ۝ ونسوق المجرمین الی جھنم ورداً ۝ لا یملکون الشفاعۃ
الا من اتخذ عند الرحمن عھداً ۝ یعنی اور انہوں نے اللہ کے سوا بہت سے خدا بنا رکھے ہیں
تاکہ انکے لئے ڈھال بنجائیں۔ ہرگز نہیں۔ وے منکر ہو جاوینگے انکی بندگی سے اور انکے مخالف و
ضد بنجاوینگے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہمنے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر کہ اچھالتے ہیں انکو اوبہار
کر سو تو جلدی نہ کر انپر ہمیں تو انکی گنتی پوری کرنی ہے اس دن پرہیزگاروں کو ہم رحمن کے پاس
اکٹھا کر لاوینگے مہمان بلائے۔ اور ہانک لیجاوینگے گنہگاروں کو دوزخ کیطرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے ہیں سفارش
کا مگر وہ جسنے عالم کی حرمت کرلیا لیسے بہانکی مضبوطی حاصل کرلی ہیں آیۃ آخر شفاعت ہیں لایملکون کی ضمیر مرفوع جمع جاکا عائد
آیت ماسبق اول ہیں اتخذوا کے مفعولوں کیطرف کہ وہ الھۃ باطلہ ہیں جمع رہا ہو اور وہی لیکونوا کی ضمیر کا مرجع ہیں مستثنیٰ منہ
منفی الشفاعۃ ہے کیونکہ لایملکون سے باطل خداؤں کی نفی کردیگئی ہے یہ جوع ضمیر مستثنیٰ منہ لیسے ڈھنگ بطور استیناف یعنی نیا جملہ
بنکر انتظام پایا ہے کہ اسکا مقصود نظم مستثنیٰ کے انقطاع یعنی منقطع ہونیکے ساتھ مدعا کے ثابت اور حصر کرنیکے لئے ہے یعنی یہ جملہ استثنا کہ یہ شفاعت ہیں
لایملکون کی ضمیر مرفوع کا مرجع باطل خداؤں کیطرف ہے مقصود نظم کے موافق الٹے ڈھنگ نیا جملہ بنکر مذکور ہے کہ جس میں مستثنیٰ منہ الصالحین کی نفی
شفاعت کردیگئی اور مستثنیٰ متخذ العہد کو منقطع کرکے مدعائی شفاعت کا ثبوت وحصر کردیا گیا۔ یا فاعل لایملکون کا غیر متخذ العہد ہیں یعنی جھوٹے اور
بہتان کی مضبوطی حاصل نہیں کی اسپر استثنا کی دلالت ہو رہی ہے [illegible]
جمع اسی میں کا مضاف ہے کیونکہ اس صورت میں فاعل کا عموم جو مستثنیٰ یعنی یملک میں ہے بسبب فاعل ہونیکے ایک طرح سے متناقض ہو جائیگا ثابت خاص کا یعنی لایملک الذین
یدعون من دونہ الشفاعۃ الآیۃ کہ جس میں عدم اختیار شفاعت خاص غیر خدا کے پوجنے والوں کیلئے ثابت ہے اور خصوص محل ہی خصوص فاعل کا مقتضی
پس من باعتبار محل خاص ہونیکے جو فاعل [illegible] کی خاص ہونیکو چاہتا ہے فاعل مخصوص [illegible]
[illegible]

تحقیق لفظ اتخذ و العہد [illegible]

پس تو اند کہ عہد آمرزش تام وشفاعۃ عام از رحمن باشد بمقتضائے خصوص محل کما
قال سبحانہ ولسوف یعطیک ربک فترضی الآیہ بتوسع معطی وعسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً
محموداً الآیہ و درینصورت صلہ عند بجائے من مشیر نگاہداشت عہد است بخلاف من و
ش کہ مشیر نگاہداشت عہد نیست ھ کما قال سبحانہ قل اتخذتم عند اللہ عہداً فلن
یخلف اللہ عہدہٗ الآیہ وقال سبحانہ ام اتخذ عند الرحمٰن عہداً الآیہ ش ای لم یتخذ
من الرحمن عہداً یحفظ توفیتہ ھ پس مصداق متخذ العہد کہ متحقق الوقوع بفعل ماضی است جز
محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم کہ شفیع ومشفع اول است نتواند شد ش چنانکہ فرمود صلعم انا اول
من تنشق عنہ الارض واوّل شافع واوّل مشفع ھ و تواند شد کہ عہد بایمان وانقیاد خود نزد رحمٰن
گرفت ش ای اختیار کرد ھ پس متخذ العہد من شہد بالحق است عموماً ولیکن محقق
الوقوع وموکد نتواند شد

پس ہو سکتا ہے کہ عہد آمرزش تام وشفاعت عام یعنی پوری بخشش اور عام شفاعت کا اقرار رحمن سے خصوص
محل کی خواہش کے موافق ہوئے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے معطی یعنی بخشایش کی توسع کی نسبت سورہ والضحیٰ میں ولسوف
یعطیک ربک فترضی الآیہ اور عنقریب آپکو آپکا رب بخشش کریگا پس آپ راضی ہوجاوےگے اور سورہ بنی اسرائیل کے
رکوع ۹ میں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً الآیہ یعنی عنقریب آپکا رب مقام محمود پر اٹھاویگا۔ اس صورت میں صلہ عند
کا جو من کی جگہہ آیا ہے عہد کی نگارداشت کا اشارہ کر رہا ہے بخلاف من کے کہ یہ عہد کی نگاہداشت کا مشیر نہیں ہو جیسا
فرمایا حق سبحانہ نے قل اتخذتم عند اللہ عہداً فلن یخلف اللہ عہدہٗ الآیہ سورہ بقر کے رکوع ۹ میں یعنی آپ کہئے کہ کیا تم نے
اللہ سے کوئی پیمان کی مضبوطی حاصل کرلی ہے کہ اللہ ہرگز اپنے اُس پیمان کے خلاف نہ کریگا۔ اور فرمایا حق سبحانہ
نے سورہ مریم کے رکوع پانچ میں ام اتخذ عند الرحمن عہداً الآیہ ای لم یتخذ من الرحمن عہداً یحفظ توفیتہ
یعنی کیا اوسنے عالم کے رحمت کرنیوالے سے پیمان کی مضبوطی حاصل کرلی ہی یعنی رحمن سے مضبوطی پیمان کی نہیں حاصل کی
ایسا پیمان جس کے پورا کرنیکی حفاظت کیجاوے نتیجہ۔ پس مصداق متخذ العہد یعنی جسپر پیمان لینے والا ہو سکا
صادق آوے حالانکہ اِس پیمان کا واقع ہونا فعل ماضی کے سبب متحقق ہے سوائے محمد رسول اللہ تعالیٰ
صلعم کہ اول شفیع اور مشفع ہیں دوسرا کوئی مصداق نہیں بن سکتا جیسا خود حضور صلعم نے فرمایا انا اول من تنشق
عنہ الارض واول شافع واول مشفع یعنی میں ہی اول وہ شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی یعنی دن قیامت
کے سب سے پہلے قبر میں نکلونگا۔ اور اول شفاعت کرنیوالا اور اول شفاعت کرانیوالا ہوں۔ اور ہو سکتا ہے
کہ پیمان اپنے ایمان اور تابعداری کا رحمن کے نزدیک لیلیا یعنی اختیار کیا پس متخذ العہد یعنی پیمان اختیار کرنیوالا عام طور پر

وجہ وقف لازم

وہ شخص ہی جسنے حق پر گواہی دی ولیکن بمقامی ایمان اور انقیاد کے قطعی ہونیکے سبب پیمان محقق الوقوع اور موکد نہیں ہو سکتا

بسبب ظنینہ بقاے ایمان وانقیا دپس بخصوص اشارت محلی بزمان نبوت وتحقق و قوع

واولویۃ بالاولیۃ مصداقش محمد رسول اللہ تعالے صلعم توانند شد نہ غیرش صلعم و ردش

مبطل وعدۂ رحمٰن و دعوای شفیع ومشفع اول خواہد شد نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسانی ونہ

شفاعۃ مصداق خاص ش اے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم ھ منافی شفاعۃ مصداق عام

ش اے مَن شہد بالحق ھ نیست ومفہوم کریمہ موکد است بوقف لازم تنبیہ ارجاع

ضمیر لا یملکون بسوئے متقین ومجرمین یا بیکی ازینہا کہ درکریمہ یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن

وفداً ونسوق المجرمین الی جہنم ورداً مذکورند نتوانند شد چہ درصورت انقطاع مستثنیٰ

ش اے مَنِ اتخذ الخ ھ من جہتین .... ش یعنی جہۃ متقین وجہۃ مجرمین ھ جہۃ

ثالث نیست و درصورت انصال ش مستثنیٰ ای من اتخذ الخ ھ من جہتین اجتماع

ضدین در ذات واحد ممنوع است

پس زمانہ نبوت کے ساتھ اشارت محلی کے خاص ہونے اور عہد کے واقعی واقع ہونے اور

اول ہونیوالی ہونیکے سبب متخذ العہد کا مصداق محمد رسول اللہ خدائے برتر صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوسکتے

ہیں نہ آپکا غیر۔ اور اس دعوی کار دوعدۂ رحمٰن اور شفیع ومشفع کے دعوے کو باطل کرنیوالا ہوگا

خدائے برتر ہمیں ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے بچاوے اور ایسی تک مصداق خاص یعنی محمد رسول

خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت من شہد بالحق کی شفاعت کی کہ مصداق عام ہے یعنی

اُسکی جس نے حق پر گواہی دی۔ نفی نہیں کرتی ہے۔ اور آیت کریمہ کا مفہوم وقف لازم کے سبب

موکد ہوگیا ہے جس کیطرف حرف میم اشارہ کر رہا ہے جو آخر میں ہے تنبیہ اور لا یملکون کی ضمیر کا ارجاع

یعنی رجوع کرنا متقین اور مجرمین کیطرف یا انمیں سے کسی ایک کی طرف نہیں ہوسکتا کہ یہ دونو اس آیت کریمہ میں جو

سورۂ مریم کے رکوع چھٹے میں ہے مذکور ہیں۔ اور یہ کریمہ اس کریمہ سے جسکی تفسیر ہو رہی ہے پہلے آئی ہے اور یہ ہے

یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفداً ونسوق المجرمین الی جہنم ورداً کہ مجموعۂ آیات میں ابھی ہم اسکو لکھ آئے ہیں

جس کا ترجمہ یہ ہے یعنی جسدن ہم اکٹھا کرلائینگے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بلاکر۔ اور گنہگاروں کو دوزخ کیطرف پیاسے

ہانک لیجاوینگے۔ اور یہ اسلیے ضمیر مذکور کا مرجع نہیں ہوسکتے کہ مستثنیٰ یعنی من اتخذ الخ کی دونوں جہتیں یعنی متقین اور مجرمین سے انقطاع

یعنی جدا ہونیکی صورتمیں کوئی تیسری جہت نہیں ہے اور اس مستثنیٰ یعنی من اتخذ الخ کے دونو جہت مذکور سے اتصال کیصورت میں اجتماع ضدین

ایک ہی ذات میں ہوتا ہے جو ممنوع ہے پس خواہ مستثنیٰ منقطع ہو یا متصل لا یملکون کی ضمیر کا مرجع متقین اور مجرمین نہیں ہوسکتے

کیونکہ درصورت انقطاع جہت ثالث پائے نہیں جاتے اور درصورت اتصال اجتماع ضدین ایک ہی ذات میں ممنوع ہے

وقف لازم

مرحوم

و در صورت اتصال **ش** مستثنیٰ ای من اتخذ الخ **ھ** از متقین تعارض مستثنیٰ منہ **ش** ای لا یملکون الخ **ھ** ثبات مذکور اعنی من شھد بالحق است و نیز اہمالی با ثبات از منفی بہ باشتراک مستثنیٰ بالمستثنیٰ منہ در اتخاذ عہد عام **ش** ای شامل مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ **ھ** بہ شہادت بحق و در صورت انقطاع از متقین ناچار سخن در عہد خاص **ش** ای غیر شامل مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ **ھ** رود و مستثنیٰ منہ معارض گردد ھر ثابت مذکور را و در صورت اتصال مجرمین تعارض مستثنیٰ است ثبات اعنی لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ و نیز اہمالی با ثبات از منفی بہ باشتراک مستثنیٰ بالمستثنیٰ منہ در انعدام عہد عام بشہادت **ش** مربوط عہدھم بحق ناچار سخن در عہد خاص رود و مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ معارض گردد ھر ثابت مذکور **ش** ای لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ **ھ** را و در صورت انقطاع از مجرمین موافق مدعای سابق است **ش** اعنی رجوعِ ضمیر لا یملکون بمفاعیل اتخذوا یا فاعلش غیر متخذ العھد

ترجمہ اور پھر اسی مستثنیٰ مذکور من اتخذ الخ کے فقط متقین سے اتصال کی صورت میں اسکے مستثنیٰ منہ یعنی لا یملکون الخ کا ثابت مذکور یعنی شہد بالحق کے ساتھ تعارض ہوا اور اس منفی بہ متقین سے اثبات میں اہمال ہی پورا ہے اسلئے کہ عہد عام کے اختیار کرنیمیں جو مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوںکو شہادت بحق کے سبب شامل ہو دونوں مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کا اس میں اشتراک ہے کیونکہ عہد عام اقرار ایمان و انقیاد ہی کہ یہی شہادت بحق ہے یہ مستثنیٰ منہ متقین اور مستثنیٰ متخذ العہد دونوںکو شامل و مشترک ہو اور شاہد بحق کیلئے بفحوائے کریمہ شفاعت اختیاری ثابت ہے پس اس شفاعۃ کی نفی متقین سے کیسے ہو سکیگی بلکہ اس نفی کا ثابت مذکور کیساتھ تعارض ہوگا اور اسی منفی بہ شفاعت متقین سے متخذ العہد کی نسبت شفاعت اختیار کا ثابت کرنا بسبب اشتراک مذکور کہ شہادت بحق میں دونوں شامل ہیں بالکل مہمل ہوگا۔ اور پھر متقین ہی اسی مستثنیٰ کے انقطاع کیصورت میں کلام ناچار عہد خاص میں کہ وہ عہد مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوںکو شامل نہوگا جاری ہوگا۔ اور مستثنیٰ منہ لا یملکون الخ ثابت مذکور من شہد بالحق کا خاص معارض ہوجائیگا۔ اور مجرمین سے اتصال کیصورت میں مستثنیٰ من اتخذ الخ کا ثابت یعنی لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ کے ساتھ تعارض ہے۔ اور منفی بہ سے ثابت کرنیمیں بھی پورا اہمال ہے کیونکہ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ کیساتھ اب اس عہد عام کے معدوم ہونیمیں جو شہادت بحق کے سبب سے دونوںکے شامل تھا اشتراک ہوگا ناچار کلام عہد خاص میں کہ وہ مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوںکو شامل نہو جاری ہوگا۔ اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ دونوں خاص اس ثابت مذکور یعنی لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ کے معارض ہوجائینگے اور اسی مجرمین سے مستثنیٰ من اتخذ الخ انقطاع کیصورت میں مدعائے سابق کے موافق ہے یعنی ضمیر لا یملکون کا رجوع اتخذوا کے مفعولوں کی طرف ہے یا اس کا فاعل غیر متخذ العہد ہے جو پیمان و اقرار کے مضبوطی حاصل کرنے والا نہیں ہے۔

استثناء منقطع میں صورت انقطاع متقین فقط

ایضاً صورت انقطاع و اتصال مجرمین فقط

ھ وہم دلیلی بر تفرد جہتی از جہتین نیست انتہیٰ ونیز باید دانست این جملہائے مستثنیٰ شں در کریمہ لایملک الخ ولایشفعون الخ ھ بافادت اثبات حصر مصداق متقدم است مر ثبوت ذہنی را کہ نفی کردہ شد ترتب اثر متاخر ش از مزعومات آنکہ صاحب رضا نیند در جملہ مستثنیٰ منہ نہ غیرش شں ای مستثنیٰ ھم وشفاعۃ بالاختیار مخصوص است زماناً ومشفوعاً ومشفوعاً لہ بخصوص محل باشارت نظم وعام است زماناً مشفوعاً ومشفوعاً لہ باشارت دلالۃ مضارع وجنسیۃ شفاعۃ وحذف مشفوع ومشفوع لہ نیز اشارت میکند برین خصوص وَالْکَافِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اور دونوں جہتوں متقین وتجردین سے کسی جہت کے تفرد وتنہا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے انتہی یعنی کلام بحث رجوع میں تمام ہوا۔

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ یہ سب جملے مستثنیٰ جو ان آیات کریمہ لا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق الخ اور لا یشفعون الا لمن ارتضی الخ اور لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ الخ میں حصر کے بطور پر اثبات کا فائدہ دے رہے ہیں کہ اول میں من شھد بالحق یعنی شاہد حق کی شفاعت کا بطور حصر اثبات ہے اور دوسرے من ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون یعنی اصحاب رضا و پسندیدگان خدا کہ وے اپنے خدا کی ہیبت سے ترساں ہیں اونکی شفاعت کا اثبات بطور حصر ہے اور سوم میں من اتخذ عند الرحمٰن عہدا یعنی متخذ العہد کی جسنے رحمٰن سے مضبوط اقرار حاصل کرلیا ہے شفاعت بطور حصر ثابت ہو رہی ہے یہی سب جملے اوس ذہنی خاص کے مصداق متقدم ہیں جسکے ترتب اثر متاخر کی جملہ مستثنیٰ منہ میں نفی کیگئی ہے کہ یہ ترتب اثر متاخر ذہنی ان لوگوں کے مزعومات اور گمان میں جو صاحب رضا نہیں ہیں نہ ان جملوں مستثنیٰ کے سوا کوئی غیر مصداق متقدم ہے یعنی ثبوت ذہنی خاص کا مصداق متقدم بجز ان جملوں مستثنیٰ کے کوئی غیر نہیں ہے اور شفاعت بالاختیار اشارت نظم سے خصوص محل کی سبب از روئے زمانہ واز روئے مشفوع ومشفوع لہ مخصوص ہے یعنی یہ شفاعت جو بالاختیار ہے اسکے محل خاص ہونے کے سبب جسپر نظم عبارت سے اشارت ہو رہی ہے زمانہ خاص کیلئے ہے اور مشفوع اور مشفوع لہ مخصوص کے واسطے ہے یعنی جسکی شفاعت ہو اور جسکے لئے شفاعت ہو وے سب خاص ہیں اور فعل مضارع کہ زمانہ استمرار کو مفید ہے اور جنسیت شفاعت کا اسم جنس ہونا عموم کا مقتضی ہے اور مشفوع اور مشفوع لہ کا حذف کا توسع کا مشیر ہے انکی دلالت از روئے زمانہ اور مشفوع اور مشفوع لہ کے مشیر عام ہے یعنی یہ دلالتیں زمانہ کے اور مشفوع اور مشفوع لہ کے عام ہونیکے لئے عام شفاعت اختیاری کیطرف اشارہ کر رہی ہیں کہ انکو اختیار ہے کہ جب چاہیں ان میں ہر ایک ہر زمانہ میں ہر چیز کے لئے جسکا وہ اہل ہے ہر شخص کیواسطے شفاعت کرسکتا ہے اور اس خصوص پر والکافرون ھم الظالمون بھی اشارہ کرتا ہے

بیان حصر اثبات مستثنیٰ کا ہر سہ آیات میں

ونیز شانِ نزول این کریمہ کہ اشارت بران دارد پس خطبہ جلالت وعظمت است متضمن مراتب کمالِ الوہیت واستغنا وقیومیت و تقدیس و شفاعت حبیب خود تعالی صلعم کہ کفار باینہمہ کافر بودند بر تنبیہ اینکہ سزاوار بندگی کردہ شدن جز او نیست سبحانہ وبس وشفیع حبیب اوست تعالی صلعم قال اللہ تعالی اللہ لا الہ الا ھو ج الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ط ترجمہ ہست اللہ کہ نیست معبودی کامل مگر او کہ زندہ وقائم بذاتہ است ہرگز نمیگیرد او را غنودگی و خواب باید دانست کفایت کرد در اثبات صفات ثبوتیہ بصفۃ الحی القیوم کہ ام صفات حقیقیہ وفعلیہ اند و در نفی سلبیہ بصفۃ سنۃ ونوم کہ ام صفات سلبیہ اند در اثبات نعوت خطبہ جلالت بنا بر دلالت بذکر مربوبات ابتدا نمودہ قال لہ ما فی السموات وما فی الارض ط ترجمہ خاص است برائے او آنچہ در آسمانہا و زمینہا است بحذف تمیز بنا بر توسع بانچہ مناسب شان اوست تعالی شانہ پس ذکر مربوب اول کہ مرکز مربوبات است بر نہج تخصیص و تخصیص المقام بفوائد تعظیم وشفاعۃ استینافاً فرمود یا عطفاً بر جملہ قال

اور اس آیت کریمہ کا شان نزول بھی جسپر یہ کریمہ اشارت رکھتی ہے اسی خصوص کا مشیر ہے۔ اب اسکے بعد جلالت وعظمت والا خطبہ ہے جو الوہیت اور استغنا اور قیومیت اور تقدیس کے مراتب کمال اور خود حق تعالی کے حبیب صلعم کی شفاعت کی متضمن ہے کہ کفار باوجود ان سب نزرگیوں کے منکر رہے یہ خطبہ اسبات کی آگاہی کیلئے ہی کہ بندگی کئے جانیکی لائق بجز خدائے سبحانہ اور نہیں ہے بس وہی ہے۔ اور شفیع اسی خدائے برتر کا حبیب ہے صلعم فرمایا خدائے برتر نے اللہ لا الہ الا ھو ج الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ط یعنی ہے اللہ کہ نہیں ہے کوئی معبود کامل مگر وہ جو زندہ وقائم اپنی ذات سے ہے ہرگز اسکو اونگھ اور نیند نہیں لیتی ہے سمجھنا چاہیئے کہ صفات ثبوتیہ کے اثبات میں صفت الحی القیوم کے ساتھ جو صفات حقیقیہ اور فعلیہ میں ام صفات یعنی صفتوں میں اصل و تحقیق ہیں اس کریمہ میں ذکر پر بس کی۔ اور سلبیہ صفات کی نفی میں صفت سنۃ اور نوم پر کہ یہ سلبیہ صفات میں ام یعنی اصل و حقیقت ہیں کفایت کی پھر خطبہ جلالت کے نعوت یعنی اوصاف تعریفی کے ثابت کرنے میں دلالت کی بنا بر مربوبات کے ذکر سے ابتدا کی چنانچہ فرمایا لہ ما فی السموات وما فی الارض ط یعنی خاص اُسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اس میں تمیز جیسی کچھ اُس تعالی شانہ کی شان کے مناسب ہے بنا بر توسع حذف فرمائی پھر مربوب اول کا ذکر جو مرکز مربوبات کا ہے تخصیص کے طریقہ پر اور مقام کی تخصیص پر تعظیم و شفاعت کے فائدوں کے ساتھ بطور استینافی یعنی نیا جملہ بنا کر فرمایا یا جملہ پر عطف کرکے ارشاد کیا

اللّٰہ لا الہ الا ھو الحی القیوم

۵ پنجم اثبات توحید الہیت

مَن ذَا الَّذِی یَشفَعُ عِندَہٗ اِلَّا بِاِذنِہٖ ط ترجمہ کیست این کہ خواہد خواست اختیاراً مومنانرا خصوصاً امتِ خود را وعموماً اُمم دیگر را نزد اللہ تعالے این شفاعۃ مخصوص است بخصوص محل ونیز اشارت است بشفاعۃ عامہ بعموم واطلاق معنی شفاعۃ بعدم تخصیص مشفوع ومشفوع لہ با عموم زمان بمضارع لاکن نخواہد خواست ہر کافران را باذن او تعالے باہمان خصوص وعموم **اصل** باید دانست نکرہ مخصصہ بالوصف محتمل ثبوت مفید استفہام اقراریست **ش** چنانکہ من ذا الذی یُقرِضُ اللہَ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ ولہ اجرٌ کریم ٥ استفہام اقراریست ورنہ صحت ثبوت در جزا مہمل گردد **م** و **ش** محتمل **م** نفی مفید استفہام انکاری **ش** چنانکہ مَن ذا الذی ینصرہ ط **م** انتہی پس دریجا **ش** ای مَن ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ط یعنی کون ہے یہ کہ مانگیگا اپنے اختیار سے مومنوں کے لئے اُن میں خاصکر اپنی امت کیلئے اور عام کر دوسری امتوں کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک۔ یہ شفاعت خصوص محل کے سبب مخصوص ہے کہ بنظم عبارت وبوصف واشارت محل کی تخصیص ہو رہی ہے اور یعنی شفاعت کے عموم اور اطلاق کے سبب وہ اطلاق جو مقابلہ تقییدیں ہے شفاعت عامہ کیطرف بھی اشارہ ہے اِس لئے کہ اِس میں مشفوع یعنی جسکی شفاعت کیجاوے اور مشفوع لہ یعنی جس کے لئے مانگ کیجاوے دونوں کے لئے تخصیص نہیں ہے اور زمانہ بھی مضارع کے سبب عام ہے لیکن خاص کافروں کے لئے نہیں طلب کیگا خدا تعالی کے اذن سے اُنہیں خصوص اور عموم کیساتھ - **قاعدہ** سمجھنا چاہئے کہ نکرہ کے وصف کیساتھ خاص کیا گیا ہو جبکہ محتمل ثبوت ہو استفہام اقرار کو مفید ہے جیسا یہ آیت کریمہ کہ سورہ حدید کے رکوع دو میں ہے من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ ولہ اجر کریم یعنی کون ہے یہ کہ اللہ کو قرض دیوے قرض حسنہ پس اللہ اسکیلئے اُسکو دونا کریگا اور اسکیلئے اجر کریم ہے اس میں استفہام اقراری ہے ورنہ جزا میں ثبوت کا صحیح ہونا مہمل ہوجاتا۔ اور جبکہ وہی نکرہ محتمل نفی ہو استفہام انکاری کو مفید ہے جیسا اس آیہ کریمہ میں سورہ آل عمران کے رکوع سترہ میں ہے من ذا الذی ینصرہ ط کون ہے یہ کہ اُسکو مدد دیوے یہ آیت پوری اس طرح ہے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ج وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ط وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ٥ یعنی اگر تمہیں اللہ مدد دیگا تو پھر کوئی غالب نہوگا۔ اور جو تمکو وہ چھوڑ دیوے تو پھر کون ہے اسکے بعد میں یہ کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کا بھروسہ اللہ ہی پر ہونا چاہئے پس یہاں یعنی من الذی یشفع عندہ الا باذنہ

بیان شفاعت خصوصی اور شفاعت عامہ

بیان استفہام اقراری و انکاری

ھ مَنْ ذَا الَّذِی مفید استفہام اقراریست بنا بر صحت نفی در مستدرک نہ
ش مفید ھ استفہام انکاری بنا بر عدم صحت ثبوت در مستدرک
ش باید دانست کہ درینجا الا برای استدراک است باستفادہ وجہ استدراک
مغائر بالضد و حصر و تحقیق در ثبوت چنانکہ در ذکر کیفیة الاصول فی ذکر کیفیة الاستثناء
والاستدراک مذکور است ھ کہ مذکور میشود ش ای صحت نفی در مستدرک
و عدم صحة ثبوت در مستدرک ھ باید دانست کہ استفہام اقراری دلالة میکند
بر وجود شفیعی بالحال و بر خلاف این استفہام انکاری ش ای بر خلاف اقتضائی محلی
مَنْ ذَا الَّذِی یشفع استفہام انکاری دلالة میکند بر عدم شفیعی بالحال ھ باید دانست
استفہام انکاری مفید نفی باشد پس برائے نفی ثبوت ذہنی کہ از مصداق متقدم متحقق
الحقیقة ضروری است معلوم نیست کہ از کجا است و شفاعة باذن مصداق متقدم نتواند شد
چہ آں در تحقیق خود محتاج شفاعة متحقق الحقیقة است بنا بر تحقیق صحیح وجود اضطراری خودش

یہں مَنْ ذَا الَّذِی استفہام اقراری کو مفید ہے مستدرک میں صحت نفی کی بنا پر یعنی مستدرک میں نفی کے صحیح ہونیکے
سبب نہ مفید ہے استفہام انکاری کو بنا بر عدم صحت ثبوت کے مستدرک میں یعنی مستدرک میں ثبوت صحیح نہ ہونیکے
سبب کیونکہ یہاں مَنْ ذَا الَّذِی کا آنا مستدرک میں نفی کی صحت کیلئے ہے جس سے استفہام اقراری کا فائدہ حاصل
ہے نہ استفہام انکاری کا۔ صحت ثبوت کے نہ ہونیکیلئے کہ اس صحت نفی اور عدم صحت ثبوت کا حاصل مستدرک
میں عنقریب مذکور ہوتا ہے معلوم کرنا چاہیئے کہ الا یہاں پر استدراک کیلئے ہے جس سے وجہ استدراک میں مغایرت بضد
اور حصر و تحقیق کا ثبوت میں فائدہ حاصل ہو رہا ہے جیسا ذکر کیفیة اصول میں کیفیت استثناء و استدراک کے ذکر میں تفصیل و
پختہ طور پر اصل ہو مذکور ہو سمجھنا چاہیئے کہ استفہام اقراری ایک شفیع کے وجود پر بالحال دلالت کرتا ہے اور استفہام انکاری بر
خلاف اقتضاء محلی مَنْ ذَا الَّذِی یشفع کے ایک شفیع کے بالحال نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے حالانکہ مَنْ ذَا الَّذِی یشفع عندہ
محلی اقتضا سے استفہام اقراری کی صورت میں بالحال وجود شفیع کا خواہاں ہے۔
سمجھنا چاہیئے کہ استفہام انکاری نفی کو سود مند ہوتا ہے پس نفی کیلئے کوئی ایسا ثبوت ذہنی کہ وہ مصداق متقدم
ہے جسکی حقیقت متحقق ہو حاصل ہو ضروری ہے سو وہ معلوم نہیں کہ کہاں سے ہے۔ اور شفاعت باذن خود مصداق متقدم
نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اپنے تحقق میں ایسی شفاعت کی محتاج ہے جسکی حقیقت متحقق ہوا اس لئے کہ اس کا وجود یعنی
شفاعت باذن کا خود آپ اضطراری ہے جو محتاج تحقق ہے یعنی اپنے وجود اضطراری کے تحقق کے لئے
یہ شفاعت باذن کسی شفاعت متحقق الحقیقة کی محتاج ہے

ش ای شفاعة باذن ھ وحصولِ ثبوت مصداق متقدم برائے ترتب اثر
متاخر از ثبوت ذہنیش ش ای ثبوت مصداق متقدم ھ پس چناں راست آید
ش این نفی یا مصداق متقدم ھ پس ازیں استفہام اقراری باسم اشارہ تنبیہ است
از محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم کہ خواہند خواست مومنان را بخواست اختیاری و
استدراک مفید منع شفاعة است باذن او سبحانہ کہ مشیر است بہ تعظیم با فادت
معنی اختیار بحسب المقام ش یعنی سخن در فضل و شفاعة محمد رسول اللہ تعالیٰ است
صلعم ھ برائے کافران نہ بصفة اختیاری ش ای نہ مفید منع بصفة اختیاری یعنی
کہ شفاعة بالاختیار متحقق الحقیقت نیست مگر باذن کہ نتیجہ استفہام انکاری است
ھ چنانکہ از تائید تحقیق شفاعة بالحقیقة والاختیار باشارت بالاقتضاء و منعش
بصراحت واقع است در آخر سورہ توبہ

اور محتاج ہے یہ شفاعت باذن مصداق متقدم کی اپنے ثبوت حاصل ہونیکے لئے تاکہ اسکے
ذہنی ثبوت سے کوئی اثر متاخر مترتب ہو۔ پس شفاعت باذن کا مصداق متقدم ہونا کیسے راست
آئیگا یا یہ نفی جو استفہام انکاری سے حاصل ہے کیسے ٹھیک بنیگی۔ پس اس استفہام اقراری
سے مع اسم اشارہ کے تنبیہ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے برتر صلے اللہ علیہ وسلم
کی نسبت کہ آپ مومنوں کے لئے مانگنے گئے خواہش اختیاری سے۔ اور استدراک
مفید ہے منع شفاعت کو حق سبحانہ کے اذن سے جس سے تعظیم کیطرف اشارہ
ہو رہا ہے اور معنی اختیار کا فائدہ بھی حاصل ہے موافق مقام کے۔
یعنی آپ کی شفاعت اختیاری ہوگی البتہ جہاں ممانعت ہے اس میں حق سبحانہ کی
ضرورت ہے کیونکہ آپ کی شفاعت عامہ باعتبار توسیع طلبیت طلب و خواست
عام کی مقتضی ہے جو موافق مقام کہ کلام حضرت محمد رسول خدائے تعالےٰ صلعم کی فضل و
شفاعة میں ہے یہ اذن کافروں کے لئے ہے جو ممنوع الشفاعت ہیں۔ نہ یہ استدراک
آپکی صفت اختیاری شفاعت میں منع کو مفید ہے یعنی یہ کہ شفاعت بالاختیار حقیقت میں
متحقق نہیں ہے مگر اذن سے جو نتیجہ استفہام انکاری کا ہے مولیا نہیں ہو۔ جیسا کہ تحقیق شفاعت بالحقیقت اور اختیار کی
تائید میں آیت کی اشارت بالاقتضاء سے ظاہر ہے اور ان کی ممانعت بصراحت سے واضح ہے یعنی شفاعت کا واقعی
ہونا اور اسکے اختیار کا ثابت ہونا اس آیت کی باقتضاء اشارت سے معلوم ہوتا ہے اور ان ممنوع الشفاعة کا منع صاف طور پر ظاہر ہے جیسا ان کی قصور

شفاعت باذن مصداق متقدم نہیں ہو سکتا۔

فائدہ استفہام اقراری مع اسم اشارہ

قال اللہ تعالےٰ لا تصل علیٰ احدٍ منہم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ ط انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ٥ ترجمہ نمازِ جنازہ مگزار بر کسی از انہا کہ میرد گاہے و مایست بر قبر او۔ تحقیق آنان انکار ورزند بہ خدائے تعالےٰ ورسول او تعالےٰ صلعم و میرند حال شان این است کہ بدکارانند۔ بدانکہ این نہی مشترک الغیر است پس امتناع جواز بالاختیار نسبۃ بحضرت نبی مختار صلعم مرفوع البحث است بسبب اشترک غیر ولاکن در خصوصیۃ بالوجہ مشیر رحمۃ ورافۃ عام حضرت رحمۃ للعالمین است صلعم و قیام بر قبر شامل است معنی قیام برائے تدفین را وہم قیام برائے زیارت قبر را و بدانکہ نہی مقتضی ثبوتِ متقدم خارج است کہ ماخذ ثبوت ذہنی واسطہ ترتب اثر متاخرش ممنوع از قاصد است (ای وجود خارج ۱۲) و آں ثبوت متقدم خارج صلواۃ بر جنازہ مومناں و قیام بر قبر شان است

ترجمہ۔ فرمایا خدائے تعالےٰ نے لا تصل علیٰ اَحَدٍ منہم مات اَبَدًا ولا تقم علیٰ قبرہ ط انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ٥ یعنی نمازِ جنازہ اُن میں سے کسی پر کبھی نگزارے جو مرجاتا ہے اور نہ کھڑے ہوجیے اُسکی قبر پر بیشک جو لوگ خدائے تعالےٰ اور رسول خدائے برتر صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار اختیار کرتے ہیں اور مرجاتے ہیں انکا حال یہ ہے کہ وہی بدکار ہیں۔ معلوم ہو کہ یہ نہی قیام قبر مثل نہی صلواۃ مشترک الغیر ہے۔ پس جواز بالاختیار کا امتناع یعنی منع ہونا حضرت نبی مختار صلعم کی نسبت غیر کے شریک ہونیکے سبب مرفوع البحث ہے۔ و لیکن خصوصیت کی صورت میں اسی وجہ خاص کے سبب یہ نہی حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عام رحمت اور رافت کا اشارہ کر رہی ہے۔ اور قبر پر کھڑا ہونا شامل ہے دفن کرنیکے لئے کھڑے ہونیکے معنی کو اور اس معنی کو بھی جو قبر کی زیارت کیلئے ہو۔

اور معلوم ہو کہ نہی ثبوت متقدم موجود خارج یا یہی اپنے ثبوت کی جو خارج از ذہن پہلے سے ہو تقاضا کر رہی ہے کیونکہ یہ ثبوت جو خارج از ذہن پہلے سے ہے ماخذ ہے اپنے ثبوت ذہنی کا جو اپنے پیچھے والے اثر کے مترتب ہونیکے لئے واسطہ بن جاوے پس اس ثبوت ذہنی سے ترتب اثر کی اسکے قصد کرنیوالے سے مخالفت ہوئی ہے۔ اور وہ ثبوت متقدم خارج جو اس ثبوت ذہنی کا ماخذ ہے وہ مومنین کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور اُن کی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔

تفسیر آیہ لا تصل علیٰ احد منہم ابداً

وترتب اثر متاخر ثبوت ذہنی ممنوع از قاصد صلوۃ بر جنازۂ کافران وقیام
برقبر شانست و مخصوص المحل ابی بن خلف است و نہی مخصوص نافی عموم ثبوت
متقدم خارج نیست - از اینجا ثبوت صلوۃ بر جنازۂ مومنان وقیام بر قبر شاں
بدلالت اقتضائی است کہ ماخوذ اہل سنۃ وجماعۃ رضا است - و درین کریمہ اعجاز
مغیبات گوئی احوال منافقین بسوء حال ومآل شان بالتحقیق خبر است بدلالۃ لفظہ انہم
کفروا وماتوا بمقابلہ ابداً وہم فاسقون دلالت بر استمرار دارد و قصد حضرت
رحمۃ للعالمین بہ صلوۃ بر جنازہ ابی بن خلف وبقیام بر قبرش بمقتضائی رحمۃ
ورافۃ عام شفاعت بالاختیار است نہ باذن والا فکیف النہی ھ
ونیز باید دانست ہرگاہ ازیں آیات مذکورہ شفاعت متحقق الحقیقۃ والاختیار
ثابت است پس از کریمہ یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا الخ تعارض عدم حقیقۃ شفاعۃ
بانتساب ایں کریمہ بطرف کفار مرفوع توانند شد -

اور اسی ثبوت متقدم کے ثبوت ذہنی کا ترتب اثر متاخر یعنی وہ اثر جو ذہنی ثبوت سے آخر مترتب ہو کہ جسکی
اسکے قصد کرنیوالے سے ممانعت ہوئی ہے کافروں کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور انکی قبر پر کھڑا ہونا ہے - اور نہی قیام اور صلوۃ
کیلئے مخصوص المحل ابی بن خلف ہے اور نہی مخصوص ثبوت متقدم خارج کے عموم کی نافی نہیں ہو
یہیں سے مومنوں کے جنازہ پر نماز پڑھنے اور انکی قبر پر کھڑے ہونیکا ثبوت دلالت اقتضائی سے یعنی اس نہی کے
دلالت کرنیسے جو متقاضی اور خواستگار ہی اپنے ثبوت کیلئے ثبوت متقدم کی نکل رہا ہے جو ماخوذ اہل سنت وجماعت رضی اللہ عنہم
کا ہے یعنی یہ ممنوع الجواز اہل سنت وجماعت کا معمول ہے اور اس آیت کریمہ میں منافقین کی نسبت مغیبات گوئی کا اعجاز ہے
جو احوال پوشیدہ بدحالی اور بدانجامی کی آگہی تحقیق خبر کیساتھ کر رہا ہے یعنی خبر وحی کے الفاظ انہم کفروا سے دلالت کر رہی ہے
جس سے معجزۂ غیب گوئی قرآن مجید کا ثابت ہو رہا ہے کہ انجام منافقین ایسا ہو گا جیسا الفاظ کریمہ انہم کفروا وماتوا
کہ ابداً اور ہم فاسقون کے مقابلہ میں استمرار پر دلالت کر رہے ہیں - اور حضرت رحمۃ للعالمین صلعم کا قصد ابی بن خلف
کے جنازہ پر نماز کے لئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہونیکے لئے آپکی عام رحمت ورافت کے تقاضے سے تھا کہ یہ شفاعت
بالاختیار ہے نہ باذن ورنہ نہی جو بغیر ثابت ہوئے مصداق متقدم خارج کے نہیں ہو سکتی کیسے ثابت
ہوگی - اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ جب ان آیتوں مذکورہ سے شفاعت جسکی حقیقت اور اُس کا اختیار متحقق
ہے ثابت ہے پس کریمہ یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا الخ سے تعارض عدم حقیقت شفاعت یعنی یہ کہ شفاعت
واقعی وجود نہو اس آیت کے کفار کی طرف منسوب ہونے سے مرفوع ہو سکتا ہے یا یہ تعارض اوٹھایا جا سکتا ہے -

مگر از کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ چہ شفاعۃ باذن بمعنی معروف ش
ای استفہام انکاری ھ معدوم بالحقیقۃ و موجود بالنسبۃ بلزوم اضطرار
ش بدانکہ لزوم اضطرار در عدم اختیار است درینصورت اطاعۃ است نہ شفاعت
ھ متعارض بالضد غیر ماؤل ش بدانکہ تعارض بالضد ماؤل نمیشود بل مسقط بالضرورت
است بخلاف تعارض بالخلاف کہ تاویل می پذیرد ھ از انہا است ش ای
از آیات مذکورہ مثبتۃ الشفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار ھ بسبب عدم انتساب الآیۃ
الی الکفار بوجود اذن ممنوع الیہم۔ و نیز باید دانست اگر منسوب کردہ شود یا ایہا
الذین اٰمنوا انفقوا و کریمہ من ذا الذی الخ نیز بمومنان پس با وجود
تعارض مذکور اثبات از نفی بعدم ش شفاعۃ ھ بالحقیقۃ و وجود ش
شفاعۃ ھ بالنسبۃ بلزوم اضطرار است ش اثبات از نفی باطل است
و بلزوم اضطرار شفاعۃ نیست

کیونکہ تعارض بالخلاف ہے۔ مگر آیت کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کا تعارض آیات مذکورہ سے جنسے شفاعت متحقق بحقیقت الاختیار
ثابت ہی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ شفاعت باذن جبکہ معنی معروف یعنی استفہام انکاری ہیں مصداق متقدم نہونیکے سبب معدوم بالحقیقت ہے اور
موجود بالنسبۃ یعنی شفاعت باذن کے مصداق متقدم ہونیکی بناپر لزوم اضطرار کے سبب کہ اضطرار کا لازم ہونا اختیار کے نہونے میں ہے یہ شفاعت
باذن شفاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت ہے۔ پس شفاعت باذن بمعنی معروف شفاعت ثابتہ آیات مذکورہ سے متعارض بالضد غیر ماؤل ہوگی کیونکہ تعارض بالضد تاویل
نہیں کیا جا سکتا بلکہ مسقط ضروری ہوتا ہے بخلاف تعارض بالخلاف کے کہ تاویل قبول کر لیتا ہے جب کہ رہوا۔ اور یہ تعارض بالضد غیر ماؤل ان آیات مذکورہ
سے ہے جو شفاعت بالحقیقت الاختیار کی مثبت ہیں لیکن آیت من ذا الذی یشفع الخ کے کفار کیطرف منسوب نہونیکے سبب ہے کیونکہ انہیں اذن شفاعت
موجود ہے جو کفار کے حق میں اذن کیلئے ممنوع ہے پس یہ آیت کفار کیطرف نہیں منسوب ہو سکتی۔ اور شفاعت باذن کی استفہام انکاری واقع ہونیکی صورت میں اسکا
مصداق متقدم ہونیکے سبب شفاعت باذن معدوم بالحقیقت ہوا۔ اور جو شفاعت باذنکو مصداق متقدم مانتے ہیں جبکہ وہ خود اپنے تحقق میں کسی متحقق بحقیقت
شفاعت کی محتاج ہے بنا بر اختیاج نہ حاصل ہونے اختیار کے لزوم اضطرار ہے جو شفاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت ہے [illegible]
استفہام انکاری کی دونوں صورتوں میں اس آیت کریمہ سے مذکور ہوا ان آیات کا جنسے شفاعت بالحقیقت والاختیار ثابت ہے تعارض
بالضد ہو کر بسبب تاویل نہو سکنے کے مسقط ہوگا پس یہ تعارض ضد اس آیت سے نہیں مرفوع ہو سکتا۔
اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر آیت کریمہ یا ایہا الذین اٰمنوا انفقوا الخ اور آیت کریمہ من ذا الذی الخ مومنین کیطرف منسوب
کیجاویں تو باوجود تعارض مذکور کے اثبات نفی سے ہو رہا ہے شفاعت حقیقت میں نہ ہونے کے مطلب سے اور وجود شفاعت
بالنسبۃ کا لزوم اضطرار میں ہے کیونکہ نفی سے اثبات باطل ہے اور لزوم اضطرار میں شفاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت ہے

ھ وعدم ش شفاعۃ ھ بالحقیقۃ باطل است بتحقیق مغفرت و وجود بالنسبۃ باطل است بعدم بالحقیقۃ ش واو اول حالیہ است یعنی بیان حالت عدم شفاعۃ بالحقیقۃ وثانی عطف بران ق ودرین جملہ ابطالِ اصلِ ادعاءِ متخاصمین بطور دیگر است ھ واگر منسوب کردہ شود بہ کفار پس اثبات از نفی با عدم ش شفاعۃ ھ بالحقیقۃ و وجود ش شفاعۃ ھ بالنسبۃ بلزوم اضطرار از اصنام وغیرہا ممنوع الشفاعۃ یا از پیغمبران وغیرشان مختار الشفاعۃ چنانکہ مذکور شد نسبۃ بایشان است ش ای کفار ھ وانہ ش ای اثبات از منفی با عدم بالحقیقۃ و وجود بالنسبۃ الخ ھ باطل است بعدم مغفرت وعدم بالحقیقۃ ش واو سر کلام حالیہ است یعنی بیان حالت اثبات از نفی با عدم بالحقیقۃ و وجود بالنسبۃ الخ ھ ونیز باید دانست قال اللہ تعالیٰ ذرنی ومن خلقت وحیداً الآیہ ودلالت بالاشارۃ بر حالیۃ ش از حول الفصم مبنی بیان دو چیز درآمدن برائے منع چیزے ھ باختیار آنحضرت صلعم بالحال برائے منع عذاب میکند زہی عظمۃ رحمۃ للعالمین لانہم ذرنی ومن خلقت وحیداً انہم نام نہی اہل

حالانکہ مغفرت متحقق ہونیکے شفاعت بالحقیقۃ کا ہونا باطل ہے کیونکہ تحقیق مغفرت شفاعت کو متحقق کر رہا ہے۔ اور وجود بالنسبۃ بسبب عدم بالحقیقت کے باطل ہے اس لئے کہ نسبت کا قرار حقیقت سے ہے جسکی حقیقت معدوم ہوگی اسکی نسبت کا وجود باطل ہوگا۔ پس اس تقریر جملہ آخر کتاب میں اصل ادعائے متخاصمین کا دوسری طرح پر ابطال ہے۔ اور اگر پھر آیات کفار کے ساتھ منسوب کیجاویں تو یہ اثبات شفاعت کا جو نفی شفاعت سے ہے بسبب شفاعت بالحقیقت نہونے کے اور بوجہ وجود شفاعت بالنسبۃ کے کہ درصورت اون اسکو اضطرار لازمی ہے اصنام وغیرہ سے ہو جو ممنوع الشفاعت ہیں یعنی اون کے لئے شفاعت کی ممانعت ہے یا پیغمبروں سے اور اون کے سوا غیر سے ہو جو مختار الشفاعت ہیں یعنی انکو شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے جیسا مذکور ہوا۔ انہیں کفار کے نسبت ہو یعنی یہ اثبات شفاعت کا اوسکی نفی سے بسبب عدم بالحقیقت، وجود بالنسبۃ شفاعت کے خواہ اصنام غیرہ ممنوع الشفاعت سے ہو یا انبیا و اولیا وغیرہ مختار الشفاعت سے ہو نسبت انہیں کفار کی ہے حالانکہ یہ سبب یعنی شفاعت کا اثبات شفاعت کی نفی سے بسبب عدم شفاعت بالحقیقت کے اور اسکو وجود بالنسبت کے ہونا بالحقیقت ہے کفار کے تنہا بھی مغفرت نہ ہونا اور نیز شفاعت معدوم ہونیکے سبب باطل ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے سورۂ مدثر کے اول کو سا یعنی ذرنی ومن خلقت وحیداً الآیہ یعنی اس شخص کو مجھ پر چھوڑ دے جسکو میں نے اکیلا پیدا کیا یہ آیت کریمہ جس سے حالیت پر بالاشارت دلالت ہو رہی ہے کیونکہ حالیۃ حول بالفصم سے مشتق ہے جسکے معنی دو چیز کے درمیان منع کے واسطے کسی چیز کا داخل ہونا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اختیار منع عذاب کے اسطے دلالت ہے پس کیسی کچھ عظمت رحمۃ للعالمین

درومندے باستدراک حقیقۃ ذرنی دمن خلقت وحیداً آرزو کرد ناگاہ مشرف شد دیدکہ عالمے در تحت قلب حضرت نبی اُمّی صلعم کانّہٗ قطرۃٌ فی الیم و حضرت نبی الرحمۃ صلعم را التفاتی بسوی العالم بنا بر شفاعۃ دراں توجہ تام کہ بسوئے رب العالمین است موجود و ہمہ وجوہ شفاعت در ذات مبارک صلعم عیاں یعنی شفاعۃ بالمحبیۃ و بالمحبوبیۃ الذاتیۃ والصفاتیۃ و بالرسالۃ و بالوجاہۃ ثم اصاب بما اصاب و ایں حائلیۃ دائمی است بدلالۃ عموم من و نیز باید دانست در سورۃ انفال قال اللہ تعالے ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم الآیہ ترجمہ زیبا نیست کہ اللہ تعالی عذاب کند ایشاں را و حال آنکہ تو باشی در ایشاں بدانکہ میان بودن حضرت صلعم حقیقتاً است آں اتصاف متصف بصفات او است صلعم تضمناً و مجازاً آں اتصاف متصف بصفات او است صلعم التزاماً و نیز میان بودن حقیقتاً موجودیت فی زمان حیاتہ است صلعم و مجازاً موجودیت فی غیر زمان حیاتہ است صلعم پس میان صحابہ رضی حقیقتاً است اتصافاً تضمناً و موجودیتاً

ایک دردمندے نے ذرنی دمن خلقت وحیداً کی حقیقت پالینے کی آرزو کی۔ ناگاہ مشرف ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت نبی اُمّی صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے تحت میں ایک عالم کانہ قطرۃٌ فی الیم ہے یعنی گویا دریا میں ایک قطرہ ہے۔ اور حضرت نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس پوری توجہ میں کہ رب العالمین کیطرف ہے ایک التفات اُس عالم کیطرف بنا بر شفاعت موجود ہے۔ اور ذات مبارک رسالت صلے اللہ علیہ وسلم میں شفاعت کے سب وجوہ عیاں ہیں یعنی شفاعت بوجہ محبیت اور بوجہ محبوبیت ذاتیہ و صفاتیہ اور بوجہ وجاہت ثم اصاب بما اصاب یعنی پھر جیسے جو پایا پایا۔ اور یہ حائلیت دائمی ہے جس پر مَن کا عموم دلالت کر رہا ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا خدائے برتر نے سورۂ انفال رکوع چہارم میں ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم الآیہ یعنی نہیں زیبا ہے کہ خدائے تعالے اُنکو عذاب کرے اور حال یہ ہے کہ آپ اُن میں موجود ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا درمیان میں ہونا حقیقی طور پر ہے۔ اور یہ متصف ہونا ہے آپ کے صفات کے ساتھ متضمن ہو کر کسی متصف کا یعنی جو کوئی موصوف بصفت ہو۔ اور مجازی طور پر اس طرح کہ وہ متصف ہونا ہے آپ کے صفات کے ساتھ ملتزم ہو کر کسی متصف کا کہ موصوف بہ صفت ہو التزاماً۔ اور آپکا درمیان میں ہونا حقیقی طور پر یہ بھی ہے کہ وہ موجود ہونا آپ کے زمانہ حیات میں ہے۔ اور موجود ہونا مجازی طور پر یہ بھی ہے کہ وہ آپ کے بغیر زمانۂ حیات میں موجود ہونا ہے پس درمیان صحابہ رضی اللہ عنہم کے آپکا حقیقی طور پر ہونا تضمنی طور پہ متصف ہو کر اور بذات خود موجود ہو کر ہے

ومیان مومنین غیر صحابہ حقیقتاً است اتصافاً ضمنیاً و مجازاً
است موجودیتاً ومیان کفار فی زمان حیاتہ صلعم حقیقتاً است
موجودیتاً و مجازاً است اتصافاً التزاماً و میان کفار فی
غیر زمان حیاتہ صلعم مجازاً است موجودیتاً واتصافاً التزاماً وہرگاہ مجازاً مانع عذاب
است پس حقیقتاً بالاولویۃ مانع وظاہر است کہ نجات بر قدر اِتصافِ تضمنی است
چنانکہ فرمود سبحانہ فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فیدخلھم ربھم فی رحمتہٖ
ذالک ھو الفوز المبین ٥ فیا اسفا علی یا رب شرفنا بجمالہ وترحمنا بہٖ وہرگاہ محض
وجود باجود صلعم حجاب عذاب ست وما کان دلالۃ میکند بر تحقق نفی عذاب پس وقت خواستن
چہا بناشد تا آنکہ بسر موئے مبارکش صلعم جہانی را بخشند شاید کما قال سبحانہ ولسوف
یعطیک ربک فترضی الآیہ ترجمہ دیگر آنست کہ ہر آئینہ زود خواہد بخشید ترا رب تو از
بخشیدنی عام کہ خوشنود خواہی شد

اور مومنین غیر صحابہ کے درمیان آپکا حقیقی طور پر ہونا تضمنی اتصاف کے طور پر ہونا اور
موجود رہکر مجازی طور پر ہے۔ اور کفار کے درمیان آپ کا آپ کے زمانہ حیات میں
ہونا واقعی حقیقتاً موجود ہوناہے۔ ولیکن التزامی اتصاف کے طور پر مجازاً موجود ہوتاہے
اور غیر زمانۂ حیات میں آپ کا درمیان کفار ہونا مجازاً موجود ہوکر ہے اور التزاماً متصف
ہوکر۔ اور جب آپکا مجازی طور پر ہونا عذاب کا مانع ہے تو حقیقی طور پر آپ کا وجود مبارک بالاولویت
مانع عذاب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نجات اتصاف تضمنی کے اندازہ پر ہے جیسا کہ
فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ جاثیہ رکوع چہار پارہ بیچش میں فاما الذین آمنوا وعملوا الصلحت
فیدخلھم ربھم فی رحمتہٖ ذلک ھو الفوز المبین ٥ یعنی پھر لیکن جو ایمان لائے اور
نیک کام انہوں نے کئے پس ان کو انکا رب اپنی رحمت میں داخل کریگا۔ صریح کامیابی
وہ یہ ہے فیا اسفا علی یا رب شرفنا بجمالہ وترحمنا بہٖ یعنی پس اے افسوس ہے خود پر
اے میرے رب ہمکو آپکے جمال سے مشرف فرما اور آپ کے سبب ہمپر رحمت کر۔ اور جب صرف وجود
صلعم حجاب عذاب ہے۔ اور ما کان نفی عذاب کے تحقق پر دلالت کرتا ہے پس وقت طلب و خواست
حجاب کیسا کچھ ہوگا۔ یہانتک کہ آپکے سر مو مبارک یعنی نوک بال کے طفیل میں تمام جہان کو بخشدیں تو لایق ہے
جیسا فرمایا حق سبحانہ نے کہ تائید کلام سابق پر سورۂ والضحیٰ میں ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ الآیہ یعنی دوسری بات یہ البتہ

بدانکہ عطا از ضمن فضل است و آیشار از ضمن حکمت و فترضی دلالۃ میکند بر کمال عطا در رضائی نفس مبارکش صلعم و قبول شفاعۃ اختیاری در ضمن عطا ہا بانکہ ش تعلیل ثبوت مفہوم جملہ سابق یعنی کمال عطا و رضائے نفس مبارکش صلعم و قبول شفاعۃ اختیاریش صلعم ھ این فاء تفسیر است از کمال اعطاء عام از خواستہ و ناخواستہ برائے ذات و متعلقات باشارۂ تعدیہ متعدی و حذف مفعول ثانی بر کثرت و توسعہ مفاعیل و ہم تعظیم معطی کہ ش کاف بیان از کمال عطا ھ لازم کند رضائے نفس معطی لہ را ورنہ ناقص باشد زیراکہ ش تعلیل فاء تفسیر ھ تعقیب و شرط رضا نسبۃ بمظہر رضا باطل است و بانکہ ش عطف است بر تعلیل ثبوت کمال عطاء وغیرہ ھ مرویست لما نزلت قال علیہ الصلوۃ والسلام اذا لا ارضی قط و واحد من امتی فی النار الحدیث یعنی ہرگاہ نازل شد ایں آیہ فرمود صلعم ہرگاہ چنیں باشد راضی نشوم ہرگز حالیکہ یکے از امتم در دوزخ باشد۔

معلوم ہو کہ عطا یعنی بخشش ضمن فضل سے ہے۔ اور ایثار یعنی دینا ضمن حکمت سے ہے۔ اور فترضی کمال عطا پر۔ اور نفس مبارک صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا پر۔ اور شفاعت اختیاری کے قبول پر کہ عطاؤں کے ضمن میں یہ بھی ہے دلالت کر رہا ہے اس لئے کہ یہ فا جو ترضی پر ہے تفسیر ہے کمال عطا کی عام خواستہ اور ناخواستہ سے آپکی ذات والا اور آپ کے متعلقات کیواسطے کیونکہ فعل متعدی یعطی کا تعدیہ اور مفعول ثانی کا حذف کثرت پر اور مفعولون کے توسیع پر اشارہ کر رہا ہے۔ اور معطی کی تعظیم پر بھی کہ اس کی کمال بخشش نفس معطی لہ کی یعنی جس کے لئے عطا ہو خوشنودی کو لازم کریگی ورنہ عطاء ناقص ہوگی اس لئے کہ حرف فا کا تعقیب اور رضا کا شرط قرار دینا مظہر رضا کی نسبت باطل ہے۔ پس فترضی کی دلالت کمال عطا پر اور خوشنودی نفس مبارک صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی شفاعت اختیاری کے قبول پر اسی سبب سے ہے اور دوسری دلیل دلالت فترضی کی یہ ہے کہ مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضی نازل ہوئی اسوقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اذا لا ارضی قط و واحد من امتی فی النار الحدیث یعنی جب ایسا ہوگا میں ہرگز راضی نہونگا اس وقت تک کہ میری امت سے کوئی ایک دوزخ میں ہوگا تا آخر حدیث

تفہیم آیہ ولسوف یعطیک ربک فترضی الآیۃ ۱۲

ولا ارضیٰ مشروط بحالت مذکور از ناز محبوبیۃ و نیاز محبیۃ است والا فکیف باآنکہ انت فیہم بمعنی حائلیۃ بالاختیار است ونیز باید دانست قال اللہ تعالےٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ٥ ترجمہ و نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالم۔ بدانکہ مقصود ایں استثنا از نفی افادت تاکید ثبوت وحصر است و رحمۃ للعالمین در تبع رب العالمین در وجہ تضمن والتزام است بدانکہ رحمۃ مفعول مطلق ش اے رحمنا رحمۃ ھ است یا مفعول لہ ش ارسلناک ھ یا مفعول ثانی تابع مفعول بہ مبالغۃ للفاعل ش اے ارسلناک رحیماً ھ یا بمعنی نفس صفۃ و در یں خط دل درد مندان است از مرتبہ خلق تا استحالہ بحجاب تردید بر مبالغۃ للفاعل ۱۲ منسوب بذات تعالےٰ لامشاہدہ جمال است ہرگاہ شفاعۃ از اقتضائے رحمۃ عام تواند شد اذن در سلب ش شفاعۃ ھ باشد نہ در ثبوت ش شفاعۃ ھ بالحقیقۃ جزاء شرط ۱۲ والا نفی رحمۃ عام است۔

ترجمہ۔ اور لا ارضیٰ کا یعنی میں ہرگز نہیں راضی ہونگا۔ حالت مذکور کی ساتھ مشروط ہونا ناز محبوبیت اور نیاز محبیت کے سبب ہے ورنہ یہ رضامندی کیسے مشروط ہوسکتی ہے باینکہ انت فیہم حائلیت بالاختیار کے معنی میں ہے یعنی آپ اُن کے درمیان میں حائل بالاختیار ہیں کہ حجاب عذاب ہے مانع عذاب ہیں بقول کسی کے ع کی فرشتوں کی اولیت اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ فرمایا خدا نے برترنے سورہ انبیا ورکوع سات میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ٥ یعنی اور نہیں بھیجا ہمنے آپ کو مگر سارے جہانوں کیواسطے رحمت۔ معلوم ہو کہ اس استثنار کا مقصود نفی سے تاکید ثبوت اور حصر کا فائدہ دینا ہے۔ اور رحمۃ للعالمین تبع میں رب العالمین کی وجہ تضمن ور التزام میں ہے معلوم ہو کہ رحمت مفعول مطلق ہے یعنی اصل تقدیر یہاں اسطرح پر الا رحمنا رحمۃ للعالمین یعنی ہمنے آپکو نہیں بھیجا مگر رحم کیا ہے رحمت کا ہمنے سارے جہانوں کے لیئے آپکے بھیجنے میں۔ یا رحمت مفعول لہ ارسلناک ہے جسکے معنی یہ ہوئے کہ ہمنے آپکو رحمت کیلئے بھیجا ہے۔ یا یہ مفعول بہ کا تابع و مراد مفعول ہے فعل متعدی ارسلنا کی ضمیر خطاب متصل کا بطور مبالغہ فاعل کیلئے یعنی ارسلناک رحیما ہمنے آپکو بھیجا رحیم۔ یا بخلاف مبالغہ کہ فاعل کیلئے ہے یہ رحمت بمعنی نفس صفت ہی اور اس میں دردمندوں کے دل کا خط ہے مرتبہ خلق سے لیکر استحالہ تک مرتبہ حجاب کیساتھ جو منسوب ہو ذات تعالےٰ کو کہ یہ مشاہدہ جمال ہے۔ جبکہ شفاعت رحمت کے اقتضا سے عام ہوسکتی ہے تو اذن سلب شفاعت میں ہوگا نہ ثبوت میں شفاعت بالحقیقت کے ورنہ عام رحمت کے نفی ہے کیونکہ رحمت عام جسمیں شفاعت بھی داخل ہے نفس صفت ہے وہ اذن کو نہیں چاہتی لہذا شفاعت بھی بلا قید اذن عام ہونی چاہیئے تا رحمت عامہ بے قید ثابت ہو پس اذن نفی شفاعت میں ہونا چاہئے نہ اسکے ثبوت بالحقیقت میں

ونیز باید دانست قال اللہ تعالے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ ترجمہ قریب است اینکہ خواہد انگیختن ترا رب تو بر مقام محمود ۔ بدانکہ عسیٰ مخبر است بر توقع قربت فعل بفاعل قدیم با خبارش فکیف ابطالہ و در معنی مقام محمود اختلاف بسیار است وحاصل ہمہ شفاعۃ است و این مقامی است موعود چنانکہ در لباب از عمر رض در معنی مقام محمود منقول است قال رسول اللہ تعالے صلعم یدنینی اللہ فیقعدنی معہ علے العرش ۔ در اسرار این حدیث شریف اشارتی اجمالی از حقایق قاب قوسین میکنم ازانجا کہ آخرت محل ظہور تام مقصود است این اقعاد در اظہار انطباق ضروری مظہریۃ صلعم بمفہوم اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی است و این است مقام محمود

ترجمہ ۔ اور یہ بہی جاننا چاہیئے کہ فرمایا خدا تعالے نے سورہ بنی اسرائیل رکوع نو میں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا ۝ یعنی قریب ہے یہ کہ اٹھائیگا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر ۔ معلوم ہو کہ لفظ عسیٰ خبر دے رہا ہے فعل کے قریب ہونے کی توقع پر فاعل قدیم سے اس کی خبر دینے کے سبب پس ایسا فعل جس کے قریب واقع ہونے کی توقع فاعل قدیم سے اس کے خبر دینے کے سبب ہو اس کا ابطال کیسے ہو سکتا ہے اور مقام محمود کے معنی میں بہت اختلاف ہے ۔ اور حاصل سبکا شفاعت ہے ۔ اور یہ ایک موعود مقام ہے جیسا کتاب لباب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مقام محمود کے معنی میں منقول ہے فرمایا رسول خدا نے تعالے صلے اللہ علیہ وسلم نے یدنینی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش ۔ یعنی اللہ مجکو قریب لیگا پھر مجکو اپنے ساتھ عرش پر بٹھالیگا اس حدیث شریف کے اسرار میں کچھ اجمالی اشارت قاب قوسین کے حقائق کی کرتا ہوں ۔ چونکہ آخرت مقصود کے پورے ظہور کی جگہ ہے یہ اقعاد مظہریت صلعم کے انطباق ضروری کے اظہار میں موافق مفہوم کریمہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کے ہے جو سورہ طہ کے اول رکوع میں ہے یعنی رحمن عرش پر یعنی تخت پر برابر ہوگیا مطلب یہ کہ آخرت چونکہ محل ظہور تام کا جو مقصود ہی یا آخرت مقصود کے پورے اظہار کی جگہ ہو اس بٹہلانیسے اس ضروری مطابقت کا ظاہر کرنا ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہریت ہو بموجب اس آیت کریمہ کے مفہوم کے موافق ہی کہ یہ رحمن اس تخت پر برابر ہوگیا ۔ اور یہی مقام محمود

وازینجا احاطۂ کلی بر ممکنات متضمنۂ موجودات ومسلوبات عیاں خواہد شد پس تا آنکہ ورہر ولی کہ نوری ازاں نور اللہ تعالے است مقتضی انجذاب از طرفین خواہد گشت حقیقۃ شفاعت کبریٰ کہ عبارت است از شفاعۃ عامہ برائے مومنیں امتش صلعم وغیرآں از اینجا است فَتَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اللّٰهم صل وسلم علی محمد حبیبک مظہر انوارک تماماً وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔ ودر مسند خوارزمی عن ابی سعید خدری رضی عن النبی صلعم فی قولہ تعالے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ الآیۃ قال المقام المحمود الشفاعۃ یعذب اللہ قوماً من اہل الایمان بذنوبہم ثم یخرجہم بشفاعۃ محمد الحدیث صلعم تطبیق باین تواند شد چہ قبول شفاعت خاص وعام از مخصوصات آں مقام موعود است نہ آنکہ شفاعۃ موعود باشد نسأل رسول اللہ تعالے صلعم وابعثہ مقاماً محموداً ن الذی وعدتہ

اور یہیں سے کلی احاطہ حضور صلعم کا تمام ممکنات پر جو موجودات اور مسلوبات کو متضمن ہیں یعنی یہ سب ان کے ضمن میں آگئے ہیں۔ عیاں ہوجائیگا پس یہانتک کہ اس اللہ تعالے کے نور سے جس کسی ولی میں کہ کچھ نور ہے وہ دونوں طرفین سے انجذاب کا مقتضی ہوگا یعنی کشش کا خواہشمند ہوگا پس شفاعت کبریٰ کی حقیقت کہ یہی عبارت شفاعت عامہ سے ہے آپ کی امت کے مومنین اور انکے غیر کے لئے یہیں سے ثابت ہورہی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝ والحمد للہ رب العالمین ۝ یہ کریمہ سورہ مومنون کے اول رکوع اٹھارویں پارہ میں ہے یعنی پس برکت والا ہے اللہ یعنی پاکی اور بلندی اور زیادتی کا مستحق اللہ ہے جو سب میں اچھا بنانے والا ہے اور سب تعریف جیسی چاہئے ویسی ہونی چاہئے خدا کو ہی زیبا ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اللّٰهم صل وسلم علی محمد حبیبک مظہر انوارک تماماً وشفعہ فینا وترحمنا یعنی اسے میرے خدا رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلعم پر جو تیرا حبیب اور تیرے انوار کا پورا پورا مظہر ہے اور انکو ہم میں شفیع گردان اور انکے طفیل ہمیں رحمت کا بھی مستحق کردے آمین آمین ثم آمین۔ اور مسند خوارزمی میں بروایت حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالے کے ارشاد عسی ان یبعثک ربک الآیۃ کی تفسیر میں کہ فرمایا یہ جو مقام محمود ہے یہی شفاعت ہے اللہ تعالی اہل ایمان میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب کریگا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے انہیں نکال دیگا آخر تک اس حدیث صلعم کی تطبیق اس آیۃ کریمہ مذکورہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ خاص وعام کی شفاعت کا مقبول ہونا اس مقام موعود کے مخصوصات سے ہے نہ یہ کہ شفاعت موعود ہو جاوے کہ ہم نے اللہ تعالی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا جناب کی ہی مانگی ہے وابعثہ مقاماً محموداً ن الذی وعدتہ یعنی اور اپنا وعدہ کیا ہوا انکو مقام محمود میں جبکہ تو نے اس کا وعدہ کیا ہے یہاں ضمیر غائب سے مراد آپ کی ذات پاک ہے

وشفاعۃ از صفات اختیاریہ ذات مبارکش صلعم است پس معنی نیست بوعدگا
آن ونیز باید دانست کہ استغفار شفاعۃ است کما قال اللہ تعالے واستغفر
لذنبک وللمومنین والمومنات الآیہ تاویل ذنبک در تفسیر کریمہ انا فتحنا الآیہ نوشتہ
شد سخن درین است کہ صیغہ امر مشعر است بہ تشریف بالخطاب بہ بجا
آوری شفاعۃ برائے مذنبین خصوصاً لامتہ صلعم وعموماً لغیرہا حالاً ومآلاً کرہ از صفات
خداوند کریم عمّ کرمہ است تا مبادا کہ خلافی یا تہاونی دران از دیگرے رو
نماید باشارتِ مخصوصہ بدیگران چہ رحمۃ للعالمین صلعم از خلاف وتہاون دران
مُبرّا ومُنزّہ است نہ اینکہ شفاعۃ صفۃ اختیاری ثابت موقوف برامر است
بل چنانست کہ امر بر حاصل مُشعر بر تشریف بالخطاب است ومخصوص
بالمعاملہ غیر او است صلعم ودرین صورت بتاویل ذنب حاجت
نیست

اور شفاعت آنحضرت صلعم کی ذات مبارک کے صفات اختیاریہ سے ہے پس اُس
کیلئے وعدہ کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ استغفار شفاعت ہی ہے جیسا فرمایا
خدائے برترنے سورہ محمد کے دوسرے رکوع میں واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات
الآیہ یعنی اور آپ اپنے ذنب کیلئے اور خاص مومنین اور مومنات کیلئے مغفرت مانگئے۔ لفظ ذنبک
کی تاویل کریمہ انا فتحنا الخ کی تفسیر میں لکھی گئی۔ گفتگو اس میں ہے کہ یہاں صیغۂ امر تشریف بالخطاب کا مشعر ہے یعنی یہ
امر اسبات کی آگاہی دے رہا ہے کہ آپکو خطاب کرکے شرف وعزت دینا منظور حق ہے رہا امر وہ گنہگاروں کیلئے
بجا آوری شفاعت میں ہے کہ خصوصاً آپکی امت کیواسطے اور عام کر دوسرے انبیاء کی امتوں کیلئے بنا بر حال ومآل
کے یعنی یہ سفارش اُنکے لئے مغفرت گناہان حال کی نسبت ہے اور انکے انجام کار کے خیال پر بھی ہے۔ اور وہ خداوند
کریم جسکا کرم عام ہے یہ بجا آوری آسکی مرضیات اور پسند ہوگی سے ہے تا ایسا نہو کہ کسی دوسرے سے اس میں کچھ
خلاف یا کچھ سستی ظاہر ہو کہ اس پر وللمومنین والمومنات سے دوسروں کی نسبت مخصوص اشارت
ہو رہی ہے اس لئے کہ رحمۃ للعالمین صلعم اُس بجا آوری میں خلاف اور سستی کرنیسے مبرا اور منزہ پاک
وصاف ہیں نہ یہ کہ شفاعت جسکا صفت اختیاری ہونا ثابت ہے وہ امر پر موقوف ہے بلکہ ایسا ہے کہ امر کا
حاصل یہ ہونا اسبات کی آگاہی ہے کہ خطاب بنا بر تشریف اور اعزاز ہے اور مخصوص بالمعاملہ حضرت
صلعم کے سوا اور لوگ ہیں۔ اور اس صورت میں ذنب کی تاویل کی حاجت نہیں ہے

پارہ ۲۶ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات الآیۃ

ونیز باید دانست کہ شفاعۃ از جنس دعا است ودعا باختیار است در آخر سورۂ توبہ قال اللہ تعالےٰ ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الاٰخر ویتخذ ما ینفق قربات عند اللہ وصلوات الرسول ط الا انہا قربۃ لہم ط سیدخلہم اللہ فی رحمتہ ط ان اللہ غفور رحیم ہ ترجمہ از دہقانان کسے است کہ میگرو بخدائے عزوجل و روز آخرت ومیگیرد ای اختیار میکند چیزے را کہ میدہد برائے قربت خود نزدیک خدائے عزوجل وبرائے رحمۃ رسول صلعم آگاہ باش کہ بتحقیق آن رحمت وسیلہ قربت متحقق الحقیقۃ است بحذف مضاف مبالغۃ لہ نش ای للمضاف چنانکہ تقدیرش وسیلہ قربت مذکور شدہ برائے شان فی الحال ورمی آرد ایشان را اللہ تعالیٰ در رحمت خود تعالیٰ بتحقیق اللہ تعالےٰ پوشندۂ ذنوب متصدقانست لان الصدقۃ مکفرۃ مہربان است بر متوسلان رحمت رسول صلعم وان الرحمۃ واسعۃ وقریبۃ۔ وازالا انہا قربۃ واضح است کہ اعلیٰ واولیٰ وسائل توسل برسول صلعم است وہم برحمتش صلعم بمقابلہ ما ینفق

ترجمہ۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ شفاعت جنس دعا سے ہے۔ اور دعا اختیاری ہے کہ خدا تعالیٰ نے آخر سورہ توبہ رکوع بارہ میں فرمایا ہے وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَاۤ اِنَّہَا قُرْبَۃٌ لَّہُمْ ط سَیُدْخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ یعنی دہقانوں میں سے جو کوئی کہ خدائے عزوجل اور روز آخرت پر ایمان لاتا ہو اور محبت رکھتا ہے اور لیتا ہے یعنی اختیار کرتا ہے اُس چیز کو کہ دیتا اور خرچ کرتا ہے اپنی قربت حاصل کرنیکی غرض سے خدائے عزوجل کے پاس اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کیلئے۔ خبردار ہو جاؤ کہ بیشک وہ رحمت اُن کیلئے وسیلہ قربت ہے کہ حقیقت اُس کی متحقق ہے۔ یہاں لفظ وسیلہ مضاف کا حذف جو کا مرجع الیہ قربت ہے مضاف کے مبالغہ کی غرض سے ہے چنانچہ ترجمہ میں وسیلہ قربت اسکی تقدیر مذکور ہو چکی۔ خدا تعالےٰ اسوقت اُنکو اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ بیشک خدا نے تعالےٰ صدقہ دینے والوں کے گناہوں کا چھپانے والا ہے لان الصدقۃ مکفرۃ کیونکہ تحقیق صدقہ چھپانیوالا گناہوں کا اور کرنیوالا ہے بابولی ہے۔ اور اللہ مہربان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے وسیلہ کرنیوالوں پر۔ ان الرحمۃ واسعۃ وقریبۃ ہ الا تحقیق رحمت وسعت والی ہے اور قریب ہے۔ اور الا انہا قربۃ سے واضح ہے کہ وسیلوں میں سب سے بڑا اور بہت مناسب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ وسیلہ کرنا ہے اور انکی رحمت کیساتھ بھی۔ جبکہ ما ینفق کے مقابلہ میں ہو یعنی اُس چیز کے مقابلہ میں جو بغرض قربت عند اللہ خرچ کیا جائے

ومؤید است برین قول اللہ تعالے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ط ان صلوتک سکن لھم ط واللہ سمیع علیم ہ ترجمہ ای حبیب من بگیر یعنی قبول کن از مالہاے ایشان کہ از روئے ہدیہ مخصوصہ برائ تو لوجہ اللہ تعالے است و اعراض مکن از شرم منت ہدیہ ایشان بھمت علیا و رتبت عظمی توانی کہ بسیار پاک خواہی کرد ظاہر ایشان را از انچہ باید و بسیار پاک خواہی نمود باطن ایشان را از انچہ شاید بافاضت ہمت علیا اختیاریہ بآن ہدیہ و این احسان تو بر ایشان فائق از فائق است ۔ این اعجازی است کہ ہنوز بنفسہ اظہر و ہم در تبعیت بکرامۃ مستتر و رحمت کن بر ایشان تحقیق رحمت تو آرامش است برای ایشان از ہر اضطرار بوجہ رافۃ تو و نزول رحمۃ پروردگار

ترجمہ ۔ اور اس پر قول خدائے برتر تائید کررہا ہے جو سورہ توبہ رکوع تیرہ[۱۳] میں ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ط ان صلوتک سکن لھم ط واللہ سمیع علیم ہ یعنی اے میری حبیب لیجئے یعنی قبول کیجئے اُن کے مالوں میں سے جو مخصوص ہدیہ کے طور آپ کے لئے لوجہ اللہ تعالے ہے اور اُنکی نسبت ہدیہ کی شرم سے بسبب ہمت علیا اور رتبۂ عظمی کے اعراض کیجئے اور لینے سے منھ پھیرئے ۔ ہو سکتا ہے کہ بالعوض اس ہدیہ کے آپ اون کے ظاہر کو بہت کچھ جیسا کہ چاہیئے پاک کر دینگے اور اون کے باطن کو جس سے وہ لایق ہیں بہت صاف کر دینگے اپنی اختیاریہ عالی ہمتی کی فیض رسانی سے ۔ اور یہ آپکا احسان اونپر بڑہیا سے بڑہیا ہے ۔ اور یہ آپ کا ایسا اعجاز ہے کہ ابھی تک بنفسہ یہ اعجاز بہت ظاہر ہے اور آپ کی تبع و پیروی میں بھی بذریعہ کرامت مستتر و پوشیدہ ہے یعنی آپ کی پیروی میں یہ ظاہر و باطن کے پاک کرنیکا معجزہ پوشیدہ ہے جو بذریعہ کرامت اولیائے امت سے ظہور پاتا ہے ۔ اور انپر رحمت کیجئے بیشک آپ کی رحمت اون کے سکون و راحت ہے ہر اضطرار سے بوجہ آپ کی رافت کے اور پروردگار کی نزول رحمت کے ۔

وحال این است کہ اللہ تعالے شنوا ودانا است بقول اخلاص شان و حقیقتش وباعراض تو از حیا وبوقوع عطا ہائے تو بظاہر وباطن ایشان بدانکہ سبب وقوع امر عدم حصول مطلوب است پس خُذ دلالۃ میکند باصل لغۃ بر تاکید امر واقتضا میکند بر اعراض شدید انحضرت صلعم حیاءً از منت ہدیہ بہمت علیا ورتبت عظمی وبیز از تطہرہم وتزکیہم کہ صفت فاعل خذ است اشارۃ بآن است کہ این منت انحضرت صلعم فایق از فایق است بے توقف ونضمن تطہیر وتزکیہ باخذ ہدیہ کہ خلاف حقیقۃ ودلالۃ تطہیر وتزکی مرفوع است وصدیہ مخصوصہ او انست کہ غیرش برائے رسول اللہ تعالے صلعم ممنوع است بشان عظمتش صلعم وصفۃ تطہیر وتزکیہ مشترک الوصف است باللہ سبحانہ کما قال یطہرکم تطہیرا۔

وحال یہ ہے کہ خدائے برتر سنتا اور جانتا ہے اون کے اخلاصمند قول کو اور اسکی حقیقت کو اور حیا سے آپکے اعراض کو اور آپکی بخششوں کے واقع ہونیکو انکے ظاہر اور باطن پر۔ ۔۔۔۔ معلوم ہو کہ امر کے واقع ہونیکا سبب مطلوب کا نہ حاصل ہونا ہے پس لفظ خذ اصل لغت کی بنا پر امر کی تاکید پر دلالت کرتا ہے اور اقتضا کرتا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت علیا اور رتبۂ عظمی کے سبب منت ہدیہ کی حیا سے آپکے سخت اعراض کو اور الفاظ تطہرہم وتزکیہم سے بھی جو صفت ہیں خذ کے فاعل کی اسی اعراض کی طرف کسیقدر اشارہ ہے کیونکہ یہ منت انحضرت صلعم فائق سے فائق ہے بغیر توقف اور متضمن ہے تطہیر اور تزکیہ کے اخذ ہدیہ پر یعنی آپکا انکو پاک وصاف کرنیں بہت بڑا احسان ہے انکے حق میں اور یہ ہدیہ لینے پر موقوف نہیں ہے نہ یہ اسکے ضمن میں ہے کیونکہ تطہرا اور تزکی خلاف حقیقت اور دلالت مرفوع واقع ہوا ہے یعنی تبع وصف فاعل خذ ہیں اگر پس پاک وصاف کرنیکے ساتھ ہدیہ لینے کو کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ اسکی حالت میں رفعت ہے کہ مرفوع واقع ہوا ہے وہ بھی خلاف حقیقت اور دلالت اسلئے کہ فاعل خذ کا یہ حقیقتاً نہیں ہو سکتا نہ اس کے مرفوع ہونے پر ظاہر کوئی دلالت ہے البتہ وصف فاعل ہے لہذا اسکے تبع میں مرفوع ہوا ہے پس صفت شان اسی عالیشان کی خصوصیات سے ہے اس کو اخذ ہدیہ سے کیا تعلق لہذا یہ منت فائق از فائق ہے توقف وتضمن اخذ ہدیہ ہے اور یہ ہدیہ بھی مخصوص ہے اسلئے کہ سوائے ہدیہ مخصوص کے رسول خدا تعالے تعالی صلعم کے لئے آپکی عظمت وشان کے سبب دوسرے قسم کا دینا ممنوع ہے اور وصف تطہیر وتزکیہ اللہ سبحانہ کیساتھ مشترک الوصف ہے جیسا فرمایا صفت تطہیر یعنی پاک کرنیکی نسبت سورۂ احزاب رکوع تیس[۳۱] پارہ بائیس[۲۲] میں یطہرکم تطہیرا۔

واللہ یزکی من یشاء کہ نسبتہ بحضرت انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اعجاز است و نسبتہ باولیاء اللہ تعالےٰ رضوان اللہ تعالےٰ علی شیوخی و علیہم کرامت است اختیاراً و اضطراراً اضافۃً الی یوم القیامۃ وصلّ ماخوذ است از صلوٰۃ کہ از پیغمبر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم برامت است اختیاراً و اضطراراً در ضمن اضافۃ و احتیاجاً و عاءً الی اللہ تعالےٰ معطوف است بر خذ و صلہ علےٰ مفارقت میکند از تخصیص بخلاف لہم پس اشارت بجواز عموم حاصل است۔ و نیز باید دانست کہ اخذ ہدیہ و تطہیر و تزکیہ و تصلیہ دائمی است بنا بر ثبوت دوام حیات و تصرف حضرتش صلعم و عموم زمان از خذ وصلّ و تطہرہم و تزکیہم و خصوص محل کہ مقصود فی الکلام است مانع عموم زمان بنا بر ثبوت دوام حیات و تصرف حضرتش صلعم نتواند شد واللہ تعالےٰ اعلم و نیز باید دانست در شروع سورۂ یونس عم قال اللہ تعالیٰ

یعنی تمکو خدائے برتر جیسا پاک کرنا چاہئے پاک کرتا ہے۔ اور صفت تزکیہ کی نسبت سورہ نور رکوع سوم سیوم قرآن اس رکوع ہفتم میں واللہ یزکی من یشاء ہے یعنی اور اللہ جسکو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔ پس یہ تطہیر و تزکیہ کہ مشترک اوصاف اللہ تعالیٰ کیساتھ ہے حضرات انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہ اعجاز ہے اور اولیاء اللہ کی نسبت کہ کرامت ہے رضوان اللہ تعالیٰ علی شیوخی و علیہم یعنی خوشنود ہاں خدائے برتر کی ہو جو میرے شیوخ پر اور انپر۔ خواہ یہ تطہیر و تزکیہ اختیاری طور پر ہو خواہ اضطراری طور پر از روئے اضافت کے دن قیامت تک یعنی باعتبار مخلوقیت نہ از روئے استقلال۔ اور صلّ ماخوذ ہے صلوٰۃ سے یعنی رحمت غیر جو پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے امت پر ہے اختیاری و اضطراری طور پر ضمن اضافت یعنی صورت استقلال میں اور بطور احتیاج ہی خدائے برتر کیطرف عاجزی و اور یہ صلّ معطوف ہے خذ پر اور اس پر صلہ علیٰ بخلاف لہم کے اسکو تخصیص سے جدا کر رہا ہے پس عدم تخصیص کے سبب جواز عموم کا اشارہ حاصل ہے۔

۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اخذ ہدیہ یعنی ہدیہ لینا۔ اور تطہیر یعنی ظاہر کا پاک کرنا۔ اور تزکیہ یعنی باطن کا صاف کرنا۔ اور تصلیہ یعنی تسکین و رحمت کرنا۔ یہ سب دائمی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی حیات دائمی اور آپ کا تصرف ثابت ہے اور خذ اور صلّ اور تطہرہم۔ اور تزکیہم سے زمانہ کا عام ہونا ثابت ہے۔ اور محل کی خصوصیت جو کلام میں مقصود ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی حیات اور آپ کے تصرف کے ثابت ہونیکے سبب زمانہ کے عام ہونیکی مانع نہیں ہوسکتی واللہ تعالےٰ اعلم۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ شروع سورۂ یونس عم میں فرمایا خدائے برتر نے

بیان رحمت بنوع کرامت بر دوام [illegible] اختیاری و اضطراری ضمن اضافت [illegible]

اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَا اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ترجمہ چرا شد برائے مردمان یعنی کافران تعجب اینکہ اخبار کردیم بسوئے مردیکہ از ایشان است بصفۃ جامعہ اینکہ بترساں مردمان را عموماً از ترساں بیدلی و مژدہ رساں آنان را کہ گرویدند خصوصاً اینکہ خاص برائے شان است پیش روندہ ترصادقین را از روے صدق نزدیک پروردگار شان بداں کہ در معنی قدم صدق اختلاف بسیار است کہ مقصود آں ہمہ وسیلہ الی اللہ تعالےٰ است پس اقرب تاویلات مقصود معنی ذات مبارک صلعم است از معنی لفظ و تسمیہ مبارک صلعم بایں نش اسے قدم صدق ھ ونسق عبارت عیانست

اکان للناس عجباً ان اوحینا الی رجل منهم ان انذر الناس بشر الذین اٰمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم ط قال الکافرون ان هذا السحر مبین ۝ ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السمٰوات و الارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش یدبر الامر ط ما من شفیع الا من بعد اذنہ ط یعنی لوگوں کو یعنی کافروں کو اس بات سے کیوں تعجب ہے کہ ہمنے اُن میں سے ایک ایسے مرد کی طرف خبر دینا اختیار کیا جو صفت میں اُن کا جامع ہے۔ یہ کہ ڈراؤ لوگوں کو عام ڈرانیکے لایق چیزوں سے اور خوشخبری پہنچاؤ اُن کو جو گرویدہ ہو گئے خاصکر یہ کہ خاص اُنہیں کے لئے ہے ایک بہت آگے بڑھا ہوا پیروں کا سچائی کی راہ سے اون کے پروردگار کے نزدیک۔ معلوم ہو کہ قدم صدق کے معنی میں بہت اختلاف ہے حالانکہ مقصود اون سب کا وسیلۃ الی اللہ تعالےٰ ہے یعنی خدائے برتر کی طرف وسیلہ مراد ہے۔ پس تاویلوں میں مقصود سے زیادہ قریب ذات مبارک صلے اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں کیونکہ اس لفظ کے معنی سے اور تسمیہ مبارک صلعم بھی اِس قدم صدق کے ہونے سے کہ آپ کے اسماء مبارک میں سے یہ بھی ایک اسم ہے اور نسق و ترتیب عبارت کریمہ مذکور سے یہی معنی ظاہر و عیاں ہیں

بدانکہ قدم مصدر است بمعنی پیش رفتن و دریںجا بمعنی صفۃ بنابر غلو مبالغہ برائے فاعل مقدم مضمر متوسع بحذف کہ انبیاء ہستند بعموم نظم و حضرت محمد سید الانبیاء است بخصوص محل علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام و مفعول متاخرش متوسع بحذف است و مضاف الیہ مذکور ممیز **ش** صیغۂ فاعل **ھ** پس تقدیرش قدام الصادقین صدقاً باشد و از عدم تعبیر صدق بہ نسبتی عموم و توسعش ظاہر و دلالتی برمعنی از لفظ رجل و از لفظ ساحر کہ در تقابلش متقاضی ذات است نہ صفۃ قریب تراست و باید دانست کہ پیران طریقۃ را رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم شمول دریںمعنی قدم صدق بعموم نظم تواند شد و البتہ در اثبات ایں مدعا بحث طویل است متفکر بہ فکر خودش برسد برسد یا **ش** تردید است بر لفظ ذات **ھ** شفاعت آنحضرت صلعم چنانکہ در تفسیر حسینی از عین المعانی مذکور است کہ از آنحضرت صلعم از معنی قدم صدق پرسیدند فرمود ھو شفاعتی توسلوا بی الی ربکم

ترجمہ معلوم ہو کہ قدم مصدر ہے جسکے معنی آگے چلنے کے ہیں اور یہاں معنی صفت میں ہے غلو مبالغہ کی بناپر فاعل مقدم کے لئے جو مضمر ہے اور حذف کے سبب متوسع کہ عموم نظم سے انبیاء مراد ہوتے ہیں اور خصوص محل سے حضرت محمد سید الانبیاء مراد ہیں آپ پر اور انپر صلوٰۃ و سلام ہو چکو۔ اور اس مفعول متاخر کہ وہ بھی حذف کے سبب متوسع ہے اور مضاف الیہ مذکور ہے یہ صدق ہے کہ ممیز ہے قدم کا یعنی تمیز دینے والا۔ پس قدم صدق کی تقدیر یہ ہوگی قدام الصادقین صدقاً یعنی سچو نکا سچائی میں بڑا پیش رو یعنی اگوا۔ اور صدق کی تعبیر کسی نسبت کے ساتھ نہو نیکے سبب عموم اور اس کا توسع ظاہر ہے۔ اور بڑی دلالت قریب تر اس معنی پر لفظ رجل اور لفظ ساحر سے ہے جو باہم اپنے مقابلہ میں ذات کے متقاضی ہیں نہ صفت کے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ پیران طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی اس معنی قدم صدق میں عموم نظم کے سبب شمول ہو سکتا ہے اور البتہ اس مدعا کے اثبات میں بحث طویل ہے متفکر خود اپنی فکر سے پہنچے تو پہنچے یا قدم صدق سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کی شفاعت ہے جیسا تفسیر حسینی میں عین المعانی سے مذکور ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم سے قدم صدق کے معنی کی نسبت پوچھا آپنے فرمایا ھو شفاعتی توسلوا بی الی ربکم یعنی وہ میری شفاعت ہے مجھے میری شفاعت کے مقصود پر وسیلہ اختیار کرو اپنے پروردگار کی طرف

بیان قدم صدق بمعنی شفاعت

یعنی توسل کنید بمن بمقصود شفاعتم سوئے پروردگار خودتان ، و شفاعۃ یکے از عوارض بقیام حقیقی او ست صلعم کہ بقطع نظر از شفیع لا وجود لہا است و آنہ ہو شفاعتی و توسلوا بی مقصودیت ذات مبارک صلعم خود ظاہر است ۔ یا عمل صالح وہم دریں صورت قدم صدق بمعنی حاصل مصدر یعنی روش است یا اسم جامد است چنانکہ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا بحذف حرف جار و وقوع اضافۃ برائے قربۃ مضاف بمضاف الیہ فضلاً للمضاف پس قدم بمعنی کوشش و لسان بمعنی گفتار کہ از صفات است چنانکہ ید بمعنی قدرت و بخشش محاورۃً بحکم خصوصیۃ صفت بجوارح مخصوصہ و دریں صورت ش ای بمعنی عمل صالح ھ استشفاع کہ صفۃ مستشفع است اولی الوسائل است بتحقیق قبول یقینی شفاعۃ آنحضرت صلعم بخلاف دیگر صفات

اور شفاعت آپ کے اون عوارض میں سے ایک عارض ہی جنکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام حقیقی ہے کہ شفیع سے قطع نظر کرکے لا وجود لہا ہے یعنی اوس کیلئے وجود نہیں ہی اور ہو شفاعتی سے یعنی وہ میری شفاعت ہے اور توسلوا بی سے یعنی مجھے وسیلہ اختیار کرو ذات مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہونا خود ظاہر ہی۔

۔ یا قدم صدق سے مراد عمل صالح ہی۔ اور اس صورت میں بھی قدم صدق یا بمعنی حاصل مصدر ہے یعنی روش و چال۔ یا اسم جامد ہے جیسا کہ آیہ وجعلنا لہم لسان صدق علیا ۰ سورہ مریم دوم رکوع میں یعنی اور ہمنے ان کیلئے سچا بول اونچا کردیا۔ کہ اس میں حرف جار محذوف ہے۔ اور مضاف کو مضاف الیہ کے ساتھ قریب ہونے کیلئے اضافت کا واقع ہونا فضلاً للمضاف ہے تاکہ مضاف الیہ کی قربت سے مضاف کو فضل حاصل ہو اور بسبب اضافت مضاف مضاف الیہ سے قریب ہو جائے پس قدم بمعنی کوشش اور لسان بمعنی گفتار کہ صفات سے ہیں جیسا ید بمعنی قدرت اور بخشش کے کہ بحکم خصوصیت صفت بجوارح مخصوصہ محاورہ میں ہے یعنی مخصوص جوارح کے ساتھ صفت کے خاص ہو جانیسے وہ جوارح حکم صفت میں ہوکر محاورہ میں اوسی صفت کے معنی میں وہ جوارح مستعمل ہوجاتا ہی جیسے قدم بمعنی کوشش اور لسان بمعنی گفتار اور ید بمعنی قدرت و بخشش کے باوجود اسم جامد ہونے کے خصوصیت صفت کی وجہ سے حکم صفت میں مستعمل بالمحاورہ ہیں۔ اور اس صورت میں جبکہ قدم صدق بمعنی عمل صالح ہو استشفاع

۴ یعنی طلب شفاعت جو مستشفع یعنی طالب شفاعت کی صفت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یقینی قبول

به سبب ظنیة تحقق قبول به سبب ظنیۂ تحقق صحتش پس تحقق بشارت بر وسیله متحقق الحقیقة یعنی تشفع و شفاعة و استشفاع منطبق خواہد شد نه بر وسیله مظنونة الصحة و بمعنی عمل صالح عموما نیز باحتیاج تقدم متقلد عنه مقدم المقصود ذات مبارکش صلعم است و مستحق بالاولویة بمعنی قدم صدق والا فکیف العمل الصالح فلان مایمنعه قال الکافرون الخ ترجمه گفتند کافران تحقیق این ساحر ظاہر کنندهٔ سحر است ان ربکم الخ ترجمه تحقیق پروردگار شما که خطاب عام است الله ہست آنکه پیدا کرد آسمانہا و زمین را در شش روز پس ظہور تجلیات قدیمه بر عرش کرد باعتبار تنہائی حد امکان نه تقید بمکان و تدبیر امر میکند برا و خلق ـ التدبیر در پس چیزے آوردن چیزے ای گرفتن چیزے برا و عاقبتش والله تعالےٰ اعلم بحق باید دانست معنی این آیه کریمه توسعی در حد امکان وارد دریابد ہر که تواند

بخلاف دوسری صفتوں کے کہ انکی قبولیت ظنی متحقق ہونیکے سبب اور انکی صحت ظنی ثابت ہونیکے سبب وسے اولی الوسائل نہیں ہو سکتیں ـ پس بشارت کا تحقق وسیلۂ متحقق الحقیقت پر منطبق ہوگا یعنی تشفیع اور شفاعت اور استشفاع پر ـ نہ تحقق بشارت منطبق ہوگا وسیلۂ مظنونۃ الصحۃ پر یعنی جس وسیلہ کی صحت ظنی ہو ـ اور عموماً عمل صالح کے معنی سے بھی بسبب احتیاج تقدم متقلد عنہ کے مقدم المقصود ذات مبارک حضور صلعم ہے اور مستحق بالاولویت قدم صدق کے معنی ہیں کیونکہ عمل صالح کے معنی کسی صالح کی تقلید کی احتیاج لازم ہے جس کا مقدم ہونا بغرض تقلید ضروری ہے پس عمل صالح میں مقصود مقدم بنا بر احتیاج تقلید ذات مبارک صلعم ہے ـ اور قدم صدق کے معنی کیلئے بھی بالاولویت آپ ہی کی ذات پاک مستحق ہے ورنہ عمل صالح بغیر تقلید و اتباع ذات مبارک صلعم کیسے مترتب صحیح ہوگا پس اب کیا چیز ہے جو اسکو منع کرتی ہے قال الکافرون ان هذا لسٰحر مبین ہ یعنی کافروں نے کہا بیشک یہ جادوگر سحر کا ظاہر کرنیوالا ہے ـ ان ربکم الله الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر ط ـ یعنی تحقیق تمہارا پروردگار کہ یہ خطاب عام ہے ـ اللہ ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ـ پھر تجلیات قدیمہ کا ظہور عرش پر کیا اس اعتبار سے کہ امکان کی حد کی انتہا ہے نہ تقید ہے مکان کا ـ اور تدبیر امر کرتا ہے مراد خلق کے موافق ـ کیونکہ تدبیر کے معنی ہیں کسی چیز کا کسی چیز کے پیچھے لانا یعنی اختیار کرنا چیز کا حسب مراد و انجام کار اسکے پیچھے ہے ـ واللہ تعالیٰ اعلم ـ سمجھنا چاہیئے کہ اس آیت کریمہ کے معنی حد امکانیہ بہت کچھ توسع رکھتے ہیں جس قدر سمجھ سکیگا پائیگا

ھ مامن شفیع آلخ ترجمہ نیست کسی از خواہندہ کسی مگر ہست پس از دستوری او تعالےٰ برائے خواست۔ بدانکہ ہرگاہ قدم صدق عبارت است از محمد رسول اللہ تعالےٰ صلعم مالک الشفاعۃ یا شفاعتش صلعم یا عمل صالح پس ایں نفی شفیع از مزعومات کفار برائے شان است نہ از محمد رسول اللہ تعالےٰ صلعم برائے مومنان کہ شفاعتش صلعم مصداق متقدم برائے ثبوت ذہنی منشاء نفی ترتب اثر متاخرش است والا تعارض لازم نظر کن بر اصول مذکورہ ش چنانکہ در آیۃ قدم صدق و آیات دیگر مذکور شد ھ وایں شفاعۃ ثابت بالاذن بجواز بالاختیار ش واختیار در تحقق بالحقیقۃ است ھ نسبۃ بشفیع غیر محمد رسول اللہ تعالےٰ صلعم است نہ بمشفوع چہ در نسبۃ بمشفوع ثبوت اذن برائے کفار راجع ش وآں نتواند شد ھ ونیز از اصل شرع ظاہر است کہ ماذون بشفاعۃ اصنام ودیگر خبائث نتواند شد مگر ملائکہ و پیغمبران واولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام و مومنان بعد

مامن شفیع الامن بعد اذنہ یعنی نہیں ہے کوئی خواستگار سے کسی کے مگر ہے بعد دستوری خدائے تعالےٰ کے خواست کے لئے۔ معلوم ہو جب قدم صدق سے مراد محمد رسول خدائے تعالےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو مالک شفاعت ہیں یا مراد اس سے آپ کی شفاعت ہے یا عمل صالح پس نفی شفیع کی کفار کے مزعومات سے ہے خاص انہیں کے لئے ہے۔ نہ یہ نفی محمد رسول اللہ خدائے تعالےٰ صلعم سے ہے مومنین کی شفاعت کیلئے کیونکہ آپ کی شفاعت مصداق متقدم ثبوت ذہنی کے لئے جو منشا ہے اوسکے متاخر ترتب اثر کی نفی کا ورنہ تعارض لازم ہو جائیگا دیکھو اصول مذکورہ کو جیسا کہ آیت قدم صدق اور دوسری آیتوں میں مذکور ہوئے۔ اور یہ شفاعت جو باذن ثابت ہے جس میں اختیار کا جواز ہے حالانکہ اختیار تحقق میں باحقیقت ہے یعنی اختیار اپنی حقیقت میں متحقق ہے یہ شفاعت نسبۃ ایسے شفیع کے ہے جو محمد رسول خدائے تعالی صلے اللہ علیہ وسلم کا غیر ہے نہ مشفوع کی نسبت اس لئے کہ مشفوع کی طرف نسبت کرنے میں اذن کا ثبوت کفار کی طرف رجوع کریگا اور یہ ہو نہیں سکتا

۔ اور اصل شرع سے بھی ظاہر ہے کہ ماذون بشفاعت یعنی جنکو شفاعت کی رخصت ہوگی بت وغیرہ دیگر خبائث نہیں ہو سکتے مگر ملائکہ اور پیغمبر اور اولیاء علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومن ہونگے بعد شفاعت کبری

ماذون بشفاعۃ بعد شفاعۃ کبری انبیاء ملائکہ اولیاء مومنین ہونگے۔ [illegible]

ش ایں بجہت برائے جملہ یعنی پیغمبران و ملائکہ و اولیا و مؤمنان برابر است ۵
شفاعۃ کبریٰ کہ ش کاف بیان شفاعۃ باذن بعد شفاعۃ کبریٰ ۵ نفی تحقق شفاعۃ
بالحقیقۃ از شفیع مطلق نمیکند بل تحققش مینماید واللہ تعالےٰ اعلم و نیز باید دانست فرمود
صلعم من زارنی میتاً فکانما زارنی حیاً و من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یوم القیامۃ ترجمہ
ہرکہ زیارت کرد مرا در حالیکہ بعالم برزخ باشم چنانست کہ زیارت کرد مرا در حالیکہ
بعالم شہود ہستم و ہرکہ زیارت کرد قبر مرا ضروری شد برائے او شفاعتم بروز قیامۃ
از جملہ من زار قبری صحۃ زیارت قبر بلا حضور روحی مقبور و حکم قبر ہچو حکم مقبور بوجہ
نسبۃ یا قبول آثار خفیہ و وجوب شفاعۃ بریں مرتبہ می شود پس مؤکد است برائے
جملۂ اول و تشبیہ مؤکد تحقیق در زیارت دائرہ میان زائر و مزور است صلعم پس
وجہ تشبیہ آداب و نتائج زیارت لازم طرفین است پس حذر از ایذا بترک ادب
واجب و استعانۃ و اعانۃ جائز و اخلاص ثابت

اور یہ شفاعت باذن جو شفاعت کبریٰ کے بعد ہوگی اس شفاعت شفیع مطلق کی جو حقیقت
میں متحقق ہے نفی نہیں کرتی ہے بلکہ اس شفاعت بالحقیقت کا تحقق ظاہر کرتی ہے واللہ تعالیٰ
اعلم۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری زیارت کی اسوقت
جبکہ میں عالم برزخ میں رہوں ایسا ہے کہ اس نے گویا میری زیارت کی اس حال میں جبکہ میں
عالم شہود میں ہوں اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اسکے لئے میری شفاعت قیامت
کے دن ضروری یعنی واجب ہوگی۔ یہاں جملہ من زار قبری سے یعنی جس نے میری قبر کی زیارت
کی بغیر حضور روحی مقبور کے صحیح ہے اور قبر کا حکم مثل مقبور کے حکم صحیح ثابت ہوا نسبت
مقبور کیوجہ میں ہو یا پوشیدہ آثار مقبول ہونیکی وجہ میں بحیثیت مرتبۂ مقبور اور شفاعت
کا وجوب اسی مرتبہ پر ہوتا ہے۔ پس یہ وجوب شفاعت جملہ اول من زار قبری کیلئے
تاکید کر رہا ہے اور تشبیہ جو حرف انّ کے ساتھ مؤکد ہے ایسی زیارت کے محقق اور ثابت کرنیکی تاکید
کر رہی ہے جو زائر اور مزور یعنی جو زیارت کرا وجسکی زیارت کیجائے دونوں کے درمیان میں دائر ہے پس یہاں زیارت
زائر اور حضور صلعم کے درمیان کہ وہ آپکی زیارت کو حاضر ہوگا دائر ہوگی لہذا وجہ تشبیہ زیارت کے آداب
اور نتیجے ہونگے کہ لازم طرفین ہیں یعنی زائر اور مزور کیلئے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے جو ترک ادب سے
ہوتی ہے حذر اور پرہیز کرنا واجب ہے۔ اور آپ سے مدد مانگنا۔ اور اپکا مدد فرمانا جائز ہے۔ اور اخلاص ثابت

وبدانکہ لفظ وجبت واضافتہ سوئے یا متکلم دلالۃ میکند بر تحقق شفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار و منع احتیاجِ اذن چہ بعکس ایں احتیاج اذن ثبوت بالنسبۃ بلزوم اضطرار و منع وجوب میسازد و چہ نیست وجوب مگر بالحقیقۃ والاختیار الخ ای در شفاعۃ متحقق بالحقیقۃ والاختیار ۵ و نیز باید دانست فرمود صلعم من زار قبری کنت لہ شفیعًا و شہیدًا و من جاءنی زائرًا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقًا علیّ ان اکون لہ شفیعًا یوم القیامۃ

ترجمہ ہرکہ زیارت کرد قبر مرا شوم برائے او شفیع و شاہد اے بر ایمانش و ہرکہ آمد نزد من زیارت کنندہ چنانکہ نہ عامل کند او را حاجتی بریں زیارت مگر زیارتم یعنی باخلاص خوا ہشد حق لازم بر من اینکہ شوم برائے او شفیع بروز قیامت لفظ کنت لہ و کان حقًا علیّ ان اکون لہ شفیعًا دلالۃ میکند بر تحقق فعل بالاختیار والاختیار ینفی الاحتیاج و نیز باید دانست عرض یارب امتی امتی بوقت ظہور رحمت عالم صلعم بایں عالم شہود کی اذن داشت

ترجمہ۔ اور معلوم ہو کہ لفظ وجبت۔ اور یائی متکلم کیطرف اضافت دلالت کر رہی ہیں شفاعت بالحقیقت اور شفاعت اختیاری کے متحقق ہونے پر اور احتیاج اذن شفاعت کے منع پر کیونکہ بالعکس اسکو احتیاج اذن کہ اسکا ثبوت بالنسبۃ ہے اضطرار کو لازم ہے اور وجوب کو منع کرتی ہے اسلئے کہ وجوب نہیں ہوتا ہے مگر حقیقت اور اختیار کیساتھ یعنی وجوب شفاعت نہیں ہے مگر اسی صورت میں جبکہ شفاعت اپنی ذات میں متحقق ہوا اور اختیار ثابت ہو۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلعم نے من زار قبری کنت لہ شفیعًا و شہیدًا یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی میں اس کے لیئے شفیع ہونگا اور اس کے ایمان پر شاہد یعنی گواہ ہونگا۔ ومن جاءنی زائرًا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقًا علیّ ان اکون لہ شفیعًا یوم القیامۃ یعنی اور جو کوئی میرے پاس زائر بنکر آیا اس طرح کہ سوائے میری زیارت کے اسکو اس زیارت پر کسی حاجت نے عامل نہ بنایا ہوئے یعنی اخلاص سے بغیر غرض کسی کام کے صرف میری زیارت کو آیا ہو تو اس اخلاص کے سبب مجھپر اسکا یہ حق لازم ہوجائیگا کہ میں اس کے لئے قیامت کے دن شفیع ہوجاؤں۔ یہاں لفظ کنت لہ۔ اور کان حقًا علیّ ان اکون لہ شفیعًا دلالت کر رہے ہیں فعل باختیار کے تحقق پر۔ اور اختیار احتیاج کی نفی کرتا ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عالم شہود میں ظاہر ہونیکے وقت یارب امتی امتی آپ کا عرض کرنا کب اذن رکھتا ہے۔

آی مستفہم بتکرار لفظ امتی تاکید بر خصوصیۃ مفعول و بحذف فعلی کہ مفعولش امتی است
بقرینۂ حالی توسع مقصود است کہ دلالۃ وارد بر غایت رحمت و حرص بحال امۃ
لقولہ تعالےٰ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ اے حرص کنندہ است لزوماً بر
خیریت شما از مومن و کافر بتفاوتِ حال ہر یکے در دنیا و آخرت و بمومنان مہربان
و سوزاست و مہربان بحمایت و شفاعۃ در دارین۔ و نیز باید دانست فرمود
صلعم شَفَاعَتِیْ لِاَہْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ کَذَّبَ بِہَا لَمْ یَنَلْہَا الحدیث ذکرہ الترمذی
و ابن ماجہ و ابن حبان و البیہقی و الطبرانی و الحاکم **ترجمہ** شفاعتم ثابت است
آنانرا کہ کبیرہ کردند از امتانم ہر کہ تکذیب کند بآن یعنی انکار کند حاصل نکند آنرا۔ باید
دانست کہ دلالۃ بر وجودِ شفاعۃ بالحقیقۃ و الاختیار بحکم اضافۃ بیائے متکلم است **ش**
چہ نیست اضافۃ مگر بموجود ین **ھ** و تعمیم بلفظ لاہل الکبائر کردار و کنندہ پس وجودش لاہل
الصغائر بدرجۂ اولی است

اِمّی مستفہم لفظ اُمتی کی تکرار سے مفعول کی خصوصیت پر تاکید ہے اور اُس فعل کے حذف سے جسکا مفعول
امتی ہے حالی قرینہ کے سبب توسع مقصود ہے جس سے امت کے حال کی نسبت نہایت رحمت اور حرص
دلالت ہو رہی ہے بدلیل فرمانے خدائے برتر کے کہ آخر سورہ توبہ میں ہے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ
یعنی حرص کرنیوالے ہیں لازمی طور پر تمہاری خیریت و بہتری پر خواہ تم میں سے مومن ہو خواہ کافر ہر ایک کے
تفاوت حال کے موافق دنیا اور آخرت میں اور مومنین کے حق میں دل سوز مہربان ہیں اور مہربان
ہیں دونوں جہان میں حمایت اور شفاعت کے ساتھ۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلعم نے
کہ میری شفاعت اون کے لیئے ثابت ہے جنہوں نے میری امت میں سے گناہ کبیرہ کیا جو کوئی اسکے
ساتھ تکذیب کریگا یعنی انکار کریگا وہ اوس کو یعنی شفاعت کو نہیں حاصل کریگا تا آخر اس حدیث کو ترمذی
ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور طبرانی اور حاکم نے ذکر کیا۔ سمجھنا چاہیئے کہ شفاعت بالحقیقت والاختیار
کے وجود پر دلالت یائے متکلم سے ہے اضافت کے حکم کے موافق کیونکہ اضافت نہیں ہے مگر موجودین میں لہذا
شفاعت کا مع اس کے مضاف الیہ متکلم قبل اضافت متحقق بالحقیقت ہونا ضروری ہے اور مضاف کا
مضاف الیہ کی ملک ہونا متکلم کے اختیار کو ثابت اور متحقق کر رہا ہے لہذا شفاعت کے بالحقیقت والاختیار
ہونے پر یہ اضافت یائے متکلم دلالت کر رہی ہے اور لفظ لاہل الکبائر سے عمل اور عامل دونوں کی
تعمیم پر دلالت ہے پس وجود شفاعت صغیرہ گناہ کرنے والوں کے لیئے بادرجۂ اولےٰ ہے

بیان حرص علیہم در خیریت ... در آخرت بحمایت و شفاعۃ یعنی در دارین۔
ثبوت شفاعۃ بالحقیقۃ و اختیار از اضافہ شفاعتی

ونیز تخصیص است بغیر تائبان تحت مشیتہ چہ تائبان خود موعود مغفرت
ہستند وتخصیص است باُمتش صلعم از امم دیگر بلفظ من امتی چہ دیگران
مبشر بہ خصوصیات امتہ مرحومہ وصاحبہا صلعم نگیند لقولہ تعالے قُل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہُ ویغفر لکم ذنوبکم ط واللہُ غفور رحیم ہ تخصیص ببشارت
وعدہ محبوبیۃ ومغفرۃ ذنوب کثیرہ بدلالۃ جمع کثرت برقدر اتباع نہ
مطلق باتباعش صلعم بالامر ورنہ تعارض از مغفرت وعذاب ودر تحت مشیتہ
ودخول نار ثابت است بخلاف دیگر انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
لقولہ تعالے حکایۃً واطیعون یغفرلکم من ذنوبکم الآیہ بدلالۃ تبعیض وتخصیص بعد تعمیم
مثل ورالاہل الکبائر من امتی ھ نفی جواز امر مخصوص بہ برائے غیر
مخصص لہ نمیکند بسبب اشتراک مخصص لہ وغیر مخصص لہ در تعمیم مثل
ازینجا

اور اسی سے غیر تائبوں کے تحت مشیتہ کی تخصیص بھی ہے یعنی تحت مشیتہ خاص غیر تائب ہیں کیونکہ تائب لوگ خود موعود
مغفرت ہیں کہ اُن کے واسطے وعدہ مغفرت ہوچکا ہے لہذا انکی مغفرت تحت مشیتہ نہیں ہے اور لفظ من امتی
سے بہ نسبت دوسری امتوں کے آنحضرت صلعم کی امت کی تخصیص ہے کیونکہ دوسری امتیں امت مرحومہ اور اسکے
مالک صلعم کی خصوصیتوں سے بشارت نہیں پائے ہوئے ہیں اس لئے کہ فرمایا خدا نے برتر نے سورہ ال عمران کی چہارم رکوع
میں قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ط واللہ غفور رحیم ہ یعنی اے حبیب کہدیجئے اگر
تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو محبوب کرلیگا اور تمہارے سب گناہ سب بخشدیگا - اور اللہ
بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے کہ اس میں تخصیص کیساتھ وعدہ محبوبیت کی خوشخبری اور کثیرہ گناہوں کی مغفرت کی بشارت
بدلالت جمع کثرت لفظ ذنوبکم سے ہے اور یہ بشارت خاص موافق اندازہ پیروی ہے نہ مطلق آنحضرت صلعم کی پیروی میں جو بامر ہے
ورنہ اس مغفرت وعذاب سے تعارض ہوجائیگا جو تحت مشیت ہے حالانکہ دخول نار ثابت ہے بخلاف دوسرے انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے
کیونکہ خدا تعالی نے بطور حکایت فرمایا ہے سورہ نوح کے اول رکوع میں واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم الآیہ یعنی اور میری اطاعت کرو تمہارے
لئے بعض تمہارے گناہوں کو یعنی اللہ بخشدیگا کہ اسمیں وعدہ مغفرت بدلالت تبعیض ہے جو من ذنوبکم میں حرف من کی تبعیض سے ظاہر ہے اور تخصیص
بعد تعمیم جیسا لاہل الکبائر من امتی میں ہے یہ جواز امر مخصوص بہ غیر مخصص لہ کیلئے نفی نہیں کرتا ہے یعنی کوئی امر کسیکے ساتھ
خاص ہوجائے اس امر کا جواز ایسے امر کی نفی نہیں کرتا جس کیلئے تخصیص ہوئے ہو مثلا امر شفاعت اہل کبائر کہ من امتی کیساتھ
خاص ہوا اسکا جواز ایسے اہل کبائر کیلئے جو اسکے ساتھ خاص نہیں ہیں نفی نہیں کرتا ہے کیونکہ تعمیم میں مخصص لہ اور غیر مخصص لہ دونوں مشترک ہیں

تفسیر ... قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

اشارت بانست کہ شفاعۃ حضرت شفیع المذنبین صلعم برائے اہل کبائر غیر امۃ
مرحومہ ہم تواند شد کما قال ملا علی القاری فی المسح الازہر ان ہذہ الشفاعۃ
لیست مختصۃ باہل الکبائر من ہذہ الامۃ فانہ بالنسبۃ الی جمیع الامۃ کاشف الغمۃ
نبی الرحمۃ انتہی ھ واز لفظ کذّب بہا لم ینلہا تواند شد کہ تکذیب شفاعۃ کفر است
بانیکہ ضمیر ہا بصلہ حرف با، واسطہ وقوع فعل بر مفعول اول محذوف توسعاً بلفظ
مبارک اللہ تعالیٰ یا بلفظ مبارک رسول صلعم یا ہر دو است ونیست شفاعۃ اہل کفر را بمنع مغفرت
باید دانست متعلق بہ لاہل الکبائر متوسع بحذف است پس لازم کند لفظی را
کہ دلالت بر تحقق وقوع فعل واستمرار دارد وبمقابلہ کذّب ولم ینل پس لازم شد
تحقق وقوع شفاعۃ بر دوام ونیز درین حدیث شریف اعجاز اخبار پیشین است
منکر شفاعۃ ومآلش بنا بر تحقق وقوع فعل بدلالۃ ماضی ش ای کذّب ولم ینل ھ بجای مضارع
والا معنی ندارد ش ای ماضی بجای مضارع ھ العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ش ای انکار شفاعۃ

ترجمہ یہاں سے اشارہ اسبات کا ہوتا ہے کہ حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت غیر امت مرحومہ کی اہل کبائر کیواسطے
بھی ہوسکتی ہے جیسا کہا ملا علی قاری نے کتاب مسح الازہر میں۔ کہ تحقیق یہ شفاعت اس امت کے کبیرہ گنہگاروں کے ساتھ خاص نہیں
ہوگئی ہے پس بیشک آپ تمام امتوں کیطرف نسبت کرنے سے غموں کے کھولنے والے رحمت کے نبی ہیں صلعم تمام ہوا قول ملا علی
قاری صاحب کا۔ اور لفظ کذّب بہا لم ینلہا سے ہوسکتا ہے کہ شفاعت کا جھٹلانا کفر ہے اس طرح کہ ضمیر ہا کی بصلہ حرف با کے واسطے
وقوع فعل کا مفعول اول پر جو بغرض توسع محذوف ہے وہ لفظ مبارک اللہ تعالیٰ ہو یا لفظ مبارک رسول صلعم
یا دونوں اس عبارت کے ساتھ کذب باللہ ورسولہ او احدہما الشفاعۃ اور اہل کفر کیلئے شفاعت نہیں ہے کیونکہ
اونکی مغفرت ممنوع ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ متعلق بہ لاہل الکبائر کا یعنی جسکے یہ متعلق ہے وہ بسبب حذف کے متوسع
ہے پس یہ ایسے لفظ کو لازم کرتا ہے کہ وہ وقوع فعل کے متحقق ہونے پر اور اسکے استمرار پر
دلالت رکھتا ہو مقابلہ میں کذّب اور لم ینل کے کہ ان سے تحقق وقوع فعل اور استمرار پر لفظاً
ومعناً دلالت ہو رہی ہے پس وقوع شفاعت کا تحقق اس صورت میں دوامی طور پر لازم
ہوگیا۔ اور اس حدیث شریف میں منکر شفاعت کے لئے پیشین گوئی کا اعجاز بھی ہے اور
اُس کا مآل اور انجام وقوع فعل کے متحقق ہونیکی بنا پر دلالت ماضی یعنی کذّب اور لم ینل
سے ہے کہ مضارع کی جگہ پر واقع ہوئے ہیں ورنہ ماضی کا بجائے مضارع کے آنا کوئی معنی نہیں رکھتا
ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ یعنی اللہ تعالیٰ اس انکار شفاعت سے بچائے

ھو و اتصال جزاء بشرط بحذف فاء تخیرنا تاثیر در معنی دارد باشارت اینکہ ہما نا انکار شفاعۃ بی بھرگی از شفاعت است آرے مفہوم جزاء موکدا است بمفہوم شرط تحذیراً و فی الجامع الصغیر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی یوم القیامۃ حق فمن لم یومن بہ لم یکن من اہلہا الحدیث **تنبیہ** باید دانست کہ مقر شفاعۃ بالاذن بالنفی شفاعۃ متحقق الحقیقۃ و الاختیار نسبتہ بحضرت رحمۃ عالم شفیع و مشفع اول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جاہل بحقیقتہا است و شامل من کذب بہا لم ینلہا است نعوذ باللہ تعالےٰ من شرور انفسنا اللہم وفقنا لما تحبہ و ترضاہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ رَبِّیْ خیرنی بین ان ندخل نصف امتی الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب وبین شفاعتی لامتی فاخترت الشفاعۃ قال ہی لکل مسلم الیٰ آخر الحدیث ذکرہ الترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و البیہقی و الطبرانی والحاکم

ترجمہ اور جزاء کا فا حذف ہوکر شرط سے اُس کا متصل ہونا معنی میں تاثیر کرتا ہے جس سے اشارہ ہے اس بات کا کہ ہمارا انکار شفاعت گویا شفاعت سے بے بہرگی ہے۔ ہاں مفہوم شرط سے جزاء کا مفہوم موکد ہے بغرض تحذیر یعنی ڈرانے کیلئے اور جامع صغیر میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میری شفاعت قیامت کے روز حق ہے پھر جو کوئی اس کے حق ہونے پر ایمان نہ لائیگا وہ شفاعت والوں میں سے نہوگا تا آخر حدیث **تنبیہ** سمجھنا چاہیے کہ شفاعت بالاذن کا اقرار کرنیوالا جبکہ نسبت حضرت رحمت عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو شفیع اور مشفع اول ہیں آپ کی شفاعت متحقق الحقیقت اور اختیار کی نفی کرتا ہو وہ شفاعت کی حقیقت سے جاہل ہے اور من کذب بہا لم ینلہا میں شامل ہے یعنی اُن لوگوں میں جو شفاعت کو جھٹلا کر اُس سے محروم رہے نعوذ باللہ تعالےٰ من شرور انفسنا یعنی ہم خدائے تعالےٰ سے ہمارے نفسوں کی شرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللھم وفقنا لما تحبہ و ترضاہ الٰہی اللہ ہمیں توفیق دے اُسکی کہ تو دوست رکھتا ہے اُسکو اور جس پر تو راضی ہے۔ اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک میرے رب نے مجھکو اختیار دیا ہے اس بات کے درمیان کہ ہم داخل کریں نصف کو کہ وہ میری امت ہو اور ایک لفظ میں دو تہائی میری امت کو جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب۔ اور اس بات کے درمیان کہ میری شفاعت خاص میری امت کیواسطے ہو سو میں نے اسی شفاعت شق ثانی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ شفاعت ہر ایک مسلمان کیلئے ہے تا آخر حدیث اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور طبرانی اور حاکم نے ذکر کیا

بیان حدیث یہ کہ شفاعت یوم قیامت حق ہے اور منکر اس سے محروم ہے

تفسیر حدیث شریف کہ اختیار شفاعت حق امت کیلئے ... اختیار اسی کو ہوا ... استعداد اختیار ہو۔

از لفظ خیرنی واضح می شود اختیار نبی مختار صلعم ش از آنکه تخییر واقع
میشود بر وجود استعداد اختیار مخیر به نه بر عدم استعداد اختیار مخیر به ه بآنکه هرکرا
خواهد داخل جنة و شفاعة کند و هرکرا نه خواهد نکند پس مژده فرمود بآنکه اختیار کردم
شفاعة را برائے هر مسلم بنا بر رفع ایهام آنکه کند یا نکند پس ایهام در شفاعة شامل تکذیب
باشد العیاذ بالله تعالے اللهم صل علی محمد نبینا نبی الرحمة و نیز شفاعة مقتضی رجا و ربط است
و انکارش مستلزم یاس و فرق و هرگاه یاس از الله تعالے کفر است در حد خودش بالزام
عجز بآن فعل مرجوکه ش کاف بیان الزام ه لازم انکار قدرت کامله است و بقطع
ربط امید رحمة ارحم الراحمین پس یاس از رسول الله تعالے صلعم در حد خودش آخر چه خواهد
بود بالزام عجز للشفاعة که مستلزم کسر شان عظیم است و بقطع ربط امید رحمة رحمة للعالمین
بدانکه حدیث شریف من ترک سنتی لیس له شفاعتی ش اتصال جزا بشرط بحذف فاء
جزا تاثیر در معنی دارد و باشارت اینکه همانا ترک سنت بی بهرگی از شفاعة است آری مفهوم جزا موکد است بمفهوم شرط تحذیر

یہاں لفظ خیرنی یعنی مجکو اختیار دیا سے ظاہر ہوتا ہے اختیار نبی مختار صلعم کا کیونکہ تخییر یعنی جسکو اختیار دیا گیا ہو اسکی اختیار
کی استعداد ہونے پر تخییر یعنی اختیار دینا واقع ہوتا ہے نہ یہ کہ مخیر بہ کو اختیار کی لیاقت تو نہو مگر اسپر اختیار دینا
واقع ہو جاوے۔ پس جسکو چاہینگے نبی مختار اس بنا پر داخل جنت اور شفاعت کرینگے اور جسکو نچاہینگے نکرینگے ۔ گویا
آپنے اسبات کا مژدہ یعنی خوشخبری فرمائی یہ کہکر کہ مینے شفاعت کو اختیار کیا ہر مسلمان کیلئے اس بنا پر کہ یہ ایہام
یعنی گمان غلط دور ہو جاوے کہ کرینگے یا نکرینگے۔ پس شفاعت میں ایہام تکذیب کو شامل ہوگا خداتعالی کی پناہ ایسے
عقیدہ سے۔ اللھم صل علی محمد نبینا نبی الرحمة اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمارے نبی رحمت ہیں۔ اور شفاعت
مقتضی ہے رجا اور ربط کی بھی اور اسکا انکار یاس اور فرق یعنی جدائی کا مستلزم ہے۔ اور جبکہ یاس خدائی برتر
اپنی حد میں کفر ہے کیونکہ ذات باری میں اس یاس سے اس فعل مرجو یعنی امید کئے ہوئے کی نسبت عجز لازم کرتا ہے جو قدرت
کاملہ کے انکار کو لازم ہے اور اس سے لئے کفر ہے کہ ارحم الراحمین کی رحمت کی امید کے ربط کا قطع کر دینا ہے پس رسول خدا
تعالے صلے اللہ علیہ وسلم یاس اپنے حد میں اپنے آپ آخر کیا ہوگا جبکہ شفاعت میں آپکی نسبت عجز کا لازم کرنا آپکی
شان عظیم کو مستلزم ہو جائیگا۔ اور جبکہ رحمة للعالمین کی رحمت کی امید کے ربط کا قطع کر دینا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ
یہ حدیث شریف کہ جسنے میری سنت چھوڑ دی اسکے واسطے شفاعت نہیں ہے۔ اس میں جزا کا شرط سے اتصال
بسبب حذف فا ہونے حرف جزا کے کہ فا ہے معنی میں تاثیر رکھتا ہے جس سے اشارہ ہے اسبات کا کہ وہی ترک سنت
گویا شفاعت سے بے بہرہ ہونا ہے۔ ہاں بات یہ ہے کہ مفہوم جزا کا مفہوم شرط سے موکد ہے تحذیر یعنی ڈرانیکی غرض

ھ نفی شفاعۃ لاہل الکبائر نمیکند چہ اول بشارت است بشفاعۃ برائے نجات از درکات مرعاصیانرا وتحذیر است از انکار شفاعۃ وثانی تنبیہ است بہ نفی شفاعۃ برائے رفعت درجات مرتارکانرا وتحذیر است از ترک سنۃ ورنہ در توفیق حدیثین ترک سنۃ فوق کبائر باشد وآں ثابت نیست ونیز باید دانست انچہ باذن است اطاعت است نہ شفاعۃ چہ شفاعۃ در لغت بمعنی خواستن صفۃ اختیاری است بخلاف شفاعۃ باذن کہ لزوم سلب بالحقیقۃ وثبوت بالنسبۃ بلزوم اضطرار میکند بر بنائے استفہام انکاری والحقیقۃ اقدم علی النسبۃ ونفیہا نفی النسبۃ ونیز باید دانست کہ شفاعۃ باذن نسبتہ دوزخیان مجہول الحال است کہ نفی شفاعۃ بالحقیقۃ والاختیار بعد ثبوتش نمیکند ودر صورت اذن مشتمل اطلاع بجواز بالاختیار نسبتش ای جواز شفاعۃ بالاختیار ای متحقق بحقیقۃ ھ چارہ نیست چنانکہ در معنی کریمہ ربما یودّ الذین کفروا لو کانوا مسلمین ٥ بسند خوارزمی است ابوحنیفۃ عن حمّاد عن ابراہیم قال سألتہ عن قولہ تعالٰی ربما یودّ الذین کفروا الخ

پس یہ حدیث اہل کبائر کے لئے شفاعت کی نفی نہیں کرتی ہے کیونکہ اول حدیث بشارت ہے شفاعت کی خاص گنہگاروں کو نجات کیلئے درکات دوزخ سے اور تحذیر ہے انکار شفاعت سے اور دوم حدیث تنبیہ ہے نفی شفاعت سے خاص تارکان سنت کو بلندی درجات جنت کے لئے اور تحذیر ہے ترک سنت سے ورنہ دونوں حدیثوں کی توفیق یعنی موافقت دینے میں ترک سنت کبائر سے فوق ہو جائینگے اور یہ ثابت نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو جانا چاہیئے کہ جو چیز اذن سے ہے وہ اطاعت ہے نہ شفاعت اس لئے کہ شفاعت کے لغوی معنی خواستن یعنی چاہنے یا مانگنے کے ہیں جو صفت اختیاری ہے بخلاف شفاعت باذن کے کہ یہ استفہام انکاری کی بنا پر سلب بالحقیقت کو لازم کرتی ہے اور ثبوت بالنسبۃ کو بسبب اضطرار کے لازم ہونے کے جیسا تفسیر کریمہ من ذالذی یشفع الخ میں پہلے مذکور ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ ہو۔ اور حقیقت نسبۃ پر زیادہ مقدم ہے اور حقیقت کی نفی نسبت کی نافی ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ شفاعت باذن مجہول الحال دوزخیوں کی نسبت ہے جو شفاعت بالحقیقت والاختیار کی اسکے ثابت ہونیکے بعد نفی نہین کرتی ہے۔ اور اس صورت میں اذن کی نسبت چارہ نہیں ہے کہ جواز شفاعت بالاختیار کی نسبت جو متحقق بالحقیقت ہے آگہی واطلاع کو مشتمل ہو جیسا اس آیت کریمہ کے معنی کی بابت کہ سورہ حجر میں پارہ کے شروع میں ہے ربما یودّ الذین کفروا لو کانوا مسلمین یعنی قیامت کے روز منکر کیسی طرح مسلمان ہوتے کتاب مسند خوارزمی میں ہے یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے روایت کی ہے کہا میں نے ان سے پوچھا

فقال یعذب اللہ تعالے قوماً ممّا کان یعبدہ فلا غیرہ وقوماً ممّا کان یعبد غیرہ ثم
یجمعهم فی النار فیعیّر الذین کانوا یعبدون غیرا لله الذین کانوا یعبدون الله (اے لا یعبد ۱۲)
فیقولون عذبنا لانا عبدنا غیرہ فما اغنت عنکم عبادتکم ایاہ وقد عذبهم معنا (التعییر فی الفارسی سرزنش کردن ۱۲)
فیاذن الرب جلّ جلالہ للملائکة والنبیین فیشفعون فلا یبقٰی فی النار احدٌ
ممن کان یعبدہ الّا اخرجہ حتیٰ یتطاول للشفاعة ابلیس لعبادتہ یعنی الا ولے۔
المقصود البتہ منع شفاعة براے کافران ثابت است چنانکہ مذکور شدہ نہ منع
واذن براے مومنان عموماً مگر خصوصاً **ش** اے تواند شد کہ منع واذن
بخصوصیتہ حکمتی کہ بعلم وارادہ او سبحانہ مقرر است باشد **ھ** باید دانست
ہرگاہ شفاعة متحقق الحقیقة والاختیار حضرت محبوب المحبوبین محمود المحمودین
صلعم براے منتظران ثابت است پس نفی آن وثبوت بالنسبة **ش** باوجود
تحقق بالحقیقة والاختیار **ھ** ومنع باستثناء بحسب الحال للشفیع والمشفوع وجہی ضروری وا...

تو کہا انہوں نے خداتعالے عذاب کریگا ایک قوم کو اس چیز کی بابت کہ اسکی عبادت کرتے تھے نہ اسکے
غیر کی اور ایک قوم کو اس چیز کیوجہ سے کہ اسکے غیر کی عبادت کرتے تھے پھر انکو آگ میں جمع کریگا تو وہ لوگ جو غیر خدا کی عبادت
کرتے تھے ان لوگونکو سرزنش و ملامت کرینگے اور عار دلاینگے جو خدا کی عبادت کرتے تھے اور کہینگے عذاب پایا ہمنے اسلئے
کہ ہمنے غیر خدا کی پوجا کی ہیں تمکو تمہارے خالص عبادت نے جو اسکی خاص تھی نہیں بے نیاز کیا یا نہیں فایدہ دیا یعنی عذاب سے
نہیں بچایا۔ حال یہ ہے کہ تمکو ہمارے ساتھ تحقیق عذاب پایا ہے اس وقت وہ پروردگار جو بڑے جلال والا ہے
فرشتوں اور نبیوں کو اذن دیگا پس وے شفاعت کرینگے تو آگ میں کوئی باقی نہیں رہیگا ان میں سے
جو خدا کی عبادت کرتے تھے مگر نکالیگا اسکو یہانتک کہ ابلیس اپنی اگلی عبادت کے بھروسہ پر شفاعت
کے لئے اونچی گردن کرکے دیکھے گا۔ مقصود یہ کہ البتہ کافروں کے لئے شفاعت کا منع ثابت
ہے جیسا مذکور ہوا نہ مومنوں کے لئے ہے منع اور اذن عام طور پر مگر خاص طور پر یعنی ہوسکتا ہے
کہ منع اور اذن کسی حکمت کے خاص ہونیکے سبب ہووے جو حق سبحانہ کے
علم اور ارادہ میں مقرر ہے۔ سمجھنے کی بات ہے جبکہ شفاعت متحقق الحقیقت اور اختیار حضرت محبوب
المحبوبین محمود المحمودین صلے اللہ علیہ وسلم کی منتظروں کے لئے ثابت ہے پس اسکی نفی اور ثبوت بانسبت جبکہ تحقیق بالحقیقت
والاختیار پایا جاوے اور منع باستثناء شفیع اور مشفوع کے لئے یعنی جو شفاعت کریگا اور جسکی شفاعت کرے
اونکے حال کیموافق کوئی وجہ ضرور رکھتے ہیں یا وجہ ضروری پر مبنی ہیں مطلب کہ ثابت کی نفی ماؤل ہے یعنی اسکی تاویل کیجاتی ہے

نفی شفاعت کی تاویل کا طریق وغیرہ بعقاید ثابت بالحقیقة والاختیار

نش زیراکہ نفی ثابت ماول است ھ نقلاً نش از روے علم نص ھ
وعقلاً منہ نش ای از روے کشف حقائق موافق نص ھ واللہ تعالے اعلم
وبدانکہ ہرگاہ دائر کنی ایں مسئلہ را بریں اصول مقصود میرسی انشاءاللہ تعالیٰ
اللہم صلِّ وبارک وسلم دائماً ابداً علی محمدٍ رسولک حبیبک وعلی انوارہ وشفیعہ
فینا وترحمنا بہ تتمہ رکوع یاایہا الذین آمنوا انفقوا دربیان منافع دیگر مناسب
انفاع کریمہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ج ولا یحیطون بشئ من علمہ الا
بماشاء ج ترجمہ میداند او سبحانہ آنچہ درپیش اہل آسمانہا وزمین است
اے درزمان حال وآنچہ درپس ایشان است ای درزمان مستقبل و درنمیگیرند ایشان چیزی را از معلومات
او است تعالیٰ مگر چیزیرا کہ او تعالیٰ خواست کریمہ وسع کرسیہ السموات والارض ج ولا یؤدہ حفظھما
وہو العلی العظیم ہ ترجمہ درخود گرفت کرسی او تعالیٰ آسمانہا وزمین را وآنچہ برانہا ودران است اصل است وگران
بار نمیکند او در رنج نمیفگند او تعالیٰ را نگہبانی آن ہردو وآن او است کہ برتری وبزرگی کہ از صفات اضافیہ ذاتی است لازم او ست

ترجمہ پس وہ وجہ ضروری نقلاً ہو یعنی ازروے علم نص کے اور عقلاً منہ ہو یعنی ازروے کشف حقائق کے موافق
نص ہو واللہ تعالے اعلم۔ اور معلوم ہو کہ جب تو اس مسئلہ کو ان اصول پر دائر کریگا تو مقصود کو انشاءاللہ تعالیٰ پہنچ جائیگا
اللہم صل وبارک وسلم دائماً ابداً علی محمد رسولک حبیبک علی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ اے خدا بھیج رحمت اور
برکت اور سلامتی ہمیشہ ہمیشہ سے ہمیشہ تک میری رسول تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہم میں اسکو شفیع کر دے
اور اس کے سبب ہمپر رحمت کر آمین آمین ثم آمین اب اس رکوع یاایہا الذین آمنوا انفقوا مما جو سورہ بقر کا رکوع
چونتیس ۳۴ ہے۔ اسکے باقی اور منافع کا بیان ہے جو مناسب انفاع ہیں یعنی جو نفع دینے میں مناسب
حال ہیں کہ ان سے مناسب حال فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کریمہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ج ولا
یحیطون بشئٍ من علمہٖ الا بما شاء ج یعنی حق سبحانہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین والوں کے
سامنے ہے یعنی زمانہ حال میں اسوقت اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے یعنی آئندہ زمانہ میں اور وے
کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی معلومات سے نہیں گھیر سکتے ہیں مگر اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کریمہ وسع کرسیہ السموات والارض ج ولا یؤدہ
حفظھما ج وھو العلی العظیم ہ یعنی خداے تعالے کی کرسی نے آسمانوں اور زمین
کو اپنے میں سما لیا اور جو کچھ انپر اور ان میں ہے اسی میں داخل ہے اور خداے تعالے
کو ان دونوں کی نگہبانی گرانبار نہیں کرتی ہے یعنی رنج میں نہیں ڈالتی ہے۔ اور وہی ہے
کہ برتری اور بزرگی کہ ذات کی اضافیہ صفات سے ہیں اس کو لازم ہیں

تفسیر ایدیہم علم ما بین ایدیہم وما خلفہم الخ

كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء **ش** تفسیر ایں کریمہ در ذکر کیفیۃ الرسالۃ و النبوۃ الخ مذکور است **ھ** اکنون بصحت معنی ظاہر حاجت تاویل نیست واگر کردہ شود چنانکہ کردند البتہ دلالتی براں باید وآں کجا است نہ کفایت بزعم مجرد و لو فرضنا تقدیر نظم چناں بایستے فيتمسك بالحبل الوثيق الذی ہو العروۃ الوثقی خبر مقام مبتدا است برائے تخفیف کلام و بلاغت مرام زعماً مجرداً نہ مبیّن است و نہ مشبہ بحبل وثیق چنانکہ گفتند العروۃ الوثقی من الحبل الوثیق وہی مستعارۃ **ش** فی انوار التنزیل وغیرہ **ھ** وگفت محشی ذکر المشبہ وارادالمشبہ **ش** فی حاشیۃ انوار التنزیل **ھ** کہ مخذور رفیہ است آما تبیین بعد الابہام دو وجہ تبیین کہ نہ از وجوہ جائزہ است نہ از واجبہ **ش** چون ابہام نباشد تبیین کہ برائے رفع ابہام از وجوہ جائزہ و رفع جہل از وجوہ واجبہ است صحت پذیرد **ھ** و نبودن یکی مبیّن مبیّن **ش** تعیین یکی مبیّن بہ مبیّن صورت نہ بندد **ھ** و دلالت **ش** ای نبودن دلالۃ لفظاً و قرینۃ بر تبیین و تعیین بعدم ذکر تعیین

ترجمہ كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء یعنی مانند پاکیزہ درخت کے جسکی جڑ ثابت اور اسکی شاخ آسمان میں ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت رسالت و نبوت میں مذکور ہے۔ اب معنی ظاہر کی صحت کیلئے تاویل کی حاجت نہیں ہے یا صحت معنی کیواسطے اظاہر حاجت تاویل نہیں۔ اور اگر کیجاوے جیسا لوگوں نے کی تو اسپر ضرور کوئی دلالت چاہیئے۔ اور وہ کہاں ہے۔ زعم مجرد کافی نہیں تیسپر بس کیجاوے۔ اور گر ہم اسکو مان بھی لیں تو تقدیر نظم یوں ہونی چاہیئے تھی فيتمسك بالحبل الوثيق الذی العروۃ الوثقی یعنی پس وہ چنگل مارتا ہے ایسی مضبوط رسی میں کہ وہ مضبوط دستہ ہو۔ اسمیں خبر مبتدا کے مقام میں ہے کلام کی تخفیف اور مقصود کی بلاغت کیواسطے باعتبار زعم مجرد کے یعنی محض گمان بدون وثوق قرائن و دلیل کے۔ نہ عروہ وثقی حبل وثیق سے مبیّن ہے۔ اور نہ مشبہ جیسا لوگوں نے کہا کہ انوار التنزیل وغیرہ میں اسطرح ہے۔ العروۃ الوثقی من الحبل الوثیق وہی مستعارۃ یعنی یہ جملہ بیانیہ ہے کہ اسمیں عروہ وثقی بیان ہے حبل وثیق کا تاکہ معلوم ہو کہ مراد عروہ وثقی سے حبل وثیق ہے۔ اور یہ صورۃ استعارہ ہے کہ اسمیں مشبہ بہ عروہ وثقی کو مشبہ مان لیا ہے۔ جیسا کہ محشی انوار التنزیل کا بیان ہے کہ کہا ذکر المشبہ بہ وارادالمشبہ یعنی مشبہ بہ ذکر کیا اور مشبہ مراد لیا۔ کہ یہ قول مفسر و محشی محذور فیہ ہے یعنی قابل اندیشہ اور لائق عذر ہے کیونکہ مبیّن کا ہونا تو تبیین میں ابہام ہونیکے سبب سے جو نہ وجوہ جائزہ سے ہے نہ واجبہ سے اسلئے کہ جب ابہام نہ ہوگا تو تبیین کہ وجوہ جائزہ سے رفع ابہام کیلئے اور وجوہ واجبہ سے رفع جہل کیلئے ہے صحت پذیر نہ ہو۔ مبیّن اور مبیّن کے ایک سان نہ ہونیکے سبب سے کیونکہ تعیین بغیر ایک ہونے مبیّن مبیّن کے کیسا تھ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور بعید ہے دلالت نہ ہونیکے سبب سے کیونکہ تبیین اور تعیین پہ ذکر تعیین نہ ہونیکے سبب کوئی دلالت لفظی اور دلالت قرینہ نہیں ہے۔

عروہ وثقی بجائے حبل وثیق محذوف ہے

ھ و اما تشبیہ بعدم وجہ تشبیہ ش میان عروۃ وثقٰی وحبل وثیق ھ و دلالت ش ای عدم دلالۃ لفظاً و قرینۃً بر تشبیہ و تعیین بعدم ذکر تشبیہ ھ ومن دائہما تعارض فی المقصودیۃ است واختیار تبیین وتشبیہ بی تردید تا تل ش یعنی در تبیین مبیّن مقصود الکلام است اصلاً ومبیَّن تابع و در تشبیہ مشبہ مقصود الکلام است اصلاً ومشبہ بہ تابع پس از عبارت العروۃ الوثقٰی من الحبل الوثیق وہی مستعارۃ بی تردید تعارض فی المقصود است ھ کریمہ لَا انْفِصَامَ لَہَا ط ترجمہ کہ نیست شکستی مر آنرا ای اشتباہ ونقصان در دلالت قطعیہ واین ش ای چنگ زدن بعروۃ وثقٰی ھ دلیل است بر گرویدنش بخدای عزوجل بنابر توقف مذکور ہمانا این کریمہ موافق ومشیر است بہ تصدیق واقرار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کریمہ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ترجمہ وحال این است کہ اللہ تعالیٰ شنوا ودانا است بکیفیۃ این تمسک از آنچہ بر زبان و در دل است۔ اشارت است بسوی اخلاص ونفاق کریمہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط

ترجمہ ولیکن تشبیہ کا ہونا وہ اسلئے کہ عروہ وثقٰی اور حبلِ وثیق دونوں کے درمیان وجہ تشبیہ نہیں ہے۔ اور نہ اسپر دلالت ہے اسلئے کہ تشبیہ اور تعین پر ذکر تشبیہ ہونیکے سبب نہ از روئے لفظ کوئی دلالت ہے اور نہ کوئی قرینہ پایا جاتا ہے اور علاوہ ان دونوں کا اصل مقصودیت میں تعارض ہے بغیر تردید تبیین اور تشبیہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔ سو فکر تو معلوم ہو یعنی تبیین میں مبیّن بصیغہ اسم فاعل مقصود کلام ہے کہ اصل ہے اور مبیَّن بصیغہ اسم مفعول اسکا تابع۔ اور تشبیہ میں مقصود کلام مشبہ ہے کہ اصل ہے اور مشبہ بہ تابع۔ پس اس عبارت۔ العروۃ الوثقٰی من الحبل الوثیق سے۔ کہ وہ صورت استعارہ ہو بغیر تردید کے مقصودیت میں تعارض ہے۔ کیونکہ درصورت تبیین حبل وثیق مبیّن ہے کہ مقصود کلام ہے۔ اور درصورت تشبیہ مشبہ کہ مقصود کلام ہے عروہ وثقٰی ہے پس مقصودیت میں تعارض ہوا۔ لہٰذا یہ تقدیر نظم آیت کریمہ صحت پذیر نہیں ہو سکتی اور تبیین وتشبیہ اسمیں درست نہیں واللہ اعلم کریمہ۔ لَا انْفِصَامَ لَہَا ط یعنی کہ نہیں ٹوٹتا ہے خاص اسکو مطلب یہ کہ دلالت قطعیہ یا کائنات اور اعتقادات حقہ میں اسکے کچھ شبہ ونقصان نہیں ہے بلکہ وہ ایمان ایسا استوار ومضبوط ہے کہ ٹوٹنا جانتا ہی نہیں۔ اور یہ چنگل مارنا عروۃ وثقٰی میں دلیل ہے۔ اسکے گرویدہ ہونے پر خدائے عزوجل کیسا تھ بسبب توقف مذکور کے کہ ازدیاد ایمان اور استقلال اور بسبب موضوعیت مقاصد کا اسپر توقف ہے۔ جیسا مذکور ہو چکا ہے۔ پس یہ کریمہ گویا کلمہ طیبہ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق واقرار کے ساتھ موافق ہے۔ اور اسپر مشیر ہے۔ کریمہ واللّٰہ سمیع علیم یعنی اور حال یہ ہے کہ خدا اسے بہتر سنتا اور جانتا ہے۔ اس تمسک کی کیفیت اس چیز کی نسبت جو زبان پر اور دل میں ہے۔ یہ اشارہ ہے۔ اخلاص اور نفاق کی طرف کریمہ۔

ترجمه خدائے عزوجل ولی آنانست که گرویدند بخدائے عزوجل بیرون می آرد ایشان را از تاریکیها بطرف نور کرتمیه وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَوْلِیٰٓـُٔھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ۔

ترجمه و آنانکه انکار کردند از خدائے بینیاز اولیائے ایشان طاغوت هستند بیرون می آرند ایشان را از نور بسوئے تاریکیها باید دانست که ولایت بعمومیۃ اختصاص خود بمعانی ولایۃ میکند بمعنی دوستی و قربۃ و تکفل کار و از صیغه مضارع دلالۃ بزمان حال و مستقبل است یعنی بتحقق ولایت دوام در دارین و ظلمات تعبیراست از هر عسر عموماً و از کفر باللہ تعالیٰ بالطاغوت خصوصاً که منشائش مسلوبات است و نور تعبیر است از هر یسر عموماً و از ایمان باللہ تعالیٰ بمحمد صلعم خصوصاً که منشائش موجودات است پس در ایمان ولایۃ عامه خدائے عزوجل تشریف تیسیر حسب الحکمۃ در ضمن محمد است صلعم و در کفر ولایۃ عامه طاغوت در شکل تعسیر مقتضائے خذلان اللہ تعالیٰ و تخلیقه حکمتاً و استدراجاً لهم

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ یعنی خدائے بزرگ و برتر ان لوگوں کا ولی ہے جو خدائے عزوجل پر ایمان لائے [illegible] انکو تاریکیوں سے نور کی طرف وہ نکالتا ہے کریمہ۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَوْلِیٰٓـُٔھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ یعنی اور جنہوں نے انکار کیا خدائے بے نیاز سے انکے اولیا طاغوت ہیں کہ انکو نور سے تاریکیوں کی طرف وہ نکالے لئے جاتے ہیں سمجھنا چاہئے کہ لفظ ولایت بسبب عام ہونے اسکے اختصاص سے کئی معانی کیطرف [illegible] یعنی سب معنوں کیطرف جو لغت میں ہیں انکی خصوصیت عام ہونیکے سبب یعنی دوستی اور قربت اور تکفل کار پر دلالت کرتا ہے۔ اور صیغہ مضارع سے دلالت زمان حال و مستقبل کی [illegible] یعنی دونوں جہان میں ہمیشہ ولایت کے متحقق ہونیپر۔ اور ظلمات تعبیر ہے ہر عسر یعنی تنگی سے بطور عام اور طاغوت سے خاص کر بسبب انکار کے خدائے تعالیٰ سے کہ منشاء انکا مسلوبات ہیں یعنی مسلوبات باری تعالیٰ سے ان [illegible] کا نشو ہوا ہے۔ اور نور تعبیر ہے ہر یسر یعنی آسانی سے بطور عام اور ایمان سے کہ خدا تعالیٰ بہمراہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاصکر کہ منشاء اسی کے موجودات ہیں کیونکہ موجودات وجود باری تعالیٰ سے اسی کا نشو ہوا ہے۔

پس ایمان میں ولایت عامہ خدائے عزوجل کی تشریف تیسیر کیساتھ حکمت کیموافق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں ہے۔ اور کفر میں ولایت عامہ طاغوت کی تعسیر یعنی خدائے تعالیٰ کے خذلان کے مقتضی ہے اور [illegible] تخلیق کے سبب ہے جو خاص ان کیلئے ازرو حکمت اور بغرض استدراج ہے۔

کریمہ اولئک اصحاب النار ھم فیہا خالدون ٥ ترجمہ آنانند دوزخیان ہمانند در آن ہمیشہ
باشندگان واللہ تعالیٰ اعلم فاعتبروا یا اولی الالباب واستمسکوا بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا
وفق اللہ تعالیٰ ایانا وایاکم وصلی علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ہمدرین
بحث باید دانست در سورۃ النجم قال اللہ تعالیٰ کم من ملک فی السموٰت لا تغنی شفاعتہم
شیئاً الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضیٰ الآیہ۔
ترجمہ بسیار اند از فرشتہ در آسمانہا کہ سود ندہد خواست شان برائے کسے
لیکن سود دہد پس از انکہ رخصت فرماید اللہ تعالیٰ برائے شفاعت ہر کرا خواہد
از شفیع ومشفوع درحالیکہ راضی است از و باید دانست لا تغنی شفاعتہم باقتضائے
ثبوت متقدم برائے نفی وتعلق بفاعل دلالۃ میکند بر تحقق وامکان وجود شفاعت
اختیارے چنانکہ مذکور شد درحقیقت شفاعت ورنہ مقصود لا تغنی شفاعتہم باطل شود والا
برائے استدراک از مابعد خود برائے استثنار از بودن مغائرت ارکان ثلاثہ استثنار

ترجمہ کریمہ اولئک اصحاب النار ھم فیہا خالدون ٥ یعنی وے لوگ دوزخی ہیں اور دوزخ میں وہی
ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور خدائے برتر بہتر جاننے والا ہے۔ پس اے عقلمندوں عبرت حاصل کرو۔ اور مضبوط درخت میں کہ ذات
پاک حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے چنگل مارو اور اسکو مضبوط پکڑو کہ خاص اُسکے لئے شکستگی نہیں ہے۔ یعنی بسبب اسکی
دلالت قطعی ہونیکے اسمیں نقصان واشتباہ نہیں ہے۔ اور خدائے تعالیٰ توفیق دے۔ خاص ہمکو اور خاص تمکو
اور رحمت بھیجے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپ کے انوار پر اور آپ کو ہم میں شفیع گردانے اور
آپ کے سبب ہم پر رحمت کرے۔ اور اسی بحث میں سمجھنا چاہیئے۔ سورۂ نجم میں فرمایا خدائے برتر نے۔
کم من ملک فی السموٰت لا تغنی شفاعتہم شیئاً الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء و
یرضیٰ الآیہ یعنی بہت سے ہیں فرشتوں میں سے آسمانوں میں کہ اُن کی مانگ کسی کے
لئے کچھ سود نہیں دیتی ہے نہ دے گی لیکن فائدہ دیتی ہے اور دیگی اس کے بعد کہ رخصت فرماوے
خدائے تعالیٰ شفاعت کے لئے جسکو چاہے شفیع اور مشفوع میں سے درحالیکہ راضی ہے اُس سے۔ سمجھنا
چاہیئے کہ فقرہ لا تغنی شفاعتہم نفی کے لئے ثبوت متقدم کی خواہش پر اور فاعل سے تعلق کے مقتضیٰ پر
دلالت کرتا ہے۔ وجود شفاعت اختیاری کے تحقق اور امکان پر جیسا مذکور ہوا۔ حقیقت شفاعت میں
ورنہ مقصود لا تغنی شفاعتہم۔ باطل ہو جائے گا۔ اور الا استدراک کے واسطے ہے۔ اپنے مابعد سے
نہ استثنار کے واسطے بسبب مغائرت ہونے ارکان ثلثہ استثنار کے۔

واذن بمعنی تخییر مثبت اختیار و مفعولی بمعنی شفیع از یاذن محذوف پس اگر خاص
است از ملک بمقتضائے محل مفعولی دیگرش بمعنی مشفوع لمن یشاء است و یرضیٰ
حال او بربط لام بنا بر تخصیص مفعولیۃ للمشفوع المرتضیٰ یعنی مومن و این ثابت شرعی است
و اگر عام است از ہر شفیع باقتضائے حذف شامل مرتضیٰ و غیر مرتضیٰ است و در
جانب غیر مرتضیٰ معارض ثابت شرعی است و اگر حذف مفعولی بمعنی مشفوع
عام است و مفعولی دیگر بمعنی شفیع لمن یشاء خاص است و یرضیٰ حال او مفعول
بمعنی مشفوع عام شامل مرتضیٰ و غیر مرتضیٰ است و در جانب غیر مرتضیٰ معارض
ثابت شرعی است و اگر اَن یاذن مقتضی مفعولین از شفیع و مشفوع است و لمن یشاء
بعموم خودش قایم مقام ہر دو است و یرضیٰ حال او پس اے لمن یشاء من شفیع
و لمن یشاء من مشفوع فی حال رضائہ عنہما بشہادت الحق ھ ملائکہ نیز شامل شفیع ہستند
و برین تقدیر فصاحت کلام و بلاغت مرام بہ ثابت شرعی مع التوسع بی احتمال غیر مرتضیٰ است

ترجمہ اور اذن بمعنی تخییر اختیار کا مثبت ہے۔ اور ایک مفعول بمعنی شفیع یاذن سے محذوف ہے پس اگر وہ بمقتضائے
محل کے موافق ملک یعنی فرشتہ ہیں سے خاص ہے تو ایک دوسرا اسکا مفعول بمعنی مشفوع لمن یشاء ہے۔ اور
یرضیٰ اسکا حال مربط لام ہے بنا بر تخصیص مفعول ہونیکے مشفوع مرتضیٰ کیلیے یعنی مومن کے لیے مطلب یہ کہ ربط لام
کی تخصیص نے مشفوع کے مرتضیٰ یعنی مومن ہونیکے سبب مشفوع کو پسندیدہ خدا ہونیکے لئے بسبب ایمان
خاص کر دیا۔ اور یہ شفاعت مشفوع خاص مومن ثابت شرعی ہے۔ اور اگر یاذن کا مفعول محذوف عام ہے ہر
شفیع سے بے تخصیص ملک تو اقتضائے حذف کے سبب شامل ہے۔ مرتضیٰ اور غیر مرتضیٰ کو لیکن جانب غیر مرتضیٰ
میں ثابت شرعی کا معارض ہے۔ اور اگر یاذن کے ایک مفعول کا حذف بمعنی مشفوع عام ہے اور ایک دوسرا
مفعول بمعنی شفیع خاص لمن یشاء ہے اور یرضیٰ اسکا حال تو مفعول بمعنی مشفوع عام شامل ہے مرتضیٰ اور غیر مرتضیٰ کو
اور جانب غیر مرتضیٰ میں معارض ہے ثابت شرعی کا۔ اور اگر اَن یاذن کہ مقتضی شفیع و مشفوع سے ہے دونوں مفعولوں کا
اور لمن یشاء اپنے خود کے عام ہونے کے سبب دونوں کا قایم مقام ہے اور یرضیٰ اسکا حال جسکی عبارت تقدیری
اسطرح ہے لِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ شَفِیْعٍ وَلِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ مَشْفُوْعٍ فِیْ حَالِ رِضَائِہٖ عَنْهُمَا بِشَهَادَۃِ الْحَقِّ یعنی خدائے برتر جسکو چاہے
رحمت شفاعت عنایت کرے خواہ وہ شفاعت کرنیوالا ہو اور چاہے وہ ہو جسکی شفاعت کیجاوے اسحالت میں کہ وہ ان دونوں سے بشہادت
حق یعنی ایمان کے سبب راضی و خوشنود ہو۔ تو اس صورت میں فرشتے بھی شفاعت کرنیوالوں میں شامل ہیں۔ اور اس تقدیر پر فصاحت کلام اور
بلاغت مرام دونوں حاصل ہیں اور ثابت شرعی کی موافقت بھی اور اسمیں توسع شفاعت بھی ہے۔ اور غیر مرتضیٰ کا احتمال بھی نہیں ہے۔

بیان اذن بمعنی تخییر۔ در ترکیب آیۃ مذکورہ

وباید دانست کہ این اذن بعد شفاعۂ کبریٰ از حضرت حبیب اللہ تعالیٰ صلعم کہ مصداق ثبوت متقدم برائے نفی لاتغنی شفاعتہم ونیز مصداق ثبوت متقدم برائے اذن است واقع شود نہ قبل بعدم مصدقین منشار حصول نفی و اذن ونیز باید دانست این کریمہ مخصوص است بلائکہ وغیرشان نہ بمحمد صلعم کہ مالک شفاعۃ کبریٰ است ومُبشر بانیکہ یا سرّی یا نور نوری یا خزائن معرفتی اَفدیتُ ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضائک یا محمد پس تفسیر این حدیث شریف در ذکر کیفیۃ تفسیر الحدیث الشریف یا سرّی یا نور نوری الخ مذکور است ھ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ مؤید این است ومُبشر بانیکہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطون من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ھو الغفور الرحیم

ترجمہ: اور سمجھنا چاہئے کہ یہ اذن حضرت حبیب خدائے تعالےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کے بعد واقع ہوگا کیونکہ آپکی شفاعت کبریٰ نفی لاتغنی شفاعتہم کیلئے بھی مصداق ثبوت متقدم ہے۔ اور اذن کیلئے بھی مصداق ہو کر ثبوت اُنکا متقدم ہونا صادق آتا ہے تاکہ احکام نفی واذن اُنپر جاری ہوسکیں ورنہ بغیر ثابت کے متقدم ہوئے نفی کس سے کیجاوے۔ اور اذن کس چیز کا دیا جاویگا۔ کیونکہ شی معدوم پر حکم نفی واذن نہیں ہوسکتا۔ نہ یہ اذن قبل شفاعت کبریٰ ہے دونوں کے مصداق کے ہونے کے سبب کہ جو منشا واقع ہوئے ہیں نفی واذن دونوں کے حصول کے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ یہ کریمہ مخصوص ہے ملائکہ اور اُن کے غیر کے ساتھ نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ جو شفاعت کبریٰ کے مالک ہیں۔ اور بشارت دیگئے ہیں بکلم یا سرّی یا نور نوری یا خزائن معرفتی افدیتُ ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی وَ انا اطلب رضائک یا محمد۔ اس حدیث شریف کی تفسیر ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف یا سرّی یا نور نوری الخ میں مذکور ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے اے میرے بھید کے بھید اے میرے نور کے نور اے میری معرفت کے خزانے میں نے تجھپر اپنا ملک فدا کردیا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک عرش سے لیکر زمینوں کے نیچے تک وے سب میری خوشنودی کے طالب ہیں اور میں اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیری خوشنودی کا طالب ہوں اور کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ۰ اس کی تائید کرتی ہے جسکے معنی یہ ہیں۔ اور البتہ عنقریب آپکو آپکا رب عطا کریگا اس سے آپ راضی ہوجاوینگے۔ اور یہ بشارت دیے گئے ہیں کہ کریمہ سورۂ زمر رکوع جو یہ ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ھو الغفور الرحیم ۰

باید دانست کہ یائے متکلم در عبادی بمعنی محمد رسول اللہ تعالے است صلعم و این انتساب درین آیۃ حکمتی و بہتری ضروری دارد چنانکہ در ذکر کیفیۃ العلم و المعرفۃ مذکور است ھ یا رب لا احصی ثناءً علیک و علی حبیبک د ما عندک لحبیبک و دیگر انبیا و اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بہ تحقق ظل محبوبیۃ ذاتی و صفاتی آنحضرت صلعم در ایشان اصلاً و تبعاً بر مقدار استجماع ازان محبوبیت درین تخصیص شفاعۃ بہرہ وارند بترسید از غیرت خدا وندی کہ رضا جوئے بندہ حبیب خود است در حق حبیب او صلعم تا آنکہ اثری از و باشد صلعم با ادب باشید فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ اَنْ تُحْصَرُوْنَ۔ و ہمدرین بحث باید دانست در سورۂ اعراف قال اللہ تعالے قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۠

ترجمہ یعنی کہدیجیے اے میرے بندوں جنھوں نے اپنے نفسوں پر اسراف کیا خدا کی رحمت سے ناامید ہو بیشک اللہ سب گناہوں کو بخشدیگا۔ بیشک وہی بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ یہاں سمجھنا چاہیئے کہ عبادی میں یائے متکلم بمعنی محمد رسول خدا ئے تعالی صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس آیت کریمہ میں یہ انتساب یعنی نسبت ہونا کوئی حکمت اور بہتر ضروری رکھتا ہے جیسا کہ ذکر کیفیۃ العلم والمعرفت میں مذکور ہے۔ اے میرے رب میں تجھپر اور تیرے حبیب پر ثنا کا احصا یعنی ضبط اور شمار نہیں کرسکتا اور اس چیز کا جو تیرے نزدیک تیرے حبیب کیلئے ہے۔ اور دیگر انبیاء اور اولیاء ہمارے نبی پر اور انپر درود اور سلام ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی و صفاتی محبوبیت کا ظل ان میں بطور اصل اور بطور تبع کے متحقق ہوا اُس محبوبیت کے استجماع کی مقدار پر یعنی جس مقدار پر اس محبوبیت کے ساتھ اُنھوں نے جامعیت حاصل کی ہے وے اُس تخصیص شفاعت میں بہرہ رکھتے ہیں یعنی بہرہ لینگے اور حصہ پائینگے۔ اُس خدا وند کی غیرت سے ڈرو جو اپنے بندہ حبیب کا رضا جو ہے۔ اسکے حبیب صلعم کے حق میں یہانتک کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہووے با ادب رہو۔ اور ادب سے پیش آؤ۔ اے دانشمندو ڈرو کہاں سے پھرے جاتے ہو۔

اسی بحث میں سمجھنا چاہیئے سورہ اعراف رکوع بیسیں میں کہ فرمایا خدائے تعالی نے قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۠

توجمہ بفرمائے اے حبیب من کہ باختیار خود ندارم برائے خود حصولِ نفع
و دفع ضرر از روے استقلال کہ خاصۂ الوہیت است لیکن میدارم باختیار خود حصول نفع
و دفع ضرر برائے خود آنچہ خواست اللہ تعالے باضافۃ او تعالے کہ خاصۂ عبدیت است
پس بنگر با ضافات آنحضرت صلعم اگر توانی **شعر** تظہر کالشمس للعینین
من بُعد ؛؛ ؛؛ صغیرۃ و تکل الطرف من اُمم ؛؛ ؛؛ و اگر میبودم کہ دانم
غیب را استقلالاً کہ خاصہ الوہیت است لازم بودکہ زیادہ
میشدم ای مستجمع کمالات می شدم در نفس خود از بہی و نمیگرفت
مرا زشتی ہیچو مستقل **ش** اے چنانکہ مستقل را نگرفتہ۔
و نیم کہ مستقل باشم در کار خود مگر ترسانندہ از عذاب
خدائے تعالے عموماً و مژدہ رسان بہ نعمائش تعالے برائے قومی کہ ایمان
آرندگانند خصوصاً

تفسیر قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الخ

توضیح اضافات آنحضرت صلعم

توجمہ یعنے ای میرے حبیب کہدیجے کہ میں اپنے لئے حصول نفع اور دفع ضرر
بطور استقلال جو خاصۂ الوہیت ہے اپنے اختیار میں نہیں رکھتا ہوں لیکن حصول
نفع اور دفع ضرر اپنے لئے اپنے اختیار میں رکھتا ہوں جو کچھ مرضی خدای تعالیٰ
ہے اسکی اضافت سے یعنے خلق سے جو خاصہ عبدیت ہے کیونکہ اضافت
مقابلہ استقلال میں ہے یعنے خلق و آفرینش سے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اضافات کو دیکھ اگر دیکھ سکتا ہے **شعر** نمائی چشمہا را خرد ہیچ مہر از دوری
زہے جیسے زبودی دید با از نزد نمائی سہ ؛؛ دوری سے آفتاب سا چھوٹا
نظر آیا ؛؛ اور ماندہ ہوئی آنکھ جو نزدیک وہ آیا ؛؛ اور اگر میں ایسا ہوتا کہ غیب کو
بطور استقلال جانتا جو خاصہ الوہیت ہے لازم ہوتا
کہ میں بہتری اور خوبی سے اپنے نفس میں زیادہ ہوتا یعنی
مستجمع کمالات ہوتا۔ اور مجھکو مستقل کی طرح برائی نہ چھوتی یعنے
جیسے مستقل برائی سے پاک ہے۔ میں نہیں ہوں کہ اپنے کام
میں مستقل ہو جاؤں مگر ڈرانے والا عذاب خدائے تعالےٰ سے عموماً اور خوشخبری
پہنچانیوالا اُس کی نعمتوں سے خاص کر ایسی قوم کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں

باید دانست کہ نفی مستلزم ثبوتِ متقدم است و استدراک از لا املک املک پس بحکم تغایر در استدراک فرق استقلال کہ مصداقِ ثبوتِ متقدم برائے نفی است و اضافۃ محصورہ ثابت است و ہم از ماشاء اللہ و نفع و ضرر حاصل متعاقب العمل است و خیر جمال بالکمال است و سوء نقائص مسلوبہ است ورنہ نش امی اگر بناشد (اضافۃ توصیلی ۱۲) چنانکہ گفتہ شدہ و لو کنت اعلم الغیب الآیہ در صورتِ اضافۃ متعارض است از کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیہ واستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء در صورت اضافۃ موقوف بر لو کنت اعلم الغیب نتواند شد کہ معارض است کریمہ صدر را نش اے لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا ہ و ہم معارض است از کریمہ واقع سورۃ الفاطر ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا ج وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ ط وہو العزیز الحکیم ہ

ترجمہ یہاں سمجھنا چاہیے کہ نفی ثبوت متقدم کی مستلزم ہے۔ اور استدراک لا املک سے املک ہے پس استدراک میں حکم تغایر کے موافق فرق استقلال کہ وہ نفی کیلئے مصداق ثبوتِ متقدم ہے۔ اور فرق اضافت محصورہ بہ الا کہ مشیر بحصر خلق ہے ثابت ہے۔ اور ماشاء اللہ سے بھی اس کا فرق باستقلال بحصر خلق ثابت ہو رہا ہے۔ اور نفع و ضرر حاصل نتیجہ متعاقب ہے عمل کا کہ عمل کے پیچھے ہے۔ اور خیر جمال با کمال ہے یعنی وہ حسن کو پورا کامل ہو۔ اور سوء نقائص مسلوبہ ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ کہا گیا تو کریمہ لو کنت اعلم الغیب تا آخر اضافت کی صورت میں بہ نسبت خلق اس آیت کریمہ سے متعارض ہے کہ سورۃ جن رکوع دوم میں ہے یعنی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول تا آخر یعنی غیب کا جاننے والا ہے سو اپنے غیب پر کسی کی امداد نہیں کرتا ہے یعنی کسی کو آگاہ نہیں کرتا ہے مگر اس کسی کو کہ رسولوں میں سے اسنے پسند کر لیا۔ اور استکثرت من الخیر اور ما مسنی السوء اضافت کی صورت میں لو کنت اعلم الغیب پر موقوف نہ ہو سکیں گے۔ کہ کریمہ صدر یعنی لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا کو معارض ہیں۔ اور اس آیت کریمہ سے بھی معارض ہیں جو سورہ فاطر کے اول رکوع میں ہے۔ ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا ج وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ ط وہو العزیز الحکیم ہ

[illegible]

ترجمہ هرچہ بگشاید اللہ تعالے برائے مردمان از رحمۃ عامہ صوری
و معنوی پس نیست بازدارندۂ آن و هرچہ بندد پس نیست رواننده آن پس آن
بستن و اواست غالب کہ منع کسی بفعل او نرسد و صاحب حکمۃ در کار خود و دریجا
مقصود بسط و قبض بالحکمۃ است و نیز مس سوء بمومن چون است کہ فرمود
سبحانہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
و قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط و حالانکہ آنحضرت صلعم
خیر الخلق کلهم است و مشرف بہ بشارت تشریف خیرات
دائمی چنانکہ فرمود سبحانہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْاُوْلٰى بمرادات آنحضرت صلعم و بمرادات اللہ تعالے
و نیز اظهر است کہ آنحضرت صلعم بحصول منافع اخروی
مطمئن است و از ضررش مصئون و بمنافع دنیوی مستغنی

ترجمہ ترجمہ آیت کریمہ یہ ہے۔ یعنی جو کچھ خدائے تعالیٰ لوگوں کے واسطے رحمت عامہ ظاہری اور
باطنی سے کھول دیتا ہے تو کوئی اسکا روکنے والا نہیں ہے۔ اور جو کچھ بند کر دیتا ہے تو اس کے بند کرنیکے
بعد اس کا چلانے والا نہیں ہے۔ اور وہی غالب ہے کہ اسکے فعل کو کسی کا منع نہیں پہنچتا ہے۔ اور اپنے
کام میں صاحب حکمت ہے۔ اور یہاں مقصود بسط و قبض بالحکمت ہے۔ اور برائی کا مس یعنی چھو جانا بھی
مومن کیساتھ کیسے اور کیونکر ہے۔ اس لئے کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ عصر میں وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیۃ اور سورۂ توبہ رکوع ہفتم میں قُلْ هَلْ
تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط ترجمہ ہر دو آیت یعنی قسم ہے زمانہ کی بیشک انسان
البتہ ٹوٹے میں ہے۔ مگر وے لوگ کہ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے۔ یعنی کہہ دیجئے
تم ہمارے حق میں کیا امید رکھو گے بجز اس کے کہ دو نیکیوں میں سے ایک تا آخر۔ اور حالانکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ساری خلق میں بہترین خلق ہیں۔ اور ہمیشگی کی خوبیوں کی تشریف کی بشارت سے
مشرف ہیں۔ جیسا فرمایا حق سبحانہ تعالے نے سورۂ والضحیٰ میں وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى الآیۃ
یعنی اور البتہ آخر آپ کے لئے بہتر ہے اولیٰ سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مرادات میں۔ اور
خدائے تعالیٰ کی مرادات میں۔ اور یہ بھی خوب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخروی فائدوں
کے حاصل ہونے میں مطمئن ہیں۔ اور اس کے ضرر سے بچے ہوئے اور دنیوی فائدوں سے مستغنی اور بے پروا

ترجمہ ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ الخ

پس مقصود است نفی استقلالِ مخصوص الوہیۃ از ذات مبارک صلعم باثبات عجز حقیقی و شرائف اضافی چنانکہ بین و بدیہی است مع جواب سوال کفار کہ در تفاسیر تواں یافت نش اہل مکہ گفتند کہ اے محمد خدائے تو چرا خبر نمید ہد بنرخ کہ کے ارزاں شود و کے گراں تا در ارزانی چیزے خرید کنی و در گرانی بفروشی و بداں سود کنی پس ایں آیہ نازل شد از تفسیر حسینی ۵ نہ فائدہ نفی شفاعۃ بمعنی خواست کہ در سعۃ صفات اضافی آنحضرت است صلعم در تحت اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ و نیز تنبیہ است براینکہ بمشاہدہ جمالِ جامع اعتقاد الوہیتش صلعم نکنند فیارب ندانم کہ فارقی در حصول نفع و دفع ضر استقلالاً و اضافتاً و شفاعۃً چساں نکردند اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْذُلُوْنَ و حدیث شریف یَا فَاطِمَۃُ لَا تَتَّکِلِیْ عَلٰی اَنَّکِ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ

ترجمہ۔ پس لا املک سے مقصود نفی اُس استقلال کی ہے جو مخصوص ہے الوہیت کو ذات مبارک صلے اللہ علیہ وسلم سے بسبب اثبات عجز حقیقی اور شرائف اضافی کے یعنی خلقی شرافتوں کے جیسا کہ ظاہر اور بدیہی ہے سوال کفار سے مع اُسکے جواب کے جو تفسیروں میں معلوم کر سکتے ہو۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں ہے کہ اہل مکہ نے کہا کہ اے محمد صلعم تمہارا خدا نرخ کی کیوں نہیں خبر دیتا ہے کہ کب ارزاں ہوگا اور کب گراں تاکہ ارزانی میں کچھ خرید کر لو اور گرانی میں بیچو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ نہ اس نفی سے فائدہ نفی شفاعت ہے جس کے معنی خواست وطلب کے ہیں خدا سے عزوجل سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات اضافی کی وسعت میں تحتِ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ داخل ہے۔ اور اس امر پر تنبیہ بھی ہے کہ جمالِ جامع کے مشاہدہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی الوہیت کا اعتقاد نکر لیویں پس اے میرے رب میں نہیں سمجھتا کہ حصول نفع اور دفع ضرر میں کوئی فارق از روئے استقلال اور اضافت اور شفاعت کیوں نہیں اُنھوں نے کر لیا۔ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْذُلُوْنَ نہیں ہیں وے مگر مخذول یعنی مبتلائے خذلان۔ اور حدیث شریف یَا فَاطِمَۃُ لَا تَتَّکِلِیْ عَلٰی اَنَّکِ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ یعنی اے فاطمہ اس پہ بھروسہ مت کر کہ تو رسول اللہ کی بیٹی ہے عمل کر عمل کر عمل کر یعنی نیک عمل۔

بیان معنی قول الٰہی قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الخ

تفسیر حدیث شریف یا فاطمۃ لا تتکلی علی انک بنت رسول اللہ الخ

ترجمہ۔ ای فاطمہؓ تکیہ مکن بر اینکہ دختر رسول اللہ تعالے ہستی عمل بکن عمل بکن یعنی عمل صالح۔ تنبیہ است مباش بر اینکہ شرافت نسبی بر سول اللہ تعالے صلعم بدون عمل صالح سود ی دہد در آخرت چنانکہ سود نداد شرافت نسبی پسر حضرت نوح علیہ السلام را و تاکید است بر بجا آوری اوامر و نواھی نہ آنکہ تکیہ نکنی بر شفاعۃ رسول اللہ تعالے صلعم کہ در شان مومنین و آنحضرت است صلعم وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ پس ازین حدیث شریف قطع امید رحمۃ از نفس مبارکش صلعم و توسل شفاعتش صلعم از خدا وند ارحم الراحمین نفہم نمی آید فاعتبروا یا اولی الالباب اَفَلَا يَتَفَكَّرُوْنَ

ترجمہ تنبیہ ہے اسپر کہ یہ نہ سمجھ لینا کہ شرافت نسبی رسول خدا ئے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیسا تھ بغیر نیک عمل کے آخرت میں کچھ فائدہ دے گی جیسا کہ شرافت نسبی نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو فائدہ نہ دیا۔ اور اوامر و نواہی کی بجا آوری پر تاکید ہے۔ نہ یہ کہ تو شفاعت رسول خدائے تعالیٰ پر بھروسہ نکرے کیونکہ مومنین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے۔ سورۂ یونس کے شروع میں کریمہ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنی اور خوشخبری دیجیئے اُن لوگوں کو جو گرویدہ ہوگئے خاص کر اس بات کی کہ خاص اُن کے لئے ہے ایک بہت آگے بڑھا ہوا سچیوں کا سچائی کی رو سے اُن کے رب کے نزدیک۔ اور سورۂ توبہ کے رکوع دوازدہم میں وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اور گنواروں میں سے جو کوئی اللہ پر اور دن آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور لیتا یعنی اختیار کرتا ہے اس چیز کو کہ دیتا یعنی خرچ کرتا ہے خدا ئے عزوجل کے نزدیک اپنی قربت حاصل ہونے کو۔ اور رسول صلعم کی رحمت اور دعائیں لینے کو اپنے لئے۔ جان لو کہ وہی رحمت و دعائیں ان کے لئے وسیلہ قربت متحقق الحقیقت ہے۔ اسی وقت خدائے تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے بیشک خدائے تعالیٰ سب قد دینے والوں کے گناہوں کو چھپانے والا اور رسول صلعم کی رحمت کے وسیلہ کرنیوالوں پر مہربان ہے۔ ہر دو آیت مذکورہ کا ترجمہ تفسیر با تفصیل اسی کتاب میں سابق میں مذکور ہو چکا ہے ملاحظہ ہو

قال اللہ تعالےٰ فی سورۃ الحج مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ ھَلْ یُذْھِبَنَّ کَیْدُہٗ مَا یَغِیْظُ ۝ وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ ۝ ہر کہ باشد کہ گمان بردا نکہ ہرگز نصرت ندہد خدائے تعالےٰ پیغمبر خود را در دنیا باعلائے کلمۂ حق و غلبہ بر اعداء و در آخرت بعلو درجۂ شفاعت و قرب و کرامۃ پس باید کہ دراز کند رسنی طرف آسمان تا بداں واسطہ قطع مسافت کردہ بفلک رسد یا آنکہ بکشد خود را برسنی سوئے آسمان پس ببرد کہ بیفتد و بمیرد بہ جہد یا بکوشش یعنی در دفع نصرت از پیغمبر صلعم جہد تمامتر کند پس بہ بیند کہ باوجود ایں سعی و کلفت آیا ببرد فعل مکر آمیز او چیزے را کہ بخشم آوردہ است او را یعنی کار پیغمبر صلعم اے نخواہد برد

ترجمہ پس اس حدیث شریف سے جو بی بی سیدہ رضی اللہ عنہا کی نسبت مذکور ہوئی امید رحمت کا قطع کرنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک سے اور بتوسل آپ کی شفاعت کے خداوند ارحم الراحمین سے سمجھ میں نہیں آتا ہے پس اے دانشمند و عبرت کرو دیکھو کہاں سے وہ اپنے پھرے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فرمایا خدائے برتر نے سورہ حج کے رکوع دوسرے میں مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ ھَلْ یُذْھِبَنَّ کَیْدُہٗ مَا یَغِیْظُ ۝ وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ جو کوئی ہو کہ یہ گمان کرے کہ خدائے تعالیٰ اپنے پیغمبر کو دنیا میں کلمہ حق بلند کرنے اور دشمنوں پر غلبہ کرنے میں۔ اور آخرت میں شفاعت کے بلند مرتبہ اور قرب اور کرامت کیلئے ہرگز مدد نکرے گا پس چاہیئے کہ وہ ایک رسی آسمان کی طرف لمبی کردے تاکہ اس کے واسطے سے قطع مسافت کرکے آسمان کو پہنچ جاوے۔ یا یہ کہ خود کو کسی رسی سے آسمان کی طرف کھینچ لے جاوے۔ پھر کاٹ ڈالے کہ گر پڑے۔ اور مر جاوے۔ جہد کے سبب یا کوشش کے سبب۔ یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مدد دفع کرنے میں پوری سے پوری کوشش کرے۔ پس دیکھے گا کہ باوجود اس کوشش اور رنج کھینچنے کے اس کا مکر آمیز فعل اس چیز کو جس نے اسے غصہ دلایا ہے کہ وہ کام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہے آیا لیجاتا ہے کہ نہیں یعنی نہیں لیجاوے گا۔

وہمچنانکہ کار پیغمبر را صلعم استوار و ہویدا کردہ ایم کہ کید کیادش نتوانند برد فرو و آوردیم اے ظاہر ساختیم برائے پیغمبر خود صلعم آیات بینات اے اعجاز ہائے بین کہ واقعات عجیبہ و ہم قرآن مجید توانند شد و حال این است کہ تحقیق اللہ تعالےٰ راہ مے نماید و مے برد بسوئے پیغمبر صلعم و آیات بینات و بہرچہ شاید ہر کرا بخواہد۔ اللّٰھم صلّ و بارک و سلّم دائمًا ابدًا علیٰ محمدٍ رسولک و حبیبک و علیٰ انوارہ کما تحبّہٗ و ترضاہ و شفّعہ فینا و ترحّمنا بہ

ذکر کیفیت سلوک معنوی در معرفت نفس برای معرفت اللہ سبحانہٗ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللّٰہ و نستعینہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ باید دانست گفتہ شد فقر انکشاف عقائد است و این سیر نظری اجمالی است و متحمل سیر قدمی

ترجمہ۔ اور جس طرح سے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کام کو ہمنے مضبوط اور ہویدا کیا ہے کہ بڑے مکار کا مکر اسکو نہیں لیجا سکتا۔ ہمنے اپنے پیغمبر صلعم کیواسطے آیات بنیات یعنی ظاہر و بین اعجاز جو واقعات عجیبہ ہیں اور قرآن مجید بھی ہو سکتا ہے آتاری ہیں یعنی ظاہر کئے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ بیشک خدا سے برتر راہ بتلاتا ہے۔ اور لیجاتا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور ایات بنیات کی طرف جس کسی کو چاہتا ہے اور جس چیز سے کہ وہ لایق ہے۔ اللّٰھم صلّ و بارک وسلّم دائمًا ابدًا علےٰ محمدٍ رسولک و حبیبک و علےٰ انوارہ کما تحبّہ و ترضاہ و شفّعہ فینا و ترحمنا بہ یعنی۔ اے میرے خدا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج اور ہمیشہ سے ہمیشہ تک اپنے رسول اور اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آن کے انوار پر اس قدر کہ تو اس کو چاہتا ہے اور تو اس سے رضامند ہے اور اسکو ہم میں شفیع کر اور اس کے طفیل میں ہم کو مورد رحمت کر۔ آمین برحمتک یا ارحم الرّاحمین۔

ذکر بیان سلوک معنوی کا نفس کی معرفت میں خدا سبحانہٗ کی معرفت کیلئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلّی علی رسولہ محمدٍ و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ سمجھنا چاہیے کہ کہا گیا فقر عقائد کا منکشف ہو جانا ہے۔ اور یہ سیر نظر اجمالی ہے۔ اور متحمل ہے سیر قدمی کی۔ اور کہا گیا کہ

(حاشیہ: [illegible])

وگفتہ شد فقر انکشاف شرع است و این سیر نظری تفصیلی است و محتمل سیر قدمی
دَرِ و مندی گفتہ فقر تکمیل نفس بہ تشرع است و این سیر قدمی تفصیلی است
و محقق سیر نظری پس فارقی نیست میان ہر سہ گفت مگر سیر اجمالی و تفصیلی و نظری
و قدمی و احتمال و تحقیق و تصوف ہمین تکمیل نفس است مثل کیفیتش در تنبیہ
لاحق مذکور است ۱۲ سلوک و طریق بمعنی مجازی است و آن بجا آوردن علم و عمل
مامور بہ از مرتبۂ فرض تا استحباب است پس سخن در مقدم است و آن حصول معرفت
ذات و صفات خالق اکبر موقوف دلائل بسیر نظری و قدمی است پس باید دانست خلق
بین عدمین اثر امر است مثل کہ تحقیقش در ذکر کیفیتہ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث
المخلوق و در ذکر کیفیتہ حاضری در و مندی بر آستان رحمۃ نشان حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان
مذکور است ۱۲ بوجود تضمنی یا التزامی مثل کیفیتہ وجود تضمنی و التزامی در ذکر کیفیتہ الاصول
دراصل ذکر کیفیتہ الانتزاع توان دریافت

ترجمہ فقر شرع کا انکشاف ہے۔ اور یہ سیر نظری تفصیلی ہے اور محتمل ہے سیر قدمی کی۔ ایک دردمند نے کہا کہ فقر نفس کی تکمیل ہے تشرع کے ساتھ۔ اور یہ سیر قدمی تفصیلی ہے۔ اور سیر نظری کی محقق۔ پس تینوں قول کے درمیان کوئی فارق نہیں ہے۔ سوائے سیر اجمالی اور تفصیلی اور نظری اور قدمی اور احتمال اور تحقیق کے۔ اور تصوف اسی تکمیل نفس کو کہتے ہیں۔ اس کی کیفیت تنبیہ لاحق (۱۲) میں مذکور ہے۔ یہاں سلوک و طریق معنی مجازی میں ہے۔ اور وہ علم و عمل مامور بہ کا یعنی جس کی نسبت حکم ہو چکا ہے۔ اسکا بجا لانا ہے مرتبہ فرض سے استحباب کے مرتبہ تک بس کلام مقدم میں ہے۔ اور وہ ذات و صفات خالق اکبر کی معرفت کا حاصل ہونا ہے سیر قدمی و نظری سے کہ موقوف ہے دلائل پر پس یہ حصول معرفت کہ موقوف بہ دلائل ہے سیر نظری اور قدمی سے ہوتی ہے۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ خلق یعنی مخلوق جو وجود ہے دو عدم کے درمیان وہ امر کا اثر ہے۔ اس کی تحقیق ذکر کیفیتہ اثبات مرتبہ حجاب میں جو قدیم اور حادث مخلوق کے درمیان ہے۔ اور ذکر کیفیت حاضری میں ایک دردمند کے کہ حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان کے رحمت نشان آستانہ پہ واقع ہوا مذکور ہے۔ اور وہ اثر امر موجودات قدیمہ سے بسبب وجود تضمنی یا التزامی کے سبب خالق اکبر کے خلق کرنے سے بواسطے مرتبہ حجاب فعلی کے اسکی تکوین سے وجود تضمنی اور التزامی کی کیفیت ذکر کیفیتہ الاصول کی اصل ذکر کیفیت انتزاع میں معلوم کرنا چاہیئے۔

تعریف تصوف
معنی سلوک مجاز
مقدم کلام معرفت ذات و صفات خالق اکبر کیسے ہے

ھ از موجودات قدیمہ بتخلیق خالق اکبر بواسطۂ مرتبۂ حجاب فعلی قال سبحانہٗ اَلَا لَهُ
الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط وقال سبحانہ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ٥
بتکوینیہ کہ بمقابلہ تعیناتیکہ نصیبے جزئی وارند عالم کبیر است و آنہمہ بہ نصیب جزئی
عالم صغیرند پس ہر صغیر را در تقابلش کبیریست کہ اصلش است و عروج
بسوئے کبیر منتہی شود بوجود اول الاولین کہ اصل ہمہ است در تحت امر و لا امکا
باعتبار انتہائے عالم اجسام آز آنجا کہ انسان مکرم تعینات است سٓ
بقولہ سبحانہ لقد کرمنا بنی آدم ھ بزیادت نصیب و مقصودیتہ معاملتہا کہ
باوست مخاطب وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ٥ است و بنا برین فرمود صلعم
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ و سخنہائے مختلف در حقیقتش از آثار عالم کبیر
باختلاف مشاہدات است ولیکن اعلی المقاصد بصائر معرفۃ رب الارباب
است پس سخن درین است

فرمایا خدائے سبحانہ نے سورہ اعراف رکوع ہفتم میں اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط یعنی آگاہ ہو کہ خاص
خدا کے واسطے ہے فعل خلق اور امر۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ یٰسین کے آخر میں اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا
اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ٥ یعنی یہ اوسکا امر ہے کہ جب کسی چیز کو اسکے لئے یہ کہنے کا
ارادہ کرتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ عالم امر مرتبہ حجاب فعلی مقابلہ میں اون تعینات کے
جو خالق اکبر کی تخلیق یعنی پیدا کرنے اور اسکی تکوین یعنی کون و ہست بنانے سے تحت امر آکر باعتبار
اثر امر ہونے کے ایک نصیب جزئی رکھتے ہیں عالم کبیر ہے۔ لہٰذا یہ سب تعینات اپنے جزئی نصیب کے
ساتھ عالم صغیر ہیں۔ پھر ہر صغیر کا اپنے مقابلہ میں ایک کبیر ہے جو اوسکی اصل ہے۔ اور عروج منتہی ہوتا ہے
کبیر کی طرف اول الاولین کے وجود کے ساتھ جو سب کی اصل ہے تحت امر میں اور عالم اجسام کی انتہا کے
اعتبار سے یہ وجود اول الاولین لامکانی ہے۔ یہیں سے ہے کہ انسان مکرم تعینات ہے بسبب فرمانے
حق سبحانہ کے لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ سورہ بنی اسرائیل رکوع ساتویں میں یعنی البتہ ہم نے بنی آدم کو مکرم کر دیا۔
اور یہ تکریم زیادتی نصیب کے سبب ہے۔ اور یہی انسان ان معاملوں کے مقصود ہونے کے سبب جو اسکے ساتھ
ہیں مخاطب ہے وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ٥ کا کہ سورہ والذاریات کے اول رکوع میں ہے یعنی اور تمہارے نفسوں میں
ہیں تم کیوں نہیں دیکھتے ہو اور اسی بنا پر فرمایا حضور صلعم نے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو یقینی اپنے
رب کو پہچان لیا۔ اور بہت مختلف کلام ہیں اسکی حقیقت میں آثار عالم کبیر سے بسبب اختلاف مشاہدات کے۔ لیکن مقاصد میں سب سے بڑھکر رب الارباب کی

باید دانست نفس انسان تشخصی است بسیط زائد بر ماہیات لا عینہا و لا غیرہا و در حد خود مستجمع حقائق ما علیہ ش اے آنچہ بران قرار تشخص نفس است ھ اعنی صفات حقیقیہ مع الذات بنا بر تحد ذات بریں صفات و قرار تشخص نفس بریں استجماع ذات و ما لہ ش ای آنچہ برائے تشخص نفس است ھ اعنی صفات فعلیہ و شانیہ و تنزیہ مع الذات بنا بر عدم تحدد ذات بریں صفات و عدم قرار تشخص نفس بریں استجماع ذات و اعتبارات ذاتیہ ہر متضمنہ موجودات یا مسلوبات ش کیفیۃ این تضمن در اصل ذکر کیفیۃ انتزاع نزول یافت ھ علاقۂ مجہول الکیف بہ تشخص مرکب عنصری کہ در حد خود مستجمع ما علیہ و ما لہ است دارد و بنا بریں انسان با یازدہ تعین یعنی فعل و صفت حقیقیہ و شانیہ و تنزیہ و ذات و تشخص نفس از روح و خاک و آب و آتش و باد و تشخص مرکب صوری از عنصر ہمہ عالم خلق است در تحت امر و تشخص بسیط فی حدہ در اوصاف خود بے احتیاج تشخص مرکب مستقر است و لامکانی

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس انسان ایک بسیط تشخص ہے جو زائد ہے ماہیات پر کہ نہ اُن کا عین ہے نہ غیر اور اپنی حد میں حقائق ما علیہ و ما لہ کا مستجمع ہے۔ ما علیہ وہ چیزیں ہیں جن پر قرار ہے تشخص نفس کا یعنے صفات حقیقیہ مع ذات کیونکہ ذات کا ان صفات پر تحدد ہے۔ اور تشخص نفس کا قرار اس استجماع ذات پر۔ اور ما لہ وہ چیزیں ہیں جو اُوسکے تشخص نفس کیواسطے ہیں یعنے صفات فعلیہ اور شانیہ اور تنزیہ مع ذات کیونکہ ذات کا ان صفات پر تحدد نہیں ہے اور نہ تشخص نفس کا ان پر قرار ہے۔ یہ سب استجماع ذات اور اعتبارات ذاتیہ متضمنہ موجودات یا مسلوبات ہے یعنے تشخص بسیط نفس انسان تشخص مرکب عنصری کے ساتھ جو اپنی حد میں مستجمع ما علیہ و ما لہ ہے مجہول الکیف علاقہ رکھتا ہے۔ کیفیت اس تضمن کی اصل ذکر کیفیت انتزاع میں معلوم کرنا چاہیئے اسی بنا پر انسان ان گیارہ تعین کے ساتھ سارا عالم خلق ہے جو امر کے تحت میں ہے یعنے فعل اور صفت حقیقیہ اور شانیہ اور تنزیہ اور ذات اور تشخص نفس روح کا اور خاک اور آب اور آگ اور ہوا اور تشخص مرکب صوری عنصر کا۔ اور تشخص بسیط اپنی حد میں اپنے اوصاف میں بغیر احتیاج تشخص مرکب کے مستقر اور لا مکانی

ہے

ولیکن بمقتضائے حکمت انتہائے معرفۃ تا عالم عنصر در جسدِ انسان باقتضائے حکمت مضغۂ قلب نام مرکز قرار قلب بسیط کردہ شد کہ در وجہ وجود تضمینیش بموجودات گویند کہ عرش صغیر است در تشابہ بعرش کبیر نہ در وجہ وجود التزامیش بتضمن مسلوبات کہ تشابہی بعرش کبیر ندارد و لیکن تشابہ التزامی بعرش صغیر یافتہ پس بتوفیقِ رب اکبر بشرح صدر در سیرِ نفس متغیر در آمدہ باحتیاج وجودش دلالۃ بموجد قدیم محتاج الیہ بر گرفتہ کیفیۃ اصالۃ خود یا وساطۃ بکسے و ریابد تغیر عم باصالت و غیرش بوساطتِ تعینی کہ این در تضمن او است ش اشارت است بشیخ سالک مفنا ہ و بمعرفۃ عالم صغیر باصلش کہ عالم کبیر است تا خواستِ رب اعلیٰ برسد و انکشاف حقیقۃ جامعہ ش ای آنکہ منع شمول بغیر در صفۃ نکندہ حسب استعداد و باحاطۃ تشخص نفس مستجمع ما علیہ و مالہ کہ منتہائے تعین است از حیثیۃ اثر تیش از امر با ربط فعلی لا بد منہ از آمرِ فاعل است ش مربوط بانکشاف است

ولیکن حکمت کے مقتضا یعنی خواہش کے موافق معرفت کی انتہا عالم عنصر تک جسد انسان میں حکمت کے اقتضا سے مضغۂ قلب یعنے ایک گوشت کی بوٹی قلب نام مرکز قرار قلب بسیط کا کیا گیا کہ یہ موجودات سے اپنے تضمینی وجود کی وجہ میں سے کہتے ہیں کہ عرش صغیر ہے عرش کبیر کے ساتھ تشابہ ہوتیں۔ نہ اپنے وجود التزامی کیوجہ میں بسبب تضمن مسلوبات کے کہ اسوجہ میں عرش کبیر کے ساتھ یہ قلب کوئی مشابہت نہیں رکھتا ہے۔ ولیکن عرش صغیر کے ساتھ التزامی تشابہ آسنے پایا ہے۔ پس رب اکبر کی توفیق سے شرح صدر یعنی انکشاف حقائق کے ساتھ سیر نفس میں متغیر ہو کر اپنی احتیاج وجود کے سبب موجد قدیم کی طرف کہ محتاج الیہ ہے دلالت حاصل کرکے کیفیت اپنی اصالت کی یا وساطت کی جس کسی کے ساتھ ہو۔ پالیتا ہے۔ پیغمبر علیہم السلام اصالت کے طور پر اور اُن کے غیر کسی تعین کی وساطت سے جسکے ضمن میں یہ غیر ہے کہ اس سے اشارہ شیخ سالک کیطرف ہے۔ اور عالم صغیر کی معرفت سے اُسکی اصل کو کہ عالم کبیر ہے جہانتک پروردگار اعلیٰ کی مرضی ہے پہونچ جاتا ہے۔ اور حقیقت جامعہ یعنی جو صفت میں غیر کے شمول کا منع نہ کرے وہ حقیقت جامعہ اور وہ صفت صفت جامعہ ہے اُسکا انکشاف آمر فاعل سے استعداد کے موافق مع احاطہ اُسکے تشخص نفس کے ہے جو مستجمع ما علیہ و مالہ ہے کہ یہ منتہائی تعین ہے بحیثیت اثر ہونیکے امر سے ربط فعلی کے سبب کہ اُس سے چارہ نہیں ہے۔ یعنے جو حقیقت کہ جامع ہے اور شمول وصف میں غیر کی مانع نہیں ہے چونکہ وہ اثر امر ہے کہ فاعل آمر ہے بسبب ربط فعلی یعنی فعل سے ربط ہونیکے ربط و تعلق ضروری ہے اس حقیقت جامعہ کا انکشاف نفس کو مع احاطت نفس کہ مستجمع ما علیہ و مالہ

ھ باید دانست این احاطۂ تشخص نفس در کشفِ مثال ہچو قوس مینماید ازینجاست
کہ قوس نامیدہ شد و این قوس سفلی ظلی است در مقابلۂ قوس علوی حجابی پس سفلی را
درجات حقیقی است و ہر یک ازینہا نسبت بما فوقہ تابع بمطابقہ جزئی است و نسبت
بماتحتہ متبوع بمطابقہ جزئی ہے پس آنکہ ماتحتہ ندارد متبوع نیست و آنکہ مافوقہ ندارد
تابع نہ ھ و مافوق بماتحتہ اصل و محیط است و ہرچہ جز مافوق ہمہ است از و
ولیکن مافوق ہمہ تابع بمطابقۂ کلی باشد مر قوس علوی حجابی را کہ اصل و محیط قوس
سفلی است و ہر یکے ازینہمہ ہرچند نزول و عروج در سیر ماتحتہ و مافوقہ نماید از حد خود
بر نیاید و فناء فی الوجود و فناء فی الشیخ و فنائی الرسول عبارت از انطباق این درجات بصفت جامعہ
است باید دانست مرتبۂ حجاب ظہوری است حادث قائم بقدیم ہے تحقیقش در
ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق و ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی
بر آستان رحمۃ نشان حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان مذکور است

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ احاطہ تشخص نفس کا کشف مثال میں قوس کی مانند نظر آتا ہے کہ یہیں سے
قوس نام رکھا گیا ہے۔ اور یہ قوس سفلی ظلی ہے مقابلہ میں قوس علوی حجابی کے۔ پھر سفلی
کے حقیقی درجے ہیں کہ ہر ایک انمیں اپنے مافوق کی نسبت تابع ہے جزئی مطابقت کے ساتھ
اور اپنے ماتحت کی نسبت متبوع ہے جزئی مطابقت کے سبب۔ پس وہ کہ اپنا ماتحت نہیں رکھتا
متبوع نہیں ہے۔ اور وہ کہ اپنا مافوق نہیں رکھتا ہے تابع نہیں ہے۔ اور مافوق اپنے
ماتحت کا اصل و محیط ہے اور جو کچھ سب کے مافوق کے سوا ہے وہ اسی مافوق سے
ہے۔ ولیکن سب کا مافوق تابع ہوتا ہے کلی مطابقت کے ساتھ خاص
علوی حجابی قوس کا جو قوس سفلی کا اصل اور محیط ہے۔ اور ہر ایک
ان سب میں سے جو جسقدر اپنے ماتحت اور مافوق کی سیر میں
نزول اور عروج کرتا ہے اپنی حد سے باہر نہیں ہوتا ہے
اور فنا فے الوجود اور فنافی الشیخ اور فنافی الرسول عبارت ہے ان درجوں
منطبق ہونیسے صفت جامعہ کے ساتھ سمجھنا چاہیئے کہ مرتبۂ حجاب جو ایک ظہوری حادث کا
کہ وہ قدیم کے ساتھ قایم ہے۔ اسکی تحقیق ذکر کیفیت اثبات مرتبۂ حجاب میں کہ
وہ حجاب قدیم اور حادث مخلوق کے درمیان ہے اور ذکر کیفیت حاضری ایک دردمند کی آستانہ رحمت نشان

ھ در کشف مثال با حاطۂ تشخص خود ہیچو قوس نماید و بمقابلہ قوس سفلی
قوس علوی نامیدہ شد آنرا دو مرتبہ رُبتی است بر انطباق اصلش
مرتبہ تعین وجودی است کہ واحدیۃ ہمان ہست ش کما قال سبحانہ
اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ھ و اعتبار ربوبیۃ متعلق ہمین مرتبہ ہست ش کما
قال سبحانہ ربّ العالمین ھ دوم مرتبہ لاتعین است کہ احدیۃ ہمان است
ش کما قال سبحانہ اللّٰہ واحدٌ ھ و اعتبار استغناء متعلق ہمین مرتبہ
ہست ش کما قال سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ غنیٌّ عن العالمین ٥ ھ و حقیقۃ مجتمعہ
جامعہ انسانیہ در ہمہ مراتب کہ بانطباق یک بدیگر و در وجہ جامعیۃ است نہ بانسبت
نظری و قدمی مطابقۃ جزی یا کلی قوسین در خور تعینش نماید و بر ہمہ مراتب قرار گیرد
پس از انطباق قوس سفلی ظلی بقوس علوی تجالی کہ فنا فی اللّٰہ عبارت ازین
دلالۃ بر معرفۃ ذات و صفات قدیم توان یافت

ترجمہ کشف مثال مین اپنے احاطۂ تشخص مین قوس کی مانند نظر آتا ہے - اور قوس سفلی کے
مقابلہ مین قوس علوی نام رکھا گیا - اسکے ربی دو مرتبہ ہین اصل سے اوسکے متعلق ہونیکی
بنا پر ایک مرتبہ تعین وجودی کا ہے کہ وہی مرتبہ واحدیت ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ
نے اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی اللہ وہی ہے الٰہ واحد یعنے معبود اکیلا ہے - اور ربوبیت
یعنے رب ہونے کا اعتبار اسی مرتبہ کے متعلق ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے ربّ
العالمین یعنے سارے جہانونکا پالنے والا - اور دوسرا مرتبہ لاتعین ہے کہ یہی مرتبہ احدیت
ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اللّٰہ احدٌ یعنے خدا اکیلا ہے - اور اعتبار استغنا یعنے بے نیازی
کا متعلق ہے اسی مرتبہ کے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے اِنَّ اللّٰہَ غنیٌّ عن العالمین یعنے بیشک
اللہ بے نیاز ہے سارے جہانونسے - اور حقیقت مجتمعہ جامعہ انسانیہ ان مرتبوں کے
سبب منطبق ہونے ایک کے دوسرے کی ساتھ کہ با انطباق وجہ جامعیت مین
ہے نہ وجہ مناسبت مین نسبت نظری اور قدمی اپنے تعین کے لائق جزی یا کلی قوسین
کے مطابقت کے انداز ہ پر کرتی ہے اور ان مرتبوں پر قرار پکڑتی ہے پھر قوس
سفلی ظلی کے قوس علوی تجالی کے ساتھ منطبق ہونے کہ فنا فی اللہ عبارت اسی
سے ہے قدیم کی ذات و صفات کی معرفت پر دلالت حاصل کر سکتی ہے یا پا سکتی ہے

ودریں میان تصفیہ وتزکیۂ اجمالی یا تفصیلی عالم صغیر بتضمن موجودات ومسلوبات مخصوصۂ محمدی صلعم عروج تشخص روحی بعالم علوی تا عرش کبیر کہ مقر انوار حجابی باعتبار منتہائی عالم کبیر است تواند شد پس سخن در معرفۃ تفصیلی مرتبۂ تعین وجودی است از انجا کہ قلب مرکز تشخص مرکب است ومقر قلب بسیط کہ تصرفہائے فعلیش ازانجا ظاہر شود ومعرفۃ ذات موقوف بر صفات است وصفۃ فعلی نزدیک تر از اثرش ناچار ابتدائے معرفت از مقام قلب وصفۃ فعلی واقع شد پس بدلالت معرفتش تجلی فعلی حجابی بکلیتہ اجمالاکہ در عالم صغیر وکبیر باعتبار تعلق بجزئیات بجزئیتہ تفصیلا متمائز تواند شد معروف خواہد گردید با محمودیتہ فاعل وابتدائے اسلام حقیقی ازانجا است وبتوسیع علم بادراک ربط دائر از مفعول نفساً وآفاقاً بہ فاعل فعلاً وذاتاً ہمہ عالم را از عرض تا جوہر ہمچو اثر قلم یعنی حروف از مفردات ومرکبات ہر از کتابت کاتب خواہد یافت تا آنکہ قطع شود تمایز امر بلاحظہ فعل وفاعلش

اور اس درمیان میں اجمالی یا تفصیلی تصفیہ اور تزکیہ سے عالم صغیر کے موجودات اور مسلوبات مخصوصۂ محمدی صلعم کے تضمن میں عروج تشخص روحی کا عالم علوی میں عرش کبیر تک جو باعتبار منتہائے عالم کبیر کے انوار حجابی کا مقر ہے ہوسکتا ہے۔ اسکے بعد کلام مرتبۂ تعین وجودی کی معرفت تفصیلی میں ہے۔ چونکہ قلب مرکز ہے تشخص مرکب کا اور مقر ہے قلب بسیط کا کہ اُسکے یعنے قلب بسیط کے تصرفات فعلی وہیں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور معرفت ذات کی صفات پر موقوف ہے اور صفت فعلی اپنے اثر سے زیادہ نزدیک ہے۔ ناچار معرفت کی ابتدا مقام قلب اور صفت فعلی سے واقع ہوئی۔ پھر معرفت اثر کی دلالت سے تجلی فعلی حجابی اپنی کلیت کے ساتھ بطور اجمال کہ عالم صغیر وکبیر میں جزئیات کیساتھ متعلق ہونیکے اعتبار سے اپنی جزئیت کے ساتھ بطور تفصیل متمائز ہوسکتی ہے مع محمودیت فاعل معروف ہوگی یعنے پہچانی جاویگی۔ اور اسلام حقیقی کی ابتدا یہیں سے ہے۔ اور علم کے توسیع کے سبب ادراک ربط میں جو مفعول سے ازروئے نفس کے فاعل کیطرف فعلاً اور ذاتاً یعنے بطور فعل اور ذات کے دائر ہے تمام عالم کو عرض سے جوہر تک لکھنے والے سے لکھنے کی مانند یعنی مثل حروف مفردات ومرکبات کے پاویگا یہانتک کہ فعل وفاعل کے

و افضل آنست کہ امر و فعل معاً ملحوظ ماند ہر کرا بتوفیق الٰہی میسر شود و در معیت معیتہ
از ابتدائے فعلی ﷺ لفظ فعلی مشیر است سوی فعل و معیتہ فعلی ھ تا ذاتی ﷺ تا انتہا
است و لفظ ذاتی مشیر است سوئے ذات و معیتہ ذاتی ھ کما قال سبحانہ وَاللّٰہُ
مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ط و معکوس می نماید ادراکِ ربط دائر از فاعل بمفعول و تحقیق
این است کہ ادراکِ ربط از طرفین ﷺ یعنی از مفعول بفاعل و از فاعل بمفعول
ھ معاً است ورنہ ادراک ربط از مفعول بعدم درکِ ربط از فاعل و ادراکِ ربط
از فاعل بعدم درک دلالۃ از مفعول باطل آید این استجماع از طرفین بہ عنایت الٰہی است
بہر کہ باشد البتہ طریق حصولش نگہداشتِ ربط از طرفین معاً است شاید کہ میسر گردد
و روح بصفۃ فعلی باستفاضۂ فیض این ولایۃ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ ﷺ کہ برائے
غیر حضرت سرور انبیاء است علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ھ یا کلیہ ﷺ کہ خصوص
حضرت سرور انبیاء است علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ھ است نظراً و قدماً

ترجمہ افضل یہ ہے کہ امر و فعل معاً ملحوظ رہے جس کسیکو توفیق خدا سے یہ میسر ہو جائے۔ اور اسی
میں معیت ہے ابتدائی فعلی سے انتہائے ذاتی تک کیونکہ لفظ فعلی مشیر ہے فعل اور معیت فعلی کیطرف
اور لفظ ذاتی مشیر ہے ذات اور معیت ذاتی کیطرف جیسا کہ فرمایا ہے حق سبحانہ نے۔
وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنے اور خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو اور معکوس دکھلائی
دیتا ہے ادراک ربط جو دائر ہے فاعل سے مفعول کیطرف۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ادراک
ربط طرفین سے۔ یعنے مفعول سے فاعل کیطرف اور فاعل سے مفعول کیطرف معاً ہے
ورنہ ادراک ربط کا مفعول سے بسبب درک نہونے ربط کے فاعل سے
اور ادراک ربط فاعل سے بسبب درک نہونے دلالت کے مفعول سے باطل ہے
یہ استجماع طرفین کا عنایت الٰہی سے ہے جس کسیکو ہووے۔ البتہ اسکے
حاصل ہونیکا طریق نگہ رکھنا ہے ربط کا دونوں طرف سے معاً شاید
کہ میسر ہو جائے۔ اور روح بذریعہ صفت فعلی کے اس ولایت کے
فیض سے فیضیاب ہوتی ہوئی نظری یا قدمی طور پر قوسین کی سائر
یعنے سیر کرنیوالی ہے جزئیہ یا کلیہ مطابقت کے ساتھ کہ تطابق جزئی حضرت سرور انبیا
علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے غیر کے واسطے ہے۔ اور کلی مخصوص ہے حضرت سرور انبیا علی نبینا و علیہم

ش سیر قدمی در قوس علوی بسبب وجود حجابی اوست ہ و باعتبار خصوصیۃ وصول
نور این ولایۃ کہ اول است بحضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مصطلح بہ تسمیۃ
ولایۃ آدمی است و ولایۃ نوحی نیز ولیکن در نظر دردمند حضرت نوح علی نبینا
و علیہ الصلوٰۃ والسلام درین صفۃ اصل مرکز اند ہمچو حضرت آدم عم ش ای چنانکہ
حضرت آدم عم اصل مرکز اند ہ مگر تابع در صفۃ کہ از شدت استیلا توسع درین
صفۃ بحضرت آدم عم میمانند و مورد فیض این ولایۃ در مرکب بحکمۃ الٰہی تعالےٰ در
جانب چپ بہ تسمیۂ اصطلاحی بالمظہریۃ ش ای بآنکہ مظہر صفۃ فعلی است ہ یا بتقلب قلب
بسوئے معرفت الٰہی مسمی بہ قلب است و ابتدائے سیر مفہوم قاب قوسین ازینجا است
و احکام سیر من جہۃ الی جہۃ ازینجا است۔ پس سیر من اللہ تعالیٰ الی غیرہ تعالےٰ و الیہ لغیرہ
تعالیٰ شرک فی المقصود و فی المحبۃ است تا آنکہ بکفر و شرک جلی تواند رسانید و من غیرہ الیہ تعالیٰ
والی غیرہ تعالیٰ شرک فی صفات اللہ تعالیٰ است حقیقۃً کہ مستلزم شرک فی الذات است

ترجمہ۔ اور سیر قدمی قوس علوی میں اسکے وجود حجابی کے سبب ہے۔ اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت
کے نور کا وصول کہ یہ اوّل ولایت ہے حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے جو ولایت آدمی کے
نام سے اصطلاح پا گئی ہے اور ولایت نوحی کے نام سے بھی۔ و لیکن دردمند کی نظر میں حضرت نوح علے
نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اس صفت میں حضرت آدم علیہ السلام کیطرح اصل مرکز نہیں ہیں یعنی جیسے
حضرت آدم علیہ السلام اصل مرکز ہیں مگر تابع ہیں صفت میں کہ شدت استیلا و توسع یعنی توسع کے
غلبہ کی زیادتی کے سبب اس صفت میں حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اور
اس ولایت کے فیض کے وارد ہونیکی جگہ مرکب میں خدا تعالےٰ کی حکمت سے بائیں جانب
میں ہے جسکا اصطلاحی نام مظہریت کے سبب یعنے اس سبب سے کہ وہ صفت فعلی کے
ظہور کی جگہ ہے یا معرفت خدا کیطرف قلب کے پھر جانیکے سبب قلب نام ہوگیا ہے
اور مفہوم قاب قوسین کی ابتدائی سیر یہاں سے ہے۔ اور سیر کے احکام ایک جہت سے
ایک جہت کیطرف یہیں سے ہیں۔ پس سیر یعنی چلنا خدا تعالیٰ کیطرف سے اسکے غیر کیطرف۔ اور اسی کیطرف
اسکے غیر کیلئے یہ سیر شرک فی المقصود اور فی المحبت ہے۔ یعنی اس قسم کا چلنا مقصود و محبت میں شریک
کرنا ہے یہانتک کہ یہ کفر و شرک جلی کو پہنچا سکتا ہے۔ اور سیر اسکے غیر سے خدا تعالیٰ کیطرف اور غیر خدا تعالیٰ کی
طرف شرک فی صفات اللہ تعالیٰ حقیقتاً ہے یعنی حقیقتاً خدا تعالیٰ کی صفات میں شرک کرنا ہے جو مستلزم ہے شرک

و در صورت عنیان و ذہول من اللہ تعالیٰ شائبہ شرک مذکور بالعرض است
بش ای بعرض نسیان و ذہول نہ بالحقیقۃ ۵ پس مقصود اینجا سیر منہ الیہ
معہ فیہ لہ است اگر سیر شود و فناء فی افعالہ تعالیٰ عروجاً الی افعالہ تعالیٰ
و بقاء با فعالہ تعالیٰ نزولاً الی اثرہا از ینجا است و این سخن در حقائق اجمالی
است کہ بواسطہ این تفصیلات مقدرہ تواند رسید و سخن در تفصیل حقائق
و متعلقات زائدہ و کوائف واردہ ہمت قاصرہ نشاید و باید دانست و ہیچیا
بھر کہ خواہند ندائیکہ از مرتبہ حجاب است باسمی کہ مناسب تعینش است بسمع
روحش دہند اگرچہ آشکارا نشود حضرت حسین ابن منصور مخصوص باسم انا الحق بود
و حضرت ابویزید مخصوص باسم سبحانی ما اعظم شانی ولیکن بزیادت استحالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
و این راز پر تو یست از حقیقۃ کعبہ کہ در ظہور حقیقۃ کعبہ ظاہر شود الی ما شاء اللہ تعالیٰ
و ہرچہ خواہند کلام درمیان نہند کما قال سبحانہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً ۰

ترجمہ اور خدائے تعالیٰ کیطرف سے نسیان و ذہول یعنی بھول و غفلت کی صورت میں شائبہ شرک مذکور کا بوجہ
عرض ہے یعنی بسبب عارض ہونے نسیان و ذہول کے نہ حقیقت میں پس مقصود یہاں سیر منہ الیہ
معہ فیہ لہ ہے اگر سیر ہو جاوے یعنی اسم خدا کی طرف اور اسکے کلام کی طرف اور فنی ہو اسکے واسطے اور
فنا ہو خدائے تعالیٰ کے افعال میں خدائے تعالیٰ کے افعال کیطرف عروج کی حالت میں ہو اور بقاء خدائے
تعالیٰ کے افعال کے ساتھ افعال کے اثر کیطرف نزول کی حالت میں یہاں سے ہے اور یہ کلام اجمالی
حقائق میں ہے کہ آدمی کے وسیلے سے مقدرہ تفصیلوں کو پہونچ سکتا ہے اور حقائق کی تفصیل اور متعلقات
زائدہ اور کوائف واردہ میں کلام کرنیکو کوتاہ ہمتی متوجہ نہیں ہوتی اور قاصرہ ہمت نہیں مرتی۔ اور
سمجھنا چاہئے کہ اس مقام میں جس کسی کو چاہتے ہیں کوئی ندا جو مرتبہ حجاب سے ہو ایسے اسم کیسا تھ جو
اسکے تعین کے مناسب ہو آدمی کی روح کی کان میں دیتے ہیں اگرچہ آشکارا نہووے حضرت حسین
ابن منصور اس ندا میں اسم انا الحق کے ساتھ مخصوص تھے اور حضرت ابویزید اسم سبحانی ما اعظم شانی
کے ساتھ مخصوص ہے لیکن استحالہ کی زیادتی کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہ راز ایک پرتو
ہے حقیقت کعبہ کا جو ظہور حقیقت کعبہ میں ظاہر ہوتا ہے جس قدر مرضی خدائے تعالیٰ ہو۔
اور جس چیز کے ساتھ چاہتے ہیں کلام درمیان رکھتے ہیں یعنی آپس میں بات کرتے ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ
نے وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً ۰ یعنی خدا نے موسیٰ سے کلام کیا جیسا کلام مناسب سمجھا۔

ازین پس عروج بسوئے ولایتِ دوم بتوسطِ انتزاع فعل از تعین صفات حقیقہ کہ عبارت از صفات سبعہ یعنی حیات و علم و قدرت و ارادت وغیرہا کہ اشہر و معقول و منصوص است تواند شد و قرب صفاتی مع الذات بتمایز تعین صفات باعتبار لاعینہا کہ مرتبۂ صفۃ ظاہر و مرتبۂ جمال است و بے تمایز تعین صفات باعتبار لاغیرہا کہ مرتبہ صفۃ باطن و مرتبۂ جلال است باقیام حقیقی با ذات با مجبوبیت صفاتی مع الذات بے ملاحظہ غیر ملحوظ المحل نش ای افعال و شیون وغیرہما ہم از خصائص اینجا است تا آنکہ از ہر چہ باشد بقوۃ و فعل مقدم المدرکات ذات سبحانہ باین استجماع صفات است حالاً بقرب حجابی حقیقۃً غیر نظری و استحالتی فرمود سبحانہ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ، و نحن اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد و روح بصفۃ ظاہر و باطن باستفاضۂ نور این ولایۃ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً

ترجمہ اسکے بعد عروج ہے ولایت دوم کی طرف انتزاع فعل کے توسط سے کہ وہ انتزاع تعین صفات حقیقیہ سے ہے کہ مراد ان ساتوں صفات سے ہوسکتی ہے یعنی حیات و علم و قدرت و ارادت و سمع و بصر و تکلم جو مشہور تر اور معقول و منصوص ہیں ۔ اور قرب صفاتی ساتھ ذات کے یعنے ذات کے ساتھ صفات ہونیکی قربت مع تمائز تعین صفات کے اُنکے لاعین ہونیکے اعتبار سے کہ مرتبۂ صفتِ ظاہر اور مرتبۂ جمال ہے ۔ اور بے تمائز تعین صفات کے ان کے لاغیر ہونیکے اعتبار سے کہ مرتبۂ صفت باطن اور مرتبہ جلال ہے بسبب ان کے قیام حقیقی کے ذات کے ساتھ مع محبوبیت صفات ہونیکے ذات کے ساتھ بغیر ملاحظہ غیر ملحوظ المحل کے یعنے بغیر ملاحظہ ان چیزوں کے جنکا اس محل میں لحاظ نہیں کیا جاتا یعنے افعال و شیون وغیرہما کے اس مقام کے خصائص سے ہے یہانتک کہ جو چیز قوۃ و فعل سے ہووے اُسمیں مقدم مدرکات ۔ ذات سبحانہ ہے یعنے ذات سبحانہ اول سمجھی جاتی ہے اس استجماع صفات کے ساتھ بطور کیفیت حالی کے قُرب حجابی کے سبب از روے حقیقت کے غیر نظر اور استحالتی یعنے بغیر نظری اور استحالہ ہونیکے کیونکہ یہ قُرب حجابی حقیقتاً ہے نہ نظری اور استحالہ کے طور پر فرمایا حق سبحانہ نے فَاِنِّیْ قَرِیْب یعنے پس بیشک میں قریب ہوں و نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے اور ہم اُسکی شاہ رگ سے بھی نزدیک تر ہیں ۔ اور روح صفت ظاہرہ باطن کے ساتھ اس ولایت کے نور کے فیض

و باعتبار خصوصیۃ وصول نور این ولایۃ بحضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام مصطلح بہ تسمیہ ولایۃ ابراہیمی است و مقام طمانینۃ برحمت و مسرت بخلۃ است و مورد فیض این ولایۃ در مرکب بحکمۃ الہی تعالےٰ جانب راست بمقابلۂ قلب بہ تسمیۂ اصطلاحی بالمظہریۃ بسبب آنکہ روح مظہر صفات تعالت است مسمیٰ بروح است زین پس بتوسط ماحصل بسبب واسطۂ ماحصل ازانست کہ ولالۃ از حادث بر فعلیہ است و از فعلیہ بحقیقۃ و ثانیہ را احتیاجی من وجہ بحقیقۃ چنانکہ در ذکر کیفیۃ اسماء اللہ تعالےٰ و صفاتہ مذکور است ہ انکشافی است بولایۃ سوم بشہود مرتبۂ تعین ثانیہ کہ عبارت است از اضافات ذاتیہ متضمنۃ الذات بصفۃ ظاہر و باطن معبر بجمال و جلال در جنب صفات حقیقیۃ با محبوبیۃ و محبیۃ صفاتی مع الذات و بورود نور این ولایۃ روح سائر قوسین بامطابقۃ جزئیہ یا کلیہ است نظراً یا قدماً باہمان قرب حجابی حقیقۃً

اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت کے نور کا وصول حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ صلوٰۃ والسلام سے ہے کہ ولایت ابراہیمی کے نام سے اصطلاح پا گئی ہے۔ اور مقام طمانینت ہے رحمت کے سبب اور مقام مسرت خلت کے سبب ہے۔ اور اس ولایت کے فیض کا مورد مرکب میں خدا تعالےٰ کی حکمت سے سیدھی طرف قلب کے مقابلہ میں جسکا اصطلاحی نام مظہریت ہے بسبب اسکے کہ روح کے ساتھ مسمّٰی ہے۔ اسکے بعد ماحصل توسط سے ایک انکشاف ہے۔ ولایت سوم کیطرف واسطے شہود مرتبہ تعین ثانیہ کے واسطہ ماحصل اس سبب سے ہے کہ ولایت حادث سے فعلیہ پر ہے اور فعلیہ سے حقیقیہ کیطرف۔ اور ثانیہ کو من وجہ کچھ احتیاج حقیقیہ کیطرف سے ہے جیسا کہ ذکر کیفیۃ اسماء اللہ تعالیٰ و صفاتہ تعالیٰ میں مذکور ہے۔ اور تعین ثانیہ عبارت ہے اضافات ذاتیہ سے جو ذات کو متضمن ہیں صفت ظاہر و باطن کے ساتھ جنکی تعبیر جمال و جلال سے کیگئی ہے یہ اضافات ذاتیہ صفات حقیقیہ کے پہلو میں ہیں مع محبوبیۃ اور محبیت صفاتی کے ذات کے ساتھ۔ اور اس ولایت کے نور کے ورود سے روح قوسین کی سائر ہے نظری اور قدمی طور پر بسبب مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے اوسی قرب حجابی کے سبب جو حقیقی طور پر ہے۔

وباعتبار خصوصیۃ وصول نور این ولایۃ بحضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
مصطلح بہ تسمیہ ولایۃ موسوی است ومقام اضطراب وہیبۃ بجہۃ محبۃ است وعروجش
تا حجب وانس تو اندشد ومورد فیض این ولایۃ درمرکب بحکمۃ الٰہی تعالیٰ جانب چپ
زیر قلب بہ تسمیۂ اصطلاحی بالمظہریۃ نفس است بآنکہ مظہر صفات شانیہ است والبتہ
صفات شانیہ بمقابلۂ صفات حقیقیہ مستور است ھمی بسر است ۔ ازین پس بتوسط
ما حصل نفس واسطۂ ما حصل از انست کہ تنزیہ تنزع است ازین منزہات یعنی
فعلیہ وحقیقیہ وشانیہ ھ عروج است بولایۃ چہارم بشہود مرتبہ تنزیہ انتزاعا من المنتزعات
با محبوبیۃ ومحبۃ صفاتی مع الذات وروح بصفۃ تنزیہ باستفاضۂ نور این
ولایۃ سائر قوسین با مطابقۃ خبریہ یا کلیہ است نظراً وقدماً باہمان قرب حجابی
حقیقۃً وباعتبار خصوصیۃ وصول نور این ولایۃ بحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
مصطلح بہ تسمیۂ ولایۃ عیسوی است

ترجمہ اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت کے نور کا وصول حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے جو ولایت موسوی کے نام سے اصطلاح پا گئی ہے ۔ اور یہ اضطراب اور ہیبت کا مقام ہے محبت کے سبب ۔ اور اس کا عروج حجب اور انس تک ہوسکتا ہے ۔ اور اس ولایت کے فیض کا محل ورود مرکب میں خدا تعالیٰ کی حکمت سے بائیں جانب قلب کے نیچے جسکا اصطلاحی نام مظہر ہو نفس کے سبب یعنی اس سبب سے کہ صفات شانیہ کا محل ظہور ہے ۔ اور البتہ صفات شانیہ صفات حقیقیہ کے مقابلہ میں ہے ۔ وہ پوشیدہ مخفی ہیں ساتھ مسمیٰ ہے ۔ اس کے بعد ما حصل کے توسط سے عروج ہے ولایت چہارم کیطرف ۔ یہ واسطۂ ما حصل اس سبب سے ہے کہ تنزیہ منتزع ہے انھیں منزہات یعنی صفات فعلیہ اور حقیقیہ اور شانیہ سے ۔ اس عروج میں شہود ہے مرتبہ تنزیہ کا جو منتزع ہے منزہات مذکورہ سے مع محبوبیت اور محبت صفاتی کے ذات کے ساتھ اور روح صفت تنزیہ کے ساتھ اس ولایت کے نور کے استفاضہ میں قوسین کی سیر کرنیوالی ہو نظری اور قدمی طور پر بسبب مطابقت خبریہ یا کلیہ کے اسی قرب حجابی کے ساتھ جو حقیقی ہے ۔ اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت کے نور کا وصول حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہے جو ولایت

و محور و فیض این ولایۃ در مرکب بحکمۃ الٰہی تعالےٰ جانب راست زیر روح
بہ تسمیۂ اصطلاحی بالمظہریۃ ش ای بآنکہ مظہر مرتبۂ خفیۂ تنزیہ است ھ مسمّٰی بالخفی
است زیں پس بتوسط ماحصل ش واسطۂ ماحصل از انست کہ معرفۃ ذات
موقوف بر صفات است ھ عروج است بولایۃ پنجم بشہود مرتبۂ ذات مستجمع
جمیع صفات با محبوبیۃ و محبیۃ ذاتی مع الصفات و روح بمرتبۂ ذات باستفاضۂ نور
این ولایت سائر قوسین با مطابقۃ جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً یا ہمان قرب
تجالی حقیقۃً و باعتبار خصوصیۃ وصول نور این ولایۃ بحضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ
تعالےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ و سلم مصطلح
بہ تسمیۂ ولایت محمدی است صلعم و مقام استجماع کمالات جمالیہ و جلالیہ و تنزیہیہ بالاصالت
است و محور و فیض این ولایۃ در مرکب بحکمۃ الٰہی تعالیٰ در وسط سینہ میان قلب و روح بہ تسمیۂ
اصطلاحی بالمظہریۃ ش ای بآنکہ مظہر مرتبۂ خفیا ذات است عظم برہانہ ھ مسمّٰی بالخفیٰ است

ترجمہ: اور اس ولایت کے فیض کا محل و رود مرکب میں خدا تعالےٰ کی حکمت سے دہنی
جانب روح کے نیچے ہے جسکا اصطلاحی نام مظہر ہونیکے سبب یعنی اس سبب سے کہ مرتبۂ
خفیہ تنزیہ کا مظہر ہے خفی کے ساتھ مسمّیٰ ہے۔ اسکے بعد توسط ماحصل کے سبب عروج
ہے۔ ولایت پنجم کیطرف۔ ماحصل اس سبب سے واسطہ ہے کہ معرفت ذات کی موقوف
ہے صفات پر۔ تاکہ اس عروج سے شہود ہو مرتبۂ ذات کا جو تمام صفات کی مستجمع ہے
مع محبوبیت اور محبیت ذاتی کے صفات کے ساتھ۔ اور روح مرتبۂ ذات میں۔ اس
ولایت کے نور کے استفاضہ کے ساتھ قوسین کی سیر کرنیوالی ہے۔ نظری اور قدمی
طور پر بسبب مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے اسی قرب تجالی کے ساتھ جو از روئے حقیقت ہے
اور خصوصیت کے اعتبار سے اس ولایت کے نور کا وصول حضرت سید الانبیاء محمد
رسول خدائے تعالےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء و علےٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ وسلم سے
ہے جو ولایت محمدی کے نام سے اصطلاح پا گئی ہے صلعم۔ اور کمالات جمالیہ و جلالیہ و تنزیہیہ کا مقام
استجماع بالاصالت ہے۔ اور اس ولایت کے فیض کا محل ورود مرکب میں خدا تعالیٰ
کی حکمت سے وسط سینہ یعنی قلب و روح کے درمیان ہے جسکا اصطلاحی نام مظہر ہونیکے سبب
یعنے اس سبب سے کہ وہ سب سے زیادہ خفیہ مرتبۂ ذات کا مظہر ہے جسکے برہان عظیم ہے

وباید دانست حصر ولایۃ پنجگانہ بریں وجہ ہست کہ دیگر ہرچہ یافتہ شود از تفرع این اصل پنجگانہ است ونیز باید دانست کمالات ملکیہ عبارت است از ظہور تنزیہی منزہات وشہود جمال وجلال حسب ظہور بمشاہدہ از روئے بعد در بعد وکمالات رسالت ونبوت عبارت است از ظہور منزہات وشہود جمال وجلال حسب ظہور بمشاہدہ از روئے قرب در قرب وسیر این کمالات شامل سیر ہر ولایۃ است ودر جائے آن وہم جدا تواند شد زین پس بتوسط ما حصل ش واسطۂ ما حصل از انست کہ آن موقوف علیہ معرفۃ تشخص نفس مستجمع ما علیہ ومالہ است عروجست بسوئے تشخص نفس ومورد فیض بحکمۃ الہی تعالے در مرکب مقدم دماغ است وسیر است در مراتب اعتباریہ ذاتیہ از آنست حقائق انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام باید دانست حقیقۃ نبوت عبارتست از مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ توجہش بوصفہا از جہتی بجہتے با مرکزیۃ منتزعات خودش بقیام حقیقی یا مجازیست پس حقیقۃ آدمی وحقیقۃ ابراہیمی وحقیقۃ موسوی وحقیقۃ عیسوی درضمن آنست

ترجمہ اور سمجھنا چاہیئے کہ پانچ ولایتوں میں حصر اس وجہ پر ہے کہ اور جو کچھ پایا جاتا ہے وہ انھیں پانچوں اصل کی فرع ہونیکے سبب ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ کمالات ملکیہ عبارت ہے منزہات کے ظہور تنزیہی سے اور جمال وجلال کے شہود یعنے دیکھنے سے موافق ظہور کے مشاہدہ میں بطور بُعد در بُعد کے۔ اور کمالات رسالت ونبوت عبارت ہے ظہور منزہات اور شہود جمال و جلال سے موافق ظہور کے مشاہدہ میں از روے قرب در قرب کے۔ اور ان کمالات کی سیر شامل ہے ہر ولایت کی سیر کو اُسکی جگہ میں اور جدا بھی ہوسکتی ہے۔ اسکے بعد ما حصل کے توسط سے عروج ہے تشخص نفس کیطرف۔ واسطہ ما حصل کا اس سبب سے ہو کہ یہی واسطہ موقوف علیہ ہے۔ یعنی اسی پر موقوف ہے تشخص نفس کی معرفت جو ما علیہ و ما لہ کا مستجمع ہے یعنے وے چیزیں جنپر نفس کا قرار ہے جیسے صفات ذاتیہ مع ذات اور وہ چیزیں جو نفس کیواسطے ہیں جیسے صفات فعلیہ شانیہ تنزیہیہ مع ذات۔ اور محل ورود فیض کا حکمت خدا تعالی سے مرکب میں مقدم دماغ یعنے دماغ کا اگلا حصہ ہے۔ اور یہ سیر ہے مراتب اعتباریہ ذاتیہ میں۔ کہ ان میں سے انبیاء کے حقایق ہیں علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت نبوت عبارت ہے اعتباریہ مرتبہ سے ایسی ذات کی جسکی توجہ مع اپنے صفت کے ایک جہت سے دوسری جہت کیطرف ہو مع مرکز ہونے منتزعات اپنے آپکے قیام حقیقی یا مجازی کیساتھ پس حقیقت آدمی حقیقت ابراہیمی

وحقیقۃ رسالت عبارت است از مرتبۂ اعتباریہ ذاتیکہ توجہش بنفسہا از جہتی بجہتی با مرکزیۃ منتزعات خودش بقیام حقیقی یا مجازی است پس حقیقۃ محمدی در ضمن اوست ش بیان حقیقۃ نبوت وحقیقۃ رسالت در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ مفصّل تواں دانست ھ پس اولاً سیر است در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام است پس در مرتبۂ اعتباریۂ ذاتیکہ منشاء تعین حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم ش برہان تعین حقایق انبیاء علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام از مناشئ معینہ در ذکر کیفیۃ وجود اول وظہور آخر آنحضرت صلعم تواں دانست

ترجمہ اور حقیقت رسالت عبارت ہے مرتبۂ اعتباریہ سے اُس ذات کے جسکی توجہ اپنے نفس سے ایک جہت سے دوسری جہت کیطرف ہے مع مرکز ہونے منتزعات اپنے آپ کے قیام حقیقی یا مجازی کے ساتھ۔ پس حقیقت محمدی اُسکے ضمن میں ہے۔ حقیقت نبوت اور حقیقت رسالت کا بیان ذکر کیفیت رسالت نبوت میں مفصل معلوم کرنا چاہیئے۔

پس اول سیر ہے اُس ذات کے اعتباریہ مرتبہ میں جو حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعین کا منشاء ہے۔ پھر اُس ذات کے اعتباریہ مرتبہ میں جو منشاء تعین ہے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ پھر سیر ہے مرتبۂ اعتباریہ میں اُس ذات کے جو منشاء تعین حضرت موسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ پھر اُس ذات کے مرتبۂ اعتباریہ میں سیر ہے جو حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعین کا منشاء ہے۔ پھر اُس ذات کے اعتباریہ مرتبہ میں جو منشاء تعین ہے حضرت محمد رسول خدا سے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ .... علیہ وعلےٰ جمیع الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم کا حقائق انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعین یعنے مقرر کرنیکی برہان و دلیل مناشئ معینہ یعنے مقررہ منشؤں سے ذکر کیفیت وجود اول وظہور

ھ باید دانست در حقیقۃ محمدی صلعم باجتماع حقائق انبیاء ش یعنی فعلیہ و
حقیقیہ و شانیہ و تنزیہیہ ھ اصلاً اعتباری ممتزج است و باعتبار خصوصیۃ
صفتِ ہر نبی صفوتہ و خلۃ و محبۃ و تقدس نیز و اعتباری غیر ممتزج است بحقیقۃ
خودش ش یعنی مرتبہ ذاتیہ ھ و باعتبار خصوصیۃ خاصۂ محمدی محبوبیۃ صرفہ نیز و نفس
باستفاضۂ نور این کمالات سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ بمراتب اعتباریہ ذاتیہ
حجابیہ باعتبار منشاء نبوت و رسالت است نظراً و قدماً و از انست حقائق الٰہیات
باید دانست حقیقۃ کعبہ عبارتست از حقیقۃ نوریکہ نشانش شطر المسجد الحرام فرمودہ شد
آن نور حجابی است از حقیقۃ خودش کہ متعبر بذات فعّال است ش صراحۃ حقیقۃ کعبہ
در ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی بر آستان رحمۃ نشان و ذکر کیفیۃ اسرار تعیین قبلۃ الکعبۃ
الشریفۃ مرقوم است ھ نفس سالک بہمین نور حجابی تعلق و استفاضہ یافتہ
ہمہ کائنات متضمنہ موجودات و مسلوبات را در وجہ تخلیق و دیگر صفات کہ از مرتبۂ فعلیہ است

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں از روئے اصل کے انبیاء کے
حقائق کے اجتماع کے سبب یعنے فعلیہ و حقیقیہ و شانیہ اور تنزیہیہ کے جمع
ہونیکے سبب ایک اعتبار ممتزج یعنے ملا ہوا ہے۔ اور ہر نبی کی صفت
کی خصوصیت کے اعتبار سے صفت صفوۃ اور خلت اور محبت اور تقدس
کا بھی اعتبار ممتزج ہے۔ اور ایک اعتبار غیر ممتزج ہے اپنے آپکے
حقیقت سے یعنے مرتبۂ ذاتیہ کے سبب۔ اور خصوصیت خاصہ محمدی کے
اعتبار سے محبوبیت صرفہ کا بھی ایک غیر ممتزج اعتبار ہے۔ اور نفس
ان کمالات کے نور کے استفاضہ کے سبب قوسین کا سائر ہے سیر نظری اور قدمی کے طور پر منشاء
نبوت اور رسالت کے اعتبار سے مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے ساتھ مراتب اعتباریہ ذاتیہ حجابیہ
اور اسی سے ہیں حقائق الٰہیات۔ سمجھنا چاہیئے حقیقت کعبہ عبارت ہے اس نور کی حقیقت سے جسکا نشان
شطر المسجد الحرام فرمایا گیا یعنی مسجد حرام کی سمت کہ وہ نور حجابی اپنی خود کی حقیقت کا ہے جو ذات فعالی
کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ صراحت حقیقت کعبہ کی ذکر کیفیۃ حاضری میں ہے کسی دردمند کے
آستان رحمت نشان پر۔ اور ذکر کیفیت اسرار تعیین قبلہ میں کعبہ شریف کے مرقوم ہے سالک کا نفس
اسی نور حجابی سے تعلق اور استفاضہ پاکر تمام کائنات متضمنہ موجودات و مسلوبات کو تخلیق اور دیگر صفات کی وجہ میں جو مرتبۂ فعلیہ کی ہیں

بیان مرتبۂ ذاتیہ و ذاتیہ حجابیہ و استفاضۂ نفس سالک از ان کمالات کے نور سے

بیان حقائق الٰہیات

بیان حقیقت کعبہ

ش مجو تزئیق فا ابداع وانشار و تکوین ھ متعلق ہمان اعتبار مستجمع واحدش می یابد و سائر
قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ نظراً و قدماً است و عروج قلب کہ معبر بولایۃ اولیٰ است بسیر قدمی متعلق و
منتہی باین حقیقۃ حجابی است و حقیقۃ صوم عبارت است از تنزیہ منزہات و در ینجا در برابر نور کعبہ
بنا بر تنزیہش در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ است نفس سالک بواسطۂ ہمین نور حجابی کعبہ تعلق و استفاضہ
بآن یافتہ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً و تواند شد کہ در برابر یکی از حقائق
الہیات مشہود شود و حقیقۃ قرآن عبارت است از حقائق ثبوتیہ اعنی فعلی و حقیقی و شانی و تنزیہی
و ذاتی کہ در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ و ہم از حقیقتش کہ کلام مجید تبیان آنہمہ است و از حقائق سلبیہ
نیز نہ مجرد از کلام ش ای نہ عبارت است از مجرد کلام بقطع نظر از دیگر حقائق ثبوتیہ و سلبیہ
ھ پس شامل باشد بیان حقائق ولایات خمسہ را نفس سالک بہمین نور حجابی تعلق و استفاضہ نمودہ
سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ بی لزوم استجماع بل بر وجہ افتراق نظراً و قدماً است
و عروج لطیفۂ روح و سر و خفی و اخفیٰ۔

ترجمہ جیسے تمزیق اور ابداع اور انشا اور تکوین متعلق اوسی اعتبار مستجمع کا جو پایا جاتا ہے اوس اپنی میں ہیں ہی اور مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے سبب سیر نظری اور قدمی کے طور پر قوسین کا سائر ہی اور قلب کا
عروج جو ولایت اولیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے سیر قدمی مین متعلق اور منتہی اسی حقیقت حجابی سے ہی۔ اور حقیقت صوم عبارت ہی منزہات
کی تنزیہہ سے۔ اور اس جگہ مین نور کعبہ کے برابر مین اوسکی یعنی نور کعبہ کی تنزیہہ کی بنا پر مرتبہ حجاب مین
ایک وجود پائی ہوئے ہی نفس سالک کا اسی نور حجابی کعبہ کے واسطے سے تعلق اور استفاضہ اوس سے پاکر
قوسین کا سیر نظری اور قدمی کے طور پر سائر ہی۔ مطابقۃ جزئیہ یا کلیہ کے ساتھ۔ اور ہو سکتا ہے کہ حقائق الٰہیات
مین سے ایک کی برابر مین مشہود ہو جاوے۔ اور حقیقت قرآن عبارت ہی حقائق ثبوتیہ سے کہ مراد حقائق فعلی
اور حقیقی اور شانی اور تنزیہی اور ذاتی ہین کہ مرتبہ حجاب مین ایک وجود پائے ہوئے ہین۔ اور عبارت
ہے حجاب کی حقیقت سے بھی اسلئے کہ کلام مجید ان سبکا بیان ہے۔ اور عبارت ہے حقائق سلبیہ
سے بھی۔ نہ عبارت ہے مجرد لام سے قطع نظر کرکے دوسرے حقائق ثبوتیہ اور سلبیہ سے۔ پس
شامل ہوگا ولایات خمسہ کے حقائق کے بیان کو۔ سالک کا نفس اسی نور حجابی سے تعلق و استفاضہ
رکھکر قوسین کا سائر ہے مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے ساتھ
بغیر لازم ہونے استجماع کے بلکہ افتراق کی
وجہ پر سیر نظری اور قدمی کی طور سے۔ اور لطیفۂ
روح اور سر اور خفی اور اخفیٰ۔

بسیر قدمی متعلق و منتهی باین مرتبۂ حجاب است از روی عموم حقائق انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام باستجماع قلب و حقیقۃ صلوٰۃ عبارت است از حقیقۃ مستجمعہ حقائق ثبوتیہ لازم محبیۃ و محبوبیۃ صفاتی و ذاتی کہ در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ است نفس سالک ہمین نور حجابی تعلق و استفاضہ یافتہ سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ بلزوم استجماع و محبیۃ و محبوبیۃ نظراً و قدماً است و عروج اخفیٰ بسیر قدمی متعلق و منتهی باین مرتبۂ حجاب است از روی خصوص حقیقۃ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی جمیع الانبیاء باستجماع لطائف تحتیہ و حقیقۃ معبودیۃ عبارت است از حقیقۃ استجماعیۃ تشخص نفس بما علیہ و مالہ کہ در مرتبۂ حجاب وجودی یافتہ است نفس سالک سائر قوسین بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ است نظراً و قدماً ازین پس سیر است در مرتبۂ تعین واحدیۃ حجابیہ کہ ممتاز است بوجود عوارض صفاتیہ و اعتبارات ذاتیہ در مرتبۂ لاعین نظراً و قدماً بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ قوسین و تعین وجودی ہم عبارت از انست ہانا کہ مرتبۂ اجمال صفۃ ظاہر است

ترجمہ کا عروج سیر قدمی مین اسی مرتبۂ حجاب سے متعلق اور منتہی ہے از روئے عموم حقائق انبیاء کے علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام مع استجماع قلب کے۔ اور حقیقت صلوٰۃ عبارت ہے حقیقت مستجمعہ حقائق ثبوتیہ سے جو محبیت اور محبوبیت صفاتی اور ذاتی کو لازم ہے کہ مرتبہ حجاب مین ایک وجود پائے ہوئے ہے۔ نفس سالک کا اسی نور حجابی سے تعلق اور استفاضہ پاکر سیر کرنیوالا قوسین کا ہے مطابقت جزئیۃ یا کلیہ کے ساتھہ استجماع اور محبیت اور محبوبیت کے لازم ہونیکے سبب سیر نظری اور قدمی کی راہ سے۔ اور عروج اخفیٰ کا سیر قدمی مین اسی مرتبۂ حجاب سے متعلق اور منتہی ہے بسبب خاص ہونے حقیقت محمدی کے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی جمیع الانبیاء مع استجماع لطائف تحتیہ کے۔ اور حقیقت معبودیت عبارت ہے حقیقت استجماعیہ تشخص نفس سے مع ما علیہ و مالہ کے کہ مرتبۂ حجاب مین ایک وجود پائے ہوئے ہے۔ نفس سالک قوسین کا سائر ہے مطابقت جزئیہ یا کلیہ کے ساتھہ سیر نظری اور قدمی کی رو سے۔ اسکے بعد سیر ہے مرتبۂ تعین واحدیت حجابیہ مین جو ممتاز ہے عوارض صفاتیہ اور اعتبارات ذاتیہ کے وجود سے مرتبہ لاعین مین سیر نظر سے اور قدم کے طور پر مطابقت جزئیہ یا کلیہ قوسین کے ساتھہ۔ اور تعین وجودی یہی اسی سے عبارت ہے بات یہ کہ (صفت ظاہر کا مرتبۂ اجمال ہے)

بیان حقیقت صلوٰۃ و انتہائے عروج اخفیٰ

بیان حقیقت معبودیت

وہم تواند شد کہ درینجا سائر شود در مرتبۂ اعتبار یہ ذاتیہ ربوبیۃ کہ بانطباق وتعلق مرتبۂ واحدیۃ ازمالہ است نظراً وقدماً بہ مطابقۃ جزئیۃ یا کلیہ قوسین اگرچہ علیحدہ سیر کند **ش** تعریف صفۃ واحدیۃ ووجہ تعلق مرتبۂ ربوبیۃ بان از شرح وحاشیہ ذکر کیفیۃ التوحید توان دریافت **م** زین پس سیر است در مرتبۂ احدیۃ حجابیہ کہ غیر ممتاز است بوجود عوارض صفاتیہ واعتبارات ذاتیہ در مرتبۂ لاغیر نظراً وقدماً بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ قوسین ولاتعین ہم عبارت ازانست ہماناکہ مرتبۂ اجمال صفۃ باطن است وہم تواند شد کہ درینجا سائر شود در مرتبۂ اعتبار یہ ذاتیہ استغنار کہ با انطباق وتعلق مرتبۂ احدیۃ ازمالہ است نظراً وقدماً بمطابقۃ جزئیہ یا کلیہ قوسین اگرچہ علیحدہ سیر کند **ش** تعریف صفۃ احدیۃ ووجہ تعلق مرتبۂ استغنار بآن از شرح وحاشیہ ذکر کیفیۃ التوحید توان دریافت **م** باید دانست قرار کمال حقیقۃ مستجمعہ جامعہ انسانیہ بانطباق قوسین علی حدہا موقوف براعتبار استغنار است وتعین اعتبار احدیۃ ومحمدیۃ با فرق وصفی کہ از معنیش عیان است

ترجمہ اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ اسجگہ مین سالک سائر ہوتا ہے مرتبۂ اعتبار یہ ذاتیہ ربوبیت مین جو انطباق وتعلق کے سبب مرتبۂ واحدیت کے ساتہہ مآل ہے بطور سیر نظری اور قدمی کے مطابقت جزئیہ یا کلیہ قوسین مین اگرچہ علیحدہ سیر کرے۔ تعریف صفت واحدیت کی اور وجہ تعلق مرتبۂ ربوبیت کی اوسکے ساتہہ شرح وحاشیہ ذکر کیفیت توحید سے معلوم کرنا چاہیئے اسکے بعد سیر ہے مرتبۂ احدیت حجابیہ مین جو غیر ممتاز ہے وجود عوارض صفاتیہ اور اعتبارات ذاتیہ سے مرتبۂ لاغیر مین بطور سیر نظری اور قدمی کے مطابقت جزئیہ یا کلیہ قوسین مین۔ اور لاتعین بہی عبارت اوسی سے ہے۔ بات یہہ کہ صفت باطن کا مرتبۂ اجمال ہے۔ اور اس مقام مین یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ سالک مرتبہ اعتبار یہ ذاتیہ استغنار مین سیر کرنیوالا ہووے جو بسبب انطباق وتعلق مرتبۂ احدیت کے ساتہہ مآل ہے سیر نظری اور قدمی کے طور پر مطابقت جزئیہ یا کلیہ قوسین مین اگرچہ علیحدہ سیر کرے۔ تعریف صفت احدیت اور وجہ تعلق مرتبۂ استغنار کی اوسکے ساتہہ شرح وحاشیہ ذکر کیفیت توحید سے معلوم کرنا چاہیئے۔ سمجہنا چاہیئے کہ حقیقت مستجمعہ جامعہ انسانیہ کا پورا قرار قوسین کے انطباق کے ساتہہ اپنی حد پر موقوف اعتبار استغنار پر ہے۔ اور تعین اعتبار احدیہ اور محمدیہ کا باوجود فرق اوس وصف کے جو اوسکے معنی سے عیان ہے۔

بر ماہیۃ واحدہ است کہ دلالتی دارد برہمین فرق وصفی اعتبارین و وحدت حقیقتش یعنی مرتبۂ حجاب زین پس بفضل اللہ تعالی عروج است بسوی ولایۃ اصلیۂ مقصودہ اعنی حقائق مراتب حجاب کہ اشارتش بادنی است بدلالۃ مراتب حجاب بسیر نظری تنبیہ باید دانست کہ سلوک طریق اسلام بر پنج مقام است شہادتین و صلوٰۃ و صوم و حج و زکوٰۃ پس باید دانست کہ در شہادتین عطف تفسیریست **ش** چنانکہ در ذکر کیفیۃ کلمۂ طیبہ مذکور است **ص** ورنہ مصداق لما نفی عنہ الالوہیۃ و تعریض علی ما اثبت لہ الالوہیۃ باطل گردد پس شہادتین مع مغایرت من وجہ بنابر تفسیر در حکم واحد ہستند ورنہ بنای اسلام بر شش خلاف حدیث شریف بنی الاسلام علی خمس قرار یابد معرفۃ حقیقۃ شہادتین و صلوٰۃ و صوم و کعبہ درین ذکر سلوک معنوی مذکور شد اکنون باید دانست زکوٰۃ پاک کردن است از انچہ باید آنجا کہ انسان مخلوق است از ضمن موجودات و سلوبات شبہا عنہما زکوٰتش در موجودات باختیار احسن است۔

ترجمہ ماہیت واحدہ پر ہے جو ایک دلالت اسی فرق وصفی اعتبارین پر اور اوسکی وحدت حقیقت یعنی مرتبۂ حجاب پر رکھتا ہے۔ اسکے بعد خدائے تعالی کے فضل سے عروج ہے ولایت اصلیہ مقصودہ کیطرف جس سے مراد حقائق مراتب حجاب ہین کہ اشارہ اوسکا لفظ ادنیٰ سے ہو رہا ہے مراتب حجاب کی دلالت سے سیر نظری کے ساتھ۔ تنبیہ سمجھنا چاہیئے کہ سلوک طریق اسلام کا پانچ مقام پر ہے ایک شہادتین اور دوسری نماز۔ اور تیسرے روزہ۔ اور چوتھے حج۔ اور پانچوین زکوٰۃ۔ پھر سمجھنا چاہیئے کہ شہادتین مین عطف تفسیری ہے جیسا ذکر کیفیۃ کلمہ طیبہ مین مذکور ہے ورنہ مصداق لما نفی عنہ الالوہیۃ کا اور تعریض علی ما اثبت لہ الالوہیۃ کی باطل ہو جائیگی یعنی مصداق اوس چیز کا جس سے الوہیت کی نفی کیگئی ہے۔ اور اعراض کرنا اوس چیز پر جسکے لئے الوہیت ثابت کیگئی ہے۔ یہ دونون یعنی مصداق اور تعریض باطل ہو جائینگے۔ پس شہادتین مع مغایرت من وجہ یعنی کسی وجہ کی مغایرت کے ساتھ تفسیر کی بنا پر حکم واحد مین ہین۔ ورنہ اسلام کی بنا چھہ پر قرار پاتی ہے خلاف اس حدیث شریف کے بنی الاسلام علی خمس یعنی اسلام پانچ چیزون پر بنا کیا گیا ہے معرفت حقیقت شہادتین اور صلوٰۃ اور صوم اور کعبہ کی اسی ذکر سلوک معنوی مین مذکور ہو چکی۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ زکوٰۃ پاک کرنا ہے اوس چیز سے کہ چاہیئے۔ چونکہ انسان مخلوق ہے ضمن موجودات اور سلوبات سے بطور شبہ کے اونہین دونون سے تو زکوٰۃ اوسکی موجودات مین احسن کے اختیار یعنی پسند کرنے مین ہے۔

بیان عروج حقائق مراتب حجاب یعنی ولایت اصلیہ مقصودہ

بیان تحقیق معنی زکوٰۃ اور حقیقت اوسکی

و در مسلوبات بترک مکروہ اخلاصًا للہ تعالی قال سبحانہ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا الاٰیہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ الاٰیہ
ش این رزق ای بخشیدن عام است پس انفاق حسب مرزوق ای شئی
بخشیدہ شدہ نیز **م** باید دانست زکوۃ متعلق نزول از عروج سیر در معرفۃ
موجودات است ازینجاست کہ فقر تکمیل نفس بہ تشرع است شاید کہ سائران
معارف عروج این نزول را بسبب عدم شمولش بسیر عروج ذکر نکردند و حالانکہ این
نزول در ایشان یافتہ می شود الی ماشاء اللہ تعالی این اجمال را تفصیلی است
در قرآن مجید و حدیث شریف کہ این مختصر گنجایش آن ندارد۔
تنبیہ - ای مشتاق خدای عزوجل بایست کہ صلوۃ را کہ بہترین عبادات است
و بہترین عنایت از رب بتہذیب ظاہر و باطن بجا آر تا بفلاحی رسی کہ در دنیا
کانک تراہ و در آخرت انک تراہ است شعر

ترجمہ مسلوبات اور مکروہات میں بھی کی کرو جو محض خدا تعالی کیلیئے اخلاق کی طور پر فرمایا حق سبحانہ نے سورہ شمس میں آخر پارہ میں وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یعنی قسم ہے نفس کی اور اوس چیز کی کہ اوسکو برابر کیا اوس نے یعنی جسمے
اوسے ٹھیک و درست بنایا۔ پھر الہام کیا یعنی سمجھ دے اوسکو اوسکے فجور یعنی ڈھٹھائے کی چیزونکی اور
اوسکے پرہیزگاری کی یقینی جسنے اوسکو پاک کیا وہ فلاح کو پہونچگیا الخ اور سورہ بقر رکوع چونتیس میں یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ یعنی ای ایماندارو خرچ کرو اوس چیز میں سے جو ہمنے تمکو دیا الخ - یہ رزق یعنی بخشنا اور دینا عام ہے
پس خرچ کرنا بھی موافق مرزوق کے عام ہے یعنی اوس چیز کا جو بخشی گئی سمجھنا چاہیے کہ زکوۃ نزول کے متعلق ہے اوس عروج
سیر سے جو موجودات کی معرفت میں ہے - اسی جگہ سے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ فقر نفس کا تشرع کے ساتھ پورا کرنا
ہے - شاید کہ معارف عروج کے سیر کرنیوالون نے اس نزول کو بسبب اوسکے شامل ہونیکے سیر عروج میں
ذکر نکیا - اور حال یہ ہے کہ یہہ نزول اونمین پایا جاتا ہے جہانتک مرضی خدائے تعالی ہے - اس اجمال
کی قرآن مجید اور حدیث شریف میں پوری تفصیل ہے کہ یہ مختصر اوسکی گنجایش نہین رکھتا ہے -
تنبیہ - ای خدائے تعالی کے مشتاق تجھپر لازم ہے کہ صلوۃ یعنی نماز کو جو تیری عبادتون
مین سب سے عمدہ عبادت ہے اور رب کی سب سے اچھی عنایت ہے ظاہر و باطن کی
تہذیب سے بجالا تو اوس فلاح کو پہونچ جائے گا جو دنیا میں کانک تراہ ہے یعنی گویا
کہ تو اوسکو دیکھتا ہے اور آخرت میں انک تراہ ہے یعنی بیشک تو اسکو دیکھے گا - شعر

تو وطوبیٰ وما وقامت یار ✤ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست - قال سبحانہ
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ
وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۵
در اضافۂ صلوٰتہم مراد خصوص وور للزکوٰۃ فاعلون بمقابلہ مؤتون سریست کہ در
معرفۂ زکوٰۃ مذکورست وہر کس بآن نرسد ودر اعطاف تفسیر ودر یحافظون
تاکید جماعۃ **ش** چنانکہ در ذکر کیفیۃ تفسیر الآیۃ الکریمہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ
وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى الآیہ مذکور است **م** واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب صلوٰۃ است
کہ مستجمع شہادتین وصوم وحج وزکوٰۃ است صلوٰۃ است کہ ہر وقتی بشئی مما یتعلق
بہا توان بود قال سبحانہ وہم علیٰ صلوٰتہم دائمون - ای بر نمازیکہ برای ایشان
است دائم اند بران دراد فائتش

ترجمہ تو ہے طوبیٰ ہے ہم ہیں اور قد یار ✤ فکر ہر ایک کی ہے اوسکی ہمت پر ✤ فرمایا حق سبحانہ نے
شروع سورہ مومنون میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ
هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
حَافِظُوْنَ ۵ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ
يُحَافِظُوْنَ ۵ یعنی تحقیق فلاح یاب ہین مومنین - وی وہی ہین کہ اپنی نماز مین باخشوع یعنی ڈرنیوالے
ہین اور وہی وہی ہین کہ لغو سے اعراض کرنیوالے ہین - اور وے وہی ہین کہ زکوٰۃ دیا کی کے کرنیوالے ہین اور
وے وہی ہین کہ فروج یعنی پوشیدہ جسمون کی حفاظت کرنیوالے ہین - اور وے وہی ہین کہ اپنی امانتون اور اپنے
اقرار کے چلانیوالے ہین یعنی رعایت کرنیوالے - اور وے وہی ہین کہ اپنی نماز کی نگاہداشت کرتے ہین اسجگہ
اضافت مین صلوٰتہم کی جو مراد خصوص پر ہے - اور للزکوٰۃ فاعلون ہین جو مقابلہ مین مؤتون کے ہے یعنی جنکو
زکوٰۃ دیجا وے - ایک بھید ہے جو معرفت زکوٰۃ مین مذکور ہے - اور ہر شخص اوسکو نہین پہنچ سکتا ہے - اور
عطفون مین تفسیر کے - اور یحافظون ہین جماعت کی تاکید ہے جیسا ذکر کیفیۃ تفسیر آیت کریمہ حافظوا علی الصلوات
والصلوٰۃ الوسطیٰ تا آخر مین مذکور ہے - اور خدا سے برتر ہی درستی کو بہتر جاننیوالا ہے - ایک نماز ہے کہ شہادتین اور روزہ
اور حج اور زکوٰۃ کی مستجمع ہے - ایک نماز ہے کہ ہر ایک وقت مین کسی شے کے ساتھ ادا ہین - جو نماز کو متعلق ہوتی ہین سکتی
ہے فرمایا حق سبحانہ نے وہم علیٰ صلوٰتہم دائمون - یعنی اور وے اوس نماز پر کہ ان کیلئے ہے ہمیشہ ہین وسیلے سکے اوقات [illegible]

اقسام نماز

ونیز دائم اندبران ہر وقت دآین نماز را کہ چون وچرا است اللہ تعالی داند وتواند
شد کہ مصلّی ہم واین نماز را کہ چون وچرا است تعلیم وتعلم ہم تواند شد وہر کس
اہل آن نیست قال سبحانہ وَیُعَلِّمُکُم مَّا لَمۡ تَکُونُوا تَعۡلَمُونَ ۵ باید دانست
کہ صلوٰۃ را ۲ دو مرتبہ است یکی از مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم و دیگری از ظل
موجودات قدیمہ پس ہر کہ بمسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم نرسد بظل موجودات
قدیمہ چون رسد من اللہ التوفیق تنبیہ ۳ وجود عنصر منتزع است از روح
در معرض مسلوباتش تحقیقش در ذکر کیفیۃ حاضری دردمندی بآستان رحمۃ
نشان حضرت حبیب اللہ علیہ الرضوان مذکور است ھ پس تابع باشد مراد
صاف روح را پس کمال تعین انسانیہ تا نزول بمرتبہ صورت است و در صورت
فرد ترازہمہ خاک است کہ متاثر است از آثار آب وآتش و باد نہ آنہا متاثر
اند ازو باین استجماع آثار روح وعنصر وانتہائی نزول باو از متقابلین فائق گشت

ترجمہ اور ہر وقت ہی وسپر ہین ہمیشہ اوراس نماز کو کہ کیسی اور کسلیئے ہے خدائے تعالی جانتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ
نمازی ہی جانتا ہو۔ اور اس نماز کیلئے کہ چون وچرا ہے تعلیم وتعلم ہی ہو سکتا ہے اور ہر شخص اوسکا اہل
نہین ہے۔ فرمایا حق سبحانہ نے وَیُعَلِّمُکُم مَّا لَمۡ تَکُونُوا تَعۡلَمُونَ ۵ یعنی اور سکھلاتا ہے
تمکو وہ چیز کہ تم نہین جانتے تھے۔ سمجھنا چاہیے کہ نماز کے دو مرتبے ہین ایکمرتبہ مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم کا
اور دوسرا مرتبہ ظل موجودات قدیمہ کا پس جو کوئی مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم کو نہین پہونچسکتا ہی ظل
موجودات قدیمہ کو کیسے پہونچے گا۔ یہ توفیق خدا سے ہے تنبیہ ۳ وجود عنصر منتزع ہے روح سے اوسکے
معرض مسلوبات مین۔ اسکی تحقیق ایک دردمند کی حاضری آستانہ رحمت نشان حضرت حبیب اللہ
علیہ الرضوان کی ذکر کیفیت مین مذکور ہی۔ پس بسبب اپنے انتزاع کے وجود عنصر اوصاف روح کا خاص تابع ہوگا
پس کمال تعین انسانیہ کا اوسکے نزول تک مرتبہ صورت مین ہی یعنی مرتبہ صورت مین نازل ہونے تک ہے
اور صورت مین سب سے فروتر خاک ہے جو پانی اور آگ اور ہوا کے آثار سے متاثر ہی
نہ وے اوس سے متاثر ہین۔ اسی استجماع کے سبب کہ یہہ استجماع
آثار روح اور عنصر کا ہے اوراس سبب سے کہ اسکا انتہائی نزول
خاک کے ساتھ ہے یہہ تعین انسانیہ اپنے متقابلین
سے فائق ہوگیا ۵

تنبیہ سوم

ودر قلب مرکب بآثاریکہ از روحش رسیدہ بکیفیۃ خاص ہر یک انکشافی و امتیازی
تواند شد و بر قدر نزول قلب در صدر ہم و برائے این اجمال تفصیلی است
از حقائق متضمنہ بموجودات یا مسلوبات اگر گفتہ شود بعید بود ولیکن متفکر
بقدر فکر تواند دریافت **تنبیہ**[۴] در قلب عنصری درجات وفیض بی تفصیل
با تعلق فیاض حقیقی مشہود شد فاللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہا **تنبیہ**[۵] لطائف ستہ
روحیہ را درجات است درجۂ است کہ متعلق بعنصر است ودرجۂ است کہ در
مرتبۂ مثال است ودرجہ است کہ در مرتبۂ لاتعین روح است ودر ہر درجہ
معرفۃ اللہ تعالیٰ الی ماشاء اللہ تعالیٰ است **تنبیہ**[۶] بر بنائیکہ گفتہ شد انسان
با یازدہ تعین از روح وعنصر ہمہ عالم خلق است در تحت امر پس مرکبش را از عالم
خلق و بسیطش را از عالم امر گماشتن احتمال دارد کہ امر عبارت از روح است وحالانکہ
روح از امر است کما قال سبحانہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ **تنبیہ** تحقیق در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوت
مذکور شدہ کہ بیان حائلی ندارد

ترجمہ اور قلب مرکب مین جو آثار کہ اوسکو روح سے پہونچی ہر ایک کی کیفیت خاص سے کچھ انکشاف
اور امتیاز ہو سکتا ہے - اور نزول قلب کے مقدار پر صدر مین بھی ہو سکتا ہے - اور اس
اجمال کیلئے حقائق سے خواہ وے موجودات سے متضمن ہون یا مسلوبات سے ایک بڑی
تفصیل ہے اگر بیان کیجاوے - بعید ہو گی ولیکن متفکر فکر کی مقدار پر معلوم کر سکتا ہے -
تنبیہ[۴] قلب عنصری مین درجے اور فیض بی تفصیل مع تعلق فیاض حقیقی کے دیکھے گئے - پس انکی
حقیقت سے خدائے تعالیٰ بخوبی واقف ہے **تنبیہ**[۵] روحی چھ لطیفون کے کئے درجے
ہین ایک درجہ ہے جو عنصر سے متعلق ہے - اور ایک درجہ ہے کہ مرتبہ مثال مین ہے - اور
ایک درجہ ہے جو روح کے لاتعین مرتبہ مین ہے - اور ہر درجہ مین خدائے تعالیٰ کی معرفت ہے
جہانتک خدائے تعالیٰ کی مرضی ہے - **تنبیہ**[۶] جس بنا پر کہ کہا گیا انسان گیارہ تعین کے ساتھ
روح اور عنصر سے امر کے تحت مین سب عالم خلق ہے - پس اوسکے مرکب کو عالم خلق سے اور اوسکے
بسیط کو عالم امر سے مقرر کرنا احتمال رکھتا ہے کہ امر عبارت روح سے ہے اور حال یہ ہے کہ روح
امر ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنی کہدے سچّے (؟) اے
حبیب کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے - اسکی تحقیق ذکر کیفیت رسالت و نبوت مین مذکور ہو گئی کہ درمیان مین کوئی حائل نہ...

بیان انکشاف و امتیاز آثار روح قلب مرکب مین صدر مین مقدار نزول کے اوسکی تفصیل بے مقدار ہے

تنبیہ چہارم

تنبیہ پنجم

تنبیہ ششم

پس ندانستم کہ لطائف روحی از قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ بکدام معنی از عالم امر است و نفس باآنکہ از روح است از عالم خلق فتنبہوا یا اولی المعارف اللہم ارنا حقائق الاشیاء بصائراً وانت العلیم الحکیم اللہم صل وسلم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ **تنبیہ** - صدر عبارت است از بیرون قلب کہ متاثر است از آثار قلب چنانکہ بیرون زجاجہ از مصباح وبہمین تاثر تابع لقلب است و عروج کند بسویش قال سبحانہ فَمَن يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ط پس تصریح صدر در ذکر کیفیۃ صدر است **تنبیہ** ازین عروج تشخص روحی تا عرش کبیر حاصلی جز شرف تبع سنت وحصول شرح صدر الیٰ ماشاء اللہ تعالیٰ دریافت نشد وگمان نبرم کہ رسول اشرف و اکرم ازین معراج تشرفی وتکرمی یافتہ بمقاصد اقصیٰ بہرہ ور شد آرے عالم علوی بقدوم برکت لزوم حضرت مقصود عالم صلعم مشرف شد

ترجمہ پس مجھے معلوم نہین ہوا کہ روحی لطائف قلب اور روح اور سر اور خفی اور اخفیٰ سے کس معنی مین عالم امر ہے - اور نفس باوجود اسکے کہ روح سے ہے عالم خلق سے ہے - پس اے اہل معارف تم آگاہ ہو جاؤ - خدایا ہمکو اشیاء کی حقیقتین دکھلا بصیرت یعنی بینائی کے طور پر حال یہ ہے کہ تو ہی دانا ہے اور حکمت والا اللہم صل وسلم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ خداوندا درود وسلام بھیج اس نبی محمد پر کہ تیرا نور ہے اور اوسکے انوار پر جیسا تو اوسکو چاہتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے اور اوسکو ہم مین شفیع کر دے اور اوسکے سبب ہم پر رحمت کر **تنبیہ** - صدر عبارت ہے بیرون قلب سے یعنی باہر کے حصے سے جو آثار قلب سے متاثر ہے جیسا شیشہ کا باہر کا حصہ چراغ سے اور اسی تاثیر کے سبب سے قلب کا تابع ہے اور اوسکی طرف عروج کرتا ہے فرمایا حق سبحانہ نے فَمَن يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ یعنی جو کوئی کہ خدا اوسکو ہدایت کرنا چاہتا ہے اوسکے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے - صدر کی تصریح ذکر کیفیت صدر مین ہے - **تنبیہ** اس تشخص روحی کے عروج سے عرش کبیر تک بجز شرف پیروی سنت کے - اور حاصل ہونے شرح صدر کے جہانتک مرضی خدائے تعالیٰ ہو کوئی حاصل اور نہین معلوم ہوا - اور مجھی گمان نہین ہوتا کہ رسول اشرف واکرم اس معراج سے کوئی تشریف اور تکرم یعنی شرافت وبزرگی پاکر انتہائی مراد کو بہرہ ور ہوئے ہون البتہ عالم علوی حضرت مقصود عالم صلعم کے قدوم برکت لزوم سے مشرف ہو گیا -

و متعلقات صدر مبارکِ خود را کہ از اسفل مراتب متضمنہ حقیقۃ آن مظہر جمال اللہ سبحانہ است مناسب العالم مشاہدہ فرمود و تقربی کہ اشارتش بقاب قوسین او ادنیٰ است و حاصل آن محبوب رحمن پیش ازین بود و اسراریکہ اظہارش موقوف وقت معلوم بود آنجا عیان شد آین معراج بنا بر اظہار شرف و اختصاص حبیب و تشریفِ علویان بود ورنہ سبب شرفِ حبیب جای تحیر نیست کہ ہمہ عالم از چند قطرات نور آن مظہر جمال اللہ سبحانہ است پس آن نور نامحصور را کہ مشرف بذاتہ است صلعم باعراضیکہ از دست چسان شرف دادہ شود این داستان شرف حبیب بی پایان است رحمت باد بانکہ گفت **شعر** نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی را سخن پایان + بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی + **تنبیہ** فنا رشئی در شئی ممتنع است بہ سبب منع اتحاد حقیقی شیئین و نبودن مہلت بقا از سرعت فنا۔

ترجمہ اور اپنے صدر مبارک کے متعلقات کو جو اوس مظہر جمال خدائے سبحانہ کی حقیقت کے اسفل مراتب سے متضمن ہین اوس عالم کے مناسب مشاہدہ فرمایا۔ اور اوس تقرب اور نزدیکی کو جسکا اشارہ قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف ہے کہ اوس محبوب رحمن کو اس سے پہلے حاصل تہا۔ اور وہ اسرار جنکا اظہار وقت معلوم پر موقوف تہا وہان ظاہر ہوگئے۔ یہہ معراج حبیب کے شرف و اختصاص کے ظاہر کرنے اور علویون کو شرف دینے کی بنا پر تہا نہ سبب شرف ہے حبیب کا۔ تحیر کا محل نہین ہے کیونکہ سارا عالم اوس مظہر جمال خدائے سبحانہ کے نور کے چند قطرون سے ہے پس وہ نور نامحصور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مشرف ہے اون اعراض کے سبب جو اوسی سے ہین کیسے شرف دیا جا سکتا ہے۔ یہ داستان حبیب کے شرف کی بیحد و پایان ہے۔ رحمت ہو جیو اوسپر جسنے یہ کہا **شعر** نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایان + بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی + **ترجمہ** نہ اوسکے حسن کی حد ہے نہ سعدی کے سخن کی حد + کہ مستسقی مر گیا پیاسا اور دریا تو جون کا تون **تنبیہ** - کسی چیز کا کسی چیز مین فنا ہونا بسبب منع ہونے اتحاد حقیقی دو چیزون کے اور بسبب مہلت نہونے بقا کے سرعت فنا کے سبب ممتنع ہے یعنی چونکہ دو چیزون مین اتحاد حقیقی ہو نہین سکتا اور سرعت فنا کے سبب بقا کو مہلت نہین ملتی اسلئے فنا ایک کا دوسرے مین ممکن نہین۔

تنبیہ نہم

پس فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا فی اللہ بمعنی لغت صورت نہ بندد مگر بمعنی اصطلاحی صوفیان صافی و آن انالہٗ رذائل از نفس است و اتصافش بشمائل شیخ دامت برکاتہ و شہود معیۃ و قرب اواست تا آنکہ دریابدش پیش از نفس خود بعد دریافت نفس خود یا بعد نفس خود یا مع نفس خود یا باستجماع اینہمہ نظرًا باتصاف و بداہتًا ببداہتہ وجودش مثالًا و روحًا تا آنکہ نیابد نفس خود را در حالت حضور معلوم بمرتبۂ عینیۃ علم با عالم تا آنکہ حضرت شیخ ہم نیابد در نفس او مگر خود را و قیاس کن برین درجہائے دیگر را و در جائے واقع شود کہ شیخ از غلبۂ احاطۃ جذب مرید نیابد در نفس خود مگر او را۔ **تنبیہ** عروج قوس سفلی کہ در حد خود جزئی است در تضمن قوس سفلی کہ در حد خود کلی است بانطباق جامعیۃ بقوس علوی کہ مرتبۂ حجاب است از روئے ظلیۃ است الی ماشاء اللہ تعالیٰ

ترجمہ - پس فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ لغت کے معنی کے اعتبار سے نہین ظاہر ہوتے مگر صوفیان صافی کے معنیٔ اصلاحی کے اعتبار سے - اور یہہ نفس سے رذائل کا دور کرنا ہے اور شیخ دامت برکاتہ کے شمائل کے ساتھہ اوسکا متصف ہونا ہے اور اوسکی معیت و قرب کا مشاہدہ ہونا ہے یہانتک کہ اوسکو پاتا ہے اپنے نفس سے پہلے بعد دریافت اپنے نفس کے یا اپنے نفس کے بعد یا اپنے نفس کے ساتھہ یا ان سب کے استجماع کے ساتھہ نظری طور پر بسبب اتصاف کے اور از روئے بداہت کے اوسکے بداہت وجود کے سبب بطور مثال اور روح کے یہانتک کہ نہین پاتا ہے اپنے نفس کو حالت حضور معلوم مین مرتبۂ عینیت علم میں عالم سے یہانتک کہ حضرت شیخ بہی نہین پاتا ہے اوسکے نفس مین مگر اپنے کو - اور انہین درجون پر دوسرونکو قیاس کرلے - اور کسی جگہہ مین واقع ہوتا ہے کہ شیخ جذب مرید کے احاطہ کے غلبہ سے اپنے نفس مین نہین پاتا ہر مگر اوسکو۔ **تنبیہ** عروج قوس سفلی کا جو اپنی حد مین جزئی ہے اوس قوس سفلی کے تضمن مین جو اپنی حد مین کلی ہے بسبب انطباق جامعیت کے قوس علوی کے ساتھہ کہ مرتبۂ حجاب ہے ظلی ہونیکی راہ سے ہی جہانتک مشیت خدائے تعالیٰ ہو

چون بی تمایز امر و دلالۃ و مالنعیۃ میان قوس سفلی وعلوی است توحید وجودی است
و این بوارد اضطراری است و چون بتمایز امر و دلالۃ و مالنعیۃ میان قوس سفلی وعلوی است
توحید شهودی است من وجہٍ و وجودی است من وجہٍ و این بتحقیق اختیاری است من وجہٍ
و بوارد اضطراری است من وجہٍ و اینهمه تا عدم تمایز مسلوبات است و چون بتمایز مسلوبات
است توحید شهودی است خالصًا۔ **تنبیہ**[۱۱] ہرگاہ فراغ تام از تعلق وجود التزامی
وکار بوجود تضمنی باشد و بس ولایۃ سابقیۃ است تا تعلق بمرتبۂ حجاب ظلیۃ است
و تعلق بمرتبۂ اصل حجاب اصلیہ۔ **تنبیہ**[۱۲] عروج قوس سفلی بسیر قدمی منتہی تا مرتبۂ حجاب
است و سیر قوسین بانطباق کلی اصالتًا مر اول الاولین راست و بانطباق جزئی
اصالتًا باحتیاج وجودی بتضمن اول الاولین مر غیر او را و بانطباق جزئی تبعًا مر تابعین را
تنبیہ[۱۳] نفس دلالۃ متعلق بدال است و نفس ربط خلق متعلق بخالق پس
حکم کردہ شود بر آنہا حکم متعلق بہ از روی حدوث و حجاب و قدم۔

ترجمہ جب یہ عروج درمیان قوس سفلی اور علوی کے بغیر تمایز امر و دلالت و مالنعیت کے ہے
توحید وجودی ہے اور یہ بسبب وارد اضطراری کے ہے۔ اور جب یہ عروج امر و دلالت و مالنعیت
کے تمایز کے ساتھ قوس سفلی اور علوی کے درمیان ہے تو من وجہٍ شہودی توحید ہے اور من وجہٍ
وجودی ہے۔ اور تحقیق میں یہ من وجہٍ اختیاری ہے اور بسبب وارد اضطراری ہے من وجہٍ۔
اور یہ سب مسلوبات کے عدم تمایز تک ہے۔ اور جب مسلوبات کے تمایز کے ساتھ ہے تو خالص
توحید شہودی ہے۔

تنبیہ[۱۱] جب تعلق وجود التزامی سے پوری فراغت ہو جاوے اور وجود تضمنی سے صرف کام رہے
یہ ولایت سابقیہ ہے جبتک تعلق مرتبۂ حجاب ظلیہ سے ہے۔ اور تعلق مرتبۂ اصل حجاب
کے ساتھ ولایت اصلیہ ہے۔ **تنبیہ**[۱۲] قوس سفلی کا عروج سیر قدمی کے ساتھ مرتبہ حجاب تک
منتہی ہے۔ اور قوسین کی سیر کلی انطباق کے ساتھ اصلی طور پر خاص اول الاولین کے لئے ہے
اور جزئی انطباق کے ساتھ اصلی طور پر احتیاج وجودی کے ساتھ اول الاولین کے تضمن میں
خاص اوسکے غیر کیلئے ہے۔ اور جزئی انطباق کے ساتھ بطور تبع کے خاص "تابعین" کے لئے ہے
تنبیہ[۱۳] نفس دلالت دال کے ساتھ متعلق ہے۔ اور نفس ربط خلق کے ساتھ متعلق پس حکم کیا
جاوے گا انہیں دلالت و ربط پر حکم متعلق بہ کا از روئے حدوث و حجاب اور قدم کے۔

تنبیہ یازدہم

تنبیہ دوازدہم

تنبیہ سیزدہم

تنبیہ ۱۴ - آنجاکہ معرفۃ مدلول بدلالۃ از دال است تجاوز بدلالت از دال بمدلول وتحقق معیۃ وقرب واحاطت بما بہ المعیۃ والقرب والاحاطت بی تجاوز از حقائق معاملہ وزمان عموماً ومکان خصوصاً در معرفۃ اللہ تعالی بنا بر احتیاج بخالقیتش ورسول وشیخ بتعین روحی بنا بر اندراج بمرکزیۃ شانست چہ تجاوز از یکی از ینہما بقطع مرابطت قضیہ مقصودہ فیما بینہم باطل گردد **لش** یعنی تجاوز بدلالۃ از دال بمدلول وتحقق معیۃ وقرب واحاطۃ بسبب قطع مرابطۃ کہ از یک بدیگر است باطل گردد ودرین اصل معارف است از رسول صلعم بخدائے واز ما بخدائے تعالی ورسول وشیخ صلی اللہ تعالی علی رسولہ وعلی اتباعہم از دلالت ومعیۃ وقرب واحاطۃ بنا بر احتیاج بہ خالقیتش ومرکزیۃ روحی شان بماھم **تنبیہ ۱۵** - باید دانست کہ دلالۃ از حادث بر صفۃ فعلیہ است واز فعلیہ بر حقیقیہ واز حقیقیہ بر ذات فقط وشانیہ در جنب حقیقیہ است کہ معروف شود از فعلیہ وتنزیہیہ شامل ہمہ تعالت ذاتہ وصفاتہ

ترجمہ **تنبیہ ۱۴** چونکہ معرفت مدلول کی بذریعۂ دلالت دال سے ہے تجاوز بذریعہ دلالۃ دال سے مدلول کیطرف ہے اور تحقق معیت اور قرب اور احاطت کا اوس چیز کے ساتھ ہے جسکے ساتھ معیت اور قرب اور احاطت ہے بغیر متجاوز ہونیکے حقائق معاملہ سے ور زمان سے عموماً اور مکان سے خصوصاً خدائے تعالی کی معرفت مین احتیاج کی بناپر اوسکے خالق ہونیکی وجہ مین - اور معرفت رسول اور شیخ مین تعین روحی کے ساتھ اونکی مرکزیت مین مندرج ہونیکی بناپر ہے اسلئے کہ انمین سے ایک سے متجاوز ہونیمین ربط باہمی کے قطع ہونیکے سبب قضیہ مقصودہ اوس چیز مین جو اون کے درمیان ہی باطل ہوجائیگا یعنی متجاوز ہونا بذریعہ دلالت کے دال سے مدلول کیطرف اور معیت اور قرب اور احاطت کا تحقق بسبب قطع ہوجانے ربط باہمی کے جو ایک سے دوسرے کیطرف ہے باطل ہوجائیگا اور اس اصل مین معارف ہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خدائے تعالی کیطرف - اور ہمسے خدائے تعالی اور رسول اور شیخ کیطرف صلی اللہ تعالی علی رسولہ وعلی اتباعہم دلالت اور معیت اور قرب اور احاطت کے سبب احتیاج کے اوسکے خالق ہونیکی وجہ مین - اور اون کے روحی مرکز ہونیکی بناپر ہمارے لئے -

تنبیہ ۱۵ سمجھنا چاہئے کہ دلالت حادث سے صفت فعلیہ پر ہے اور فعلیہ سے حقیقیہ اور حقیقیہ سے فقط ذات پر - اور شانیہ حقیقیہ کے پہلو مین ہے جو معروف ہوتی ہے پہچانی جاتی ہے فعلیہ سے اور تنزیہیہ سب کو شامل ہے - برتر ہین ذات وصفات اوسکے -

پس استجماع فعلیہ وحقیقیہ ذات با حادث ضروریست والا دلالۃ باطل گردد و ملاحظہ ذات بدلالۃ فعلیہ خاطی است و سرانجام این بعنایت حق تعالی است و اہون این است کہ بدلالۃ حادث ناظر اجمال باشد ای آمنت باللہ کما ہو باسمائہ وصفاتہ تنبیہ - باید دانست حصول دلالۃ از دال از جہۃ عدم سابق ممیز احتیاج وجود دال بمحتاج الیہ است نہ از جہۃ عدم لاحق کہ حاصل نشود بی عدم سابق ازان کہ آنرا کہ عدم سابق ضروری نباشد عدم لاحق بر وممنوع باشد و آنرا کہ عدم سابق ضروری باشد عدم لاحق نیز بر وضروری باشد پس از عدم لاحق رجوع بعدم سابق لازم گردد و بر آنچہ عدم لاحق ضروری نمی نماید تشخصی است زائد بر ماہیت کہ در معرفۃ تشخص نفس النسان ہمدرین ذکر شناختہ تنبیہ از انجا کہ مظہریۃ تامۃ مر اول الاولین را است و ماخذ جملہ کائن مراد است صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم۔

ترجمہ پس استجماع فعلیہ اور حقیقیہ اور ذات کا حادث کے ساتھ ضروری ہے ورنہ دلالت باطل ہوگی - اور ذات کا ملاحظہ یعنی لحاظ کرنیوالا فعلیہ کی دلالت سے خاطی ہے - اور اس کا سر انجام خدائے تعالی کی عنایت سے ہے - اور آسان تر یہ ہے کہ حادث کی دلالت سے اجمال کا ناظر رہے یعنی آمنت باللہ کما ہو باسمائہ وصفاتہ یعنی ایمان لایا مین اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے نامون اور صفتون کے ساتھ ہے۔
تنبیہ - سمجھنا چاہئے کہ دلالت کا حاصل ہونا دال سے عدم سابق کے سبب ہے جو ممیز یعنی تمیز دینے والا ہے وجود دال کی احتیاج کا محتاج الیہ کے ساتھ نہ عدم لاحق کے سبب اسلئے کہ یہ بغیر عدم سابق کے حاصل نہین ہوتا ہے اس سبب سے کہ جسکے لئے عدم سابق ضروری تھو گا عدم لاحق بھی اوسپر ضروری ہوگا - پس عدم لاحق سے رجوع عدم سابق کی طرف لازمی ہوگا - اور جس چیز پر عدم لاحق ضروری نہین معلوم ہوتا ہے وہ ایک تشخص زائد ہے ماہیت پر - کہ تشخص نفس النسان کی معرفت مین اسی ذکر مین تو پہچان چکا ہے۔
تنبیہ چونکہ پورا مظہر ہونا اولون مین خاص سب سے اول کے لئے ہے - اور تمام کائن کا ماخذ خاص وہی ہے صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم۔

پس غیرش درین مرتبہ گنجایش ندارد و تواند شد لِی مَعَ اللّٰہِ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل الحدیث درینمعنی باشد ولیکن ہر معین برقدر استعدادش بہرہ کہ دارد جزئیست و توسع ہر معین متفاوت در مرتبۂ خود و عروج بسوئے حقیقۃ الحقائق کہ حقیقۃ محمد است صلعم کوائف اصلیہ و عرضیہ و تبعیہ دارد پس احاطۃ کلی بر ماخوذات مر اول الاولین را است و جزئی مر غیرش را اگر امتیاز در کیفیۃ اول و غیرش نکردہ شود نقصان نظر است و بیم آنکہ نظیرش مزعوم شود اللھم وفقنا للحق واحفظنا من الزیغ والنقص۔

تنبیہ۔ بدلالۃ قوس سفلی سیر قوس علوی است کہ منتہای ولایۃ ظلی و سیر قدمی است و مشار است بکریمہ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ ؕ ترجمہ پس شد رسول صلے اللہ علیہ وسلم متصل ہمچو اتصال گوشۂ دو کمان ۔ در ترجیح این دعوی از ابتدا ثم دنی بمقابلۂ اختلاف سخن بسیار بدلالۃ نص است اگر توجہ خاطر بتوفیق اللہ تعالی شد نوشتہ خواہد شد

ترجمہ پس آپکا غیر اس مرتبہ مین گنجایش نہین رکھتا ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ الحدیث اسی معنی مین ہووے۔ یعنی خدا کے ساتھ میرے لئے ایک ایسا وقت ہے جسمین نہ ملک مقرب کو میرے ساتھ گنجایش ہے اور نہ نبی مرسل کو تا آخر حدیث۔ ولیکن ہر معین اپنے استعداد کے موافق جو بہرہ کہ رکھتا ہے وہ جزئی ہے۔ اور ہر معین کا توسع اپنے مرتبہ مین متفاوت ہے۔ اور عروج حقائق کی حقیقت کیطرف کہ حقیقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اصلیہ اور عرضیہ اور تبعیہ کیفیتین رکھتا ہے۔ پس کلی احاطہ ماخوذات پر خاص اول اولین کیلئے ہے اور جزئی خاص آپ کے غیر کے لئے۔ اگر اول اور اوسکے غیر کی کیفیت مین امتیاز نکیا جاوے نظر کا نقصان ہے۔ اور خوف اسکا بھی ہے کہ اول کا نظیر مزعوم ہوگا اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِلْحَقِّ وَاحْفِظْنَا مِنَ الزَّیْغِ وَالنَّقْصِ۔ یعنی خدایا ہمکو حق کیطرف توفیق عنایت فرما اور کجی اور نقصان سے ہمین بچا۔ تنبیہ قوس سفلی کی دلالت سے قوس علوی کی سیر ہے جو ولایت ظلی اور سیر قدمی کا منتہا ہے اور اس آیت کریمہ کا جسکی طرف اشارہ ہے۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی پس ہوگئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم متصل مانند نزدیک ہونے گوشۂ دو کمان کے اور نزدیک تر۔ اس دعوی کی ترجیح مین ثُمَّ دَنٰی کی ابتدا سے اختلاف کے مقابلہ مین بہت گفتگو ہے دلالت نص سے اگر خدائے تعالی کی توفیق سے دل متوجہ ہوگا لکھا جایگا

پس بدلالۃ قوس علوی سیر نظری در مقام ادنیٰ کہ ولایۃ اصلی و اصل مرتبہ حجاب مقصود است تواند شد و اشارت عطف مدلل بہ کان محقق وجود ش بعدم تقابل سلب استعمالاً ھ مانع تردید ش چہ تردید نافی مرددو مثبت مردد در وجہ واحد است بخلاف عطف ھ محقق قرب قاب قوسین او ادنیٰ است در وجہ مقصودیتش و دلالۃ قرب قاب قوسین بسوئے ادنیٰ و حولش میان حادث و قدیم تا بجا ماند حد طرفین و اشارت تردید مانع عطف ش چہ عطف مثبت معطوف علیہ و معطوف است در وجہ واحد بخلاف تردید ھ نافی قرب قوسین است در وجہ مقصودیتش مقصداً و مثبت قرب ادنیٰ است در وجہ مقصودیتش مقصداً و نیز باید دانست عطف علم قطعی را خواہد و حال آنست کہ تردید صریح مانع آنست و تردید علم مشکوک را خواہد و حال این است کہ اینجا بطرف اللہ سبحانہ علم محض و بطرف غیر رسول صلعم جہل محض مانع آنست۔

ترجمہ پس قوس علوی کی دلالت سے سیر نظری مقام ادنیٰ میں جو ولایت اصلی اور اصل مرتبہ حجاب اور مقصود ہے ہوسکتی ہے۔ اور عطف کا اشارہ کہ کان کے سبب مدلل ہے جو از روئے استعمال تقابل سلب ہونیکے سبب وجود کا محقق ہے کہ وہ تردید کا مانع ہے۔ اس لئے کہ تردید مردد کی نفی کرتی ہے اور مردد کو وجہ واحد میں بخلاف عطف ثابت کرتی ہے یہ اشارہ عطف مدلل محقق ہے قاب قوسین اور ادنیٰ کے قرب کا ادنیٰ کے مقصود ہونیکی وجہ میں۔ اور یہ اشارہ دلالت ہے قرب کی قاب قوسین کے ادنیٰ کی طرف۔ اور اوسکے حول یعنی حائل ہونے اور درمیان میں آنیکی حادث اور قدیم کے درمیان تاکہ طرفین کی حد قائم رہے۔ اور تردید کا اشارہ جو عطف کا مانع ہے۔ کیونکہ عطف بخلاف تردید مثبت یعنی ثابت کرنیوالے معطوف علیہ اور معطوف کا وجہ واحد میں۔ یہہ قرب قوسین کا نافی ہے اوسکے مقصود ہونیکی وجہ میں بطور مقصد کے اور مثبت ہے قرب ادنیٰ کا بطور مقصد کے اوسکے مقصود ہونیکی وجہ میں اور یہہ بھی سمجھنا چاہیے کہ عطف علم قطعی کو چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ تردید صریح اوسکی مانع ہے۔ اور تردید علم مشکوک کو چاہتی ہے اور حال یہ ہے کہ یہاں خدائے سبحانہ کیطرف سے علم محض اور غیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جہل محض اوسکا مانع ہے۔

پس ناچار توجہ باشارت مرقومہ افتد و از ہر مرتبہ قوس سفلی سیر در قوس علوی بمطابقۃ و از ہر مرتبہ قوس علوی سیر در اصلش بمطابقۃ تواند کرد و این اتصال در نظر دردمند باین صورت ( ) است و شنیدم کہ باین صورت ( ) است ولیکن برون رفتن گوشہ از جانبے بجانبے خلاف تحقیق عرفانی است و در تحقیق این مقصد کلام مطول است کہ محول بر عارف محقق نمودم لہٰذا تحقیقش از لفظ مطابقۃ و دائرہ توان فہمید و لفظ دائرہ کہ حضرات مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میفرمایند موید صحت نظر دردمند است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تنبیہ ۱۔ سالک بعد فنائے وجود تضمنی مسلوبات غیر مخصوصہ محمدی صلعم از و باقی بوجود تضمنی موجودات و مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم است و عنصر تابع روح است و فنا سپری شدن است و آن بعدم لاحق است مر وجود بین العدمین را نہ بعدم سابق چہ حکم فنا بر معدوم حقیقی تواند شد نہ بر معدوم حکمی و نہ بر وجود فارغ از عدمین

ترجمہ پس ناچار توجہ مرقومہ اشارت کی طرف واقع ہوگی۔ اور ہر مرتبہ قوس سفلی سے سیر قوس علوی مین بوجہ مطابقت اور ہر مرتبہ قوس علوی سے سیر اوسکی اصل مین بوجہ مطابقت کر سکتا ہے۔ اور یہہ اتصال قوسین کا دردمند کی نظر مین اس صورت مین ہے ( ) اور مین نے سنا ہے کہ اس صورت سے ہے ( ) ولیکن گوشون کا باہر ہوجانا ایک طرف سے دوسرے طرف کو تحقیق عرفانی کے خلاف ہے۔ اور اس مقصد کی تحقیق مین کلام مطول ہے کہ عارف محقق پر مین نے اسکو محول کیا۔ اسکی تحقیق لفظ مطابقت اور دائرہ سے سمجھہ مین آسکتی ہے۔ اور لفظ دائرہ جو حضرات مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہین دردمند کی صحت نظر کا موید ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی اور خدائے برتر ہی درستی وصحت کو خوب جانتا ہے۔

تنبیہ ۱۔ سالک وجود تضمنی مسلوبات غیر مخصوصہ محمدی صلعم کے اپنے سے فنا ہونیکے بعد وجود تضمنی موجودات اور مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم کے ساتھہ باقی ہے۔ اور عنصر تابع روح کے ہین۔ اور فنا سپری یعنی آخر ہوجانا ہے۔ اور وہ عدم لاحق کے سبب خاص وجود بین العدمین کا نہ عدم سابق کے سبب اسلئے کہ حکم فنا کا معدوم حقیقی پر ہو سکتا ہے نہ معدوم حکمی پر اور نہ اوس وجود پر جو عدمین سے فارغ ہے۔

پس اگر دانیش دلالتے آرد بر وجودِ موجد ورنہ نی بل وجود فارغ از عدمین نماید
ای مستفہم اگر فانی شد دلیل از ہستی و دانستہ شدن خودش فانی شد دلالۃ
و معرفۃ مدلول و اگر فانی نشد دلالۃ و معرفۃ مدلول چسان فانی شد دلیل پس لازم است
بر تو کہ بفہمی اینکہ فنار دلیل و دلالۃ در عروج در معرفۃ مدلول است باین طور کہ
دلیل و دلالۃ بقلتِ وجود حادث مستسرع بفنار در علم استقرار زمانی نمیگرد
مگر مدلول بسبب وجودِ قدیم باقی کہ مقصود است نہ بطور فنار دلیل و دلالۃ حقیقتاً
تنبیہ[۲۰] اختلافی در تعین حقیقۃ احمدی و حقیقۃ محمدی صلعم در ذکر کیفیۃ تعین احمدیۃ
و محمدیۃ مذکور است دانستنی است واللہ الْمُوَفِّقُ لِمَنْ یَّشَاءُ ۔
تنبیہ[۲۱] در مشکوۃ است فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ رویت اللہ تعالیٰ
در عالم شہود تحقق علم باو است تعالیٰ
و فرمود صلعم ؛

ترجمہ پس اگر تو فنا کو جانتا ہے تو کچھہ دلالت کو لاسکتا ہے وجود موجد پر ورنہ نہین بلکہ
ایک وجود فارغ عدمین سے نظر آتا ہے۔
ای مستفہم اگر دلیل فانی ہوجائیگی ہستی سے اور اپنے خود کے جانے جانے سے تو دلالت و معرفت
مدلول کی فانی ہوجائیگی۔ اور اگر دلالت و معرفت مدلول فانی
نہوئی تو دلیل کیسے فانی ہوئی۔ پس تجھپر لازم ہے کہ تو یہ سمجھے کہ دلیل و دلالت کا
فنا ہونا عروج مین معرفت مدلول مین ہے اسطرحپر کہ دلیل و دلالت وجود حادث کی
قلت کے سبب کہ فنار کی طرف دوڑ رہا ہے علم مین استقرار زمانی نہین حاصل کرتی
ہے مگر مدلول بسبب وجود قدیم کے باقی ہے جو مقصود ہے نہ دلیل و دلالت کے
فنا کے طریق پر کہ از روے حقیقت ہے۔
تنبیہ[۲۰] جو اختلاف کہ تعین حقیقت احمدی اور حقیقت محمدی آپکے صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ذکر کیفیۃ تعین احمدیہ و محمدیہ مین مذکور ہے۔ یہ جاننے کے لائق ہے واللہ الموفق لمن یشاء
یعنی اور خدا توفیق دینے والا ہے جسکو چاہتا ہے۔
تنبیہ[۲۱] مشکوۃ مین ہے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خداے تعالیٰ کی رویت
عالم شہود مین وہ علم کا اوسکے ساتھہ متحقق ہوجانا ہے۔ اور فرمایا صلعم نے۔

تنبیہ بیستم
تنبیہ بیست و یکم

انما الاحسان ان نعبد اللہ کانک تراہ ہما نا کہ تحقق علم باداست تعالیٰ
وقال سبحانہ الم تر الی ربک کیف مد الظل الآیہ تری بمعنی رویت قلب ای
علم بدلالۃ مفعولین وخصوصیۃ الیٰ ربک وقال سبحانہ قل ھذہ سبیلی ادعوالی
اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی ۔ الآیہ تنبیہ۲۲ سیر نظری وکشف بالاختصاص عبارت
از علم وسیر قدمی وکشف خاص عبارتست از ادراک تنبیہ۲۳ حیرت کہ عجز علم بکنہ
ما یتعلق بہ العلم است متفاوت است بتفاوت مناسب ہر ولایۃ تنبیہ۲۴ نفس سالک
بانطباق حقیقۃ جامعہ انسانیہ بحقائق ما فوقہا از حد تعین خود برون نتواند شد بلکہ قرار تشخص
نفس برین انطباق شود واز ما فوقہا ہمچنان مستفیض است کہ بود پس اگر باین
انطباق کار از سر نگیرد محجوب گردد وازانکہ عروج ونزول بحصول معارف در حد نفس عارف
است وبس لہٰذا کہ تحقیقش در ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ والعارف والمعروف مذکورست ابتدا ودانتہا
کار ہمہ در نفس اوست تنبیہ۲۵ حصول معرفۃ از غیر خود موصل معیتہ وقرب واحاطۃ بنفس عارف نباشد وبخطای از نظر فتنۂ[illegible]

ترجمہ انما الاحسان اَن نعبد اللہ کانک تراہ یعنی احسان یہی ہے کہ تو خدا کی بندگی کرے گویا
کہ تو اوسکو دیکھتا ہے ۔ یہہ وہی علم کا خدائے تعالیٰ کے ساتھہ تحقق پایا جاتا ہے ۔ اور فرمایا حق سبحانہ
نے سورہ فرقان رکوع پنجم مین ۔ وقال سبحانہ الم تر الیٰ ربک کیف مد الظل الآیہ یعنی کیا آپ نے
نہین دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کیونکر اوسنے سایہ کو دراز کردیا ۔ یہان ترٰی بمعنی رویت قلب یعنی علم ہے
دو مفعولون کی دلالت سے اور الیٰ ربک کی خصوصیت سے ۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے قل ھذہ
سبیلی ادعو الیٰ اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی الآیہ یعنی کہدیجئے اے حبیب یہ میری راہ
ہے مین خدا کی طرف بلاتا ہون ۔ بینائی پر مین ہون اور جو میری پیروی کرے تنبیہ۲۲ سیر نظری اور کشف
بالاختصاص عبارت ہے علم سے ۔ اور سیر قدمی اور کشف خاص عبارت ہے ادراک سے تنبیہ۲۳ حیرت
جو عجز علم ہے اوس چیز کی کنہ کا جسکے ساتھہ علم متعلق ہے یہ متفاوت ہے باعتبار تفاوت کے کہ مناسب ہر ولایت ہے
تنبیہ۲۴ نفس سالک حقیقت جامعہ انسانیہ کے انطباق مین حقائق ما فوقہا کے ساتھہ اپنے حد تعین سے باہر نہین ہوسکتا
ہے بلکہ قرار تشخص نفس کا اسی انطباق پر ہوتا ہے اور اپنے ما فوق سے اوسیطرح مستفیض ہے کہ تہا پس اگر اسی انطباق کے
ساتھہ کام شروع سے نہ اختیار کریگا محجوب ہو گا ۔ اور اسوجہ سے کہ عروج اور نزول معارف کے حصول مین نفس عارف کی
حد کے اندر ہے اور بس ۔ کہ تحقیق اسکی ذکر کیفیۃ علم و معرفت اور عارف و معروف مین مذکور ہے ۔ ابتدا اور انتہا کام کی سب
اسکے نفس مین ہے تنبیہ۲۵ معرفت کا حاصل ہونا اپنے غیر سے موصل نہین ہوتا ہے معیت اور قرب اور احاطہ

وحصول معرفۃ از خود موصل بمعیۃ وقرب واحاطۃ بنفس عارف باشد وبخطای نظر در فتنہ نیفتند ونیز سالک ناظر کرامۃ حضرت شیخ در نفس خود سعید است وغافل ازان بعید **تنبیہ**[۲۶] عروج بہر ولایۃ کہ شود واسطہ قلب منقطع نشود اگرچہ از غلبہ ما فی الوقت ممتاز نگردد وقلب عروج کند تا حقیقۃ جامعہ انسانیہ پس علی حدہا ہمہ داخل قلب شود وکار بقلب بود وبس۔ **تنبیہ**[۲۷] این مرتبہ حجاب را کہ ظلال ہم توان گفت توافق باصل واجب است پس اگر حادثی تحت مرتبہ حجاب نباشد بل ظہور عین حجاب باشد وبس لازم است کہ صفات مسلوبہ مثلا سنۃ ونوم وعدم علم وجود واجب ودیگر ہم برین قیاس در و نباشد وحال آنکہ ہست پس این **ش** ای بود صفات مسلوبہ ھر ہنبی بران است کہ وجودی متضمن مسلوبات بوجود التزامی در تحت مرتبہ حجاب است ورنہ از لزوم مذکور چارہ نباشد ونیز از محکمات نقلی دلالتی بہ ظہور عین حجاب نیست

ترجمہ اور معرفت کا حصول اپنے سے موصل معیت اور قرب اور احاطت کو نفس عارف کے ساتھ ہو جاتا ہے اور خطائے نظر سے فتنہ مین نہین پڑتا ہے۔ اور سالک وہی سعید ہے جو حضرت شیخ کی کرامت کا .... اپنے نفس مین ناظر ہو اور اوس سے غافل بعید ہے **تنبیہ**[۲۶] عروج جس ولایت مین کہ ہوتا ہے واسطہ قلب کا منقطع نہین ہوتا اگرچہ بسبب غلبہ ما فی الوقت کے ممتاز نہین ہوتا ہے یعنی بسبب اوس غلبہ کے خود وقت کے اندر اوسکو حاصل ہے تمیز واسطہ قلب کی نہین پاتا ہے۔ اور قلب حقیقت جامعہ انسانیہ تک عروج کرتا ہے پس اوسکی حد کی بنا پر سب قلب مین داخل ہوتا ہے اور کام قلب سے ہوتا ہے اور بس **تنبیہ**[۲۷] اس مرتبہ حجاب کو کہ ظلال بھی کہہ سکتے ہین توافق اصل کے ساتھ واجب ہے پس اگر کوئی حادث تحت مرتبہ حجاب نہووے بلکہ ظہور عین حجاب ہووے اور بس تو لازم ہے کہ صفات مسلوبہ جیسے اونگھہ اور نیند اور وجود واجب کا علم نہونا اور اسی قیاس پہ دوسرے صفات مسلوبہ بھی مرتبہ حجاب مین نہووین اور حال یہ ہے کہ ہین۔ پس یہہ یعنی صفات مسلوبہ کا ہونا اسبات پر آگہی دیتا ہے کہ کوئی وجود جو مسلوبات کو وجود التزامی کے ساتھ متضمن ہے مرتبہ حجاب کے تحت مین ہے ورنہ لزوم مذکور سے چارہ نہوگا۔ اور محکمات نقلی سے بھی کوئی دلالت عین حجاب کے ظہور پر نہین ہے۔

تنبیہ بست و ششم

تنبیہ بست و ہفتم

تنبیہ[۲۸] بوجود تضمنی والتزامی نفی وجوب از واست بسبب دلالۃ احتیاج سوئی محتاج الیہ کہ فارق میانِ حدوث وقدم است وہم معرفۃ موجودات واجبہ است بسبب دلالۃ ظلیۃ متضمنہ وہم معرفۃ مسلوبات واجبہ است بسبب دلالۃ ظلیہ ملتزمہ وظلیۃ شناختہ نمیشود مگر بدلالۃ احتیاج بسوئے ذی ظل پس اگر امتیازی در دلالۃ ظلیہ بوجود تضمنی والتزامی نکردہ شود اثبات مسلوبات ہم در مرتبۂ واجبہ لازم آید نعوذ باللہ تعالیٰ منہ پس سالک ضعیف الاستعداد را دلالۃ باحتیاج اہون ومحتاط است واجتماع دلالتین افضل۔ تنبیہ[۲۹] در معرفۃ صفاتِ سلبیہ واجب است ہمچو معرفۃ صفات ثبوتیہ توحید شہودی لازم گردد۔ تنبیہ[۳۰] باید دانست وجود فارغ از عدمین ثابت بنفسہ وجوبًا است این معرفۃ صفات ثبوتیہ است پس عدم وحدوث کہ مبنیٔ علیہ از حادث است از وجود ثابت بنفسہ وجوبًا مسلوب ضروری است این معرفۃ صفات سلبیہ است فہم المقصد للاذکیاء واما الفضول للاغبیاء

ترجمہ تنبیہ[۲۸] بسبب وجود تضمنی اور التزامی کے وجوب کی نفی اوس سے ہے یعنی وجود تضمنی والتزامی سے دلالت احتیاج کے سبب جو اوسکو محتاج الیہ کی طرف ہے کہ یہی فارق ہے حدوث وقدم کے درمیان نفی وجوب کی اس سے ہو رہی ہے۔ اور بسبب دلالت ظلیت متضمنہ کے موجودات واجبہ کی معرفت بھی اسی سے ہے۔ اور دلالت ظلیہ ملتزمہ کے سبب مسلوبات واجبہ کی معرفت بھی ہے۔
اور ظلیۃ نہین پہچانی جاسکتی ہے مگر دلالت احتیاج سے جو ذی ظل کی طرف ہے۔ پس اگر کوئی امتیاز دلالت ظلیہ مین وجود تضمنی اور التزامی سے نکیا جاوے گا اثبات مسلوبات بھی مرتبہ واجب مین لازم آوے گا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ خداے تعالیٰ ہمکو اوس سے پناہ دے۔ پس سالک ضعیف الاستعداد کو دلالت احتیاج کے ساتھ آسان تر اور محتاط یعنی با احتیاط ہے۔ اور دونون دلالتون کا اجتماع افضل ہے تنبیہ[۲۹] معرفت صفات سلبیہ مین کہ واجب ہے مانند صفات ثبوتیہ کے توحید شہودی لازم ہو جاتی ہے تنبیہ[۳۰] سمجھنا چاہیے کہ وجود جو فارغ عدمین سے ہے بنفسہ واجب طور پر ثابت ہے یہ صفات ثبوتیہ کی معرفت ہے۔ پس عدم اور حدوث جن پر حادث سے آگہی ہو رہی ہے اوس وجود سے جو بنفسہ وجوبًا ثابت ہے ضروری مسلوب ہے یہ صفات سلبیہ کی معرفت ہے پس مقصد اذکیاء کیلیے پورا ہو چکا۔ ولیکن غبی لوگون کے لئے یہ فضول اور ہے

پس ازینجا است امتناع جواز امکان مسلوبات بوجود ثابت بنفسہ وجوباً چہ حقیقت واحد بثبوت ضروری وسلب ضروری اتصاف نتواند ورنہ مقصد لاالٰہ الاّ اللہ تحقیق وتحصیر نیابد وحق باطل گردد **تنبیہ** باید دانست صوف بمعنی باز ماندن بدی از کسی است صراح ہمانا مبالغہ است بمقابلۂ باز ماندن کسی از بدی پس صوفی منسوب بصوف است وتصوف برگزیدن صوف است حقیقتاً پس تنزہ علم وعمل از شوائب کفر وشرک وحقائق کبائر وصغائر تاآنکہ از مکروہ وعبث تصوف حقیقی است واللہ تعالیٰ یہدی الیہ من یشاء ہمانا صوفی نور من اللہ تعالیٰ است قال اللہ تعالیٰ لقد جاءکم من اللہ نور الآیہ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انا من نور اللہ باید دانست علم وعمل تصوف شامل است باین علم وعمل ظاہر کہ می تراود از نظم قرآن مجید وباآنکہ دلالۃ نظم موصل بعلم وعمل تصوف است نتوان رسید تا تعلیم وتعلم در کار نباشد قال اللہ تعالیٰ یعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون

ترجمہ پس یہین سے جواز امکان مسلوبات کا امتناع ہر بسبب وجود ثابت بنفسہ کے جو وجوباً ہے اس لئے کہ حقیقت واحدہ ثبوت ضروری اور سلب ضروری کے ساتھ متصف نہین ہو سکتی ورنہ مقصد لاالٰہ الاّ اللہ کا تحقیق وتحصیر نپائے گا اور حق باطل ہو جائے گا۔ **تنبیہ** سمجھنا چاہئے صوف کے لغت صراح مین معنی کسی بدی کا باز رہنا ہے۔ یہی مبالغہ ہے کسی کے بدی سے باز رہنے کے مقابلہ مین۔ پس صوفی صوف کو منسوب ہے۔ اور تصوف صوف کا اختیار کرنا ہے از راہ حقیقت۔ پس علم وعمل کا پاک ہونا کفر وشرک کے شوائب اور کبائر وصغائر کے حقائق سے یہانتک کہ مکروہ اور عبث سے تصوف حقیقی ہے واللہ تعالیٰ یہدی من یشاء اور خدائے تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اوسکی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ یہی بات ہے کہ صوفی نور ہے خدائے تعالیٰ کا کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے لقد جاءکم من اللہ نور الآیۃ یعنی البتہ یقیناً آگیا تمہارے پاس اللہ سے نور تا آخر آیت۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انا من نور اللہ یعنی مین اللہ کے نور سے ہون۔ سمجھنا چاہئے علم وعمل تصوف کا شامل ہے اسی علم وعمل ظاہر کو جو نظم قرآن مجید سے ٹپک رہا ہے۔ اور باوصف اسکے کہ دلالت نظم علم وعمل تصوف کو موصل ہے لیکن جبتک تعلیم وتعلم سے کام نہ پڑے گا نہ پہونچ سکیگا۔ فرمایا خدائے تعالیٰ نے یعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون یعنی تمکو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور تمکو وہ سکھلاتا ہے جو تم نہ جان سکتے تھے۔

صحۃ علم وعمل ظاہر واسطۂ وصول بعلم وعمل تصوف است ہر کہ نرسد بصحۃ علم وعمل ظاہر
نرسد بعلم وعمل تصوف وبا وجود صحت علم وعمل ظاہر محتاج تعلیم وتعلم علم وعمل تصوف
است چنانکہ فرمود ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون پس تصوف بی صحۃ علم وعمل
ظاہر تزندق است نعوذ باللہ تعالیٰ منہ برائے صوفی از علم وعملش حالات غریبہ
است کہ جز صوفی متوافق با دراکش نتواند رسید **تنبیہ**[۳۲] حدیث نفس متعلق
صفتہ کلام است کہ در قلب میگزرد و مانع اطمینان قلب بذکر میشود و باید دانست
ہر چہ من اللہ تعالیٰ نباشد ہمہ از افعال نفس است کہ **نش** بیان افعال نفس **ھ**
متعلق بہ صفتی از صفات ذاتیہ است پس ہر چہ از خیر وشر بوجود آید از افعال نفس محل قیام
عوارض است پس فراغ از افعال نفس **نش** وحدیث نفس از انست **ھ** بی فنائی
نفس **نش** ای خود نبودن **ھ** بلا حظۂ ربطۂ احتیاج با موجد نتواند شد وازین راز کسے واقف
باین معرفۃ رسیدہ باشد البتہ بذریعہ تعلیم وتعلم بسیر نظری کہ سبب حصول سیر قدمی است
تواں رسید واللہ تعالیٰ یہدی من یشاء۔

ترجمہ صحت علم وعمل ظاہر کی واسطۂ وصول ہے علم وعمل تصوف کو۔ تو جو کوئی علم وعمل ظاہر کی
صحت کو نہ پہونچے گا علم وعمل تصوف کو نہ پہونچیگا۔ اور باوجود علم وعمل ظاہر کی صحت کے۔ علم وعمل تصوف
تعلیم وتعلم کا محتاج ہے جیسا کہ فرمایا ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون یہ تکرار تاکید تعلیم اسی
بنا پر ہے پس بغیر صحت علم وعمل ظاہر کے تصوف تزندق ہے یعنی زندیقی وبیدینی بنتا ہے نعوذ باللہ
تعالیٰ منہ خدا ئے تعالیٰ ہمکو ایسے تصوف سے اپنی پناہ میں رکھے۔ صوفی کے لئے اوسکے علم وعمل
کی نسبت حالات غریبہ ہیں کہ بجز صوفی متوافق کے اوسکے ادراک کو نہیں پہونچ سکتا ہے۔
تنبیہ[۳۲] حدیث نفس صفت کلام کے متعلق ہے جو قلب میں گذرتی ہے اور ذکر میں اطمینان قلب
کی مانع ہوتی ہے۔ سمجھنا چاہئے جو چیز خدائے تعالیٰ سے نہووے وہ سب افعال نفس سے ہے کہ یہ
افعال نفس صفات ذاتیہ میں سے کسی صفت سے متعلق ہیں پس جو کچھ خیر وشر سے وجود میں آتا
ہے افعال نفس سے ہے کہ وہ محل قیام ہے عوارض کا۔ پس افعال نفس سے فارغ ہونا کہ اوسی سے
حدیث نفس ہے بی فنائے نفس کے یعنی خود نہونیکے نہیں ہوسکتا ہے۔ اور یہہ فنائے نفس بلا حظۂ ربطۂ احتیاج
میں ہی جبکہ موجد کے ساتھ ہو۔ اور یہہ راز وہی جانسکتا ہے جو اس معرفت کو پہونچا ہو۔ البتہ تعلیم وتعلم کے ذریعہ
سیر نظری کیساتھ کہ وہی سیر قدمی کے حصول کا سبب ہے پہونچ سکتا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ راہ نمائی کرتا ہے جسکو چاہتا ہے

تنبیہ سی ودوم

تنبیہ[۳۳] در ذکر الٰہی تعالیٰ نگاہداشت ذکر در وقتِ حال است ہر کرا بیسر گردد خوشا وقتش و فکر ماضی و مستقبل اضاعت وقت عزیز است کہ تدارکش نتواند شد۔ **شعر** مافات فقد مضیٰ و ما یاتیک فاین ٭ قُم فاغتنم الفرصۃ بین العدمین **تنبیہ**[۳۴] چون در معرفۃ صفۃ عجز رونماید ذکر اسمش طمانیۃ بخش دل عارف شود **تنبیہ**[۳۵] بسبب اختلاف روداد سالکین کہ از اختلاف منشاء تعین وجود ایشان است در کیفیۃ مواجید و واردات سخن نکردہ شد واز ہفوات و متشابہ کہ خلافِ تحقیق وجای خطر است تنبرّر نمودہ شد ۔ و نیز احتیاط در انست کہ متصوف بی حقیقۃ از تصنع در بلا نیفتد و نیفگند و مقلد از محقق ممتاز گردد **تنبیہ**[۳۶] تعیین مقامات و ترتیب سیر از روے حقائق ثابتۃ چنانکہ مذکور شد ضروری است از روے تحقیق فاما مساوات سیر سائرین بعدم حصر سیر در معرفت الٰہی سبحانہٗ ضروری نیست و لبعض را تفاوت تعیین مقامات متعلقۂ عنصر و ترتیب سیر رو میدہد

ترجمہ تنبیہ[۳۳] خدا تعالیٰ کے ذکر مین یعنی یاد مین فکر کا نگاہ رکھنا حال کیوقت مین ہے جس کسیکو میسر ہوجاوے کیا اچھی ہین اوسکے وقت کے ۔ اور ماضی و مستقبل کی فکر وقت عزیز کا ضائع کرنا ہے جسکا تدارک ہو نہین سکتا **شعر** مافات فقد مضیٰ و ما یاتیک فاین ٭ قم فاغتنم الفرصۃ بین العدمین **ترجمہ** جو گذر گیا ۔ اور آنیوالا ہے کہان ٭ اوٹھہ حال غنیمت ہے ورنہ موقع ہے کہان ٭ یعنی زمانہ گذشتہ اور آئندہ دونون کے عدم مین ہونیکے سبب کہ گذشتہ کو عدم لاحق ہے اور آئندہ کو عدم سابق لہذا دونون کا وجود معدوم ۔ اب رہا زمان حال کہ یہ ان دونون عدمون کے درمیان ہے جو بہت قلیل اور نہایت تیز روان دوان ہے ۔ اسی قلیل فرصت کو غنیمت جان اور اوٹھہ جو کرنا ہے کرلے مطلب یہہ ہے کہ اسی وقت کو بغیر ذکرِ الٰہی ضائع نکر بلکہ نگاہ رکھکر ذکر سے معمور رکھہ ۔ **تنبیہ**[۳۴] جب معرفت مین صفت عجز ظاہر ہووے تو ذکر اسم اوسی صفت کا عارف کے دل کا طمانیت بخش ہوجاتا ہے ۔ **تنبیہ**[۳۵] بسبب اختلاف روداد سالکین کے کہ وہ اختلاف اونکے منشاء تعین وجود کے اختلاف کے سبب سے ہے ۔ مواجید کی کیفیت اور واردات مین کلام نہین کیا گیا ۔ اور ہفوات اور متشابہ کلام سے جو اکثر صوفیائی وقت سے ظہور مین آیا ہے تبرّا اور پرہیز کیا گیا کیونکہ خلاف تحقیق اور جائے خطر ہے ۔ اور احتیاط بھی اسی مین ہے تاکہ متصوف بے حقیقت تصنع کرکے بلا مین نہ پڑے اور نہ کسیکو بلا مین ڈالے ۔ اور مقلد محقق سے ممتاز ہوجاوے ۔ **تنبیہ**[۳۶] مقامات کی تعیین اور سیر کی ترتیب حقائق ثابتہ کی روسے جیسا کہ مذکور ہوا از روے تحقیق ضروری ہے ۔ ولیکن چلنے والونکی سیر کا باہم مساوی ہونا خدا سبحانہٗ کی معرفت مین سیر کے حصر نہونیکے سبب ضروری نہین ہے ۔ اور بعض کو تفاوت مقامات متعلقہ عنصر کی تعیین مین اور سیر کی ترتیب مین پیش آجاتا ہے

تنبیہ

تنبیہ سی و سوم

تنبیہ سی و چہارم

تنبیہ سی و پنجم

وانہمہ بمقتضاے نصیب است فاما تفاوت بہ ترتیب سیر لازم نقصان معرفة
است پس نتوان گفت کہ ہمین وہمچنین است وبس **تنبیہ** باید دانست ہر صفة
باوراکش بی تفاوت است **نش** ہر صفتہ را ادراک وصفتہ با ادراکش بی
تقدم وتاخر است قال سبحانہ لا تدرکہ الابصار **م** واز لفظ ادراک
علم بشی مقصود است پس تا آنکہ زبان ودل وفکر متعلق بلفظ است ہمہ مقال
است وادراک شی مقصود حال واین تقریر شامل ہر لفظ ومعنی است ودم و
قدم نیز عبارت از مقال وحال است حضرت سعدی علیہ الرحمة فرمودہ
بیت قدم باید اندر طریقت نہ دم + کہ اصلی ندارد دم بی قدم +
چون در معرفة اللہ تعالی از مقال بحال رسد فانی حسب حال مقامات معروفہ شود
ازینجا است کہ در تعبیر حال حضرت مولوی رومی علیہ الرحمة
فرمودہ

ترجمہ اور یہہ سب مقتضائے نصیب سے ہے - ولیکن تفاوت سیر کی ترتیب مین لازم ہے نقصان
معرفت کو پس نہیں کہنا چاہئے کہ یہی ہے اور اسیطرح ہے اور بس -
تنبیہ سمجھنا چاہئے کہ ہر صفة مع اپنے ادراک کے بی تفاوت ہے کیونکہ ہر صفت کے لئے
ادراک ہے اور صفت اپنے ادراک کے ساتھہ بی تقدم و تاخر ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے لا تدرکہ
الابصار الآیہ یعنی بصارتین اوسکو ادراک نہین کرتی ہین یعنی نہین پاسکتی ہین - اور لفظ
ادراک سے علم بشے یعنی کسی چیز کا جان لینا مقصود ہے - پس جبتک کہ زبان اور دل اور فکر
لفظ سے متعلق ہے سب مقال ہے - اور شے کا ادراک مقصود حال ہے - اور یہ تقریر ہر لفظ و
معنی کو شامل ہے - اور دم اور قدم عبارت مقال اور حال سے ہے حضرت سعدی علیہ الرحمة
نے فرمایا ہے **بیت** قدم باید اندر طریقت نہ دم + کہ اصلے ندارد دم بے قدم +
ترجمہ قدم چاہئے نے طریقت مین دم + کہ کچھ اصل دم کی نہین بی قدم - جب معرفت
خدائے تعالی مین مقال سے حال کو پہونچتا ہے تو مقامات معروفہ کے حسب
حال فانی ہوتا ہے - اسی مقام کی نسبت ہے جو حضرت مولوی
رومی علیہ الرحمة نے حال کی تعبیر مین
فرمایا -

بیت گم شدن در گم شدن کار من است + نیستی از ہستی اسرار من است

باین گم شدن و ہستی از ہستی بی تعلیم از معلم بحق رسیدہ نرسد چون عنایت حق تعالی به بندہ شامل شود ملازمت صحبت مرد بحق رسیدہ تاثیر و تاثر حاصل شود

بیت بی عنایات حق و خاصان حق + گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

نارسیدہ بحق نرساند و خود ہم بضلالت رود لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

تنبیہ ۳۲ - طریق تعلیم چنان مناسب می نماید کہ بواسطۂ بروز و القا ر دفع غفلت از تصدیق مرتبۂ اجمالیہ الوہیۃ اللہ واجب الوجود بدلالۃ حادث کنانیدہ شود چنانکہ مفہوم ہست بہ تحقیق ایمان بالغیب سرمایۂ سعادت باشد **شعر**

دوربینان بارگاہ الست　　　پیش ازین پی نبردہ اندکہ ہست

پس در تفصیل ہم بواسطۂ بروز و القا رکار کردہ شود تا سالک را حفظ و سلوک میسر گردد و اتباع متبوع صلعم

ترجمہ بیت گم شدن در گم شدن کار من است + نیستی از ہستی اسرار من است +

ترجمہ گم ہونے مین گم ہونا ہے کار ہی میرا + ہستی سے نیست ہونا - اسرار ہی میرا - اس گم ہونے اور ہستی سے نیستی کو حق کو پہونچے ہوئے معلم سے بغیر سیکھے نہین پہونچتا ہے - جب خدائے تعالی کی عنایت بندہ کے شامل حال ہوتی ہے تو مرد بحق رسیدہ کی ملازمت صحبت اور تاثیر اور تاثر حاصل ہوتا ہے **بیت** بی عنایات حق و خاصان حق + گر ملک باشد سیہ ہستش ورق **ترجمہ** عنایت خدا ہو نہ خاصان حق + فرشتہ ہی ہو تو سیہ ہے ورق - جو پہلے پہونچا حق کو کیا پہونچائے گا - بلکہ خود ہی گمراہی کی طرف جائیگا - لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم یعنی نہین ہے قدرت و طاقت مگر خدائے بلند و بزرگ کی مدد سے **تنبیہ** ۳۲ - تعلیم کا طریقہ اسطرح مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بروز یعنی ظاہر اور القا یعنی دل مین ڈالنے کے وسیلہ سے خدائے واجب الوجود کی الوہیت کے اجمالی مرتبہ کی تصدیق سے حادث کے دلالت کے ساتھ دفع غفلت کرایا جاوے جیسا کہ مفہوم ہست کا کہ وہ ہے - بہ تحقیق ایمان بالغیب سعادت کا سرمایہ ہے **شعر** دوربینان بارگاہ الست + پیش ازین پے نہ بردہ اند کہ ہست + **ترجمہ** جو دوربین الست کے دربار کے ہین + اس سے پرے کہ ہے نہ لگا کھوج کچھ اونہین - پھر تفصیل مین بھی بروز اور القا کے واسطہ سے کام کیا جاوے تا کہ سالک کو حفظ اور سلوک میسر ہووے - اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے متبوع کا اتباع یعنی پیروی موافق حکم آیت

تنبیہ دوم و سوم

بہ یتلو علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ الابد سبب سعادت معلم و متعلم شود و التوفیق من اللہ تعالیٰ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکافرین وصلی وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ ۔

ترجمہ یتلو علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ الابد میسر آوے یعنی پڑھتا ہے اونپر آیات اوسکی اور اونکو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھلاتا ہے تا آخر آیت جو معلم اور متعلم دونوں کی سعادت کا سبب ہوتا ہے ۔ والتوفیق من اللہ تعالےٰ اور توفیق خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکافرین یعنی اے رب ہمارے ہمسے مواخذہ نکیجیو اگر ہمسے بھول ہو جاوے یا ہم خطا کرین ۔ اے رب ہمارے ہمپر بوجھ نڈالیو جیسے تو نے اونپر جو ہمسے پہلے تھے بوجھ ڈالا اے رب ہمارے اور نہ بوجھ ڈال ہمپر اوس چیز کا جسکی ہمین طاقت نہین ۔ اور ہمسے عفو فرما اور ہم کو بخشدے اور ہمپر رحم کر توہی ہمارا مالک ہے پس ہماری مدد کر کافرون کے گروہ پر ۔ وصلی وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ اور درود و سلام محمد صلعم پر بہیج کہ نبی رحمت ہین اور اون کے جمال پر جیسا کہ تجھکو اونسے محبت ہے اور تو اونسے راضی ہے اور اون کو ہم مین شفیع کر اور اوسکے طفیل ہمپر رحمت کر ۔

ذکر کیفیۃ اخلاق کہ برائی تصفیہ و تزکیہ باطن لابد منہا ست با مطالب دیگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستغفرہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

سخن در اخلاق است کہ برائے تصفیہ و تزکیہ باطن لابد منہا است فرمود سبحانہ
انک لعلی خلق عظیم بدانکہ خُلق بمعنی خوئے شائستہ وبائستہ است و انّ
دلالت میکند بر تحقیق ولام بر تاکیدش و خلق عظیم بر استجماع اخلاق باللہ تعالے
وبالخلق بلزوم عظمت در تقابل انچہ دانستہ شود پس محصور نباشد در جہتی در نظر
ظاہر ہیئت مثلی آرم کہ قصر وطول وجود متخالف منتزع من جہتین است
نہ متضاد پس اجتماع اینچنین متخالفین در ذات واحد صلعم با امتناع حصر و تحدد
اعجاز است وعلی ہذا القیاس ✣ شعر

ذکر بیان اخلاق کا کہ باطن کے تصفیہ اور تزکیہ کیلئے ضروری ہین مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستغفرہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

یہ کلام اخلاق مین ہے جو باطن کے صاف اور پاک کرنیکے لئے ضروری ہین - فرمایا حق سبحانہ نے
انک لعلی خلق عظیم سورہ نون پہلے رکوع مین - یعنی بیشک آپ البتہ خلق عظیم پر ہین - معلوم ہو
کہ خُلق کے معنی شائستہ اور بائستہ خو کے ہین یعنی وہ عادت کہ ہونی چاہیئے اور جسکا ہونا زیبا اور لائق ہے -
اور انّ تحقیق پر اور لام اوس تحقیق کی تاکید پر دلالت کرتا ہے - اور خلق عظیم سے دلالت ہوتی ہے
اخلاق خدائے تعالیٰ اور اوسکی خلق دونون کے استجماع پر کیونکہ عظمت کا لازم ہونا مقابلہ مین ہوا کرتا ہے
جسقدر مفہوم ہو یعنی خلق کے ساتھ عظمت کے لازم ہونیسے کہ عظمت کا تمایز بالمقابل ہے یہ اخلاق
عظیمہ خدائے تعالیٰ اور اوسکی مخلوق دونون کے اخلاق کے اپنے مین جامع ہین خواہ جسقدر اس تقابل مین جانے جاوین سو لہذا
ایک جہت مین محصور نہونگے چنانچہ تیری ظاہر بین نظر کیلئے ایک مثال بیان کیجاتی ہے کہ قصر اور طول جو دو جہتون سے منتزع ہین -
وجود متخالف ہین نہ متضاد یعنی باہم مخالف ہین ضد نہین ہین - پس ایسے دو وجود متخالف کا باہم خلاف ہون ایک ذات جناب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہونا باوصف اسکے کہ حصر و تحدد انکا ذات واحد مین منع ہے آپکی نسبت کر اعجاز ہے - اور اسی قیاس پہ شعر ہے شعر

بیان تحقیق معنی خلق و عظیم اور انّ اور لام -

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است +
دعا بر آنکہ گفت **شعر** ندانم کدامی سخن گو بیت + کہ والا تری زانچہ من گو بیت
وزین پیش نتوان گفت پس بمقتضائے انکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ
احب الخیر محبوبیۃ در اتباع اوست صلعم **المقصود انچہ باللہ تعالیٰ است**
ایمان باللہ سبحانہ کما ہو باسمائہ وصفاتہ بقبول اوامر ونواہی است کہ علۃ وصول بجملہ
حسنات وخیرات است وبہین ہمہ **نش** ای ہمہ حسنات وخیرات **ص**
تشریف بروئیۃ ذوالجلال والاکرام است ومحبۃ خدائے عز وجل ومحبۃ لازم خشوع وخضوع
وشکر وصبر وتوکل وزہد ورضا بصفات وذات محبوب است تا ملاحظہ عوارض
خود وصفتش آنست کہ نخواہد غیر محبوب را ونہایتش تا حب ذاتی مستلزم فراغت
از نسب است فلا یبقیٰ الا المحبوب باید دانست ابتدائی محبت از میلان است
چون ازین برگزرد عشق است چون ازین برگزرد محبت است چون ازین برگزرد حب است

ترجمہ سر سے لیکر تا قدم جس جا نظر پڑجاے ہے + دل اولجھ جاتا وہین ہی کہ یہی جا ہے ہی - دعا اوسپر کہ اوسنے
یہ کہا - **شعر** کچھ نہین معلوم مجھکو کیا کہون مین آپ کو + اوس سے ہی بڑھکر ہو تم جو کچھ کہون مین آپکو + اور
اس سے آگے نہین کہہ سکتے - پس موافق مضمون اس آیت شریف ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ الآیہ تا آخر کہ سورۂ آل عمران کے رکوع چہارم مین ہے - یعنی اگر تمکو خدا سے محبت ہی تو میری پیروی
کرو خدا تمکو محبوب کرلیگا - محبوب تر بہلائی محبوبیت خدا سے ہے جو آپکی پیروی مین حاصل ہے صلی اللہ علیہ وسلم
الحاصل وہ چیزین اخلاق مین جو خدائے تعالیٰ کے ساتھہ مراد ہین - اوہنین ایک ایمان لانا ہے حق سبحانہ پر جیسا کہ وہ
اپنے نامون اور صفتون کیسا تھہ ہے اوسکے حکمون اور منا ہیتون کے قبول کرنیمین کہ یہ سچا اور نہی احکام ونواہی علت
وصول ہے تمام حسنات وخیرات کی - اور انہین سب حسنات وخیرات کے سبب دیدار خدائے ذو الجلال والاکرام سے
شرف حاصل کرنا ہے اور دوسرے محبت خدائے عز وجل - اور محبت لازم ہی خشوع اور خضوع اور شکر اور صبر اور توکل اور زہد
اور رضا کو محبوب کے ذات اور صفات کے ساتھہ اپنے آخر ملاحظہ عوارض تک - اور صفت محبت یہ ہی کہ غیر محبوب کو
نچاہی - اور اسکی انتہا حب ذاتی تک ہے کہ وہ مستلزم ہے نسبتون سے فارغ ہونیکو پس نہ باقی رہیگا مگر محبوب
سمجھنا چاہیے کہ محبت کی ابتدا میلان سے ہے یعنی جدہر طبیعت میل کر جائے - جب اس سے
گذر جائے مرتبہ عشق ہے - اور جو اس سے آگے بڑھے تو مرتبہ محبت ہے - اس سے
گذرنیکے بعد مرتبہ حب ہے -

میلان و عشق در وصف قدیم مذکور نشد مگر محبت و حُب و حادث بطلالش متصف الی ماشاء اللہ تعالی قال سبحانہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ و یحبھم و یحبونہ الآیہ محبت در مرتبۂ واحدیت است و حُب در مرتبۂ احدیت و باین حقائق جز عارج معارج سلوک معنوی معرفتے ندارد۔

و رضا باو سبحانہ از روی صفات چہ فعلی و چہ حقیقی و غیرہما کہ صحتش در تقابل سلب خواست خود است پس بفضلہ تعالی نتیجہ اتصاف بصفات اللہ تعالی تواند شد و غایتش فنائے خود بشہود افعال و صفات و ذات است تا ولایۃ پنجم و ششم شکر بمعنی قدر دانی کما قال سبحانہ واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون درین آیۂ کریمہ بنابر تخصیص در شرط و رابط در جزا حظ دل دردمندان است فافہم اذا فہمتہ و بہترین نعماء ایمان است این توفیق بجا آوردن مرضیات کہ نتیجۂ این ششم ای ایمان و توفیق صد تشریف بشرایت قربت و رویت است لقولہ تعالی للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ الآیہ

[illegible]

ترجمہ ان مراتب مین میلان و عشق کا وصف قدیم مین ذکر نہین مگر محبت اور حب کا اور حادث اوسکے ظلال کی سبب متصف ہی جہانتک مشیت خدائے تعالی ہو۔ فرمایا حق سبحانہ نے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ سورۂ آل عمران کے رکوع چار مین یعنی کہدے تو اے حبیب اگر تمکو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو خدا تمکو محبوب کرلیگا آخر تک و یحبھم و یحبونہ سورۂ مائدہ کے رکوع آٹھ مین یعنی اور وہ اونسے محبت کرتا ہے اور وہ اوسے محبت کرتے ہین۔ محبت مرتبۂ واحدیت مین ہے اور حب مرتبۂ احدیت مین اور ان حقائق سے بجز سلوک معنوی کی معراجون کے چڑہنے والے کے کوئی دوسرا معرفت نہین رکہتا ہے اور تیسرے رضا رہنا حق سبحانہ کے ساتہہ از روئے صفات کی خواہ وہ صفات فعلی ہون اور خواہ حقیقی اور سوائے ان دونون کے کیونکہ رضا کی صحت اپنی سلب خواہش کے تقابل مین ہے پس خدائے برتر کے فضل سے صفات خدائے برتر کے ساتہہ متصف ہونیین یہہ تقابل مفید ہوسکتا ہے اور اس سے نتیجہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اور اسکی انتہا شہود افعال و صفات و ذات کے ساتہہ اپنا فنا ہونا ہے ولایت پنجم تک۔ اور چوتہے شکر یعنی قدر دانی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ بقر رکوع اکیس مین واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی اور تم خالص خدا کا شکر کرو اگر خاص اوسکی تم بندگی کرتے ہو۔ اس آیت کریمہ مین بسبب تخصیص کے شرط مین کہ لفظ ایاہ سے دلالت ہورہی ہے اور بسبب رابط کے جزا مین کہ خطاب سی ہر دو شرط و جزا مین ربط ظاہر ہے اور ضمیر ایاہ کی دونون مین رابط ہے۔ دردمندون کے دل کا حظ ہے۔ تو اب سمجہ تو کہ کیا تو سمجہتا ہے۔ کیونکہ یہ تخصیص عبودیت کے وجہ مخصوص ہیت ہی خالص خدا کیلئے ورنہ تعارض آیات عبودیت و تحیۃ مین ایسی دشواری ہوگی جو حل نہوسکے گی چنانچہ ذکر کیفیت صحت اشتراک صفتی یا اسمی باللہ سبحانہ الخ مین ملاحظہ ہو۔ اور نعمتون مین سب سے اچہی نعمت ایمان ہے۔ پہر مرضیات خدا کی بجا آوری کی توفیق

وتکفیر سیئات غیر کبیرہ لقولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ماتنہون عنہ نکفر عنکم سیاتکم
ولقولہ تعالیٰ اِنَّ الحسنات یذھبن السیات الایہ پس شکری بر شکری تسلسل
ناتناہی است ونتیجہ آن زیادت نعمت است بقولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم
واگر نیکو دریابی زیادت دریابی و مآل شکر بر فعل او سبحانہ بوجہہ تعالیٰ است علی کیف السرور
مع الرضا وغایتش درگزشتن اتمایز کیف طرفین یعنی ای انچہ ازو است تعالیٰ و
انچہ از خود است ہو وصول بمنعم ہمین واسطہ فعلی است واین عروج تا ولایت اول است
لاکن بر کیفیت معرفت حقائق نعما سیر نظری تا ولایت پنجم میتوان کرد وتوکل در جملہ احوال نفسی
وآفاقی بقولہ تعالیٰ فتوکل علی اللہ ونتیجہ آن عافیت وکفایت کردن او سبحانہ است بقولہ
تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ الآیہ واثرش قطع از غیر او است تعالیٰ وغایتش
فناء نفسی وآفاقی است تا ولایت اول وزہد یعنی قصر الامل والاجل یلی الامل کما قال
سبحانہ یلھیھم الامل الایہ ونتیجہ آن عافیت است واثرش بریدن طمع است کہ اصل امل است

ترجمہ یعنی جن لوگون نے بہلائی کی اون کیلیئے بہلائی یعنی جنت ہی اور اوسپر زیادت دیگر - اور دوسرا نتیجہ سوائی کبیرہ کے اور برائیونکا
چہپانا ہی - کیونکہ خدائی برتر کے فرمان کی موافق کہ سورہ نساء کے رکوع پنجم مین ہے ان تجتنبوا کبائر ماتنہون عنہ
نکفر عنکم سیاتکم یعنی اگر تم اون کبائر سے جس سے تم منع کئے گئے ہو بچو گے ہم تمسے تمہاری گناہ صغیرہ مٹاوینگے
اور کیونکہ فرمایا خدائی برتر نے سورہ ہود کے رکوع دہم مین اِنَّ الحسنات یذھبن السیات الآیہ یعنی بیشک
نیکیان بدیونکو لیجاتی ہین پس ایک شکر پر دوسرا شکر ناتناہی سلسلہ ہی اور اوسکا نتیجہ نعمت کی زیادتی ہی بسبب
فرمانے خدائی برتر کے کہ سورہ ابراہیم رکوع دو مین ہی - لئن شکرتم لازیدنکم یعنی البتہ اگر تم
شکر کروگے تو مین تمہارے لیئے زیادتی کرونگا - اور اگر تو خوب غور کریگا تو اور زیادہ پاویگا - اور انجام وآل شکر حق سبحانہ
کی فعل پر یہہ ہی کہ وہ شکر خدائی برتر ہی کیو جہین ہو اوس سرور کیف کی بنا پر جو رضا وخوشنودی کے ساتھ ہی - اور اسکی
انتہا کیف طرفین کے تمایز کا جاتا رہنا ہی یعنی جو کچہہ خدا برتر کیطرف سے ہی اور جو کیفیت اپنے سے ہی - اور وصول منعم کیساتہہ اسی فعلی
واسطہ سے ہے - اور یہہ عروج ولایت اول تک ہی - لیکن نعمتون کے حقائق کی معرفت کی کیفیت پر سیر نظری ولایت پنجم تک
کرسکتے ہین - اور پانچوین تمام احوال نفسی اور افاقی مین توکل کرنا کیونکہ فرمایا خدائی برتر نے سورہ آل عمران رکوع
سترہ مین فتوکل علی اللہ یعنی پس خدا پہ بہروسہ کر - اور نتیجہ اسکا عافیت ہی اور کفایت کرنا ہی حق سبحانہ کا کیونکہ
فرمایا خدائی برتر نے سورہ طلاق کے اول رکوع مین ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ الآیہ یعنی
اور جو کوئی خدا پر بہروسہ کرتا ہی پس خدا اوسکو کافی ہی تا آخر - اور اسکا اثر غیر خدائی تعالیٰ سے قطع ہی یعنی خدا کے سوا غیر سے

وغایتش آنکہ نماند مگر ما مول موجود فکیف الامل باید دانست چون نظر بمقدر دارد از طمع امل
فارغ شدہ قانع شود و چون دل را از مشوشات ما سوائے سبحانہ فارغ دارد ہمہ اصول را از
مراتب متضمنہ موجودات دران یافتہ فارغ از مراتب متضمنہ مسلوبات باشد و صبر بر شدائد
محبۃ **ش** ای بر مومن ہر چہ ہست از محبۃ است و شدت محبۃ اشد الشدائد و قال صلعم
ما اوذی نبی مثل ما اوذیت **ھ** و صبر بر تکلیف بجا آوردن اوامر لقولہ تعالیٰ وما اتاکم
الرسول فخذوہ الآیہ و نواہی لقولہ تعالیٰ لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن الآیہ
وصبر بر مخالفت مراد لقولہ تعالیٰ فاصبر صبراً جمیلاً واصبر لحکم ربک الآیہ
ونتیجہ آن یکی از دو نیکی است لقولہ تعالیٰ قل ہل تربصون بنا الا احدی
الحسنیین الآیہ ومآل صبر بر فعل او سبحانہ بوجہ تعالیٰ است علی کیف الحزن
مع الرضا لقولہ تعالیٰ والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم ولربک فاصبر

ترجمہ اور اسکی انتہا یہ ہے کہ ما مول موجود کے سوا نہ ہے پس کہاں رہا امل ۔ سمجھنا چاہیے کہ جب نظر مقدر پر
رکھیگا تو طمع اور امل دونوں سے فارغ ہو کر قانع ہو جاوے گا ۔ اور جب دلکو مشوشات ما سوائے حق سبحانہ
سے فارغ رکھیگا تو مراتب متضمنہ موجودات کی تمام اصول کو اوسمین پاکر مراتب متضمنہ مسلوبات سے فارغ ہو جائیگا
اور ساتویں صبر اول محبت کی سختیوں پر کہ مومن پر جو کچھ ہے محبت کے سبب سے اور محبت کی سختی تمام سختیوں میں
شدید تر ہے کہ فرمایا صلعم نے کوئی نبی اوسقدر نہیں ایذا دیا گیا جتنا میں ایذا دیا گیا ۔ پھر صبر ہے احکام کی
تعمیل کی تکلیف پر کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ حشر کے اول رکوع میں وما اتاکم الرسول فخذوہ الآیہ
الآیہ یعنی اور جو اس رسول نے تمہیں دیا ہیں اوسے لیلو یعنی اختیار کرو ۔ اور صبر نواہی کی بجا آوری کی تکلیف
پر بسبب فرمانے خدائے برتر کے سورۃ انعام رکوع ۱۹ میں لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن الآیہ
الآیہ یعنی فاحشہ امور جو بیحیائی کے کام ہوں ایسے کہ دیسے ظاہر میں ہوں اور جو چھپے ہوں اون کے قریب
مت جاؤ ۔ پھر صبر مخالفت مراد پر بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ معارج کے اول رکوع میں ہے ۔ فاصبر
صبراً جمیلاً ○ یعنی پس صبر کر صبر جمیل یعنی اچھا ۔ اور اصبر لحکم ربک الآیۃ سورہ دہر کے آخر
رکوع میں ۔ یعنی صبر کر اپنے پروردگار کے حکم کیلئے وہ یہ کہ اوسکے حکم کی راہ دیکھ ۔ اور اسکا نتیجہ دو نیکیوں میں سے
ایک نیکی ہے کیونکہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ توبہ رکوع ششم میں قل ہل تربصون بنا الا احدی الحسنیین
یعنی کہدیجئے آپ کیا تم امید رکھو گے ہماری حق میں مگر ایک دو نیکیوں میں سے الخ ۔ اور صبر کا آل حق سبحانہ کے فعل پر یہ ہے
کہ وہ صبر خدائے برتر ہی کیوجہ میں ہو اوس حزن وغم کے کیف کی بنا پر جو رضا کے ساتھ ہو بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ
سورہ رعد رکوع سوم میں والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم یعنی جنہوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کے رضا کے لئے

وغایتش در گذشتن از تمایز کیفیت طرفین لش ای انچه از واست تعالی وانچه از تو دامعیت ذاتی بهمین واسطۂ فعلی است لقوله تعالی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْن. وپیش ازین ترقی نتوان کرد بخلاف شکر پس بی ابتغار وجه الرب وتحقق معیت صبر تو اند شد واستغفار بمعنی پوشش وجود مسلوبی خواستن لقوله تعالی واستغفرہ ط که لازم استغدار وعجز است وغایتش وصول بعجز حقیقی است که بیبرد بسوے توبه بمعنی رجوع از بنده بخدای عز وجل واز خدای عز وجل بر بنده که غایتش فناے خود بشهود افعال وذات است فذکر الجفار بعد الوفار جفار

وزین بعد کار توبه بیشتر است وباستغفار کمتر وحفظ اعمال

لقوله تعالی لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ الآیه از مفسدات ظاهری

وترک بعد اختیار که از فقه توان دریافت

ومبطلات باطنی بحجوریا لقوله علیه السلام۔

ترجمہ اور صبر کی انتہا دونون طرف کی کیفیت کے تمایز سے یعنی جو کچھ خدا کیطرف سے ہے اور جو کچھ اپنے سے ہی گذر جانا ہے اور معیت ذاتی اسی واسطۂ فعلی سے ہے لبسبب فرمانے خدای تعالی کے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن کہ سورہ بقر رکوع انیس مین ہے یعنی بیشک اللہ صبر والون کے ہمراہ ہے۔ اور اس سے آگے ترقی نہین کرسکتا بخلاف شکر کے۔ پس بغیر مرضی وجہ رب کے اور بغیر معیت متحقق ہونیکے صبر جیسا کہ اوسکا وصف ہی نہین ہوسکتا۔ اور آٹھوین استغفار بمعنی پوشش وجود مسلوبی مانگنا یعنی وجود مسلوبی کے پوشیدہ ہونیکی خواہش کرنا الیاس آمرزش مین لسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ نصر آخر قرآن مین ہی وَاسْتَغْفِرْہُ ط یعنی اور اپنے رب سے مغفرت مانگ کے وجود مسلوبات کو وہ ڈھانپ لے اور چھپا وسے اور یہ عذر خواہی اور عجز کو لازم ہی۔ اور اسکی انتہا عجز حقیقی کو پالینا ہی جو توبہ کی طرف لیجاتا ہی یعنی بندہ کا خدائے عز وجل کی طرف رجوع اور خدائے عز وجل کا بندہ پر کہ اسکی غایت اپنا فنا ہونا ہی افعال وذات کے شہود مین یعنی مشاہدہ مین پس وفا کے بعد جفا کا یاد کرنا خود جفا ہے اور اسی کے بعد کام توبہ سے بہت زیادہ ہی اور استغفار سے بہت کم۔ اور نوین اعمال کی حفاظت یعنی عملونکو ظاہری اور باطنی مفسدات اور مبطلات وغیرہ سے بچانا خدائے برتر سے حیا کرکے لسبب فرمانے خدائی برتر کے کہ سورہ محمد کے آخر کو عین ہے لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ط یعنی اپنے عملونکو برباد نکرو۔ اور یہ حفظ اعمال یا ظاہری مفسدات سے ہی یعنی جو افعال ظاہر مین عمل کو فاسد کردیولے اور بگاڑ دیولے ہین اور ترک بعد اختیار سے عمل کو اختیار کرکے چھوڑ دینا اور ان دونونکا حال علم فقہ سے معلوم ہوسکتا ہی۔ اور یا باطنی مبطلات سے یعنی اعمال کو افعال باطنی سے ایسے کہ جنسے وہ عمل باطل ہوجاوسے بچانا جیسے ریا یعنی نمود کہ دکھلاوے کیلئے ہونا

قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً اشرک فیہ غیری فانا
منہ بری ھو للذی عملہ فی المشکوٰۃ و سمعہ لقولہ علیہ السلام من سمع سمع اللہ بہ ومن
یرائی یرائی اللہ بہ حصن حصین وغفلت لقولہ علیہ السلام لا تجوز الصلوٰۃ الا بحضور
القلب فقس علی الصلوٰۃ العبادات کلہا لانہا مستجمعتہا و از محبطات ہمچو کفر
لقولہ تعالیٰ اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الآیۃ و شرک
لقولہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملک وایذا و منت لقولہ تعالیٰ ولا تبطلوا
صدقاتکم بالمن والاذیٰ الآیہ کہ اینہمہ موجب اضاعۃ اسباب تقرب است
حیاءً من اللہ تعالیٰ اصلے اصح در صحت اعمال این است کہ بافعال جوارح وقلب
متفکر باشد و در کردنی درنگ نکند و از ناکردنی باز ماند۔

ترجمہ سبب فرمانے حضور علیہ السلام کے کہ فرمایا خدائے برتر نے مین غنی تر ہون شریکون کا شرک سے جسنے عمل کیا
ایسا عمل جسمین میرے سوا شریک کیا گیا تو مین اوس سے بری ہون وہ اوسی کیواسطے ہی جسنے اوس عمل کو کیا۔
یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہی۔ اور جیسے سمعہ یعنی لوگون کو سنانیکو سبب فرمانے حضور علیہ السلام کے جسنے اپنے فضائل اور احوال لوگونمین
تشہیر کئے اور خود سُنے اور سُنائے اللہ اوسکی فضیحت کریگا اور خلق کو اوسکے عیوب سنوائیگا آخرت مین۔ اور جسنے دکہانیکو عمل
کیا اللہ اوسکو ریائی کی جزا دیگا یعنی ایسے شخص کی جو خود نمائی کرتا ہے۔ یہ حدیث حصن حصین مین ہی۔ اور منجملہ افعال
باطنی کے جیسے غفلت ہی غفلت بسبب فرمانے حضور علیہ السلام کے نہین جائز ہوتی ہی نماز مگر حضور دل سے۔
پس اسی نماز پر کل عبادتون کو قیاس کرلے کیونکہ یہہ نماز سبکی مستجمع ہی یعنی ہر قسم کی عبادت کو یہ شامل ہی اور خود مین
موجود رکہتی ہے۔ اور اعمال کی حفاظت محبطات سے ہی یعنی اون افعال سے بچانا جس سے عمل حبط و برباد ہوجاوے جیسے کفر یعنی انکار
بسبب فرمانے خدائے برتر کے اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم الآیہ
کہ سورہ کہف کی آخر رکوع مین ہی یعنی وے وہی لوگ ہین جنہون نے اپنے رب کی آیتون اور اوسکے دیدار سے انکار کیا۔ پس اونکے
اعمال حبط و برباد ہوگئے۔ اور شرک یعنی شریک ٹہرانا بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورہ زمر کے ساتوین رکوع مین ہے
لئن اشرکت لیحبطن عملک یعنی البتہ اگر تو نے شریک خدا ٹہیرایا تو ضرور اکارت ہوجائیگا تیرا کیا یہ خطاب تشریف
کیلئے ہی کیونکہ حضور صلعم معصوم ہین۔ اور جیسے ایذا و منت بسبب فرمان خدائے برتر ولا تبطلوا صدقاتکم
بالمن والاذیٰ کہ سورہ بقر رکوع چھتیس مین ہی یعنی احسان رکھکر اور ایذا دیکر اپنے صدقونکو برباد نکرو۔ کہ یہ سب ہین
اسباب تقرب ضائع کرنیکے یہان فقرہ حیاءً من اللہ تعالیٰ تمیز واقع ہوا ہی حفظ اعمال سے لہذا اوسی جگہ ملا کر لکھدیا گیا۔
ایک قاعدہ بہت صحیح صحت اعمال کا یہ ہی کہ افعال جوارح اور قلب مین متفکر رہے اور جو کرنیکے لائق ہین اوسمین ڈہیل نکرے
اور جو نکرنیکے لائق ہین اوس سے باز رہے۔

سمعہ

غفلت

بیان محبطات الاعمال کا

دور کردنی انطباق ظاہر و باطن بحضرت ہادی طریقت خواہد و آزنا کردنی در سایۂ رحمتش پناہ آرد و سخن تا اختیار است و خوردن و پوشیدن بکسب حلال کہ از اعظم امور دین است بتوقف جملہ برکات و خیرات علم و عمل بران فرمود صلعم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ فی المشکوۃ بربنائے الف و لام استغراق بعد فریضۃ ہمہ فرائض فرضیۃ طلب کسب حلال متعاقباً و بر بنای الف و لام جنس بعد ہر فرد فریضۃ فرضیت طلب کسب حلال است متعاقباً و از لفظ بعد واضح است کہ فرضیت طلب کسب حلال داخل ارکان خمسہ نیست مگر زائد بران و متوقف علیہ برکات ارکان خمسہ و این امر از اہل دل پوشیدہ نخواہد بود فرمود صلعم اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یَا اَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَ قَالَ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ فی المشکوۃ تقدیم کلوا من الطیبات بر اعملوا صالحا مشیر توقف مذکور است پس شناعۃ سلبش از فضل ثبوتش توان دریافت —

ترجمہ اور کردنی مین ظاہر باطن مطابق ہونا حضرت ہادی طریقت کیساتھ چاہیے۔ اور ناکردنی سے اوسکی رحمت کے سایہ مین پناہ لاوے اور کلام اختیار تک ہی اختیار سے باہر مین گفتگو نہین۔ اور دسوین کسب حلال سے کہانا اور پہننا کہ یہ امر امور دین مین عظیم تر ہے کیونکہ توقف علم و عمل کی تمام برکتون اور نیکیون کا اسی کسب حلال پر ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب حلال کا ڈہونڈہنا بعد کل فرائض کے فرض ہونیکے یا بعد فرضیت فریضہ کے فرض ہے۔ یہ حدیث مشکوۃ مین ہے۔ کیونکہ الف ولام استغراق کی بنا پر تمام فرائض کو فرض ہونیکے بعد طلب کسب حلال کے فرضیت ہے اون کے پیچھے ہی۔ اور الف لام جنس کی بنا پر ہر فرد فریضہ کے بعد فرضیت تلاش کسب حلال کی ہے اوسکے پیچھے ہی۔ اور لفظ بعد سے ظاہر ہے کہ فرضیت کسب حلال کی تلاش کی ارکان پنجگانہ اسلام مین داخل نہین ہے مگر یہہ اوسپر زائد ہے اور اوسکی برکات کا متوقف علیہ ہے یعنی ارکان پنجگانہ اسلام کی برکتین اسی پر موقوف ہین۔ اور یہہ امر اہل دل سے پوشیدہ نرہیگا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ طیب پاکیزہ ہے کہ بجز پاکیزگی نہین قبول فرماتا ہے۔ اور بیشک اللہ نے مومنین کو اوسی چیز کا حکم فرمایا جسکا رسولونکو حکم دیا پس فرمایا سورۂ مومنون کے چہارم رکوع مین یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا یعنی ای رسولو کہاو طیبات سے اور عمل کرو صالح۔ اور فرمایا سورۂ بقر کے رکوع اکیس مین یا ایہا الذین اٰمنو کلوا من طیبات ما رزقناکم یعنی ای ایمان والو کہاو طیبات سے وہ کہ ہمنے تمکو رزق دیا۔ کہ یہہ پوری حدیث مشکوۃ مین ہے۔ یہان کلوا من الطیبات کا اعملوا صالحا پہ مقدم کرنا توقف مذکور پہ اشارہ کر رہا ہے یعنی اعمال صالحہ کی برکات موقوف ہین حلال و طیب کہانے پر پس اسکے سلب کی خرابی اسکے ثبوت کے فضل سے معلوم کرنا چاہیے

واختیار قناعت کہ رضا وکفایت بحاصل است وترک طمع کہ امید زیادت برحاصل
است لقولہ تعالیٰ لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیوٰۃ
الدنیا لنفتنہم فیہ ط ورزق ربک خیر وابقیٰ ونتیجۂ آن بقول علی مرتضیٰ است کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ عز من قنع وذل من طمع ۔ واین عزت وذلت عام در دنیا وآخرت است باید دانست
باینہمہ کہ گفتہ شد فضل ظاہر و باطن درین کیفیت حالی است کما قال صلی اللہ علیہ وسلم
فی جواب سائل ما الایمان رضیت باللہ ربًا وبالاسلام دینًا وبالقرآن اماما وبالکعبۃ
قبلتًا وبمحمد نبیًا صلعم ترجمہ شاد شدم بخدای پاک از روی آنکہ پروردگار است
وباسلام از روی آنکہ کیش است وبقرآن مجید از روی آنکہ پیشوا است در مقاصد
معرفت خدای پاک واوامر ونواہی وتنبیہات وبکعبۂ معظمہ از روی آنکہ قبلۂ مسجود
الیہا است وبمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از روی آنکہ پیغمبر است ختم الانبیا مظہر کبریا

ترجمہ اور گیارہوین قناعت کا اختیار کرنا کہ وہ حاصل کیساتھ رضا وکفایت ہی یعنی جو حاصل ہوا اوسی پر راضی ہونا اور بس
کرنا ہی - اور بارہوین طمع کا چھوڑنا کہ یہ حاصل پر زیادہ ہونیکی امید ہی لیکن سبب فرمانے خدای برترکی کہ سورہ طٰہٰ کے آخر رکوع مین ہے
لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیوٰۃ الدنیا لنفتنہم فیہ
ورزق ربک خیر وابقیٰ یعنی ہرگز نہ دراز کیجئے آپ اپنی دونون آنکھونکو اوس چیز کیطرف کہ برتنے کو
دیا ہمنے اوسکے ازواج کو اونمین سے یعنی مختلف قسم کے لوگونکو زندگی دنیا کی تازگی دیکر تاکہ ہم اونکو اوسی
دنیا مین فتنہ مین پھنسا دین آزمانیکو اور آپکے پروردگار کی دی ہوئی روزی بہتر اور زیادہ پایدار ہے اور نتیجہ
اوسکا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے اس قول کے موافق ہی عز من قنع وذل من طمع
یعنی جسنے قناعت کی عزت حاصل کی اور جسنے طمع کی ذلت پائی اور یہ عزت و ذلت عام ہی دنیا مین ہو اور
آخرت مین - سمجھنا چاہئے کہ باوجود ان سب کے جو کہا گیا فضل ظاہر و باطن کا اس کیفیت حالی مین ہی جیسا
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل ما الایمان یعنی ایمان کیا ہے اسکی بابت پوچھنے والیکے جواب مین
رضیت باللہ ربًا وبالاسلام دینًا وبالقرآن اماما وبالکعبۃ قبلتًا وبمحمد نبیًا صلعم
یعنی مین راضی ہوگیا خدائے پاک سے کہ وہ پروردگار ہے اور اسلام سے کہ وہ مذہب و دین ہی - اور
قرآن مجید سے کہ وہ پیشوا ہے مقاصد مین خدائے پاک کی معرفت کے اور اسکے احکام اور ممانعتون
اور تنبیہون کی مرادات کے سمجھنے مین - اور کعبۂ معظمہ سے کہ وہ قبلہ ہے کہ اوسکی سمت سجدہ کیا جاتا ہی - اور
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کہ وہ پیغمبر ہین نبیون کے ختم کرنیوالے حضرت باری کبریا کے مظہر یعنی محل ظہور

یازدہم - اختیار قناعت
دوازدہم ترک طمع
دوازدہم
بیان فضیلت ظاہر و باطن

وقال سبحانہ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ط ھو خیر مما یجمعون

باید دانست کہ فضل زیادت است پس متقابل باشد بخلاف رحمۃ وتحقق رضا وفرحت در سلب وثبوت متقابل است ومایجمعون غائب کہ عام است در فاعل ومفعول بخلاف ماتجمعون مخاطب درمقابلہ یاایہا الذین آمنوا بآیہ سابقہ کہ خاص است ابلغ بمقاصد است ومن مشیر انفصال واتصال من یعنی اشارت انفصال واتصال مابعدش از ماقبلش میکند بخلاف عن کہ مشیر اتصال نیست چنانکہ سبحان اللہ عما یصفون۔ حاصل آنکہ انچہ جمع میکنند بائن از خیر باشد یاشاملش۔

ترجمہ۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ یونس رکوع ششم میں قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون یعنی فرما دیجئے ای میرے حبیب کہ خدائے پاک کے فضل سے جو زیادت بغیر کسی استحقاق کے دوسروں کے مقابلہ میں ہے آپ سے نبی کے دین سے مشرف کرنا ہے۔ یہ محض فضل حق ہے اور اوسکی رحمت سے کہ وہ خود ذات رحمۃ للعالمین ہے جو رحمت ہے خیریت امت کو بھی۔ پھر اس سے کہ وہ قرآن مجید ہے جب مومنین خاص کئے گئے اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت وقرآن مجید سے تو چاہئے یعنی واجب ہے کہ وے خدا کی ان سب نوازشوں پر جو اونپر پہونچائیں خوش ہووین کہ یہ فرحت وخوشی ان سب عطاؤن کے ساتھ بہتر ہے اوس چیز سے کہ وے جمع کر رہے ہین دنیا اور آخرت کے آرام کے اسباب سے کیونکہ حقیقت ایمان ان سب کے ساتھ خوشی وفرحت کرنے مین ہے ورنہ حقیقت کفر ونفاق متحقق۔ یہان سمجھنا چاہئے کہ فضل زیادتی ہے پس متقابل ہوگا بخلاف رحمت کے کیونکہ زیادت کے اظہار کے لئے تقابل ضروری ہے اوس چیز سے جس پر زیادتی ہے بخلاف رحمت کہ وہان زیادت وتقابل کی بحث نہین۔ اور رضا وفرحت کا تحقق سلب وثبوت مین متقابل کے ہے یعنی سلب وثبوت مین رضا وفرحت ہر ایک کا تحقق اپنے مقابل کے سلب وثبوت مین ہے اور ایک کا ثبوت دوسرے کے ثبوت پر اور ایک کا سلب دوسرے کے سلب پر کیونکہ تحقق ثبوت رضا کا بغیر ثبوت فرحت کے متحقق نہین اور بالعکس اسی طرح تحقق سلب فرحت کا بغیر سلب رضا متحقق نہین اور اسکا بالعکس کیونکہ حقیقت ایمان فرحت وخوشی کرنی ہے مذکورہ بالا انعام کیساتھ ورنہ حقیقت کفر ونفاق لو ر مایجمعون غائب کے فاعل ومفعول مین عام ہے مقاصد مین نہایت بلیغ ہے بخلاف ماتجمعون مخاطب کے کہ خاص ہے مقابلہ مین یاایہا الذین امنوا آیت سابقہ سے اور حرف من انفصال واتصال کا اشارہ کر رہا ہے یعنی اوسکے مابعد کو اوسکے ماقبل سے قریب یا بعید ہونیکی اشارہ کرتا ہے بخلاف عن کے کہ وہ اتصال کا مشیر نہین ہے جیساکہ سبحان اللہ عما یصفون یعنی اللہ پاک ہے اوس سے کہ وے وصف کرتے ہین۔ اسمین عن انفصال کا اشارہ کر رہا ہے۔ حاصل معنی اس انفصال واتصال کے مما یجمعون سے یہ ہوے کہ جو کچھ وے جمع کرتے ہین وہ خیر سے بائن یعنی جدا ہو یا خیر سے شامل ہو۔

ص پس معنی کریمہ در غایت البحث بدلالۃ لغت و تائیداتِ مدعا و ثبوت خیر در مقابلہ
مشترک یا یجمعون و علۃ موجبہ اش ش ای ہوای دنیا و ہوای آخرت ص بمقابلہ
اختلاف معانی فضل و رحمۃ چنانکہ در تفاسیر مذکور است ای فضل قرآن مجید
و رحمۃ اہلیت بآن یا حضرت صلعم یا فضل توفیق و رحمۃ عصمت یا فضل معرفت و
رحمت توفیق دریافت آن یا فضل نعم ظاہرہ و رحمۃ نعم باطنہ یا فضل دخول جنات
و رحمت نجات نیران یا فضل کشف غطار و رحمۃ شہود لقار این است قل بفضل اللہ
بفرمای ای حبیب من بفضل خدائی پاک کہ مشرف کردنش در دین ہمچو تست صلعم کہ جای
حصول جملہ حسنات و خیرات و برکات کاملہ مخصوصہ است در تقابل دیگران من دون الاستحقاق
و برحمتہ و برحمۃ او تعالی یعنی حضرت رحمۃ للعالمین صلعم بدلالۃ اللفظ مؤید المعنی و تبیین
تخصیص از مدعای سابق الثبوت قدرًا و توافق شفاء لما فی الصدور و ھدی و رحمۃ
للمؤمنین کہ عبادت است از ذات بابرکات حضرت صلعم مغایر موعظۃ بدلالۃ عطف -

ترجمہ پس معنی آیت کریمہ کے انجام بحث مین یہ ہین باعتبار دلالتِ لغت اور مدعا کی تائید دینے کے اور خیر کے ثابت
ہونیکے مقابلہ مشترک یا یجمعون مین اور اوسکی علت موجبہ مین کہ ہوائی دنیا اور ہوائی آخرت ہے - اور صورت اتصال
و انفصال کہ مذکور ہوا پھر یہ سب مقابلہ مین اوس اختلاف کے کہ معنون مین فضل و رحمت کے ہے جیسا کہ
تفسیرون مین مذکور ہے یعنی فضل بمعنی قرآن مجید اور رحمت اوسی قرآن مجید کے ساتھ اہل ہونا - یا مراد رحمت کو
حضرت صلعم ہین - یا فضل توفیق اور رحمت عصمت یا فضل معرفت اور رحمت اوسکی دریافت کی توفیق - یا
فضل ظاہرہ نعمتین اور رحمت باطنہ نعمتین - یا فضل جنتون مین داخل ہونا اور رحمت دوزخون سے نجات ہونا - یا
فضل کشف غطا یعنی پوشیدہ امور کا ظاہر ہوجانا اور رحمت شہود لقا یعنی دیدار کا مشاہدہ ہونا - پس وہ معنی کریمہ
غایت البحث حسب ذیل ہین - قل بفضل اللہ فرما دیجئے ای میرے حبیب خدائے پاک کے فضل کی نسبت
کہ آپ جیسے کے دین مین اوسکا مشرف کرنا ہے جو تمام نیکیون اور بہتریون اور پوری مخصوصہ برکتون کے حاصل
ہونیکی جگہہ ہے دوسرون کے تقابل مین بغیر کسی استحقاق کے - اور اوس خدائے برتر کی رحمت کی بابت کہ مراد
اوس سے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہین بسبب دلالت لفظ کے کہ معنی کی مؤید ہو رہی ہے - اور بسبب
بیان کرنے تخصیص کے از راہ قدر کے مدعائے سابق الثبوت سے یعنی وہ مدعا جسکا ثبوت پہلے ہوچکا ہے اوسکو تخصیص کے
ساتھہ از راہ قدر بیان کرنیسے - اور بسبب موافق ہونیکے معنی رحمت کو معنی شفاء لما فی الصدور اور ہدی و رحمۃ للمؤمنین
سے کہ آن سے عبارت بھی ذات بابرکات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ موعظت کیونکہ مغائر موعظت ہونے پر اسکے
عطف سے دلالت ہو رہی ہے -

معنی مختلف مفسرین
بلاسماء فضل و رحمۃ یعنی
آیۃ کریمہ

ش چنانکہ فرمود یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمۃ للمؤمنین **ص** بدانکہ شفاء لما فی الصدور در معنی تعمیم رحمۃ للعالمین است وہدی و رحمۃ للمؤمنین در معنی تخصیص شفاء ورحمۃ للمؤمنین - یا بعث حضرت صلعم والا فکیف ما سلم فبذلک پس باین ای قرآن مجید بفاء عاطفہ مفید تعقیب بواسطۂ ضروری رسول اللہ تعالی صلعم بدلالت مناسبت ماسبق ای موعظۃ من ربکم - فلیفرحوا پس باید کہ شاد شوند باینہمہ نوازشہای حق تعالی کہ رسانید بہ ایشان فاء بر صیغۂ امر غائب بخطاب عام مفید وجوب بنابر افادت معنی جزا بشرط متقدم ضروری ہمچو اذا خصص المؤمنون بفضل اللہ الخ میکند والا **ش** ای اگر نباشد افادت معنی جزاء و شرط ہمچو مذکور **ص** بانع تعلق مجردات متقدم با اہمال است فکیف واگر سخنی بہتر ازین باشد مقبول ھو خیر مما یجمعون ه ان فرح باینہمہ عطیات بہتر است ازانچہ اندوزند از اعراض عیش دنیا و آخرت بانکہ حقیقۃ ایمان در رضا و فرحت باینہمہ است والا حقیقۃ نفاق وکفر متحقق است - ۱۲

ترجمہ جیسا کہ فرمایا سورۂ یونس کوع چھ مین اس سے پہلے یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وہدی ورحمۃ للمؤمنین یعنی ای لوگو تحقیق تمہارے پروردگار سے تمہارے پاس موعظت یعنی نصیحت آچکی - اور شفا اوس چیز کیلئے جو دلون مین ہے - اور ہدایت اور رحمت مومنین کیلئے معلوم ہو کہ شفاء لما فی الصدور معنی تعمیم مین رحمۃ للعالمین ہے - اور ہدی ورحمۃ للمؤمنین معنی تخصیص مین شفاء ورحمۃ للمؤمنین پس رحمت عالمین اور شفاء و رحمت مومنین عام وخاص طور پر وہی ذات بابرکات حضرت رحمت عالم صلعم ہے - یا مراد رحمت سے بعث حضرت صلعم ہے یعنی آپکا زمان اظہار رسالت - ورنہ کیونکر ہے وہ جو تسلیم کر لیا گیا - فبذلک پھر اس سے یعنی قرآن مجید - بسبب فائی عاطفہ کے کہ اسکی تعقیب کو مفید ہے بذریعہ واسطۂ ضروری رسول خدائی تعالی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ماسبق یعنی مضمون سابق کی مناسبت سے جو موعظۃ من ربکم ہے اسپر دلالت ہو رہی ہے فلیفرحوا پس چاہیے کہ حقتعالی کی ان تمام نوازشون اور مہربانیوں پر کہ اوسنے اونپر پہونچائین شاد ہووین - یہان حرف فا جو صیغہ امر غائب پر ہے جسمین خطاب عام ہے - اور یہ امر مفید وجوب بھی ہے - یہہ فا آگہی دیتا ہے افادت معنی جزا کی شرط متقدم ضروری کے ساتھہ یعنی یہ فا اس فائدہ کی اطلاع دے رہا ہے کہ مابعد جملہ جزا ہے جسکیلئے شرط متقدم ضروری ہے مانند اذ اخصص المؤمنون بفضل اللہ الخ . . . کے یعنی جب مومنین خاص کئے گئے اللہ فضل سے اور اوسکی رحمت سے پھر اس قرآن مجید سے پس چاہیے کہ ان تمام نوازشون خدا کی کہ اوس نے اونہیں پہونچائین خوش ہووین . ورنہ اگر معنی جزا و شرط مانند مذکور کی افادت اس فا سے نہوگی تو یہہ فا مجردات

باید دانست کہ انسان را از خوردن و پوشیدن و گفتن و شنیدن و خفتن و با خلق پیوستن چارہ نباشد پس حفظ در اینہمہ بانچہ باید از روی اخلاص باللہ سبحانہ ای حلال خوردن بقدر ضرورت و حلال پوشیدن بقدر ضرورت و حلال گفتن بقدر ضرورت و حلال شنیدن بقدر ضرورت و در یاد خفتن بقدر ضرورت و با خلق پیوستن بقدر ضرورت موجب فلاح است در انچہ باید و انچہ با خلق است۔ عفو و امر بالمعروف و اعراض از جاہلان و استعاذہ وقت نزغ شیطان در اینہمہ از سنوح تکاہل و تساہل لقولہ تعالی

وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين ٥ واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم و سخن پاک گفتن وقت مخاصمت و حفظ از نزغ شیطان لقولہ تعالی قل لعبادي يقول التي هي احسن ان الشيطان ينزغ بينهم ان الشيطان كان للانسان عدوا مبينا ٥

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ انسان کو کہانے اور پہننے اور کہنے اور سننے اور سونے اور مخلوق کے ملنے سے چارہ نہیں ہے پس ان سب میں جن چیزوں سے کہ بچنا اور حفظ چاہیے خدائے پاک کے اخلاص کی رو سے چاہیے کہ یعنی حلال کہانا ضرورت کے موافق اور حلال پہننا ضرورت کے موافق۔ اور حلال کہنا ضرورت کے موافق۔ اور حلال سننا ضرورت کے موافق۔ اور یاد میں سونا ضرورت کے موافق۔ اور خلق سے ملنا ضرورت کے موافق جن چیزوں میں کہ چاہیے فلاح کا سبب ہے۔ (اب اون چیزونکا بیان ہے جو مخلوق کیساتھ اخلاق میں مقصود ہیں) او نہیں ایک عفو ہے یعنی معاف کرنا۔ اور دوسرے امر بالمعروف یعنی نیک کام کا حکم کرنا۔ اور تیسرے جاہلوں سے اعراض یعنی علحدہ رہنا۔ اور چوتہے استعاذہ یعنی اعوذ باللہ آخر تک پڑہنا مطلب یہ کہ بمقابلہ شیطان خدا سے پناہ مانگنا نزغ شیطان کیوقت یعنی شیطان کے وسوسہ ڈالنے کیوقت ان سب اسباب خیر میں سنوح تکاہل و تساہل سے یعنی سستی اور ڈہیل ڈالنے کی غرض سے۔ کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورۂ اعراف آخر رکوع میں خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين یعنی عادت کرو عفو کی اور حکم کرو نیک کام کا اور کنارہ کرو جاہلوں سے اور ایضاً سورۂ مذکور کے آخر رکوع میں۔ اما ينزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم یعنی اور جو کبہی وسوسہ میں پہنساوے تجہکو شیطان کا وسوسہ تو تو پناہ پکڑ اللہ سے تحقیق وہی ہے سنتا جانتا۔ اور پانچویں باہم خصومت اور جہگڑے کیوقت پاک یا اچھی بات کہنا اور نزغ یعنی وسوسۂ شیطان سے بچنا بسبب فرمانے خدائے برتر کے کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع چھ میں

انتزاع از حال بعض بیرون و وسوسہ از اعراض

بیان امور اخلاق کہ با خلق سے کرنا ہیں عفو امر بالمعروف اعراض از جہلاء استعاذہ

وقت خصومت نیک بات کہنا حفظ از نزغ شیطان

۲۰ دور کردن بدی بہ نیکی لقولہ تعالیٰ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عُقْبَی الدَّارِ
ترجمہ آنانکہ دور میکنند بہ نیکی بدی را از نفس خود یا غیر چنانکہ نیکی میکنند بکسی کہ بدی کرد بایشان
یا آنکہ نیکی میکنند بکسی کہ بدی میکند بایشان تا آنکہ باز ماند از آن بدی کہ حقیقتاً برای اوست
و بہ وجوہ رجوع میکند بوجہ اول ایشانند کہ برای ایشانست سرانجام خانۂ دنیا و آخرت
۲۱ پوشیدن عیب قال صلعم من رای عورۃ فسترہا کان کمن احیا مؤودۃ فی المشکوٰۃ
بر حال خود بہ بینی تا قدر عیب پوشی بدانی و حسن ظن بمومنین بدلالۃ ایمان لقولہ صلعم ظنوا
بالمؤمنین خیرا و حذر از ظن سوء بمومنین لقولہ تعالیٰ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الآیہ خصوصاً
بانبیاء اللہ تعالیٰ و اولیاء اللہ تعالیٰ کہ بر بنائی حقیقۃ خود تا کفر یا کبیرہ یا صغیرہ یا محرومی
از خیرات خواہد رسانید و از ینجا است کہ افعال و اقوال اولیاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ۔ یعنی کہدیجئے میرے بندون سے کہ وہ وہی کہین جو بہت اچھی ہو کہ تحقیق شیطان اونمین وسوسہ ڈالتا ہے
کیونکہ شیطان انسانون کا ظاہر دشمن ہے۔ اور بیسواں دور کرنا بدی کا نیکی سے کیونکہ فرمایا خدا نے برتر نے سورہ
رعد کے تیسرے رکوع مین یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عُقْبَی الدَّارِ ط
یعنی وے لوگ کہ دور کرتے ہین نیکی سے بدی کو اپنے نفس سے یا غیر کے نفس سے اسطرح کہ نیکی کرتے
ہین ایسے کے ساتھ جسنے اون کے ساتھ بدی کی یا یہ کہ نیکی کرتے ہین ایسے کے ساتھ کہ وہ اون کے
ساتھ بدی کرتا ہے یہانتک کہ وہ اوس بدی سے باز آجاتا ہے جو حقیقت مین اوسیکے واسطے ہے۔ اور سب
وجوہ سے رجوع کرتا ہے اول وجہ کی طرف یہی لوگ ہین کہ ان کیواسطے ہے سرانجام خانۂ دنیا و آخرت کا
اور اکیسواں عیب کا چھپانا فرمایا حضور صلعم نے جسنے کسی کا ستر دیکھا اور اوسکو چھپادیا ایسا ہے کہ جیسے جلادیا
زندہ درگور کو۔ حدیث مشکوٰۃ۔ اپنے حال پر غور کر تو عیب پوشی کی قدر معلوم ہو اور اچھا گمان مومنین کے حق
مین نیک گمان کرنا ایمان کا خیال کرکے کیونکہ ایمان نیکی پر دلالت کرتا ہے بسبب فرمانے حضور صلعم کے
گمان کرو ایمان والون کیساتھ نیک۔ اور بچنا مومنین کیساتھ بدگمانی سے پرہیز کرنا بسبب فرمانے خدا نے
برتر کے سورہ حجرات کی رکوع دو مین ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض گمان گناہ ہے آخر
آیت تک خاصکر انبیائے خدا تعالیٰ اور اولیائے خدا تعالیٰ کیساتھ کیونکہ اپنی حقیقت کی بنا پر یہ بدگمانی کفر یا کبیرہ یا صغیرہ
تک پہونچاویگی یا اچھی کامون کی محرومی کو۔ اور یہ یا یہین سے ہے کہ اولیائے خدا تعالیٰ کے افعال اور اقوال۔

اگر خلافی از محکمات داشته باشد بخوض نباید افتاد بلکه درجای متشابهات باید نهاد و اگر توانند تاویل موافق محکمات بالخیر نماید چه ایشان خیر المومنین هستند ورنه حواله بفاعل و قائل کنند چه تخطیه و تشنیع بایشان تواند شد که بهتان و اثم مبین باشد و البته بعض حسن متشابه بقبیح است چنانکه بعض قبیح متشابه بحسن و نیز میتواند شد که معصیت بعض ایشان غیر ارادی باشد چنانکه نسبت حضرت آدم علی نبینا و علیه الصلوة والسلام فرمود سبحانه وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا

و نیز در حق بعض ایشان قوله تعالی فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط منطبق است ترجمه پس آنند که بدل میکند الله تعالی بدیهای شانرا به نیکیها + بفهم دردمند بدل چنان است که سیئات شان رنگ حسنات می یابد بصحت نیات چنانکه حضرت مولوی معنوی رومی قدس سره فرمود شعر هرچه گیرد علتی علت شود

هرچه گیرد کاملی ملت شود

ترجمہ اگر محکمات سے یعنی احکام حق سے کچھ خلاف رکھتے ہون تو خوض مین نہ پڑنا چاہیے بلکہ بجائے متشابہات اونکو جگہہ دینا چاہیے اور اگر ہوسکے محکمات کے موافق خیر کے ساتھہ تاویل کرے کیونکہ دے خیر المومنین کا اندازون مین بہتر ہین ورنہ فاعل و قائل کے حوالہ کرے اسلئے کہ اونکو خطاوار ٹھیرانا اور اونکی برائے کرنا ممکن ہے کہ بہتان اور اثم مبین ہو۔ اور البتہ بعض حسن قبیح سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ بعض برائی خوبی سے مشابہ ہوجاتی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گناہ اون کے بعض کا غیر ارادی ہوتا ہے جیسا کہ نسبت حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام حق سبحانہ نے فرمایا کہ سورہ طہٰ رکوع ششم مین ہے۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا یعنی اور البتہ ہم آدم سے پہلے ہی عہد و اقرار لیچکے تھے پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اوسکو خاص عزم و ارادہ کرنیوالا نہیں پایا ہ اور اون کے بعض کے حق مین یہ بھی فرمان خدائے برتر کا منطبق ہے جو سورہ فرقان کے رکوع آخر مین ہے فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ

یعنی پس وہی ہین کہ خدائے برتر اونکی بدیون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے یا بدل دیگا۔

دردمند کی فہم مین بدل یون ہے کہ اونکی برائیان نیتین صحیح ہونیکے سبب نیکیونکا رنگ پالیتی ہین یعنی حاصل کرلیتی ہین جیسا حضرت مولوی معنوی رومی قدس سرہ نے فرمایا

شعر

هرچه گیرد علتی علت شود + هرچه گیرد کاملی ملت شود ۰

بیان اولیا کے بارہ مین ان کو معاف ... اولیائے خدا

تفہیم کبیرہ اولیاء اللہ کی بیان ... بیان سیئات حسنات

بیان انواع و اقسام بدل سیئات بحسنات (تعدادی ۶)

در تفصیل این اجمال بہ بیم کجی فہم جہال متعذر است یا از سبب محبوبیت بالمحبت
سببا تیکہ مناسب حال بش ای مناسب معصومیت و محفوظیت ھر شان است
در مرتبۂ مقبولیت است چنانکہ از حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام یجادلنا
فی قوم لوط الآیہ و از حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام قال رب انی لما
انزلت الی من خیر فقیر الآیہ **ترجمہ** گفت ای رب من تحقیق من بسبب
چیزیکہ فرو آوردی بطرف من از خیر نادارندہ ام بانچہ می باید دانست اگر لما سببیہ بحذف
مفعول فقیر نگرفتہ شود مفعول شود مر فقیر را پس معنی آنست کہ نادارندہ آنم کہ فرو آوردی
بسوی من از خیر + درحالیکہ الی مشیر انبار خیر است کلام لی مرادشی باشد و اگر الی بمعنی
علی گرفتہ شود انکار حاصل است و از حضرت سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی اخوانہ
من الانبیاء وسلم اذا لا ارضی قط و واحد من امتی فی النار در این آیات کریمہ
و حدیث شریف نازش نیازمندان است

ترجمہ علمی تو کچھ کرتے علت نہ دہ + اگر کرے کچھ کافی علت ہو دہ - اس اجمال کی تفصیل میں فہم جہال کی کجی کی خوف سے تعذر ہے یا سبب محبوبیت
محبت کیساتھ جو سببات مناسب حال اون کے ہیں یعنی مناسب مرتبہ معصومیت اور محفوظیت کے ہے مرتبۂ مقبولیت
میں ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہے سورۂ ہود رکوع سات میں یجادلنا فی قوم لوط
الآیہ یعنی ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کیو جہ میں - اور حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا سورۂ
قصص رکوع تین میں قال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی اونسے کہا
اے میری رب تحقیق میں بسبب اوس چیز کے کہ اتاری تو نے میری طرف خیر سے میں نادار ہوں اوس مقدار چیز کی کہ مجھے چاہیے
سمجھنا چاہیے اگر لما کو سببیہ مع حذف مفعول فقیر کے نہ اختیار کیا جائے یعنی لفظ فقیر کا مفعول محذوف نہ مانا
جاوے تو یہی لما خاص فقیر کا مفعول ہو جائیگا پس معنی یہ ہونگے کہ میں اوسکا فقیر و نادار ہوں جو تو نے میری طرف خیر سے
اوتاری ہے حالانکہ الی اخبار خیر کا جب مشیر ہو تو کلام لی مراد شئے ہوگا - اور اگر الی بمعنی علی اختیار کیا جاوے تو انکار حاصل
یعنی حاصل کا طلب کرنا ہے مطلب یہ کہ بسبب الی سے حصول خیر کی خبر مل رہی ہے کہ وہ مراد نہیں نزول خیر ہو اپنی طرف تو کلام
اسی خیر کی نسبت ہے جو مراد نہیں ہے کیونکہ وہ حاصل شدہ ہے - یا الی کو علی کے معنی میں اختیار کریں تو اس صورت میں نفی کرنا ہے
حاصل کا یعنی وہ خیر جو حاصل شدہ ہے اوس سے مکرنا ہے یعنی انکار کرنا - اور حضرت سرور انبیاء کا یہ فرمانا - درود و سلام ہو بھیجے خدا تعالیٰ
کا آپ پر آپکے بھائی انبیاء پر - اذا لا ارضی و واحد من امتی فی النار .... یعنی اوس وقت میں کبھی راضی
نہونگا حالانکہ کوئی ایک بھی اور دوزخ میں میری امت سے ہو وقت نزول اس آیت شریف ولسوف یعطیک ربک فترضی
ان آیات کریمہ اور حدیث شریف میں نیازمندوں کو موقع ناز ہے

وانکار حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ از بجا آوری امر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ظاہر او رمشکوٰۃ مذکور ست عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن
الناس خلقاً فارسلنی یوماً لحاجۃ فقلت واللہ لا اذہب وفی نفسی ان اذہب
لما امرنی رواہ مسلم شعر اکنون کرا مجال کہ پرسد ز باغبان ✽ بلبل چہ گفت و گل
چہ شنید و صبا چہ کرد ✽ دیگر نیز باید دانست کہ حسنات در ضمن موجودات است
و سیئات در ضمن مسلوبات پس حسنات و سیئات بتفاوت درجات در جنس خود
عام است نہ ہمین قدر کہ اطاعۃ از حسنات است و عصیان از سیئات و پس
آرے اطاعۃ ہم از ضمن موجودات است و دیگر نیز و عصیان ہم از ضمن مسلوبات
است و دیگر نیز چنانکہ استدلال بر عموم مذکور بفرمودہ حق سبحانہ است بلونا ہم
بالحسنات و السیئات الایہ و دیگر آیات ہم کہ از مطالعہ قرآن مجید و تفسیرش میتوان
دانست بعد ثبوت این مدعا باید دانست ہرچہ از مسلوبات است ۔

ترجمے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری سے ظاہر
طور پر مشکوٰۃ مین مذکور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا انہون نے
رسول خدا نے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم لوگون مین سب سے اچھے خلق والے تھے پس ایکروز آپنے
مجکو کسی حاجت کیواسطے بھیجا تو مین نے کہا خدا کی قسم مین نہ جاؤنگا اور میرے جی مین یہ کہ مجھکو جس چیز کیلئے
حکم کیا ہے جاؤنگا ۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے شعر اکنون کرا مجال کہ پرسد ز باغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد ✽ ترجمہ باغبان سے اب کوئی پوچھے یہ کسکو ہے مجال ✽
کیا کہا بلبل نے گل نے کیا سُنا باد صبا نے کیا کیا ✽ اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ حسنات ضمن موجودات
مین ہین ۔ اور سیئات ضمن مسلوبات مین ۔ پس نیکیان اور بدیان مع تفاوت درجات کے اپنی جنس مین عام
ہین نہ اسی قدر کہ اطاعت حسنات سے ہوتی ہے اور نافرمانی سیئات سے اور پس ۔ ہان البتہ اطاعت
ضمن موجودات سے بھی ہے اور اور بھی اور عصیان ضمن مسلوبات سے بھی اور اور بھی جیسا کہ اس عموم
مذکور پر استدلال حق سبحانہ کے فرمودہ سے ہے یعنی قول حق سے دلیل حاصل ہے ۔ کہ سورۂ اعراف
کے رکوع الملاء مین ہے بلونا ہم بالحسنات و السیئات الایہ ۔
یعنی بتلا کیا ہے اور آزمایا اونکو حسنات اور سیئات مین ۔ اور اور آیتین بھی ہین کہ قرآن مجید اور
اوسکی تفسیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہین ۔ بعد اس مدعا کے ثابت ہونیکے سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ مسلوبات سے ہین ۔

اگر دلالۃ اختیار کردہ شود بمعرفۃ مسلوبات واجبہ و موجودات واجبہ از وجود التزامی شامل حسنات خواہد شد و نیز ہرچہ از مسلوبات است اگر ابتدا کردہ شود بانچہ از موجودات است شامل موجودات میگردد مثلاً قتل و نہب جان و مال ہمہ از سیئات است چون ابتدا کردہ شود بہ نیت اعلاء حق ہمہ از حسنات است و نکاح با شروط شرعی خارج از سیئات و داخل در حسنات می شود و تاکل بہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بہ نیت قوت در عبادت با دیگر فوائد و تبول با بتداء اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بہ نیت اطمینان در عبادت با دیگر فوائد و تبرز با بتداء اللہم انا نعوذ بک من الخبث والخبائث ــ بہ نیت طمانینت در عبادت با فوائد دیگر و قیاس کن دیگر سیئات را کہ بہ در آوردنش تحت حسنات داخل حسنات میشود و این میسر نشود مگر باتباع قول و فعل رسول اللہ تعالیٰ صلعم پس چہ رحمت است در اتباعش صلعم و چہ زحمت در ترک اتباعش صلعم این اتباع و تبدیل سریست از اسرار کریمہ

ترجمہ اگر وے وجود التزامی کے سبب سے لیل اختیار کئے جاوین معرفت مین مسلوبات واجبہ اور موجودات واجبہ کے تو وے شامل حسنات ہو جاوینگے ۔ اور یہہ جو کچھ کہ مسلوبات سے ہین اگر وے مع اوس چیز کے کہ موجودات سے ہین ابتدا کئے جاوین تو وہی مسلوبات شامل موجودات ہو جاتے ہین ۔ جیسا کہ جان و مال کا قتل کرنا اور لوٹنا سب سیئات مین ہین جب اعلاء حق کی نیت سے شروع کئے جاوین تو یہی سیئات سب حسنات مین ہین ۔ اور نکاح شرعی شرطون کیساتھہ سیئات سے خارج ہو اور حسنات مین داخل ہوتا ہے ۔ اور کہانا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھہ عبادت مین قوت کی نیت سے مع اور فائدون کے ۔ اور پیشاب کرنا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ کے ساتھہ ابتدا کر کے عبادت مین اطمینان کی نیت سے مع اور فائدون کے ۔ اور پیخانہ پہرنا ابتدا کر کے عبادت مین طمانینت کی نیت سے مع اور فائدون کے اور اسی پر اور سیئات کو قیاس کیجے کہ اونکو حسنات کے تحت مین لانے سے حسنات مین وے داخل ہو جاتے ہین ۔ اور یہ نہین حاصل ہو گا مگر رسول خدا ئے تعالیٰ صلعم کے قول و فعل کی پیروی مین ۔ پس کسقدر رحمت ہو حضور صلعم کی پیروی مین اور کیا اور کسقدر زحمت ہے آپ کے ترک اتباع مین اور یہ اتباع در تبدیل سیئات بہ حسنات ایک بہید ہے اس آیت کریمہ کے بہیدون مین سے جو سورۂ توبہ کے رکوع پندرہ مین ہے)

فَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَفْسِہٖ الآیہ ای باید کہ میل نکنند بمرادات نفوس خود شان بتجاوز از مرادات نفس مبارک ابرّ الابرار خیر الاخیار صلعم و مرادات نفس مبارکش صلعم از حق لنفسہ الکریم و حق اللہ العظیم بر و خیر است و فائدہ اتباع ارشاد میشود ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ الآیہ اینہم تبدیل سیئات بحسنات است و این تبدیل بعد توبہ و ایمان و صلاح است کہ از صدر آیہ یعنی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا الآیہ ہویدا است بحکم فا تفسیر نہ جزا و شرط محذوف ذا الاجزا و ثواب بر عمل پیش از توبہ لازم بخلاف **فہم** مربوط بہ چنان است و تفسیر دیگر مفسرین کہ آن محو سیئات است بسبب حسنات یا عدم اثبات سیئات بتعاقب حسنات نہ بدل کما قال سبحانہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ الآیہ

ترجمہ فَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِہِمْ عَنْ نَّفْسِہٖ الآیہ یعنی چاہیے کہ اپنے خود کے نفسوں کی مرادوں کی طرف میل نکریں تجاوز کر کے نفس مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرادوں سے کہ آپ ابرّ الابرار یعنی نیکوں کے نیک اور خیر الاخیار یعنی بہتروں میں سب سے بہتر ہیں۔ اور حضور صلعم کے نفس مبارک کی مرادیں آپ کے نفس کریم کے حق کی بابت اور خدائے عظیم کے حق کی بابت سب بڑا اور خیر ہیں۔ اور فائدہ اتباع کا آیہ کریمہ مذکور میں ارشاد ہوتا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ لَا یُصِیْبُہُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَہُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ یعنی یہ اسوجہ کہ تحقیق وے ایسے ہیں کہ اونکو نہیں پیاس لگتی ہے اور نہ کوئی واسطہ محنت اور نہ بھوک خدا کی راہ میں اور نہ گہند لتے ہیں جا کے قدم کہ غصہ میں لاوین کافرونکو یا اور نہ پاتے ہیں کہیں جس سے خفا ہوں کافر اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کسی پہونچے کو لینی اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے اون کیلئے نیک عمل اسپر۔ چنانچہ یہ کریمہ تمامہ فرکیفیتہ لتعظیم ادب حضرت صلعم میں مذکور ہو چکی ہے۔ یہ سب کہ مذکور ہوا تبدیل ہے سیئات کی حسنات سے اور یہ تبدیل بعد توبہ اور ایمان اور صلاح کے ہے جو آیت صدر سورۂ فرقان کی رکوع آخر کی یعنی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا سے کہ آیت فاولئک یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ سے مقدم ہے ہویدا ہے ترجمہ یہ۔ مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا۔ تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ بدل دیگا اونکی برائیوں کو بھلائیوں سے یہ مضمون تبدیل سیئات بحسنات بعد توبہ بغیر فاؤلئک کی فاء تفسیر کے حکم میں ہے کہ یہ فاء تفسیر کی ہو نہ جزا کی کہ شرط اوسکی محذوف ہو ورنہ ثواب کا بدلہ عمل پر توبہ سے پہلے لازم ہوگا۔ بخلاف فہم ورد مند جو اسی آیت کی تحت میں نسبت تبدیل سیئات برنگ حسنات مذکور ہوا مفسرین دیگر کی تفسیر یہ ہے کہ وہ تبدیل محو سیئات ہے بسبب حسنات یا عدم اثبات سیئات ہے بسبب تعاقب حسنات یعنی سیئات یا تو حسنات کے سبب مٹائی ہیں یا حسنات کے پیچھے لگے رہنے سے ثابت ہی نہیں ہونے پاتا حاصل اونکی تفسیر کا محو اور عدم اثبات سیئات کا

تبدیل سیئات بحسنات بعد توبہ و ایمان و صلاح است بحکم فا تفسیر و تفسیر مفسرین نہ تبدیل

وجائی غور است اگر بدل بحسنات ناکردہ است موافق تقریر است و اگر بدل بحسنات
کردہ است آن خود مستحق است نہ سیئات بمنزلہ حسنات واللہ تعالیٰ اعلم و نیز بعض
ایشان در حکم عفو و مغفرت ہیچو بدر یا النست بمعنی اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم **لش**
ان اللہ قد اطلع علی اہل بدرٍ فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و فی روایۃ فقد وجبت
لکم الجنۃ الحدیث **ھ** چنانکہ نسبۃ باہل بدر کریمہ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
عذابٌ عظیم الآیہ شاہد حال است **ترجمہ** اگر نبودے نوشتہ از اللہ سبحانہ کہ پیشی گرفتہ است
یعنی وعدہ عفو و مغفرت ہر آئینہ میگرفت شما را در آنچہ گرفتید عذاب بزرگ +
باید دانست اگرانہ لولا کتاب من اللہ سبق وجہی دیگر ہم مقصود باشد وعدہ عفو و
مغفرت اہل بدر کہ شامل ماجراہستند باطل نشود **لش** در تفسیر بہامشہ است ای
لولا حکم منہ تعالیٰ سبق اثباتہ فی اللوح المحفوظ الیٰ ان قال او ان لا یعذب اہل البدر +

ترجمہ اور جائے غور ہے کہ اگر بدل سیئات کا ناکردہ حسنات سے ہے یہ موافق تقریر ہے جو بیان
مین آئے۔ اور اگر بدل اون حسنات سے ہے جو کی ہوئی ہین تو یہ حسنات خود استحقاق رکھتی ہین حسنات
ہونے کا نہ یہ کہ سیئات ہین حسنات کے مرتبہ پر اور خدائے برتر ہی خوب دانا ہے۔ اور یہ ہی ہے
کہ بعض اون کے بدر یون کیطرح حکم عفو و مغفرت مین ہین اس معنی کر کہ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم
یعنی تمہارا جی چاہے جو کرو پس مین تحقیق تمکو معاف کر چکا اور بخش چکا۔ کیونکہ حدیث ہے کہ یقینی خدا نے
اہل بدر پر تحقیق نظر فرمائی اور کہا جو تم چاہو کرو البتہ مین نے تو تمہین بخشدیا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ تحقیق
تمہارے لئے جنت واجب ہوگئی۔ جیساکہ اہل بدر کی نسبت مین یہ آیت کریمہ جو سورۂ انفال کے رکوع نہم مین ہے
لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذابٌ عظیم ۵ شاہد حال ہے۔ یعنی اگر خدائے سبحانہ
کیطرف سے لکھا نہوتا یہ کہ پہلے ہوگیا ہے یعنی وعدہ عفو و مغفرت تو ضرور تمکو بہت بڑا عذاب آلیتا اوس
چیز کیوجہ مین جو تمنے اختیار کیا یعنی فدیہ لینا اسیران بدر سے سمجھنا چاہئے اگر لولا کتاب من اللہ سبق سے
کوئی وجہ دیگر ہی مقصود ہوگی تو وعدہ عفو و مغفرت اہل بدر کا کہ شامل ماجرا ہین باطل نہین ہوتا ہے۔ چنانچہ
تفسیر بہامشہ مین ہے لیے لولا حکم منہ تعالیٰ سبق اثباتہ فی اللوح المحفوظ۔ الیٰ ان قال۔ او ان لا یعذب
اہل البدر۔ یعنی اگر خدائے برتر کی طرف سے حکم نہوتا کہ جسکا اثبات لوح محفوظ مین پہلے
ہوچکا ہے۔ یہانتک کہ کہا۔ یا یہہ کہ نہ عذاب دیگا خدا اہل بدر کو۔

بیان اینکہ بعض اہل بدر … عفو و مغفرت … حدیث

ودر تفسیر کبیر است قال قوم قد سبق حکم اللہ بانہ لا یعذب احداً ممن شہد بدراً
مہ بدلیل ش بدلیل مع مابعدش مربوط است بحکم عفو و مغفرت ہمچو بدریان مہ
مغفرت تحت مشیۃ بر خبر ظنی ش چہ بعدم قرار مغفرت بعض منع مغفرت مطلق
نتواند شد کما قال سبحانہ یغفر مادون ذلک لمن یشاء الآیہ پس فارقی در مغفرت
نباشد مگر در خبر بظنیت قطعیۃ مہ واز کریمہ لولا کتاب الخ ارتفاع امر و نہی از اہل
بدر نتواند شد بل اثباتش و خبر عفو و مغفرت است واگر ہیچ نتواند نظر خود
ازان پوشد ورنہ در وقوع استغفارش از ایشان چہ تردد است دیدہ شد کہ شیطان
ملقی ظن سوء میشود تا آنکہ میشنود و می بیند ناگفتہ و ناشدہ از دور و نزدیک میداند کہ
کشف مغیبات است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ و دیدہ شد کہ ہرگاہ ظن سوء کردہ شد
بعد تحقیق کیفیۃ ماجرا کہ خیر بود ندامت برین تخطیہ کہ عیب خود بود نصیب شد و غور
بجزیکہ فاسق رسانند کہ دران مصلحتہا است لقولہ تعالیٰ ۱؎ +

۱؎ غور

ترجمہ اور تفسیر کبیر میں ہے قال قوم قد سبق حکم اللہ بانہ لا یعذب احداً ممن شہد بدراً۔
یعنی کہا ایک قوم نے کہ تحقیق علم خدا پہلے ہو چکا ہے اس بات کا کہ تحقیق وہ کسی کو عذاب نہ دیگا اونمیں سے جو حاضر ہوئے بدر میں
اور یہ کہ بعض اون کے بدریوں کی مانند حکم عفو و مغفرت میں ہیں اس دلیل سے کہ مغفرت تحت مشیۃ ہے
خبر ظنی پر کیونکہ بعض کی مغفرت کے قرار و ٹھہراؤ نہونیکے سبب مطلق مغفرت کا منع نہیں ہو سکتا جیسا فرمایا حق
سبحانہ نے سورۂ نساء کے رکوع سات میں یغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیہ یعنی ماسوا اسکے بخشیگا جسے
چاہیگا پس مغفرت میں کوئی فارق نہوگا مگر خبر میں فارق ہوگا دلیل ظنیت اور قطعیت کے سبب۔ اور آیت کریمہ
لولا کتاب الخ سے امر و نہی کا ارتفاع اہل بدر سے نہیں ہو سکتا یعنی اس آیت کے سبب امر و نہی کا حکم اہل بدر سے
نہیں اوٹھہ سکتا اور نہ وے امر و نہی سے خارج ہو سکتے ہیں بلکہ اوسکا اثبات ہے اور عفو و مغفرت کی خبر ہے
اور اگر یہہ تاویلات اہل اللہ کی نسبت کہ بیان میں آئیں کچھہ نکرسکے اپنی نظر اوس سے بچاوے ورنہ اون
اون کے استغفار کے واقع ہونے میں کیا تردد ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ شیطان سوء ظن کا ملقی یعنی ڈالنے والا ہوتا ہے یہانتک
کہ سنتا اور دیکھتا ہے ایسی بات جو نہ کہی ہو اور نہ ہوئی ہو دور اور نزدیک سے اور جانتا ہے کہ یہ کشف مغیبات ہے یعنی
یہ سمجھتا ہے کہ غیب کی باتوں کا کشف ہو گیا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور دیکھا
گیا ہے کہ جب بدظنی کیگئی تو بعد تحقیق کیفیت ماجرے کے کہ دراصل وہ خیر تہا اس خطا کرنے پر کہ اپنا عیب
تہا ندامت نصیب ہوئی۔ اور دسویں غور ایسی چیز میں جو فاسق پہونچا دے کہ اس غور میں مصلحتیں ہیں۔

لازمہ بجز فاسق

یاایہاالذین اٰمنوا ان جاءکم فاسقٌ بنبإٍ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالة
فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین ۝ و انفاع خلق چہ احیا و چہ اموات ترحماً لقولہٖ علیہ الصلوٰة
والسلام ارحموا ترحموا چہ بعکس این فرمود صلعم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس فی المشکوٰة
پس ہر چہ ہست بہ نفس خود عائد است وای مسلمانان این قصہ تا چند خوانم توفیق از خدای
عزوجل و علم و عمل از صحبت صلحا بجو بید اگرچہ اندک باشد بحقیقة خود صحیح باشد و در قبول
امر خدائی عزوجل و رسول مقبول صلعم و اولیاء اللہ تعالیٰ در حق اللہ تعالیٰ و حق العبد تہذیب
نفس بہر چہ خواہند و ظنیات شیوہ سعادت بسمعنا و اطعنا صدقا و تصدیقا گیرد پس امید
توفیق و فلاح است۔

قال سبحانہ انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینہم
ان یقولوا سمعنا و اطعنا و اولئک ہم المفلحون ۝

ترجمہ سبب فرمان خدائی برتر کے سورۂ حجرات پہلے رکوع میں یا ایہا الذین اٰمنوا ان جاءکم
فاسق بنبإٍ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالة فتصبحوا علیٰ ما فعلتم نادمین ۝
یعنی اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق اطلاع لوائے تو تحقیق کرو۔ پھر کہ نہیں جا پڑو تم کسی قوم پر نادانی
سے پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو۔ اور گیارہویں انفاع خلق یعنی مخلوق کو نفع پہونچانا رحم کی راہ سے
خواہ زندہ ہوں خواہ مردے۔ کیونکہ رحم کی نسبت فرمایا حضور علیہ الصلوٰة والسلام ترحموا یعنی تم رحم کرو
رحم کئے جاؤگے تم۔ کیونکہ عکس میں اسکے فرمایا حضور صلعم نے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس
فی المشکوٰة۔ یعنی خدا نہیں رحم کرتا ہے اوسکو جو لوگونپر رحم نہیں کرتا ہے۔ یہ حدیث مشکوٰة میں ہے
پس جو کچھ ہے اپنے نفس کیطرف عائد ہے۔ افسوس مسلمانو یہ قصہ کبتک بیان کروں۔ بارہویں توفیق خدائے عزوجل سے
اور علم و عمل صحبت صلحا سے تلاش کرو اگرچہ تھوڑا ہو اپنی حقیقت میں صحیح ہوگا۔ اور تیرہویں قبول امر یعنی حکم ماننے
میں خدائے عزوجل کے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے خواہ وہ امر خدائے برتر کے
حق کی بابت ہو خواہ تہذیب نفس کیوجہ میں ہو جس چیز میں وے تہذیب چاہتے ہوں۔ اور قبول ظنیات میں سچے
دل سے اور بطور تصدیق و تسلیم شیوہ سعادت کا اختیار کرے انہیں قبول امر و ظنیات میں سمعنا اور اطعنا کے الفاظ
کہکر یعنی ہمنے سنا اور ہمنے اطاعت کی۔ تو امید توفیق و فلاح ہے۔
فرمایا حق سبحانہ نے سورہ نور کے رکوع ہفتم میں انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ
لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا و اطعنا و اولئک ہم المفلحون ۝

ترجمہ فرمود سبحانہ تعالیٰ جز این نیست کہ ہست گفت مومنان ہرگاہ کہ خواندہ شوند بطرف خدائے پاک و پیغمبر او تعالیٰ صلعم تا کہ حکم فرماید داعی میان ایشان (یعنی عامل بمصدر) گفتن شان شنیدیم و فرمان بردیم و ہما نشد بہ بہتری رسندگان + باید انست نظر بعموم زمان و تحقق وقوع شرط بدلالت اذا و توسع فاعل کہ مقتضی بہ ضروریست بدلالت مجہول این دعوت محقق الوقوع و ستمدار الزمان الی ماشاء اللہ تعالیٰ از امام زمانہ است و حکم عام است ازینکہ بربنائے عطف نسق باشد یا عطف تفسیر و نظر بتحقیق و تحصیر و تاکید جزا بدلالت انما کان نگفتن سمعنا و اطعنا بمراد پذیرا کردن و بجا آوردن از خصائل منافق است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ و حذر از عذر کہ ہمانا بتواصل اشتغال دنیوی باشد الاخو شامل مراد داعی است و چنان دیدہ شد سعید ہر جا کہ رود سعید است و بحکم سعادت عادتش اخذ ماصفا و دع ماکدر است و شقی ہر جا کہ رود شقی است و بحکم شقاوت عادتش دع ماصفا و اخذ ماکدر است واللہ المستعان

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ترجمہ یعنی سوائے اسکے مومنین کا قول نہیں ہے جبکہ وے خدائے پاک اور اوسکے پیغمبر صلعم کیطرف بلائے جاوین تاکہ بلانیوالا اون کے درمیان حکم فرماوے یہ کہنا ہے اونکا کہ ہمنے سنا اور تعمیل حکم بجالائے۔ اور یہی لوگ ہین بہتر می کو پہونچنے والے۔ سمجھنا چاہئے کہ عموم زمان اور وقوع شرط کے تحقق ہونے پر اوسپر اذا سے دلالت ہو رہی ہے اور فاعل کے توسع پر کہ دلالت فعل مجہول سے اوسپر تقاضا ضروری ہوتا ہے نظر کرکے یہ دعوت مطلب محقق الوقوع اور ستمدار الزمان یعنی اس دعوت کا واقعی واقع ہونا اور ہر زمانہ مین دائم پایا جانا جبتک مرضی خدائے برتر ہے ہر امام زمانہ سے ہے۔ اور حکم عام ہے اس سبب سے کہ عطف نسق کی بنا پر ہوگا یا عطف تفسیری کی۔ اور تحقیق اور تحصیر اور تاکید جزا پر نظر کرکے کہ انما کان سے اوسپر دلالت ہو رہی ہے سمعنا و اطعنا مراد کے قبول کرلنے اور بجالانیکا نہ کہنا منافق کی خصائل سے ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ خدا کے تعالیٰ کی پناہ اس سے۔ اور عذر سے بچنا اور حذر کرنا کہ یہی تو دنیوی اشتغال مین میل کرنا ہے درنحو داعی کی مراد کو شامل ہے۔ اور ایسا دیکھا گیا ہے کہ سعید جہان کہین کہ جاتا ہے سعید ہے۔ اور سعادت کے حکم پر اوسکی عادت اخذ ماصفا و دع ماکدر ہے یعنی صفا چیز کو لینا اور اختیار کرنا اور مکدر کو چھوڑ دینا۔ اور شقی جہان کہین کہ جاتا ہے شقی ہے اور شقاوت کے حکم پر اوسکی عادت دع ماصفا و اخذ ماکدر ہے۔ یعنی صفا چیز کو چھوڑ دینا اور جسمین کدورت ہو لیلینا واللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور خدا ہی کی عون و مدد طلب کیجانی چاہئے اور کسیکو حول و قوت نہین ہے مگر خدائے برتر و بزرگ کے مدد سے

متفرقات

مناسب آنکہ بہر کس نہ پیوند و چون پیوست وضع او وخود را نگاہ دارد از انست
کہ از جبان شجاعت و از بخیل سخاوت و از صالح طلاحت و از طالح صلاحت نخواہد مگر
بضرورت خواست صلاحت بتدریج کہ لازم خیر است تا نوبت بترک نرسد و اگر خود
شجاع است وسخی وصالح وضع خود نگزارد کہ ہما نا ازو اور است و از تو ترا است فی المشکوۃ
قال صلعم لاتکونوا امعۃً تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن و
طنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساء وا فلا تظلموا رواہ
الترمذی ترجمہ مشوید مرد ہر جائی وخود رائی کہ بگوئید اگر نیکی کنند مردمان نیکی
کنیم و اگر ظلم کنند ظلم کنیم ولکن مقرر کنید نفوس خود را باینکہ اگر نیکی کنند مردمان نیکی کنید
و اگر بدی کنند پس ظلم مکنید و در حذف مفعول سر لیست بتوسع تعمیم مفعول از خود و غیر خود
بمطلب جمیل کریمہ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا الایہ

ترجمہ متفرقات مناسب - اول یہ کہ ہر کسی سے نہ ملے اور جو ملگیا تو اوسکی اور اپنی وضع کو نگاہ
رکھے - یہی سبب ہے کہ نامرد سے بہادری - اور کنجوس سے سخاوت - اور نیک بخت سے برائی
اور بدکار سے بہلائی ونیکی نچاہے مگر بضرورت خواہش بہلائی کے آہستہ آہستہ کہ خیر کو لازم ہے
خواہان رہے تاکہ نوبت ترک تک نہ پہونچے یعنی ایسا نہو کہ چھوٹ جانے کی نوبت آجاوے - اور
جو خود شجاع اور سخی اور صالح ہو تو اپنی وضع نچھوڑے کیونکہ بات یہی ہے کہ جو اوس سے ہے
اوسی کے لئے ہے اور جو تجھ سے ہے تیرے لئے ہے مشکوۃ میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے مرد ہر جائی اور خود رائی مت ہوجاؤ یعنی ایسا آدمی نہ بنو جو اپنی وضع کو نگاہ نرکھے اور پابند
وضع نہو - کہ یہ کہنے پہر د اگر لوگ نیکی کرینگے ہم بہی نیکی کرین گے اور اگر ظلم کرینگے ہم بہی ظلم
کرینگے - ولیکن اپنے نفسون کو ٹہرالو اور پابند کرلو اسبات کا کہ اگر وے لوگ نیکی کرین
تو تم بھی نیکی کرو اور جو وے بدی کرین تو تم ظلم نکرو - اور مفعول کے حذف مین ایک بہید
ہے تعمیم مفعول کے متوسع ہونے پر اپنے اور اپنے غیر سے ان آیات کریمہ کے مطلب جمیل کیجانب
کہ اون مین سے ایک سورۂ بنی اسرائیل کے اول رکوع مین ہے

ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم
فلھا الایہ

وکریمہ لمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل کہ از الفاظ حدیث شریف فہیم تواند دریافت - واز بُریدن پرہیز وسع بریدن زیاران خلاف وفا است + باید دانست اتحاد قلبی امری عظیم است در وجہی ہم دشوار است و در ہر وجہ دشوار تر و درین جز اتحاد وجہی دیگر متضمن نیست نگہداشت آن بازالت موانع اتحاد لازم و عا برآنکہ گفت **شعر** نی تار عمر محکم و نی تار دوستی + ترسم ازین دو رشتہ کہ بسیار نازک است وصحۃ اتحاد جز بترک خواست خود نتواند شد و این کار مردان کنند چون و ہد داند کہ بخشندہ اوست تعالی پس از منت وایذار ہد و خوش آنکہ شکر خدائے کریم کند کہ ترا باو و اورا بتو واسطہ فرمود و چون بیابد داند کہ بخشندہ اوست تعالی ولیکن بشکر خدائے کریم واسطہ را ہم فراموش شد قال صلعم مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ واگر ندہد و نیابد داند کہ مانع اوست تعالے تا اضافات حجاب حقیقۃ نگردد

ترجمہ یعنی اگر تمنے نیکی کی تو اپنے ہی جانون کیلئے نیکی کی اور جو تمنے برائی کی تو اونہین جانون کیلئے - اور یہ کریمہ جو سورہ شوریٰ کی رکوع چہارم مین ہے لمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل ۔ یعنی البتہ جس کسی نے کہ اپنے ظلم کے بعد داد پائی یعنی بدلہ وعوض ہوگیا پس وے ایسے لوگ ہین کہ اونپر کوئی راہ نہین یعنی الزام نہین - کہ یہ مطلب جمیل الفاظ حدیث شریف مذکور سے فہیم معلوم کرسکتا ہے اور دوم یہ کہ قطع کرنیسے پرہیز کرے ع بریدن زیاران خلاف وفا است + یعنی ع یارون سے توڑنا یہ وفا کا خلاف ہے سمجھنا چاہیئے کہ سوم اتحاد قلبی ہے جو ایک بڑا کام ہے کہ ایک وجہ مین بہی دشوار ہے اور ہر وجہ مین بہت دشوار اور اس اتحاد قلبی مین بجز اتحاد کے کوئی دوسری وجہ متضمن نہین ہے - اسکی نگہداشت موانع اتحاد کے دور کرنیمین لازمی ہے - وعا اوسپر جسنے یہ کہا شعر نے تار عمر محکم وے نے تار دوستی + ترسم ازین دو رشتہ کہ بسیار نازک است ترجمہ زندگی اور دوستی دونون کے کچے تاگے ہین + ڈر مجہے ہر دونون رشتون سے کہ نازک ہین بہت + اور اتحاد کی صحت بجز اپنی خواہش چہوڑنیکے نہین ہوسکتی اور یہ کام مرد لوگ کرتے ہین چہارم جب دیوی تو جانے کہ بخشنے والا وہی خدائے تعالیٰ ہے پس منت وایذا سے چہوٹ جائیگا - اور اچہا وہ ہے خدائے کریم کا شکر کرے کہ اوسنے تجہکو اوسکا اور اوسکو تیرا واسطہ بنا دیا - اور جب پاوے تو جانے کہ وہی خدائے تعالےٰ بخشندہ ہے - ولیکن خدائے کریم کے شکر مین واسطہ کو بہی فراموش نکرے - فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے آدمیون کا شکر نکیا اوسنے خدا کا شکر نکیا - اور جب دیوی اور نہ پاوے تو جانے کہ وہی خدائی تعالیٰ اوسکا مانع ہے تا کہ اضافات یعنی نسبتین حقیقت کی حجاب نہ بنجا دین -

قطع رسیدہ پرہیز از

سوم نگہداشت اتحاد قلبی اور اوسکی صحت

بیان آداب چہارم اور اسکے بیان مین بدلیل نقل حدیث و آیات اور طریق نیک اوسکا

وازخبث نفس کہ دردادن ونادادن ویافتن ونیافتن توان آمد ماموں باشد وخوش آنکہ سائل را عزیز ومکرم دارد باشد کہ این عزت وتعظیم بعزیز ومکرم مستور رسیدہ سبب قربت باشد در حدیث شریف است ہرگاہ کسی بکسی برای خدا عزوجل میدہد اول بدست خدای عزوجل می افتد پس تعظیم وتکریم لازم است ھ قال صلعم یا عائشۃ احبی المساکین وقربیہم فان اللہ یقربک یوم القیامۃ - وتا تواند دہد قال صلعم یا عائشۃ لاتردی المسکین ولو بشق تمرۃ - ودرشت نگوید بقولہ تعالیٰ واما السائل فلا تنہر الآیہ ودر ربط این آیہ واما بنعمۃ ربک فحدث اشارتی بشکر این است کہ اورا پیش تو آورد نہ ترا پیش او برگفتہ اند در خدمت شاہان حفظ نگاہ است از انتشار ودر خدمت علماء حفظ زبان است از لغو ودر خدمت اولیاء اللہ تعالیٰ حفظ دل است از خطرات دردمندی میگوید انہمہ در خدمت اولیاء اللہ تعالیٰ لازم بود بل حفظ جملہ ظاہر وباطن بموافقت شرع شریف حتی الامکان ۔

بیان ادب سلاطین وعلماء واولیاء اللہ وتحقیق سائلین

ترجمہ اور خبث نفس سے جو دینے اور نہ دینے اور پانے اور نہ پانے میں ممکن ہے کہ آوے اوس سے بیخوف رہیگا - اور اچھا وہ ہے کہ سائل کو عزیز ومکرم رکھے ضرور ہے کہ یہ عزت وتعظیم عزیز ومکرم مستور یعنی پوشیدہ کو پہونچکر قربت کا سبب ہوگی - حدیث شریف میں ہے جب کوئی کسیکو خدائے عزوجل کے لئے دیتا ہے اول خدائے عزوجل کے ہاتھہ میں پڑتا ہے پس تعظیم وتکریم لازم ہے - فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ای عائشہ مسکینوں کو محبوب رکھہ اور قربت کر تو اونسے پس یقینی خدائے بزرگ تجھکو روز قیامت قربت بخشیگا اور جہانتک ہوسکے دیوے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ای عائشہ مسکین کو مت لوٹا یعنی جواب نہ دے اگرچہ کہجور کی ایک پہانک ہی ہو - اور درشت وسخت نہ کہے کیونکہ فرمان خدائے برتر ہے پارہ عم سورۃ والضحیٰ میں واما السائل فلا تنہر یعنی ولیکن سائل کو پس تو مت جہڑک - اور ربط دینے میں آیت مذکورہ کو اس مابعد آیت واما بنعمۃ ربک فحدث کے ساتھہ یعنی ولیکن اپنے پروردگار کی نعمت کا پس تو بیان کر - ایک اشارہ اس بات کے شکر کیطرف ہی کہ اوسکو تیرے پاس لایا نہ تجھکو سائل کے پاس لیگیا - بیچ کہا ہی لوگوں نے کہ بادشاہوں کی خدمت میں نگاہ کا انتشار سے بچانا ہی تاکہ ادہر اودہر نہ دیکہے - اور علماء کی خدمت میں زبان کا لغو سے نگاہ رکہنا ہے - اور اولیائے خدائے تعالیٰ کی خدمت میں دل کی خطروں سے حفاظت ہے - ایک دردمند کہتا ہے کہ یہ سب اولیاء اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لازم ہینگے بلکہ جملہ ظاہر وباطن کی نگہداشت کی شرع شریف کی موافقت کیساتھہ جہانتک ہوسکے

واگر نتوانند بہ آنکہ دور مانند چہ شاہانند بی تاج وتخت وعلماء ربانی اند ومقربان خداوند
ذوالجلال والاکرام شاہان چہ توانند مگر قتل وعلما نتوانند مگر زجر آولیاء اللہ تعالی آن
کنند کہ کس نتواند در صفت ایشان است در سورۂ مریم قولہ تعالی ان الذین اٰمنوا وعملوا
الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن وُدًّا الآیہ ودر سورۂ زمر قولہ تعالی لھم مایشاؤن عند ربھم
واین ہر دو کریمہ بدلالت لفظ ونظم عام است از دنیا وآخرت رحم وقہر خدائی بی نیاز
در رحم وقہر ایشان مستور است واگر دانند عیان است الحق دلیل اند بر کمالات
رسول مظہر شیونات لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد
کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ؏ زین پیش چہ گویمت کہ چونند
اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ اور جو نہو سکے بہتر یہ ہے کہ دور رہے کیونکہ یہ حضرات بادشاہ ہین بدون تاج وتخت اور علماء ربانی ہین۔ اور
خداوند ذوالجلال والاکرام کے مقرب ہین۔ بادشاہ کیا کرسکتے ہین بجز قتل اور علما نہین کرسکتے مگر زجر وتنبیہ۔ اولیائے
خدا تعالی وہ کرتے ہین جو کوئی نہین کرسکتا۔ اونکی صفت مین ہے سورہ مریم کی آخر رکوع مین فرماتا خدائے برتر کا
ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودا الآیہ
یعنی تحقیق جو ایمان لائے اور اونہون نے نیک عمل کئے عنقریب رحمن اونکو عطا کریگا محبت۔ اور فرماتا خدائے
برتر کا سورۂ زمر رکوع چار و سورہ شوری رکوع تین مین لھم ما یشاؤن عند ربھم الآیہ
یعنی اون کیلئے ہے جو کچھہ وے چاہتے ہین اون کے رب کے پاس۔ اور یہ دونون آیات کریمہ باعتبار دلالت
لفظ اور نظم کے عام ہین دنیا اور آخرت کی بابت۔ اور رحم وقہر خدائے بی نیاز کا اون کی رحم وقہر مین چھپا ہوا ہے۔ اور
اور اگر جانے ظاہر ہے الحق یہ حضرات دلیل ورہنما ہین رسول کے کمالات پر کہ مظہر شیونات مین ہرروز کا۔ کی
شانون کا اونمین ظہور ہے۔ موافق مضمون کریمہ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر
قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا سورہ کہف کی آخر مین یعنی اگر دریا سیاہی ہوجاوے میرے رب کے
کلمون کے لئے البتہ دریا پہلے اس سے کہ میرے رب کے کلمات پورے ہون پورا ہوجائیگا اگرچہ اوس کے مثل
اور مدد سے آئین ؏ زین پیش چہ گویمت کہ چونند۔ ترجمہ اس سے آگے کیا کہون کیسے ہین وے
اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ
اے خدا درود وسلام بہیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت مین اور اون کے انوار پر جیسا تو اوسکو چاہتا ہے اور اوس سے
راضی ہے اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہمپر اوسکے طفیل۔

صفحہ اولیا بعض کریمہ اور اونکی اختیار۔

ذکر انبیاء اللہ تعالیٰ از ذات وصفات وافعال و دیگر عوارض لاحقہ حال شان علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بہ نیت اہتدا تا آنکہ واقعی باشد موجب برکات و خیرات در امور معاش ومعاد است لقولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک ٭ وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین پس ذکر احوال اولیاء اللہ تعالیٰ از صحابہ وغیرہم نیز در تبعیت فی حد ہا ٭ ای محفوظیۃ بالتفاوت درجات ولایۃ صحابہ وغیرہم ٭ است بناءً دلالۃ بر احوال انبیاء اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بازیادت استفادہ آداب درجات متفاوت درین ذکر البتہ فکری رسا وقلبی پارسا باید تا حقیقۃ مقصودہ ذکر بحسب حال مقصود ومراد دارد بدلالۃ لفظ للمومنین کہ در آثار ایشان است

ترجمہ ششم ذکر انبیاء اللہ تعالیٰ کا ـ ہماری نبی اور اونپر صلوٰۃ وسلام ہو جیسے اونکی ذات وصفات اور افعال اور اون کے اور عوارض لاحقہ حال کی بابت ہدایت پانے کی نیت سے یہانتک کہ واقعی ہو دنیا اور دین کے کاموں مین برکتوں اور نیکیوں کا سبب ہے کیونکہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ ہود آخر رکوع مین وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فوادک ٭ وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین یعنی اور ہم رسولون کے اخبار کی نسبت تجھپر کل کا اسقدر بیان کر دینگے کہ اوس سے ہم تیرے دل کو ثابت وقائم کر دینگے اور اس مین آگیا تیری پاس حق اور آگئی نصیحت اور مومنین کے لئے یادگاری پس ذکر احوال اولیاء اللہ تعالیٰ کا صحابہ وغیرہم سے بھی اپنی حد مین یعنی محفوظیت مین تفاوت درجات ولایت صحابہ وغیرہم کیساتھ تبعیت وپیروی انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ضمن مین ہے بنا بر دلالت کے انبیاء علیہم السلام کے احوال پر مع زیادتی استفادہ کے متفاوت درجون آداب کے یعنی انبیاء علیہم السلام کے بعد اولیاء اللہ کے احوال کا بیان بھی کہ صحابہ وغیرہم ہین انبیاء کے تابع ہونیکی وجہ مین ہے اونکی حد محفوظیت کے اندر ولایت صحابہ وغیرہم کے تفاوت درجون کا اعتبار کر کے تاکہ انبیاء علیہم السلام کے احوال پر اسنے فائدہ مزید حاصل کرنیکی دلالت ہو آداب کے متفاوت درجون مین اس ذکر مین البتہ بڑی فکر رسا اور ایک دل پارسا چاہیئے تاکہ ذکر کی حقیقت مقصودہ موافق حال کے مقصود ومراد رکھتی ہو ـ اور اس ذکر پر دلالت لفظ للمومنین سے ہو رہی ہے جو آیت مذکورہ کے آخر مین ہے ـ کہ ان مومنین کے آثار مین یہ آیت کریمہ ہے جو سورۂ انفال کے شروع مین ہے

بیان ذکر انبیاء و اولیاء بہ تبعیت انبیاء بہ نیت اہتداء امور معاش موجب برکات و خیرات است ...

کریمہ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ
زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون ۝ الذین یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنا ھم ینفقون ۝
اولئک ھم المومنون حقا ط لھم درجات عند ربھم و
مغفرۃ و رزق کریم ۝ پس فاسق را جز اساطیر الاولین یا حظ نفس نباشد
واز غیر واقعی حذر دارد اگرچہ در وجہ فضل باشد واگر خطا گرفضولی کند بحرمتہ ایشان جای
عفو است ارادت بر سہ وجہ است ارادت دنیا محض کما قال اللہ تعالے
ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب
ونشان مرتبہ فروتر آن دو چیز است در زیادتی دنیا بنقصان دین راضی بودن واز
درویشان ومسلمانان معرض بودن وارادت آخرت محض کما قال اللہ تعالیٰ ومن
اراد الاخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکوراً

ترجمہ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم
ایمانا وعلی ربھم یتوکلون ۝ الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنا ھم ینفقون
اولئک ھم المومنون حقا ط لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ
ورزق کریم ۝ یعنی ایمان والے وہی ہین کہ جب ذکر خدا کیا جاتا ہے اون کے
دل کے دل ڈرجاتے ہین اور جب اونپر آیات خدا پڑہی جاتی ہین ایمان اون کے بڑہجاتے ہین اور وے
اپنے رب پر بہروسہ کرتے ہین - وے لوگ نماز کو قائم رکہتے ہین اور جو رزق ہمنے اونکو دیا ہے اوس مین
سے خرچ کرتے ہین - یہی ہین وے سچے مومن - اون کیلئے اون کے رب کے پاس درجے ہین اور
بخشش ہے اور رزق کریم ہے یعنی روزی آبرو کی - پس فاسق کیلئے بجز اگلون کے قصون یا حظ نفس
کے اور کیا ہوگا - اور غیر واقعی حالات سے حذر رکھے یعنی بچتا رہے اگرچہ وہ وجہ فضل مین ہون
اور اگر بھول کر فضولی کریگا بہ طفیل اونکی حرمت کے عفو کا موقع ہے ہفتم ارادت تین طرح پر ہے -
ایک محض دنیا کی ارادت جیسا فرمایا خدائے برتر نے من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ
منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب ۔ رکوع سوم مین - یعنی اور جو کوئی دنیا کی کہیتی کا ارادہ رکہتا ہے اوسکو
ہم اوسی سے دیتے ہین - اور آخرت مین اوسکیلئے کچھہ حصہ نہین ہے - اور اوسکے کمتر مرتبہ کی علامت
دو چیزین ہین - ایک دنیا کی زیادتی مین دین کے نقصان پر راضی ہوجانا - اور دوسرے درویشون اور مسلمانون سے
روگردان ہونا - اور دوسرے محض آخرت کی ارادت جیسا فرمایا خدائے برتر نے سورہ بنی اسرائیل رکوع دوم مین -
ومن اراد الاخرۃ وسعیٰ لھا سعیھا وھو مومن فاولئک کان سعیھم مشکوراً

ارادت سہ اقسام و تعریف و علامات مع حدود و انجام بدلالت نصوص کریمہ

وقال سبحانہ من کان یرید حرث الآخرۃ نزد لہ فی حرثہٖ و نشان درجۂ فروتر آن دو چیزاست
درسلامتی دین بنقصان دنیا رضا گرفتن و موانست و موافقت با درویشان گرفتن وارادت
حق محض کما قال اللہ تعالیٰ یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ الآیہ
ونشان درجۂ فروتر آن درگزشتن است از مقصودیت ماسوی اللہ تعالیٰ بدانکہ ارادت
دنیا ارادت مجہول است وارادت آخرت ارادت معلوم وارادت حق ارادت
موجود حسرت برائی آنکہ مرادش مجہول است وتاسف برائی آنکہ مرادش معلوم
ومسرت برای آنکہ مرادش موجود و نیز باید دانست فروتر از آثار ترک حرص
متاع دنیا آنست چون متاع دنیا حاصل شود فرحتے در دل نیاید بلکہ متوحش شود
کہ از اسباب خطر است اگرچہ بطرف امور اخروی باشد وچون حاصل نشود
ملالتی در دل نیاید بلکہ فرحتے رونماید کہ از اسباب اطمینان باللہ تعالیٰ است
اگرچہ محروم از خیرات اخروی باشد۔

ترجمہ یعنی اور جسنے آخرت کا ارادہ کیا اور کوشش کی اوسکے لئے جیسی اوسکی کوشش تہی حالانکہ
وہ مومن ہے پس وہی ہین کہ اونکی سعی مشکور ہے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ شوریٰ رکوع سوم
مین من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہٖ ج یعنی جو کوئی ہے
کہ ارادہ رکہتا ہے آخرت کی کہیتی کا ہم اوسکیلئے اوسکی کہیتی مین زیادتی دیتے ہین۔ اور اسکے
کمتر درجہ کی علامت دو چیزین ہین۔ ایک سلامتی دین مین دنیا کے نقصان پر راضی ہو جانا۔
دوسری درویشون کے ساتہہ موانست اور موافقت اختیار کرنا۔ اور تیسرے محض ارادت
حق جیسا فرمایا خدائے برتر نے سورۂ الکہف رکوع ششم وچہارم مین یدعون ربہم
بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ الآیہ یعنی پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام کہ ارادہ
کرتے ہین روئے مبارک اوسکا۔ اور اسکے کمتر درجہ کی علامت مقصودیت ماسوای اللہ
سے گذرجانا ہے یعنی غیر خدا اوسکا مقصود نہو بجز اللہ کے معلوم ہو کہ ارادہ دنیا کا ارادہ مجہول کا ہے
اور ارادہ آخرت کا ارادہ معلوم کا۔ اور ارادہ حق کا ارادہ موجود کا ہے حسرت اسکے لئے جسکی مراد مجہول ہے
اور تاسف اوسکیلئے جسکی مراد معلوم ہے اور مسرت اوسکے لئے جسکی مراد موجود ہے۔ اور یہ بہی سمجہنا چاہئے کہ
متاع دنیا کی حرص کے چہوڑنیکے آثار مین سے کمتر یہ ہے کہ جب متاع دنیا حاصل ہو تو دل مین کوئی فرحت نہ آوے بلکہ متوحش
ہو جاوے کہ خطرے کے اسباب سے ہے اگرچہ اخروی ہونے کی طرف سے ہو۔ اور جب حاصل نہ ہو تو کچھ رنج دل مین نہ آوے بلکہ ایک فرحت
ظاہر ہو کہ خدائے تعالیٰ کے ساتہہ اطمینان کے اسباب سے ہے اگرچہ خیرات اخروی سے محروم ہے

از ماجرائے کسی است کہ روزہا در دعوت خداوند **نش** دعوت خداوند
اصطلاح فقرا از نخوردن است و درینحال روزی دل از انور خدا است تعالے
شانہ و عافیۃ از تشنگی و گرسنگی کما قال سبحانہ لا یصیبھم ظماٌ ولا نصب
ولا مخمصۃ فی سبیل اللہ الآیۃ ازین سبب دعوت خداوند فرمودہ اند نہ فاقہ کہ نصیب
طالبان دنیا است **م** بود و حجاب از اللہ تعالی مرتفع نمی شد۔
از مہتمم خانہ پرسید چیزی ہست گفت نیست متحیر و مشوش شد بعد ساعتی آن
حجاب مرتفع شد وقتی دیگر مہتمم خانہ گفت جستم قدر یک تولہ برنج در ظرفی یافتم گنجشکان
انداختم ہمان وقت رفع حجاب بود **نش** کیفیۃ این حجاب وارتفاعش
اہل اللہ تعالی دانند نہ غیر **ص** سبحان اللہ سکینت خوش سامان عشاق است

شعر

خوشا وقتی و خورم روزگاری | کہ یاری برخورد از وصل یاری

ترجمہ کسی کا ماجرا ہے کہ بہت دنوں سے دعوت خداوند میں تہا اور خدائے تعالی کی طرف سے حجاب نہیں
اوٹہتا تہا دعوت خداوند اصطلاح فقرا میں نہ کہانے سے ہے۔ اور ایسے وقت میں دل کی روزی
خدائے تعالی شانہ کے نور سے ہوتی ہے۔ اور بہوک وپیاس سے عافیت رہتی ہے جیسا فرمایا
خدائے سبحانہ نے کہ سورۂ توبہ رکوع پانزدہم میں ہے لا یصیبھم ظماٌ ولا نصبٌ ولا
مخمصۃ فی سبیل اللہ الآیہ یعنی نہ پہونچیگی اونکو پیاس اور نہ دکھ اور نہ بہوک خدا کی راہ میں
الخ۔ اسی سبب سے اونہوں نے دعوت خداوند فرمایا ہے نہ فاقہ جو طالبان دنیا کا حصہ ہے
الحاصل صاحب ماجرا نے مہتمم خانہ سے پوچہا کوئی چیز ہے کہا نہیں ہے۔ اسپر صاحب ماجرا
متحیر ومشوش ہوئے بعد ایک گہڑی کے وہ حجاب جاتا رہا۔ پہرکسی اور وقت مہتمم خانہ نے کہا
کہ میں نے تمہاری فرمانے پر تلاش کیا تو ایک تولہ چاول کسی برتن میں پائے وہ میں نے چڑیوں
کو ڈالدئے۔ وہی وقت حجاب کے اوٹہنے کا تہا۔ اس حجاب اور اوسکے اوٹہنے کی کیفیت جو اہل
اللہ میں وہی جانتے ہیں نہ غیر۔ سبحان اللہ سکینت عشاق کیلئے کیا اچہا سامان ہے شعر
خوشا وقتے وخورم روزگارے + کہ یاری برخورد از وصل یارے ترجمہ

وقت کیا اچہا ہے وہ کیسا زمانہ خوب ہے
جب اوٹہاتا ہے مزے ایک یار وصل یار سے

بیان دعوت خداوند کہ اصطلاح فقرا میں ہے بلا اکل و بیان فاقہ۔

چون متاع دنیا گردش گیرد از و فارغ بوده سکینیت را مایۂ سبب سعادت خود
ساز و یا رب توفیق فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم اللّٰھم اَحْیِنی مسکیناً
وَاَمِتْنی مِسْکِیْناً وَاحْشُرْنِی مِسْکِیْناً فِی زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن الحدیث گفتہ اند مسکین
آنست کہ از اسباب اطمینان نفس ہیچ ندارد کسی گفت از اسباب اطمینان
نفس جز خدائے تعالیٰ ہیچ ندارد خوشا آرزوئے آن حبیب اللہ بہترین ماسوی اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلّم ورنہ درین دنیا بسا دیدہ شد
کہ از اسباب اطمینان نفس ہیچ ندارند ونا داشت بکفر
رسانیدہ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ اللّٰھم صلّ وسلّم
علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہٖ کما تحبہٗ
وترضاہُ وشفّعہٗ فینا
وترحمنا بہٖ

ترجمہ جب دنیوی متاع کو گردش آجاوے اوس سے فارغ رہکر مسکینیت کو اپنے سعادت
کے سبب کا مایہ بناوے ای رب تو توفیق عنایت کر۔ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلّم نے خدایا مجھکو مسکینی مین زندہ رکھیو۔ اور حالت مسکینی مین مجھی موت دیجیو۔ اور
حالت مسکینی مین گروہ مسکینون مین میرا حشر کیجیو تا آخر حدیث۔ بزرگون نے کہا ہے
مسکین وہ ہے جو اطمینان نفس کے اسباب سے کچھ نرکھے۔ کسی نے کہا بجز خدائے
تعالیٰ کے اطمینان نفس کے اسباب سے اور کچھ نرکھے۔ کیا اچھی ہے آرزو اوس
حبیب خدا کی جو بہترین سب ہے ماسوائے خدا سے۔ درود خدائے برتر کا اوسپر اور اوسکی
آل۔ اور اوسکی اصحاب اور اوسکے تابعدار ونپر ہوجیو اور سلام۔ ورنہ اس دنیا مین بہت دیکھا
گیا کہ اطمینان نفس کے اسباب سے کچھ نہین رکھتے ہیں اور اس ناداری نے کفر کو
پہونچا دیا نعوذ باللہ تعالیٰ منہ خدا تعالیٰ اس سے ہمین بچاوے
اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیت ذکر اسماء طیبات شیوخ دامت برکاتہم با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

باید دانست در اثبات ذکر اسماء طیبات شیوخ ادام اللہ تعالی برکاتہم بغرض یا بسبب استحسان اعتصام میکنم اولاً بکلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ و پیدا ست که سر نسبت به تخفیف ان و تشدید انّ از انْ مخففہ اشارت است به تخفیف ای تقلیل ذکر لا الہ الا اللہ از انکه درین دلالت عامه از تضمن موجودات و مسلوبات است و معرفت مقصوده اجمالی محصل المراد۔

بیان ذکر کہ اس میں ذکر اسمائی طیبات شیوخ ہی ہمیشہ رکھے خدای تعالیٰ اونکی برکتین مع اور دوسرے مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

جاننا چاہیے شیوخ کے اسماے طیبات کے اثبات ذکر میں کہ خدا ہے رکھے انکی برکتوں کو ہمیشہ رکھے بوجہ غرض یا بسبب کے بطور استحسان یعنی نیک جانکر اول کلمۂ شہادت میں چنگل مارتا ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ یقینی کوئی شے معبود نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یعنی بھیجے ہوئے ہیں۔ اور معلوم ہو کہ اس کلمہ مبارک میں حرف اَن کی تخفیف اور انّ کی تشدید میں ایک بھید ہے۔ وہ یہ ہے کہ انْ مخففہ سے اشارہ ہے تخفیف کی طرف یعنی ذکر لا الہ الا اللہ کے قلیل کرنے پر اس سبب سے کہ اس ذکر میں عام دلالت ہے تضمن موجودات اور مسلوبات کے۔ اور یہاں معرفت مقصودہ اجمالی ہے۔ پس مدعا حاصل ہوا یا مراد حاصل ہوگی

واز ان مشدّدہ اشارت است بہ تشدید ای تکثیر ذکر محمد رسول اللہ از انکہ
درین دلالۃ خاصہ از تضمن موجودات است و معرفۃ مقصودہ تفصیلی فریادہٗ
بعد زیادۃٍ فلا تحصی و مسلوبات مبنیۃ علیہا از ان است کہ دلالۃ خاصہ از ذات
ش ای از موجودات م پس اگر موجود نہ شود آنکہ دلالت خاصہ
از واست معرفۃ مقصودہ منقطع شود و موجود نشود آنکہ دلالتِ عامہ
از تضمن او است ش ای مسلوبات م از ینجا است کہ محمد رسول اللہ
مخصص للاستیناف است از عموم لا الٰہ نہ موخر بنا بر مطلبی کہ مذکور شد ش
باید دانست اَنَّ و اِنَّ مشدّد در حالِ تخفیف از اقتضا و عملش ساقط گردد
ای اسم و نصب و خبر و رفع پس واقع شود بر فعل و حرف
با بقار معنی تحقیق چنانکہ علم ان سیکون منکم مرضی الایۃ
ببلاغتِ تقلیل مرضی

ترجمہ اور انَّ مشدّدہ سے اشارہ ہے تشدید کیطرف یعنی ذکر محمد رسول اللہ کے کثیر کرنے پر اس سبب سے
کہ اس ذکر مین خاص دلالت ہے تضمن موجودات سے - اور اسمین معرفت مقصودہ تفصیلی ہی پھر زیادتی کے بعد زیادتی
ہے کہ جو گہیری مین نہین آسکتی - اور مسلوبات اوسی سے مبنیۃ علیہا ہین یعنی مسلوبات پر آگئی اوسی تضمن
موجودات سے ہے کیونکہ دلالتِ خاصہ موجودات سے ہے - پس اگر وے جن سے دلالت خاصہ
ہے موجود نہونگے معرفت مقصودہ منقطع ہو جائیگی اور وے جیکے تضمن سے دلالت عامہ ہے یعنی
مسلوبات موجود ہونگے - یہین سے معلوم ہوا کہ جملہ محمد رسول اللہ بسبب استیناف یعنی شروع کرنے
اور از سر نو بیان کرنے کے سبب خاص کیا گیا ہے عموم لا الٰہ سے نہ موخر ہے بنا بر اوس
مطلب کے کہ مذکور ہوا - سمجھنا چاہیے کہ اَنَّ و اِنَّ بفتح و کسر تخفیف کے وقت مین اپنے اقتضا
اور عمل سے ساقط ہو جاتے ہین یعنی تقاضا اسم و خبر کا اور عمل اسم مین نصب کا او خبر مین رفع کا
اون سے جاتا رہتا ہے پس معنی تحقیق باقی رکہنے کو فعل و حرف پر واقع ہوتے ہین جیسا کہ
کریمہ سورۂ مزمل رکوع دوم مین علم ان سیکون منکم مرضیٰ الاٰیہ یعنی جان
لیا اوسنے کہ تم مین سے تحقیق کسیقدر بیمار بہی ہون گے - کہ اسمین ان مخففہ محققہ کہ بفتح ہے
مرضیٰ کی بلاغتِ تقلیل کی بنا پر واقع ہوا ہے تا کہ محقق ہو جاوے
کہ مریضون کی کمی واقع ہوئی ہے -

وان کنت من قبلہ لمن الغافلین ہ بلاغت تقلیل غفلت
وان ھذان لساحران ببلاغت تقلیل اشخاص واشھد ان لا الہ
الا اللہ ببلاغۃ تقلیل ذکر بآنکہ جائز بود اشھد انہ لا الہ الا اللہ
پس تاویل بہ اَشْھَدُ انہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ باوجود صحت فصاحۃ وصراحت تخفیف بلاغۃ
لطیف ودور از دانش است وسر تخفیف تحقیق باوجود بقار معنی تحقیق ببعید از مقصود
ونیز محقق نشود محمد رسول اللہ بوجہی ونیز معارض شود در تحقیق وتشدید تحقیق
بوجہی پس ناچار سخن در تخفیف وتشدید بہ تقلیل وتکثیر ذکر لفظی ومعنوی رود
واگر سر اشارت نمی پذیری از قبول دعوی کہ از حقائق است چارہ نباشد ۵
وثانیاً بنص کریمہ ورفعنا لک ذکرک الآیۃ ترجمہ بلند کردیم برائے تو ذکر تخصیصاً

ترجمہ اور کریمہ اِنْ کنت من قبلہ لمن الغافلین کہ سورہ یوسف کے اول رکوع مین ہے
یعنی تحقیق تو اس سے پہلے البتہ بیخبرون مین تہا کہ اسمین اِنْ بالکسر مخففہ محققہ بلاغت تقلیل
غفلت کے لئے واقع ہوا ہے تاکہ محقق ہوجاوے کہ غفلت کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اور کریمہ کہ
سورہ طٰہٰ کے تیسرے رکوع مین ہے ان ھذان لساحران یعنی بیشک یہ دونون البتہ
ساحر ہین۔ کہ اسمین ان مخففہ بکسر بلاغت تقلیل اشخاص کیوجہ مین واقع ہوا ہے تاکہ محقق ہوجاوے
کہ اشخاص سحرہ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ یعنی گواہی
دیتا ہون مین کہ بیشک کوئی شے معبود نہین ہے مگر اللہ۔ کہ اسمین اَنْ مخففہ بفتح بلاغت تقلیل
ذکر کی غرض سے آیا ہے۔ باوجود اس بات کے جائز تہا کہ یہان اَنَّ مشددہ اسطرح مذکور کیا جاتا
اشھد انہ لا الہ الا اللہ پس اشھد انہ لا الہ الا اللہ سے اشھد ان لا الہ الا اللہ
کے ساتھہ تاول کرنا باوجود صحت فصاحت اور صراحت تخفیف اور بلاغت لطیف کے دانش سے
دور ہے۔ اور تحقیق کی تخفیف کا بہید باوجود باقی رہنے معنی تحقیق کے مقصود سے بعید ہی اور
محمد رسول اللہ بہی ایک وجہ مین کہ وہ تخفیف تحقیق سے محقق نہین ہوتا ہے۔ اور معارض بہی ہوتا ہے
تحقیق تشدید مین بسبب تخفیف تحقیق اور تشدید تحقیق کے ایک وجہ مین۔ پس ناچار کلام تخفیف
وتشدید مین ذکر لفظی ومعنوی کی تقلیل وتکثیر مین جاری ہوگا۔ اور اگر تو اس اشارہ تخفیف کے بہید کو
نہ مانیگا تو اس دعوی کے قبول کرنے سے جو حقائق سے ہے چارہ نہوگا۔ اور دوم اس نص کریمہ میں کہ سورۂ الم نشرح مین
ہے چنگل مارتا ہون کہ فرمایا ورفعنا لک ذکرک الآیۃ یعنی بلند کیا ہمنے آپکے لئے آپکے ذکر کو خاصکر

ش بدلالت لام ای بامتناع اشتراک غیر مخاطب درین صفت رفعت م بدانکہ ذکر حضرت نبی الانبیاء در مجالس انبیاء و اولیاء بود و بود صلی اللہ تعالی علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و مفسرین گفتہ اند کہ ذکر اسم ذاتی یا صفاتی رسول اللہ تعالی صلعم باسم ذاتی یا صفاتی خدائے عزوجل است مگر در آخر اذان و اقامت و تکبیر تحریمہ و تکبیر خروج انتہی - و این ش ای گفتہ مفسرین م از اعتصام اول کہ اصل الاصل ایمان است ظاہر و استثناء ہم ظاہر دردمندی میگوید کہ استثناء نتواند شد بانکہ کاف خطاب بذات است کہ بمظہریۃ تامہ خودش دلیل کامل بر ذات اللہ تعالی و صفاتہ است پس ذکر اسم باسم گنجایش استثناء تواند داشت نہ ذکر ذات بذات و صفات بصفات و نیز فکری در عموم رفعت با نواعش و عموم ذکر و ذاکر و مقام ذکر با نواعش ش چنانکہ در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ

ترجمہ بدلالت لام تخصیص کہ غیر مخاطب کا اس صفت رفعت مین اشتراک کا امتناع ہے یعنی مخاطب کے سوا اس صفت رفعت و بلندی مین غیر کا شریک ہونا منع ہے بسبب دلالت تخصیص لام کے معلوم ہو کہ ذکر حضرت نبی الانبیاء مجالس مین انبیاء اور اولیاء کے تہا اور رہتا ہے - خدائے برترکا ہمارے نبی اور اون سب پر صلوٰۃ و سلام ہو جیو - اور مفسرین نے کہا ہے کہ رسول خدا کے تعالی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم ذاتی یا صفاتی کا ذکر خدائے عزوجل کے اسم ذاتی یا صفاتی کے ساتہہ ہے مگر آخر اذان اور اقامت اور تکبیر تحریمہ اور تکبیر خروج مین - انتہی یعنی تمام ہوا کلام مفسرین اور یہ یعنی مفسرین کا قول اعتصام اول کلمہ شہادت سے کہ ایمان کا اصل الاصل ہے ظاہر ہے اور استثناء بہی ظاہر ہے - ایک دردمند کہتا ہے کہ استثناء نہین ہو سکتا اسوجہ سے کہ کریمہ مذکورہ مین کاف خطاب ذات سے ہے کہ اپنی خود کی مظہریت تامہ کے سبب کامل دلیل خدائے تعالی کی ذات اور اوسکی صفات پر ہے - پس ذکر اسم کا اسم کے ساتہہ گنجایش استثنا کی رکہہ سکتا ہے نہ ذکر ذات کا ذات کے ساتہہ اور صفات کے ساتہہ - اور کچہہ فکر عموم رفعت مین بہی مع اوسکے انواع کے اور عموم ذکر اور ذاکر مین اور عموم مقام ذکر مین مع اونکی انواع کے لیبب یعنی دانشمند پر لازم ہے جیسا کہ ذکر کیفیت تفسیر کریمہ کہ سورۂ بقر رکوع اونتیس مین ہے

واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ
مذکور است مر برلبیب لازم است وکریمہ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولا الایہ
ترجمہ فرود آورد اللہ تعالیٰ بسوی شما ذکر یعنی رسول + ذکر گشت کہ میرساند
بمذکور ہما ناوال است بر مدلول بدلالت عقلی ولفظی ومراد از ذکر رسول است
کہ دلالتی وارد بنفس نفیس خود بر مراتب مثبتۃ الالوہیت واوامر و مراتب
منفیۃ الالوہیۃ ونواہی بمظہریت خود از موجودات بوجود تضمنی واز مسلوبات بوجود
التزامی وانتزاعی پس از ذکر رسول نہ زبان بل بدل وجان چارہ نبود یارب
صل وسلم علیہ دائما ابدا واز کریمہ واذکروا نعمت اللہ علیکم الایہ
ترجمہ یاد کنید نعمت اللہ تعالیٰ راکہ بر شمار است فرضیۃ تابیدی ذکر
نعمت اللہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است
برسالت خودش۔

ترجمہ واذکروا نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم
بہ ط اس عموم وانواع ذکر وغیرہ کا مذکور ہے (دیکھو ذکر ا ہم) اور کریمہ کہ سورۂ طلاق رکوع آخرین
قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا الایہ یعنی اوتارا خدائے تعالیٰ نے تمہاری طرف
ذکر یعنی رسول۔ ذکر وہ ہے کہ مذکور کو پہونچاتا ہے یعنی دال ہے مدلول پر عقلی اور لفظی دلالت
سے۔ اور مراد ذکر سے رسول ہے کہ خود اپنے نفس نفیس سے اون مراتب پر ایک دلالت
رکھتا ہے جو الوہیت اور اوامر کے ثابت کرنیوالے ہیں۔ اور اون مراتب پر جو منفی ہیں الوہیت
اور نواہی کے بسبب اپنے مظہر ہونیکے موجودات سے باعتبار وجود تضمنی کے اور مسلوبات سے
باعتبار وجود التزامی کے اور انتزاعی کے پس بذریعہ زبان بلکہ دل وجان سے ذکر رسول سے
چارہ نہوگا۔ ای رب درود وسلام بھیج آپ پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک وآیت کریمہ
سے کہ سورۂ بقر رکوع ۲۶ میں ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الایہ یعنی
اور یاد کرو خدا کی نعمت کو کہ تمپر ہے۔ ذکر نعمت خدا کا
کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اسکے ہمیشہ
کرنیکا فرض ہونا خود آپ کے
رسالت سے

بیان تفسیر کریمہ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا الایہ مراد از ذکر رسول۔

تفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الایہ مراد ذکر نعمت اللہ فرضیۃ تابیدی۔

بمظہریت تضمنی مخصفات ثبوتیہ قدیمہ والتزامی صفات مسلوبہ مخصوصہ محمدیہ صلعم بقرینۂ ملحق اے وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ ط از آنکہ توقف نزول وتحصیل ذکر کتاب وحکمت برسول است ظاہر است عبادۃً الله تعالےٰ مخصوص فرضیت تابیدی ذکر واستثناء حضرت مظہر اظہر صلعم کہ اعلیٰ النعماء است از عموم نعمت نتوا ند شد لیس وفی انوار التنزیل واذکروا نعمۃ الله علیکم التی من جملتھا الھدایۃ وبعثۃ محمد علیہ السلام وفی مدارک التنزیل واذکروا نعمت الله علیکم

بالاسلام وبنبوت محمد صلی الله علیہ

وسلم۔

ترجمہ۔ صفات ثبوتیہ قدیمہ کا تضمنی مظہر ہونیکے سبب اور صفات مسلوبہ مخصوصہ محمدیہ صلی الله علیہ وسلم کا التزامی مظہر ہونیکے سبب اوس قرینہ سے جو لاحق ہوگیا ہے یعنی وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ ط سے ظاہر ہے یعنی تابیدی فرض ہونا ذکر نعمت خدا کا کہ محمد صلعم ہیں عبادت خدائے تعالیٰ کے غرض سے ہے۔ ترجمہ کریمہ یہ ہے یعنی اور جو خدا نے تمپر کتاب اور حکمت نازل فرمائی کہ جس سے تم کو سکھاتا ہے۔ مطلب کہ اس نعمت خدا محمد صلعم کے ہمیشہ ذکر کرنیکی فرضیت اس قرینۂ لاحقہ سے ظاہر ہے عبادت خدائے تعالیٰ کی غرض سے کیونکہ توقف نزول اور تحصیل ذکر کتاب وحکمت رسول پر ہے لہذا ان اسباب عبادت کا رسول پر موقوف ہونا نعمت رسالت کے دوامی ذکر کا مستوجب ہے پس حضرت مظہر اظہر صلی الله علیہ وسلم کہ نعمائے آلہی میں سب سے اعلیٰ نعمت ہیں عموم نعمت سے آپکا استثنا نہیں ہو سکتا۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے واذکروا نعمۃ الله علیکم التی من جملتھا الھدایۃ وبعثۃ محمد علیہ السلام یعنی اور یاد کرو خدا کی نعمت جو تمپر ہے ایسی کہ من جملہ اوسکے ہدایت ہے اور بعثت محمد علیہ السلام۔ اور تفسیر مدارک التنزیل میں ہے واذکروا نعمۃ الله علیکم بالاسلام وبنبوۃ محمد صلی الله علیہ وسلم یعنی اور یاد کرو خدا کی نعمت کہ تمپر ہے بسبب اسلام اور بسبب

نبوت محمد صلی الله علیہ

وسلم کے

ذکریہ یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

ترجمہ ای آنانکہ گرویدند صلوٰۃ ورزید بر او صلعم وسلام بجا آرید بنوع بجا آوردن
یا بکثرت ش بنابر دلالۃ مفعول مطلق ونوع بجا آوردن ادب است م
ذکر رسول اللہ تعالیٰ صلعم بشمول صلوٰۃ وسلام در حکم فرض یا وجوب است علی اختلاف
العلماء باید دانست تقدیم تصدیق ذات واجب تعالیٰ شانہ بفرض بالذات است
پس اقرار زبانی نیز در مرتبۂ اختلاف چنانکہ معروف است پس بضرورتش ش
ای تصدیق ذات واجب تعالیٰ تصدیق بذات محمد رسول اللہ
تعالیٰ صلعم دال التی علیٰ ذاتہ وصفاتہ تعالیٰ بذاتہ وصفاتہ
صلعم بفرض بالسبب است واقرار
ہمچو اقرار مذکور

ترجمہ اور کریمہ کہ سورۂ احزاب کے رکوع ہفتم مین ہے یا ایھا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما یعنی اے وی کہ گرویدہ ہو گئے درود اختیار کرو حضور صلی اللہ علیہ
وسلم پر اور سلام بجا لاؤ بجا لانیکے طریقہ سے یا کثرت سے۔ بسبب دلالت مفعول مطلق کے۔ اور
بجالانیکا طریق ادب ہے پس ذکر رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام کے شمول
کے سبب حکم فرض یا وجوب مین ہے علماء کے اختلاف کی بنا پر۔ سمجھنا چاہیے کہ ذات واجب تعالیٰ
شانہ کی تقدیم تصدیق فرض بالذات مین ہے پس اقرار زبانی بھی مرتبۂ اختلاف مین جیسا کہ معروف
ہے۔ پس اوسی ذات واجب تعالیٰ کی تصدیق کی ضرورت کے سبب ذات محمد رسول
خدائے تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تصدیق فرض بالسبب
مین ہے بغرض دلالت کے ذات وصفات پر خدائے تعالیٰ
کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات سے
اور اقرار مانند اقرار مذکور کے۔

بیان آنکہ تقدیم التصدیق ذات واجب تعالیٰ بفرض بالذات است پس اقرار زبانی نیز در مرتبہ اختلاف وتصدیق بذات او صلعم بنابر دلالۃ بر ذات وصفات او تعالیٰ بذات وصفات او صلعم بفرض بالسبب است واقرار ہمچو اقرار مذکور نزد محققین است تصدیق واقرار بذات بنیع بصفۃ ولایۃ الخ

وہمچنین است تصدیق واقرار بذات شیخ بصفت ولایت دلالۃً الی اللہ تعالے
ورسولہ تعالی صلعم در تبع رسول صلعم بذاتہ وصفاتہ شرفہ اللہ تعالی
شرفًا وشرفنا بہ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی
جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ اور اسیطرح ہے تصدیق واقرار ذات شیخ کے ساتھہ صفت ولایت مین بغرض دلالت خدائے تعالی
اور اوسکے رسول کی طرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مین شیخ کی ذات وصفات کے
ساتھہ یعنی شیخ کا اپنی ذات وصفات سے رسول خدا صلعم کا پیرو ہونیکے سبب اوسکی صفت
ولایت مین ذات شیخ کے ساتھہ تصدیق واقرار بغرض دلالت ہے خدائے تعالی
اور اوسکے رسول کی طرف۔ خدائے تعالی اوسکو اوس شرف سے مشرف
کرے اور بوسیلہ اوسکے ہم کو مشرف کرے یا اوسی شرف ذات
وصفات صلعم سے ہمکو مشرف فرماوے۔ اللھم
صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ذکر کیفیت حاضری دردمندی بآستان رحمت نشان خواجہ خواجگان حضرت حبیب اللہ معین الحق محمد و الدین معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و صحابہ و اتباعہ اجمعین
دردمندے بتاریخ دہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ ہزار و دو صد و ہشتاد ہجری مقدس آستان بوس حضرت علیہ الرحمۃ
مظہر نور و جمال ظہور رب العالمین صلعم حبیب اللہ محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری شد **شعر**
فطوبی لباب کبیت العتیق + حوالیہ من کل فج عمیق + و در سلوک پیشین حال در بعض کیفیت مخالف
رو نمود و آن بر آمدن است از اشتباہات معارف محصولہ **سں** یعنی محصولہ است
بفضل اللہ تعالیٰ نہ متحصلہ بکسب خود چہ معرفت علویات بکسب نانجامد۔

ذکر بیان حاضری ایک دردمند کا آستانہ رحمت نشان پر حضرت خواجہ خواجگان حبیب اللہ معین الحق والدین محمد معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین
ایک دردمند گیارہوین ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری مقدس کو حضرت علیہ الرحمۃ کا کہ مظہر ہین نور اور
جمال ظہور رب العالمین صلعم کے لقب آپکا حبیب اللہ اور نام مبارک محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری ہے
آستان بوس ہوا۔ **شعر** فطوبی لباب کبیت العتیق + حوالیہ من کل فج عمیق + **ترجمہ**
اوس در کے کیا ہی کہنے گویا خدا کا ہے گھر + گہری کشادہ راہین ہر سو ہجوم در پہ + اور یہان اگلے
اور حال کے سلوک مین بعض کیفیت مین مخالفت نظر آئی اور یہ اگلے محصول معارف کے شبہون سے
نکلجانا ہے یعنی اون معرفتون سے جو خدائے تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوئے ہین نہ اونسے جو اپنے
کسب سے حاصل کی ہین اسلئے کہ علویات کی معرفت
کسب سے انجام نہین پاتی ہے۔

ھ پیشینیہ در ترتیب ضروری نیست یا معین سلوک این طریقۂ علیا ہمچنین باشد رضی اللہ تعالی
عن اہالیہا کرت سوم کہ بماہ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ ہزار و دو صد و ہشتاد و یک ہجری مقدس سید
تا سہ روز وقت قصد بار یاب میشد و فیض اجمالی بروحش میرسید و فانی مثال نور تمثال حضرت
علیہ الرحمۃ میگردید و تا چندی بحسب الاشارۃ بورد یا عظیم فیض از حضرت علیہ الرحمۃ میرسید از ینجا
پندارد کہ منشار تعین تشخص حضرت علیہ الرحمۃ ذات تعالی شانہ باعتبار شان العظیم است بہ
نصیب جزئی واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال پس تعلقش بحضرت صلعم شد و بحسب الاشارۃ ذکر
کلمۂ طیبہ مع الصلوۃ گرفت و نوبت بصفات مشترکہ وصفی تضمنا ش در اشتراک وصفی الصفات
بصفات اللہ تعالی تضمنا ضروریست نہ التزاما پس تمائزش بصفۃ العلم کہ دران علم ذات واجب
تضمنا ضروریست بین است بمقابلہ علمیکہ دران علم ذات واجب تضمینا نیست ھ رسید
گاہی بملاحظۂ عالم امر و گاہے مع فنایش بشہود عالم خلق و انرا بماہیات حسنہ تعبیر میکرد
و این فوق ماہیات مشترکہ اہی التزاما است

ترجمہ اور کچھ ترتیب مین مخالفت معلوم ہوئی۔ اور ترتیب ضروری نہین ہے ۔ اسی معین اس طریقۂ علیا کا
سلوک ایسے ہی ہوگا رضی اللہ تعالی عن اہالیہا خدائے تعالی راضی ہوگیا ہے اس طریقہ والون سے ۔ تیسری بار کہ
ماہ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکیاسی ہجری مقدس مین پہونچا ۔ تین روز تک وقت قصد بار یاب ہوتا تھا ۔
اور آپکی روح سے فیض اجمالی پہونچتا تھا ۔ اور مثل نور تمثال حضرت علیہ الرحمۃ کا فانی ہوتا تھا ۔ اور کچھ دنون تک
اشارہ کے موافق یا عظیم کے ورد سے حضرت علیہ الرحمۃ سے فیض پہونچتا تھا ۔ یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ منشار
تعین تشخص حضرت علیہ الرحمۃ کا ذات تعالی شانہ باعتبار شان العظیم کے ہے نصیب جزئی کے ساتھ یعنی
شان عظیم خدائے تعالی آپ کے تشخص کے تعین کا منشار اور اصل واقع ہوئی ہے اور اس صفت شانیہ
سے آپکو جزئی نصیب حاصل ہے پس آپ مظہر جزئی شان عظیم ہین ۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب
جانتا ہے ۔ پھر اوس کا تعلق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگیا ۔ اور اشارہ کے موافق کلمۂ طیبہ کا ذکر
مع صلوۃ شروع کیا ۔ اور صفات مشترکہ وصفی کے ساتھ بطور تضمن کبھی بملاحظہ عالم امر مین اور کبھی مع اوسکی فنا کے شہود
عالم خلق مین نوبت پہونچی کیونکہ اشتراک وصفی مین صفات خدای تعالی کیساتھ بطور تضمن متصف ہونا ضروری ہے نہ بطور التزام
پس اسکا تمائز صفت علم سے کہ اوسمین علم ذات واجب بطور تضمن ضروری ہے اوس علم کے مقابلہ مین جس مین علم ذات
واجب بطور تضمن نہین ہے ظاہر ہے ۔ اور اس تضمنا صفات مشترکہ وصفی کو جو بطور تضمن کبھی عالم امر کی ملاحظہ مین اور کبھی مع اوسکی فنا کی شہود
عالم خلق مین تھا ماہیات حسنہ سے تعبیر کرتا تھا ۔ اور یہ فوق یعنی اوپر ہے ماہیات مشترکہ کبھی سے جو بطور التزام ہین ۔

ش در اشتراک اسمی عدم اتصاف بصفات اللہ تعالیٰ تضمناً ضروریست مگر التزاماً پس تاثر ش
بصفۃ العلم کہ دران علم ذات واجب تضمناً ضروری نیست بین است بمقابلہ علمیکہ دران علم
ذات واجب تضمناً ضروری است **م** واین انوار ہیات حسنہ بسیر نظری از ۳ سال معلوم
و آرزویش میداشت کہ اکنون بضمن حضرت علیہ الرحمۃ از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیر قدمی
نصیبش افتاں وخیزان از مرتبۂ لاعین بمرتبۂ لاغیر رسید وانقطاع کلی از ملاحظۂ عالم امر شد
واینہمہ را در مرتبۂ اعتبار ربوبیت یافت ش پس از ظل محبت کہ دران لحاظ نسبۃ ہم است پس
از ظل حب بقطع نسبۃ باتصاف محض کہ اللہ سبحانہ را بذات خود تعالیٰ است پس محبوبیۃ بلا اعتبار
نسبۃ بل بقطع لحاظ حب مشرف شد و باشد کہ عروج حقیقت موسوی تا اینجا باشد علیٰ نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام وزین پس عروج شد وکیفیۃ تفصیلی مشہود نشد **ش** تواند شد کہ بسبب عروج
بسوی اجمال ذات تفصیل نباشد **م** وہم از اشتباہ ماخذ انتزاع اصول عناصر برآمد در سلوک
پیشین ماخذ انتزاع اصول عناصر مرتبۂ ذات مستجمع صفات تعالت وتقدست فیہما عنہا دانستہ بود

ترجمہ کیونکہ اشتراک اسمی میں صفات خدا تعالیٰ کے ساتھ بطور تضمن متصف ہونا ضروری ہے مگر بطور التزام
پس اسکا تاثر صفت علم سے جسمیں علم ذات واجب تضمناً ضروری نہیں ظاہر ہے بمقابلہ اوس علم کے جس میں
علم ذات واجب تضمناً ضروری ہے - اور یہ انوار ہیات حسنہ کے سیر نظری میں تین سال کو معلوم ہوتے
تھے اور اوسکی آرزو رکھتا تھا کہ اب حضرت علیہ الرحمۃ کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
بذریعہ سیر قدمی نصیب ہوگئے - گرتا پڑتا مرتبۂ لاعین سے مرتبۂ لاغیر کو پہونچگیا - اور ملاحظۂ عالم امر
کلی انقطاع ہوگیا - اور ان سبکو مرتبۂ اعتبار ربوبیت میں پایا -
اس کے بعد ظل محبت سے کہ اسمیں لحاظ نسبت بھی ہے - پھر ظل حب سے قطع نسبت کے ساتھ
محض اتصاف کی صورت ہیں کہ خدائے سبحانہ کو اپنی ذات برتر کے ساتھ ہے - پھر محبوبیت سے
بغیر اعتبار نسبت کے بلکہ ساتھہ قطع لحاظ حب کے مشرف ہوا - اور شاید کہ عروج حقیقت موسوی کا
یہانتک ہووے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام -
اسکے بعد عروج ہوا اور تفصیلی کیفیت مشہود نہیں ہوئی ممکن ہے کہ بسبب عروج کے اجمال ذات
کی طرف سے تفصیل نہووے - اور اشتباہ سے ہی اصول عناصر کے انتزاع کے ماخذ کے نکل گیا
اگلے سلوک میں اصول عناصر کے انتزاع کا ماخذ مرتبۂ ذات مستجمع صفات جو بہت برتر و پاک ہے
اور ردی مشابہ کے اوس سے سمجھا ہوا تھا

اکنون معلوم شد کہ مرتبۂ ذات مستجمع صفات محمد صلعم ماخذ انتزاع وجود عناصر است در معرض مسلوبات
و ہمچنین دیگر ذوات بتفاوت درجات موجودات و مسلوبات متصف بشان الحلیم ماخذ انتزاع
ارض است و ماخذ انتزاع دیگر ندانستہ شد واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال و زین پس سیر در مرتبہ
اعتبار ان اللہ غنی عن العالمین شد کہ درینجا لحاظ ربوبیت نیست و اینمرتبہ نیز در حقیقۃ
محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بسیر قدمی یافت پس تعلق شد بہیئات وجدانی رسول اللہ
تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر دلش فرمودند کہ ذات مسمی باسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
منطبق است بذات مسمی باسم مبارک اللہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ و فیض در وسط سرش نزول یافت
پس در جملہ ہیئات وجدانی و در ضمن آن بعناصر ہم جاری شد و معلوم شد کہ ہمین مرتبہ ہیئات
وجدانی دالہ بالانطباق است و فیضی درینمقام خاص از حضرت امام زین العابدین رضہ تا سہ پاس بقوت میرسید
پس متصلاً در ہمین مقام فیضی از حضرت امام جعفر صادق رضہ تا سہ روز میرسید گاہی بقوت گاہی بضعف پس چنان معلوم
شد کہ فرمود با آنحضرت صلعم متوجہ شو و تعلقش بتدریج در سہ چہار روز با آنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ترجمہ اب معلوم ہوا کہ مرتبۂ ذات مستجمع صفات محمد صلعم وجود عناصر کے انتزاع کا ماخذ ہے اور اسی ذات کے معرض مسلوبات میں ہے۔ اور
اسی طرح اور ذاتیں موجودات اور مسلوبات کی درجات کے تفاوت پر اور ذات کہ شان حلیم سے متصف ہے انتزاع زمین کا ماخذ
اور اوروں کے انتزاع کا ماخذ نہیں معلوم ہوا اور حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جاننے والا ہے۔ اور اسکے بعد سیر
مرتبہ اعتبار اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ○ میں ہوئی یعنی خدائے تعالیٰ بیشک تمام جہانوں سے
بے پرواہ ہے۔ کہ اس مقام میں ربوبیت کا لحاظ نہیں ہے۔ اور یہ مرتبہ بھی حقیقت محمدی میں سیر قدمی سے حاصل ہوا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر ہیئات وجدانی رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق ہو گیا اور
اسکے دل پر انہوں نے فرمایا کہ وہ ذات جو مسمی ہے اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ منطبق ہے اوس
ذات سے جو مسمی ہے اسم مبارک اللہ سبحانہ تعالیٰ شانہ سے۔ اور اوسکے وسط سر میں فیض نے نزول پایا
پھر تمام ہیئات وجدانی میں اور اوسکے ضمن میں عناصر میں بھی جاری ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اسی مرتبہ ہیئات
وجدانی سے دلالت بالانطباق مراد ہے یعنی اسم مبارک محمد صلعم کا اسم مبارک اللہ سبحانہ سے منطبق ہونا۔ اور
ایک فیض اسی مقام خاص میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین گھڑی تک قوت کیساتھ
پہونچتا رہا۔ پھر متصل طور پر یعنی قریب قریب اسی مقام میں ایک فیض حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے تین روز تک پہونچتا رہا کبھی قوت کیساتھ اور کبھی ضعف سے۔ پھر ایسا معلوم ہوا کہ فرمایا آنحضرت صلعم
کیطرف متوجہ ہو۔ اور جیسا کہ آہستہ آہستہ اوسکا تعلق تین چہار روز میں وہیں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بریدہ شد و با آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیوستہ لاکن چندے تضمن آن ہر دو امام ہمام پنہان معین بود و تضمن حضرت ثانی اکثر متاثر میشد و درین مقام توقف شد و بتدریج سیر در مرتبہ کہ جامع جمیع اعتبارات را حاصل شد از تشبیہ تا استغنار نہی شان آن مظہر اتم صلعم و در معنی لی مع اللہ وقت الخ انکشاف ہمین دلالة بالنطباق است کہ صفة مالغہ است و تکمیل معرفة حق واضح باد کہ تکمیل معرفة مرتبۂ النطباق در عجز ادراک است نہ ادراک بالاحاطة و کیفیة چہ عجز لازم اینجا است اللہ تعالیٰ لی معرفة بغیر تبہ ممتنع باشد و یائے متکلم مفعول بہ است و ملائکۃ اللہ و انبیاء اولوالعزم مقصود فی الکلام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰة والسلام فاعل لایسع چہ ایشان مرکز تعینات حوادث بعد تقرر مرکزیة اولیٰ بحضرت صلعم ہستند حق باید دانست مرکز فرد و احاطۂ مرکز بالا نتواند کرد و تضمن خود نتواند آورد مگر مشرف شود بظلال او بر قدر استعداد خود ہم لہٰذا حق ہی توقف تکمیل معرفة اللہ تعالیٰ بر معرفة محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم ہم اقرار گرفتہ شدند۔

ترجمہ — سے جدا کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملگیا۔ لیکن کسیقدر او نہین دو نون امام ہمام کا تضمن پوشیدہ معین و مددگار رہا۔ اور تضمن حضرت دوم یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اکثر متاثر ہوتا تھا اور اس مقام مین توقف ہو گیا اور تدریج کے ساتھ سیر اوس مرتبہ مین جو تمام اعتبارات کو جامع ہے حاصل ہوئے تشبیہ سے استغنار تک گیا کہتے ہین شان اوس مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حدیث شریف لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل کے معنی مین اسی دلالت بالنطباق کا انکشاف ہے جو صفت مالغہ ہے۔ اور واضح ہو کہ تکمیل معرفت مرتبۂ النطباق کے ساتھ ادراک کے عاجز ہونے مین ہے نہ ادراک ہے احاطہ اور کیفیت کے ساتھ اسلئے کہ عجز اس جگہ کو لازم ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کی تکمیل بغیر معرفت اس مرتبۂ ہیأت رحدانی کے جسمین دلالت النطباق کے ساتھ ہے ممتنع ہو گی اور حدیث شریف مذکورین کلمہ لایسعنی مین ی متکلم مفعول بہ ہے اور چارون فرشتے اور انبیاء اولوالعزم جو کلام مین مقصود ہین۔ ہماری نبی اور اونپر صلوٰة وسلام ہو جیو۔ لایسع کے فاعل ہین کیونکہ وہ سب بعد قرار پانا پہلی مرکزیت کے حضرت صلعم کے ساتھ تعینات حوادث کے مرکز ہین۔ سمجھنا چاہیئے کہ نیچے کا مرکز اوپر کے مرکز کا احاطہ نہین کرسکتا ہے اور اپنے تضمن مین نہین لاسکتا ہے مگر اپنے استعداد کے موافق اوسکے ظلال کیساتھ مشرف ہو جاتا ہے۔ پس اسی سبب سے کہ معرفت خدائے تعالیٰ کی تکمیل محمد رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت پر متوقف ہے
انبیا کو اقرار سے لگے۔

معنی لی مع اللہ وقت الخ

تفہیم حدیث شریف لی مع اللہ وقت الخ دیم دم مرتبہ کہ جامع جمیع اعتبارات است۔

کما قال اللہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ ط قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری ط قالوا اقررنا ط قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین

ش تفسیر این کریمہ درذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ الخ باثبات عظمۃ وفضل حضرت نبی الانبیاء بر غیرش علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام مذکور ست ص و اولیاء وسائر مومنان در تبع انبیاء بمعرفت آن رسول کہ محمد است صلعم ش اقرار گرفتہ شدند ص و این فضل خدای مفضل است بر ہمہ و در ینجا معارف است و در ضمن ہمین معارف کیفیت بر آمد از اشتباہات این است یکی در ماخذ انتزاع اصول عناصر و دوم در حقیقت قرب خاص الخاص کہ استحالۂ حقیقت حادثہ با حقیقت قدیمہ پنداشتہ بود

کما یزعم عن قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ترجمہ جیسا فرمایا خدائے برتر نے سورۂ آل عمران رکوع نہم مین و اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و الحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ ط قال اقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری ط قالوا اقررنا ط قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین یعنی اور جب لیلیا خدا نے عہد مضبوط انبیاء سے اوس چیز کا کہ البتہ مین نے تمکو کتاب و حکمت دی پھر جبکہ آئے تمہارے پاس رسول وہ کہ تصدیق کرتا ہوا اوسکی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اوسکے ساتھ ایمان لاؤ اور اوسکی ضرور مدد کرو۔ فرمایا جبکہ ایسا ہے تو کیا تمنے اقرار کیا اور میرے عہد کو مع اپنے اقرار کے مان لیا اونہوں نے کہا ہمنے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو تم اور مین بھی تمہارے ساتھ گواہ ہونیمن ہوان۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت تفسیر کریمہ ہذا مین آگے مذکور ہے مع اثبات عظمت وفضل حضرت نبی الانبیاء کے آپ کی غیر پر آپ پر اور اونپر درود وسلام ہو جیو۔ وہان ملاحظہ ہو۔ اور اولیاء اور تمام مومنین انبیاء کی تبع مین اقرار لئے گئے اوس رسول کی معرفت پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور یہہ خدا کے فضل دہندہ کا فضل ہے سب پر۔ اور اس محل مین معارف ہین۔ اور انہین معارف کے ضمن مین اشتباہات سے نکلنے کی کیفیت یہ ہے۔ ایک اصول عناصر کے انتزاع کے ماخذ مین کہ اسکا ذکر ہوچکا۔ دوسرے قرب خاص الخاص کی حقیقت مین کہ استحالہ حقیقت حادثہ کا حقیقت قدیمہ کے ساتھ سمجھے ہوئے تھا جیسا کہ گمان ہوتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول سے۔

ما زال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا۔ الحدیث نوافل بدون فرض و واجب است و ضمیر متکلم در کنت مشیر مبالغہ اختصاص است که تقدیرش فکان بمعنی سمعہ خواہد شد چنانکہ در کریمہ لاحقہ از اضافہ ید اللہ ظاہر است ورنہ استحالہ ذات بصفۃ بہ فہم و سند نمی آید و قولہ تعالی ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم ط
و قولہ تعالی فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
باید دانست کہ این نفی ترتب اثر ثبوت ذہنی از مصداق متقدم بتخالف ما ثبت باشد کہ آن بہا قتل ایشانست مر کفار را یا قتل و رمی از کسی بر کسی پس مقصود کلام این است کہ این قتل چنان نیست کہ واقع شد از ایشان بر کفار یا ہیچو قتل و رمی کہ واقع شود از کسی بر کسے

ترجمہ ما زال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یمشی بہا یعنی ہمیشہ میرا بندہ لگا رہتا ہے میری طرف نوافل کو قریب ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ مین اوسکو دوست بنالیتا ہون پس جبکہ مین نے اوسکو محبوب کر لیا تو مین اوسکی سماعت بنجاتا ہون کہ اوسی سے سنتا ہے اور اوسکی بصارت ہوجاتا ہون کہ اوسی سے دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتھ ہوجاتا ہون کہ اوسی سے غلبہ کرتا ہے اور اوسکا پیر کہ اوسی سے چلتا ہے تا آخر حدیث نوافل فرض و واجب کے علاوہ ہین اور کنت مین ضمیر متکلم مبالغہ اختصاص کی مشیر ہے یعنی خاص ہونیمین مبالغہ کا اشارہ اسمین ہے جسکی تقدیر اسطرح ہوگی فکان بمعنی سمعہ یعنی پس میری سماعت اوسکی سماعت ہوگئی جیسا کہ کریمہ لاحقہ مین ید اللہ کی اضافت سے ظاہر ہے ورنہ انتقال ذات کا صفت سے درو مند کی فہم مین نہین آتا ہے۔ اور قول خدائی تعالی سورۂ فتح رکوع اول مین ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم ط یعنی بیشک جو لوگ بیعت کرتے ہین آپ سے وہی بات ہے کہ وے اللہ سے بیعت کرتے ہین۔ اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اون کے ہاتھون کے اور قول خدائی تعالی سورۂ انفال دوم رکوع مین فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی الایہ یعنی اونہون نے اونکو نہین قتل کیا ولیکن اللہ نے اونکو قتل کیا۔ اور نہین پھینکی آپنے جبکہ پھینکی اپنی مٹھی بھر خاک ولیکن اللہ نے پھینکی۔ سمجھنا چاہئے کہ یہ نفی اوس ترتب اثر ثبوت ذہنی کی جو مصداق متقدم سے حاصل ہی ہوگی تخالف مین اوس چیز کے جو ثابت ہو چکی ہے کیونکہ مصداق متقدم وہی اونکا قتل کرنا ہے خاص کفار کو یا قتل اور رمی ہے کسی سے کسی پر پس

پس مبہم شد در حقیقت خودش بنابر استدراک حقیقتش فرمود ولکن اللہ قتلهم ولکن اللہ
رمیٰ پس غیر استحالہ مدعای دیگر بفہم دردمند نمیرسد چنانکہ آیۃ کریمہ ید اللہ فوق ایدیہم
و حدیث شریف کنت یدہ التی یبطش بہا و این ہر دو کریمہ موید یکدیگر بصراحت
است و اگر نہ پذیرندش بدانند کہ نفی نفس ما ثبت باطل است ش باید دانست
کہ ما رمیت و فلم تقتلوہم اگر نفی در ضد ثابت باطل آمد نسبت و اگر در خلاف ثابت است تاویل
پذیر است چنانکہ از استدراکش ظاہر است ھ و نفی فعل اختیاری عباد بانتسابش الفعل
اللہ تعالیٰ حقیقۃ بفارق عدمین و انتفاء استحقاق جزا موعود و کل صحت نپذیرد
و نگفتہ شد و لم تفعلوہ و لکن اللہ فعلہ بل فرمود خلقکم و ما تعملون ہ و اگر مقصود است
تبع فعل عبد بفعل الٰہی تعالیٰ و حقیقۃ تخلیق پس بعموم تبع و تخلیق این تخصیص چرا
و ابہام و استدراک از کجا شعر اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ٭ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ترجمہ پس خود اپنی حقیقت میں مبہم ہوگیا - تو بنابر استدراک اوسکی حقیقت کے فرمایا یعنی اوسکی حقیقت کے
درک حاصل کرنیکی بنا پر فرمایا ولکن اللہ قتلهم ولکن اللہ رمیٰ پس سوائے
استحالہ کے دوسرا کوئی مدعا دردمند کی فہم میں نہیں آتا ہے - جیسا کہ آیت کریمہ ید اللہ فوق ایدیہم
اور حدیث شریف کنت یدہ التی یبطش بہا اور یہ دونوں کریمہ مذکورہ یعنی ان الذین
یبایعونک الخ اور فلم تقتلوہم الخ آپس میں صراحت کے ساتھ ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں
اور اگر اسکو نہ مانیں گے تو جان لیویں کہ نفی ما ثبت کی ضد کیتا باطل ہے سمجھنا چاہیے کہ ما رمیت اور فلم تقتلوہم
یہ دونوں اگر نفی ہیں ضد میں ثابت کے باطل ہیں - اور اگر نفی خلاف میں ہیں ثابت کی تاویل پذیر ہیں یعنی اوسکی
تاویل ہو سکتی ہے جیسا کہ اسکے استدراک سے ظاہر ہے - اور بندوں کے اختیاری فعل کی نفی خدا تعالیٰ کے فعل کیطرف حقیقتاً
اوسکے منسوب ہونے کے سبب فارق عدمین کے اور سبب نفی ہونے استحقاق جزا موعود کل کے صحت نہیں پاتی
ہے - اور نہیں کہا جاتا ہے لم تفعلوہ ولکن اللہ فعلہ یعنی اوسکو تم نے نہیں کیا ولیکن اللہ نے اوسکو
کیا - بلکہ فرمایا خلقکم و ما تعملون یعنی تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو - اور اگر مقصود ہی تبع یعنی
پیرو ہونا فعل بندہ کا خدا تعالیٰ کے فعل کیساتھ اور مقصود حقیقتاً تخلیق ہو پس بلحاظ عموم تبع اور تخلیق کے
یہ تخصیص کس لئے ہے اور ابہام اور استدراک کہاں سے شعر اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم [illegible]
ترجمہ تیرے آگے درد دل کچھ ہی [illegible]

ش هرچند متضمن ایراد و جواب ایراد است لاکن از انکه فهم هرکس بآن نرسد فضولی کرده می شود باید دانست گفتن آنکه گویا دست خدا بر دست ایشان است و گوئی که این قتل از خدا است و گفتی که این رمی از خدا است مفید تمثیل است و حال آنکه لکن برائے تمثیل نمیشود پس این زعم بی دلالة نظم است و در تمثیل اتحاد من وجه ضرور است پس اگر تمثیل از ثابت بثابت است نفی مهمل است و همچنین تمثیل از نفی بثابت و اثبات و ما رمیت دلالة میکنند بر تحقیق و تخصیص که نظر بمعنی صریح از متشابهات واجب تسلیم است والله تعالی اعلم بالصواب۔

ص اکنون هویدا شد که آن حقیقت هم حادث غیر مخلوق است در شبه حقیقة ذات و صفات تنزیهی و تشبیهی او تعالی شانه و داخل تحت امر نیست بلکه از حجابات **ش** عبارت است از مرتبه حادثه غیر مخلوقه **ص** منسوبات ذات و صفات تنزیهی و تشبیهی او تعالی است که حادث میشود بقدرت و ارادت او سبحانه از رو زیادت بر صفاتیکه قایم بذات است کما یدل علیه قوله تعالی انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون ۱۹ ای اذا اراد شیئا لکونه انما رجة **ش** من مرتبة العلم **ص** یقول له کن فیکون کائنا خارجا **ش** من مرتبة العلم۔

ترجمہ ہرچند متن کتاب ایراد اور جواب ایراد کو متضمن ہے لیکن اسلئے کہ ہر شخص کی سمجھ اوسکو نہ پہونچ سکے فضولی کیجاتی ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ یہ کہنا کہ گویا خدا کا ہاتھ اون کے ہاتھ پر ہے اور تو کہے کہ یہ قتل خدا کی سے ہے اور کہنا کہ یہ رمی یعنی پھینکنا خدا سے ہے مفید تمثیل ہے اور حال یہ ہے کہ لاکن تمثیل کیلئے نہیں ہوتا ہے پس یہ زعم و گمان نظم کو بغیر دلالت ہے۔ اور تمثیل میں من وجہ اتحاد ضرور ہے۔ پس اگر تمثیل ثابت سے ثابت کیطرف ہے تو نفی مہمل ہے۔ اور اسی طرح تمثیل نفی سے ثابت کیطرف۔ اور اثبات اور ما رمیت تحقیق اور تخصیص پر دلالت کرتے ہیں کہ نسبت متشابہات کے معنی صریح پر نظر کرکے واجب تسلیم ہیں واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

اب ظاہر ہو گیا کہ وہ حقیقت بھی حادث غیر مخلوق ہے حقیقت ذات و صفات تنزیہی اور تشبیہی خدائے تعالی شانہ کی شبہ ہیں۔ اور داخل تحت امر نہیں ہے بلکہ حجابات سے ہے کہ مراد مرتبہ حادث غیر مخلوق سے ہے جو منسوبات ہیں ذات و صفات تنزیہی و تشبیہی خدائے تعالی کی کہ خدا سبحانہ کی قدرت و ارادہ سے حادث ہوتی ہیں بطور زیادتی کے اون صفات پر جو ذات کیساتھ قائم ہیں جیسا کہ اوس پر خدائے تعالے کا قول دلالت کر رہا ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون ای اذا اراد شیئا لکونه انما رجة من مرتبة العلم یقول له کن فیکون کائنا خارجا من مرتبة العلم بترتیب وجود نفسی والتزامی متکو نہ سبحانہ یعنی یہی بات ہے کہ اوسکا امر جب کسی چیز کے مرتبہ علم سے خارج ہونیکے لئے ارادہ کرتا ہے تو اوسکو کہتا ہے ہو جا پس وہ مرتبہ علم سے خارج ہونیوالا ہو جاتا ہے۔

تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان الخ

ص ترتب وجود تضمنی والتزامی بتکوینہ سبحانہ اذا بافادت معنی خود بر تقیید زمانی کہ از خصائص حادث است دلالۃ میکند بر حدوث شرط و شر بر حدوث جزا و متعلقاتش و معقب بر تجاوز خود از امر و یوم یقول لہ کن فیکون ـ موید است بر تقیید زمانی **ش** تصریح تحقیقش در ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق مذکور است **م** وانواعش ای حجابات را **ص** انواع غیر محصور است و معارف در اینجا است حقیقۃ تجلی طور بقولہ تعالیٰ فلما تجلی ربہ للجبل الآیۃ دلالۃ میکند بر تقیید زمانی و مکانی کہ از خصائص حادث است و حقیقۃ حادثۃ قرآن مجید و کلام با موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کما فی قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الآیۃ یکلم متعدی بمفعولین دلالۃ میکند بر عروض قوۃ بمفعول ثانی محذوف برای مفعول اول بقرینۂ ضروری و آن **ش** ای عروض **ص** تجاوز فعل کلام است از منشار کلام نفسی الا نفی لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ الآیۃ از کلام نفسی دون التجاوز والتقیید و ادراک حادث غیر حادث را نتواند شد **ش** موافقت میکند این قول را قول صاحب المعتبر و امام رازی در مطالب العالیہ

ترجمہ وجود تضمنی کے مترتب ہونیکو یا التزامی کے خدائے سبحانہ کی تکوین سے ـ حرف اذا اپنے معنی تقیید زمانی پر فائدہ دینے کیساتھ جو حادث کی خصائص سے ہے یعنی قید زمان حادث کی خصوصیت سے ہے دلالت کرتا ہے شرط کے حادث ہونے پر ـ اور شرط اول ہی جزا اور اسکی متعلقات کے حادث ہونے پر ـ اور معقب یعنی پیچھے کیا گیا ہے امر سے اپنے تجاوز کی بنا پر ـ اور یوم یقول لہ کن فیکون ـ تقیید زمانی پر موید ہے ـ اسکی تحقیق کی تصریح ذکر کیفیۃ اثبات مرتبہ حجاب درمیان قدیم اور حادث مخلوق میں مذکور ہے ـ اور اسکی یعنی حجابات کی قسمیں غیر محصور ہیں جو حصر و شمار میں نہیں آسکتیں ـ اور اس جگہ میں معرفتیں ہیں ـ ایک حقیقت تجلی طور کی بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے فلما تجلی ربہ للجبل الآیۃ یعنی پھر جب تجلی فرمائی اوسکے پروردگار نے پہاڑ کیلئے الخ کیونکہ یہ تجلی دلالت کرتی ہے تقیید زمانی اور مکانی پر جو حادث کے خصائص سے ہے اور دوسرے حقیقت حادثہ قرآن مجید اور سوم کلام موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ جیسا قول خدائے تعالیٰ میں ہے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب الآیۃ یعنی اور نہیں ہے بشر کو کہ اوس سے اللہ کلام کرے مگر بطور وحی کے یا حجاب کے پیچھے سے ـ یکلم فعل مضارع متعدی بدو مفعول دلالت کرتا ہے قوۃ کے عارض ہو جانے پر مفعول ثانی محذوف کے ساتھ مفعول اول کیلئے اور دلالت کرتا ہے قرینہ ضروری اور وہ عروض یعنی عارض ہونا تجاوز ہے فعل کلام کا منشار کلام نفسی سے ہے ورنہ نفی لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ الآیۃ یعنی خدا اونسے قیامت کے دن نہیں بات کریگا ـ کلام نفسی بغیر تجاوز اور تقیید کے ہے ـ اور ادراک حادث کا غیر حادث کے لئے نہیں ہو سکتا ہے ـ اس قول کو موافقت کرتا ہے قول صاحب معتبر اور امام رازی کا جو مطالب العالیہ میں ہے ـ

بیان مراتب حجابات

۱ ـ حقیقت تجلی طور
۲ ـ حقیقت حادثہ قرآن مجید
۳ ـ کلام با موسیٰ علیہ السلام

واین استحالہ بصفات حجابی بفنا استحال وبقا مایہ الاستحالہ از متشابہات نباشد آری
استحالہ بصفات قدیمہ اگر پندارند از متشابہات باشد پس امتیاز را لائق نبود وحال آنکہ آن
ممتاز است ونیز فاذا احببتہ کنت سمعہ الخ دلالت میکند بر حدوث حجابی **متن**
بدلائلی کہ در تفسیر کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئاً الخ مذکور شد وہر کہ نرسد
بکیفیۃ حقائق درین مسئلہ نیست قدحی در ایمان اجمالی او وداہون این است کہ
کیفیۃ این حقائق بعلم اللہ سبحانہ سپارد عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً
الا من ارتضی من رسول الآیۃ رسول یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون وتنزیہ در مقابلہ نقائص
کہ حقیقتش صفۃ تقدیس است کہ منتزع است از حقائق عینیہ بمقابلہ نقائص مسلوبہ
وسبحانیۃ صفتی است فوق تقدیس وفوق اعتبارات زائدہ آن تنزہ است در مقابلہ
شوائب نقائص کہ از صفات زائدہ بر ذات در مرتبہ لا عینہا ناشی است پس
عروج تقدیس تا مرتبہ سبحانیۃ باشد واین مدعا مدلل بنص نیافتہ شد واللہ تعالی اعلم بحقیقتہ
چندی در سیر ہیأت وجدانی آن مظہر جمال حق صلعم کوشیدم دیدم کہ بر دستش بزرگی نقشبندی وبجنبش بزرگی چشتی نشستہ اند

ترجمہ اور یہ استحالہ صفات حجابی کا استحال کی فنا اور مایہ الاستحالہ کے بقا کے
ساتھ یعنی جسکا استحالہ کیا گیا ہو اوسکی فنا اور جسکے ساتھ استحالہ ہوا اوسکی بقا کیساتھ متشابہات سے نہوگا۔ البتہ استحالہ
صفات قدیمہ کیساتھ اگر جیسے معلوم کریں متشابہات سے ہوگا پس امتیاز کے لائق نہوگا اور حالانکہ وہ ممتاز ہے۔ اور حدیث
فاذا احببتہ کنت سمعہ الخ بھی حدوث حجاب پر دلالت کرتا ہے اون دلیلوں سے جو تفسیر کریمہ انما امرہ
اذا اراد شیئاً الخ مین مذکور ہو چکین۔ اور جو شخص اس مسئلہ کی حقائق کی کیفیت کو نہ پہونچے اوسکے ایمان
اجمالی مین کوئی قدح ونقصان نہین ہے۔ اور آسان تر یہ ہے کہ ان حقائق کی کیفیت خدائے سبحانہ کے علم کو
سونپے کہ بحکم کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول الآیہ
وہی غیب کا جاننے والا ہے پس نہین مدد دیتا ہے اپنے غیب پر کسیکو مگر جسکو رسولون مین سے اوسنے پسند کرلیا۔
پھر رسول یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ہے یعنی تمکو سکھلاتا ہے جو تم نہین جان سکتے تھے۔ اور تنزیہ نقائص
کے مقابلہ مین ہے کہ اس تنزیہ کی حقیقت صفت تقدیس ہے جو حقائق عینیہ سے منتزع ہے نقائص مسلوبہ کے
مقابلہ مین۔ اور سبحانیۃ ایک صفت ہے تقدیس کے اوپر اور اعتبارات زائدہ کے اوپر کہ وہ تنزہ ہے نقائص کی شائبون کے مقابلہ مین
کہ ناشی ہے یہ تنزہ صفات زائدہ سے جو ذات پر اوسکے مرتبہ لا عین مین ہین۔ پس عروج تقدیس کا مرتبہ سبحانیت ہوگا۔
اور یہ مدعا نص سے مدلل نہین پایا گیا۔ اور خدا ہی بہتر ہی اوسکی حقیقت کو خوب جانتا ہے۔ کچھ عرصہ اوس مظہر جمال حق صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہیأت وجدانی کی سیر مین تہا کہ ایک رات خواب مین دیکھا کہ اپنے داہنی طرف ایک بزرگ نقشبندی اور بائین

وشخصی پیشش استاده میپرسد که نقشبندی هستی یا چشتی بدل میگوید که ابتدایش از نقشبندی
است وانتهایش از چشتی بیک انتساب خاص بدل خود نادم جوابش نگفت بزرگ نقشبندی
فرمود دو هزار پانصد مرتبه ذکر اسم بصفتی که سواد اعظم است - یکهزار و دو صد مرتبه - ذکر اسم
واین سه سطر بهمین عبارت بخط نورانی نمودند ودر مقابله سطر اول سواد اعظم همچو قوس
نورانی منقوش بود **ش** این نوشته نمودن دلیل صدق معامله موافق کشف بزرگان
نقشبندیه است رض **م** فکر با کرد معلوم شد که اسم مبارک محمد است که صفتش سواد اعظم است بدلیل
قوله تعالی هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
ترجمه اوست چنانکه فرستاد پیغمبر خود را متصف بوصف هدایت ودین حق تا ظاهر گرداند
او را بر همه ادیان اگر چه رنجیده باشند مشرکان انتهی باید دانست اتصاف بمعنی لیظهره علی الدین
کله دلالة میکند بر مظهریة جنس دین حق متضمن بموجودات و باطل ملتزم **ش** ای موجود ملتزم
م متضمن بمسلوبات پس ثابت شد مظهریة تامه واحاطه کلی آنحضرت مظهر اتم صلعم -

ترجمہ اور ایک شخص اپنے آگے کہڑا پوچھتا ہے کہ تو نقشبندی ہے یا چشتی - دل میں کہتا ہے کہ اپنی ابتدا
نقشبندی ہے اور اپنی انتہا چشتی ہے - ایک خاص کے نسبت کر کے میں اپنے دل سے نادم ہوں لہذا اوسکو جواب
ندیا - بزرگ نقشبندی نے فرمایا - دو ہزار پانسو مرتبہ ذکر اسم اوس صفت کے ساتھ کہ سواد اعظم ہے یکہزار دو سو
مرتبہ + ذکر اسم +.... اور یہ تین سطر اسی عبارت سے خط نورانی مین اونہون نے دکہلائین - اور پہلی سطر کے
مقابلہ مین سواد اعظم قوس نورانی کی طرح منقوش تہا -
یہ لکہا ہوا دکہلانا بزرگان نقشبندیہ کے کشف کیموافق صدق معاملہ کی دلیل ہے - بہت فکر کی تو معلوم ہوا کہ
اسم مبارک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوسکی صفت سواد اعظم ہے خداے تعالی کے اس قول کی دلیل
سے کہ سورۂ صف کے اول رکوع میں ہے ہو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره
علی الدین کله ولو کره المشرکون یعنی وہی ہے جیسا کہ بہیجا اوسنے اپنے پیغمبر کو کہ متصف ہے وصف
ہدایت سے اور دین حق سے تاکہ اوسکو ظاہر کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرکین ناراض ہوں
ختم ہوا - سمجہنا چاہیے کہ لیظهره علی الدین کله کے معنی سے متصف ہونا دلالت کرتا ہے
مظہریت پر جنس دین حق کے کہ متضمن ہو موجودات کو اور جنس دین باطل ملتزم کے یعنی موجود ملتزم کے
کہ متضمن ہو مسلوبات کو پس ثابت ہو گئی پوری مظہریت اور کلی احاطت آنحضرت مظہر اتم
صلی اللہ علیہ وسلم کی

درآوان بمنتزعاتش تضمنا والتزاما بقیام حقیقی ومجازی وتفصیل از تفسیر این کریمہ
بجایش دریافتہ شود ش تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ یریدون لیطفؤا
نور اللہ بافواھھم مذکور است ص پس تا حدیکہ خدا تعالیٰ خواست بملاحظہ سواد اعظم
ذکر کرد حقیقت جامعہ انسانیہ مع انتزاعیات عدمی مخصوصہ نور محمدی ش ای مسلویاتیکہ
وجود یافتہ است در ذات مبارک صلعم ص وانتزاعیات وجودی از مرتبۂ ربوبیت
تا استغنا ہویدا شد صلعم ودرینجا مصداقیہ ما بہ النفی ملحوظ نیست بل تعرض ودلالۃ الی ما بہ
الاثبات است ومعارف نامتناہی است در انتزاع از منتزع منہ درجانب عدمیات
تنزلاً ودرجانب موجودات عروجاً کہ حاصل می شود تا خواست او تعالیٰ ہویدا نگہ ازین
سہ سطر اشارتست بہ تعداد ذکر اسم تا وقت مناسب باز ہرچہ تواند ومرتبۂ سواد اعظم منطبق بر ذات
واجب نتواند شد چہ سواد مقتضی حد حادث است واو تعالیٰ ازین محدودیۂ منزہ است پس
این انطباق بر مرکز دائرۂ حوادث یعنی ذات مبارک محمد صلعم منطبق باشد کہ محدودیۂ آن در حد حدوث
است نہ در حد ذات وعوارض چہ تشخص روحی حضرت مظہر جمال حق صلعم بحکم ظلیت ذی ظل اوسع۔

ترجمہ آوان مین آپکے منتزعات کے سبب بطور تضمن اور التزام کے حقیقی اور مجازی قیام کیا گیا۔ اور تفصیل اس کریمہ کی تفسیر کی
اپنی جگہ پر دریافت کیجاوے۔ اس کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت تفسیر کریمہ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم
مین مذکور ہے پس اس حدتک کہ خدائے تعالیٰ نے چاہا ملاحظہ سواد اعظم مین ذکر کیا۔ تو حقیقت جامعہ انسانیہ مع
انتزاعیات عدمی مخصوصہ نور محمدی صلعم کے یعنی وے مسلویات کہ ذات مبارک صلعم مین وجود پائے ہوئے ہین
اور مع انتزاعیات وجودی کے مرتبۂ ربوبیت کے استغنا تک ہویدا ہوگیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسجگہ مین
مصداقیت ما بہ النفی ملحوظ نہین ہے یعنی اوس چیز کی مصداقیت کا لحاظ نہین ہے جسکی نفی ہے بلکہ دلالت کا
تعرض ما بہ الاثبات کی طرف یعنے جسکے ساتھہ اثبات ہے دلالت کا عارض ہونا اوسی کیطرف ملحوظ ہے۔ اور
معارف بی انتہا ہین انتزاع کی حالت مین منتزع منہ سے۔ عدمیات کی جانب مین تنزل کے طور پر اور
موجودات کی جانب مین عروج کی راہ سے کہ یہ معارف حاصل ہوتے ہین جہانتک مرضی خدائے تعالیٰ ہو
اور معلوم ہو کہ ان تین سطرون سے تعداد ذکر اسم کی طرف اشارہ ہے وقت مناسب تک۔ اور پہر جسقدر ہوسکے۔ اور مرتبہ سواد اعظم
ذات واجب پر منطبق نہین ہوسکتا ہے کیونکہ سواد مقتضی ہے حد حادث کو اور خدائے تعالیٰ اس محدود ہونے سے
پاک ہے پس یہ انطباق حوادث کے دائرہ کے مرکز پر یعنی ذات مبارک محمد صلعم پر منطبق ہوگا کیونکہ اونکی محدودیت حد حدوث
مین ہے نہ حد ذات اور عوارض مین اسلئے کہ حضرت مظہر جمال حق کا روحی تشخص ذی ظل کے ظل ہونیکے حکم
(موافق وسیع تر ہے)

وتشخص عنصری در تبع روح متضمن موجودست بعرض مسلوباتش در مقابلہ تنزہ ذاتیش متخذ ازوست
وہرچہ از مسلوبات مخصوصہ محمدیہ صلعم موجود خارج در آنحضرت صلعم یافتہ شود غیر مقصود المحل است
واز متشابہات تاویلش بعلم الٰہی سبحانہ باید سپرد وازینجاست دفع منافات آنکہ مبدئیۃ واولیۃ
ذات مبارک صلعم ممکنات را مرکبا وبسیطا مانع تربیتش صلعم از عالم کبیرست وتربیتش
از عالم کبیر مانع مبدئیۃ واولیۃ او صلعم والبتہ در توسع روح وکیفیۃ اتحاد بس بہ خاروذال
منقوطتین ھ عنصر از وفکر بیشتر نارساست ومعارف کمال سعۃ صفات حق سبحانہ درین واسطہ
توسع روح واتحاد عنصر ازوست ہر کہ شناختش ش ای کیفیۃ توسع واتحاد عنصر را
ھ شناختش ش ای ان معارف را ھ پس عنصر اشرف حضرت مظہر اول صلعم اطہر والطف
از عنصر غیر خود است وہمانا نبودن سایہ عنصر مبارکش را صلعم کہ ازین اتحاد است یعنی
ای از اتحاد عنصر در تبع روح ھ دلیل فضیلۃ غایۃ تنزہ عنصر وروح مبارکش صلعم بر مقابل است
واگر رسید بہ کیفیۃ اتحاد عنصر دریابد کہ فضلات اعالی حضرۃ النبی الاطہر علیہ الصلوٰۃ والسلام طاہرات است بعصمۃ موجودات از مسلوبات وجوبا

ترجمہ اور تشخص عنصری - روح متضمن موجودات کی تبع میں اوسی روح کے معرض مسلوبات میں اوسکے ذاتی تنزہ کے
مقابلہ میں اوسی روح سے متخذ ہے یعنی اخذ ہوتا ہے - اور جو کچھ مسلوبات مخصوصۂ محمدیہ صلعم سی آنحضرت صلعم
میں خارج میں موجود پایا جاتا ہے غیر مقصود المحل ہے اور متشابہات کی سے ہے - اوسکی تاویل علم الٰہی سبحانہ کو سپرد
کرنی چاہیے - اور یہیں سے دفع منافات ہے وہ یہ کہ ذات مبارک صلعم کا مبدا اور اول ہونا مرکب
اور بسیط ممکنات کے لیے اوسکی تربیت کا عالم کبیر سے مانع ہے - اور اوسکی تربیت عالم کبیر سے حضور صلعم کے
مبدا اور اول ہونیکی مانع ہے - اور البتہ روح کی توسع اور عنصر کے اتحاد کی کیفیت میں اوسی روح کی فکر اکثر
رسائی نہیں کرتی - اور معارف کمال سعت صفات حق سبحانہ کے اس توسع روح اور اتحاد عنصر کے واسطہ میں
اوسی روح کی ہیں - تو جس کسی نے اس کیفیت توسع اور اتحاد عنصر کو پہچان لیا اوسنے اون معارف کو
پہچان لیا - پس عنصر اشرف حضرت مظہر اول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غیر کے عنصر سے پاکیزہ تر اور لطیف تر
ہے - اور یہی عنصر مبارک حضور صلعم کے سایہ کا نہونا ہی کہ اسی اتحاد کے سبب سے یعنی بسبب اتحاد عنصر کے
تبع روح میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عنصر اور روح مبارک کے غایت ونہایت تنزہ کی مقابل پر دلیل فضیلت ہے
اور اگر اتحاد عنصر کی کیفیت پر رسائی ہو جاوے تو معلوم کر لیگا کہ حضرت نبی اطہر علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے فضلات اعالی پاک ہیں بسبب عصمت موجودات کے
مسلوبات سے از روے وجوب کے

وفرق مراتب تنزہ میان حقائق معصومہ ومحفوظہ وبعد گر حقائق متجانسہ بر قدر تفاوت تنزل از جانب موجودات بسوئی مسلویات است پس این طہارت در دیگر انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تواند شد جوازاً ش دلیل بر وجوب جوازاً ذکر کیفیۃ تخلیق نور محمد صلعم من نور اللہ سبحانہ الخ توان دریافت ھ پس بنگر بحقیقۃ ناقصۃ الحفظ وجائزۃ الحفظ بحکم امتزاج حقیقۃ وجودی وعدمی ش حکم در امتزاج حقیقۃ وجودی عدمی چنانست کہ حکم کردہ نشود بر عدمی چنانکہ ایمان و کفر و شرک بہم کند در نفس خود پس حکم کردہ شود بر کفر کما قال اولئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم الآیہ ولئن اشرکت لیحبطن عملک الآیۃ و در اجتماع عمل با طاعۃ و عصیان کبیرہ حکم کردہ شود بفسق ھ پس ممنوعۃ الحفظ ممنوعۃ الطہارت است فالحکم من الخالق ومن الاحکام عند اللہ تعالیٰ ورسولہ تعالیٰ کما فی قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس الآیہ ترجمہ جز این نیست کہ مشرکان عین النجاستہ اند ۔ حضرت ابن عباس فرمود نجس العین اند ہمچو کلاب پس اگر موثر نباشد مضر نیست ش اشارت در اختلاف حنفیہ وشافعیہ وغایۃ البحث برین حکم راجح در جانب حنفیہ بلی خلاف شافعیہ است ھ

ترجمہ اور فرق مراتب تنزہ کا درمیان حقائق معصومہ اور محفوظہ کے اور آپس میں حقائق متجانسہ کے تنزل کے تفاوت کی اندازہ پر ہے جانب موجودات سے مسلویات کیطرف پس یہ طہارت دوسرے انبیاء اور اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں جوازاً ہو سکتی ہے ۔ دلیل وجوب جواز پر کیفیت تخلیق نور محمد صلعم کی نور سے خدائی سبحانہ کے الخ ذکر سے معلوم ہو سکتی ہے ۔ پس حقیقت ناقصۃ الحفظ اور جائزۃ الحفظ کو امتزاج حقیقت وجود اور عدم کے حکم کی بنا پر نظر کر ۔ حکم امتزاج حقیقت وجودی اور عدمی میں اسطرح ہے کہ عدمی پر حکم کیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ ایمان اور کفر اور شرک اپنے نفس میں بہم کرے تو حکم کفر پر کیا جاتا ہے چنانچہ فرمایا اولئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم الآیہ یعنی وے وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے آیتوں سے اور اوسکے دیدار سے تو اونکی اعمال حبط ہوگئے الخ ولئن اشرکت لیحبطن عملک الآیہ یعنی اگر تو شرک کریگا تو ضرور تیرے عمل حبط ہو جائینگے اور عمل کے طاعت اور گناہ کبیرہ کے ساتھ اجتماع کی صورت میں فسق پر حکم کیا جائیگا پس ممنوعۃ الحفظ ممنوعۃ الطہارت ہے ۔ پس یہ حکم از راہ حقائق ہے ۔ اور وہ جو احکام کی نسبت کرے خدائے برتر اور رسول خدائے برتر صلعم کی نزدیک جیسا خدائی کے قول میں ۔ انما المشرکون نجس الآیہ یعنی شرک کرنیوالے نجس بفتح جیم یعنی عین نجاست ہی ہوتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وے ہی مانند کتوں کے نجس العین ہیں پھر اگر یہ نجاست موثر نہو گی مضر نہیں ہے ۔ یہ اشارہ ہے اوس اختلاف میں جو درمیان حنفیہ اور شافعیہ کے ہے ۔ اور نتیجہ بحث کا اس حکم کے بنا پر حنفیہ کی جانب میں راجح ہے بغیر خلاف شافعیہ کے

باید دانست فضلات امعائی صاحب الطیب الطیب صلعم باوجود طہارت رائحہ طیبہ میداشت پس فضلات لطیفہ راچہ باشد ع نہ غنچہ نہ گل تری حقا نہ بہار عالم دیگری * و نوشید بول حضرت حبیب الرحمن صلعم را ام ایمن رض خادمہ حضرت حبیب الرحمن صلعم تبسم فرمود و امر نفرمود بغسل و نہی نفرمود از بار دیگر بلکہ فرمود تسلم توہرگز درد نکند و نوشیدند ش دیگران نیز و مالک ابن سنان پدر ابوسعید خدری رض مکید خون زخم دندان مبارک حضرت حبیب الرحمن صلعم را بروز احد فرو برد فرمود صلعم ہرکہ خواہد دیدن مرد ازاہل جنت را بہ بیند سوی این مرد و خوردند دیگران نیز متعدد را باید کہ رو آرد بکتب اہل سنۃ و جماعت کہ این طہارت را از خصوصیات حضرت حبیب الرحمن صلعم گفتند و دلیلی بر خصوصیۃ نیاوردند و در مند بدلیل از صحۃ حقائق از خصوصیات نہ پندارد مگر بفرق وجوب جواز مذکور واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال و کیفیۃ رائحہ فضلات امعائی و فضلات لطیفہ بعض اولیاء اللہ تعالی ہمچو حضرت ابراہیم ادہم و دیگران نیز رضی اللہ تعالی عنہم گو در وقتی بودہ باشد از کتب سیر دریابد

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت الطیب الطیب یعنی خوشبو اور پاکیزگی والے حضور صلعم کے فضلات امعائی باوجود طہارت کے یعنی پاک ہونیکی خوشبو میں پاکیزہ بھی رکھتے تھے پس فضلات لطیفہ کی کسقدر خوشبو ہوگی ع نہ غنچہ نہ گل تری حقا نہ بہار عالم دیگری * ــــ گل ترہے نہ غنچہ ہے بہار اور عالم ہے + ترا الحسن ہر تیرا عجب مخلوق آدم ہے دیگر قسم خدا کی بہار کا غنچہ سے پہول کیسے کہ ہر طراوت + بہار حسن خدا ہے تیری یہ اور عالم ہے اور رحمت + اور بول حضرت حبیب الرحمن صلعم کا آپکی خادمہ بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا پی گئیں تو حضرت حبیب الرحمن صلعم نے تبسم فرمایا اور منہ دہونیکا حکم نفرمایا اور نہ ممانعت فرمائی دوسری بار کی نسبت بلکہ فرمایا تیرا پیٹ ہرگز درد نکریگا اور اوروں نے بھی اسکو پیا۔ اور مالک ابن سنان پدر بزرگوار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہما نے جنگ احد کے دن خون زخم مبارک حضرت حبیب الرحمن صلعم کا چوسکر نگل گئے تو حضور صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مرد جنتی کو دیکھنا چاہتا ہے تو اس مرد کی طرف دیکھے۔ اور دوسروں نے بھی پیا ہے۔ جسکو تردد ہو چاہیے کہ وہ اہل سنت وجماعت کی کتابوں کی طرف متوجہ ہو کہ انہوں نے اس طہارت کو خصوصیات میں سے حضرت حبیب الرحمن صلعم کے بیان کیا ہے ولیکن خصوصیت پر کوئی دلیل انہوں نے نہیں بیان کی اور فرد مند صحت حقائق کی دلیل سے اسکو خصوصیات سے نہیں سمجھتا ہے مگر وجوب وجواز مذکور سے فرق کر اسکو معلوم کرتا ہے۔ اور حقیقت حال سے خدا کو بڑی خوبی واقف ہے اور فضلات امعائی اور فضلات لطیفہ بعض اولیاء اللہ تعالی کی رائحہ اور خوشبو کی کیفیت جیسے حضرت ابراہیم ادہم اور دوسرے اور بھی رضی اللہ تعالی عنہم گو کسی وقت میں ہوئے ہوں کتب سیر سے معلوم کرے

واگر ذکر مصداق دعوی بغیر حضرت سید الانبیاء الموصوف بطیب النشر صلعم در کتب نیافته شود دعوی
مسلم که از حقائق ثابته بدیهیه باشد بعدم ذکرش باطل الحقیقة نتواند شد پس روزی در تفکر
بود از حواس ظاهر فارغ میشد قوت نیافت سر بتکیه نهاد و دید که از رسول الله تعالی صلعم که بر
بالینش تشریف میدارند فیض بغلبه تمام میرسد و قل هو الله احد الله الصمد میخوانند
باز بهوشیاری هم تا دیر مفاض علیه ماند معلوم شد که اشارتیست بفیض صمدیة پس واضح شد که صفة
صمدیة هم منزه است فوق سبحانیة بلا اعتبار مقابله و تمایز شوائب نقائص در مرتبه استغناء
واحدیة خود صفتی است که تنزیهش صمدیة است چنانکه از نسق عبارت قوله تعالی **ش**
قل هو الله احد الله الصمد **م** عیانست نه تجرد ذات است از صفات بل لزوم وحدتست
بقطع نظر از شوائب حدوث مستلزمه در مرتبه تمایز غیریت صفات بدلالة لفظ **ش** چه صیغه
صفة مشبهه دلالت میکند بر لزوم **م** بخلاف واحدیة **ش** که دلالة میکند بر حدوث **م** فهو
سبحانه فی ذاته مع صفاته فی اعتبار عینیتها احدٌ والله تعالی اعلم بحقیقته و از طوریکه رو داد مفهوم
میشود که سلوک این سلسلهٔ عالیه برین شش مقام معین است

ترجمہ اگر ذکر مصداق دعوی کا غیر حضرت سید الانبیاء صلعم کیا کہ آپ طیب النشر کیساتھ موصوف ہیں یعنی خوشبو پھیلانیوالے ہیں کتابوں میں
نہ پایا جاوے تو دعوی مسلم جو حقائق ثابتہ سے بدیہی ہوگا وہ اپنے مذکور نہونیکے سبب حقیقت میں باطل نہیں ہوسکتا ہے
پھر ایک روز تفکر میں تہا جو اس ظاہری سے فارغ ہو رہا تہا کہ قوت نپاکر سر تکیہ پر رکہا دیکہا کہ رسول خدا تعالی صلعم
کہ اوسکے بالین پر تشریف رکہتے ہیں پوری غلبہ کے ساتھ فیض پہونچ رہا ہے اور یہ قل ہو الله احد الله الصمد
پڑہتا ہے پہر ہوشیاری میں بہی دیر تک مفاض علیہ رہا یعنی اپنے اوپر فیض پاتا رہا معلوم ہوا کہ اشارت ہے فیض
صمدیت اور احدیت سے پس واضح ہوگیا کہ صفت صمدیت بہی منزہ ہے صفت سبحانیۃ کے اوپر بغیر مقابلہ کے
اعتبار کے اور بغیر اعتبار تمایز شوائب نقائص کے جو مرتبہ استغناء میں ہے۔ اور احدیت خود ایسی صفت ہے
کہ اوسکی تنزیہہ صمدیت ہے جیسا کہ نسق عبارت قول خدا تعالی یعنی قل ہو الله احد الله الصمد
سے عیاں ہے۔ نہ مجرد ہونا ذات کا ہے صفات سے بلکہ وحدت کا لازم ہونا ہے قطع نظر کرکے شوائب حدوث
مستلزمہ کو صفات کی غیریت کے مرتبہ تمایز میں لفظ کی دلالت سے۔ کیونکہ صیغہ صفت مشبہ لزوم پر دلالت
کرتا ہے۔ بخلاف واحدیت کے کہ حدوث پر دلالت کرتا ہے پس خدا سبحانہ اپنی ذات میں مع اپنی
صفات کے اعتبار عینیت میں احد ہے۔ اور خدا سے برتر ہی اوسکی حقیقت سے بخوبی واقف ہے
اور اس طریق سے جو پیش آیا مفہوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ عالیہ کا سلوک اس چھ مقام پر معین ہے۔

قلب و روح و سر و خفی و اخفی و نفس در مرتبۂ اجمال واللہ تعالیٰ اعلم روزی متفکر بود حواس ظاہرش
بیکار شد سر بتکیہ نہاد اشارت شد بذکر محمد رسول اللہ لا احصی ثناءً علیہ ازینجا واضح می شود کہ فکر درد
مندو را اشارت مذکور از بزرگ نقشبندی بجائی خود رسیدہ بود درین ذکر مقصود بی نہایتی
سواد اعظم در نظر عارف مع مقصودیۃ دلالۃ بلحاظ امر و خلق است و ادراک دلالۃ بر نوعین است
ادراک دلالۃ از دال بمعرفۃ مدلول و ادراک دلالۃ بمعرفۃ دال از مدلول و صحۃ بلاغت
نظر با دراک ربط واحد و اثر طرفین ممتاز از طرفین بر نوعین است **شش** بر نوعین متعلق ممتاز
واست مربوط است با دراک کہ مضاف ربط مع متعلقات ربط است نہ بر ربطہ ودر
کیفیۃ تجدد تاثیر امر و خلق دشوار است چہ کیفیۃ تجدد در امر و خلق در تحت اعتبار ربوبیۃ بقلت وجود خلق
فرصت تاثیرش نمیدہد پس چہ جای تاثیرش در اعتبار استغنا است کہ فارغ از امکان و اعتبار
ربوبیۃ است حاصل اینجا مرتبۂ استجماع بہ بی نہایتی است کما یدل علیہا الحدیث الشریف
لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل الحدیث فالاستجماع اصلاً ممنوع لغیرہ صلعم

بیان مقصودیۃ دلالت بلحاظ امر و خلق و ذو اقسام ادراک دلالت

ترجمہ۔ قلب اور روح اور سر اور خفی اور اخفی اور نفس مرتبۂ اجمال مین واللہ تعالیٰ اعلم۔ ایک روز متفکر تھا
حواس ظاہر اوسکے بیکار ہوگئے سر تکیہ پر رکہا اشارہ ہوا ذکر محمد رسول اللہ لا احصی ثناءً علیہ کی طرف یعنی
محمد رسول خدا تعالیٰ ہے کہ مین آپ پر ثنا رکو گہیرے مین نہین لا سکتا ہون۔ یہانسے واضح ہوتاہے کہ
دردمند کی فکر اشارت مذکور مین بزرگ نقشبندی سے بجائی خود پہونچی تہی۔ اس ذکر مین مقصود بی نہایتی
ہے مرتبۂ سواد اعظم کی عارف کی نظر مین مع مقصود ہونے دلالت کے امر و خلق کے لحاظ کے ساتھ۔ اور
ادراک دلالت کا دو طرح پر ہے۔ ایک ادراک دلالت کا دال سے مدلول کی معرفت کی طرف۔ اور دوسرے
ادراک دلالت کا مدلول سے دال کی معرفت کی طرف۔ اور صحت بلاغت نظر کی ربط واحد کے ادراک
مین ہے جو اثر طرفین ہے کہ وہ دونون طرف سے دو طرح پر ممتاز ہے۔ عبارت متن کتاب مین بر نوعین
متعلق ممتاز ہے۔ اور است حرف ربط ادراک کے ساتہہ کہ ربط کا مع متعلقات ربط مضاف ہو مربوط
ہے نہ ربط کے ساتہہ۔ اور کیفیت تجدد مین امر و خلق کا تاثیر دشوار ہے اسلئے کہ کیفیت تجدد کی امر و خلق مین
جو اعتبار ربوبیت کے تحت مین ہے وجود خلق کی قلت کے سبب اوسکے تاثیر کی مہلت نہین دیتی ہے پس
کیا موقع ہے اوسکے تاثیر کا اعتبار استغنا مین جو امکان اور اعتبار ربوبیت سے فارغ ہے۔ حاصل یہان
مرتبۂ استجماع ہے بی نہایتی کے ساتہہ جیسا اوسپر یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے۔ لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل الحدیث پس یہ استجماع بطور اصل حضور صلعم کے غیر کے
واسطے ممنوع ہے

الا تبعاً به صلعم نصیباً جزئیاً تا آنکه لحاظ کم وکیف اعتبارات صفاتی وذاتی ازمیان مینجزد من بلغ
بلغ وتکمیل نفس درین اتصاف است وازینجاست که دردمندی گفته الفقر تکمیل النفس علی
ماقیل عنه صلعم الفقر اذا تم فهو الله   اعلم ان الفقر وصف جنساً هو احتیاج الی ما احتاج الیه فی
الموجودات والمسلوبات کما قال صلعم الفقر فخری والفقر سواد الوجه فی الدارین
وهما معرفان بالموجودات والمسلوبات فالذی بالموجودات اذا طابق باصله باحتیاجه الیه فی
وجوده منه تضمناً واستجمع باوصافه تم فهو الله فی غایة المشابهة باوصافه تعالی علی الاستعارة
للمبالغة واستفادة الاستجماع وان لم یسلم فیری مایقال والله تعالی اعلم - باید دانست

که تشخص ممکن منتزع بقیام مجازی است از تشخص قدیم مع لزوم
مسلوبات پس هرگاه ظهور ظلال جانب قدم است
ازمشغولی هستی خود فارغ است با آنکه علم
هستی خودش تا مرتبۂ ربوبیت می باشد

ترجمہ مگر آپکی تبع مین بطور نصیب جزئی یہانتک کہ لحاظ اعتبارات ذاتی وصفاتی کے کم وکیف کا درمیان سے
اوٹھ جاتا ہے من بلغ بلغ جو پہونچگیا پہونچگیا - اور نفس کی تکمیل اسی اتصاف مین ہے - اور
یہین سے ہے جو ایک دردمند نے کہا کہ الفقر تکمیل النفس یعنی فقر نفس کی تکمیل ہے - اوس
بنا پر کہ کہا گیا حضور صلعم سے الفقر اذا تم فهو الله   یعنی فقر جبکہ پورا ہوا پس وہ اللہ ہے -
معلوم ہو کہ البتہ فقر ایک وصف ہے بطور جنس کے کہ وہ احتیاج ہے اوس چیز کی طرف کہ محتاج ہوا وسکیطرف
موجودات اور مسلوبات مین چنانچہ فرمایا حضور صلعم نے الفقر فخری یعنی فقر میرا فخر ہے للفقر سواد
الوجه فی الدارین یعنی فقر دونون جہان مین روسیاہی ہے اور یہ دونون قسم کا فقر موجودات
اور مسلوبات سے پہچانا جاتا ہے - پس وہ فقر دراحتیاج کہ موجودات سے ہے جبکہ مطابق ہوجاوے
اپنی اصل سے بسبب اپنی احتیاج کے اوسکی طرف اپنی ہستی مین اصل سے بطور تضمن - اور مستجمع ہوجاوے
اصل کو اوصاف لیا تھا - پورا ہوگیا - پس وہ اللہ ہے غایت مشابہت مین خدائے تعالی کی اوصاف کیساتھ
کہ بربنائے استعارہ ہے جو مبالغہ اور استجماع کا فائدہ حاصل کرنے کے لئے ہے - اور اگر
نمانا جائے گا تو دیکھا جائے گا کہ کیا کہا جاتا ہے واللہ تعالی اعلم - سمجھنا چاہئے کہ ممکن کا تشخص
منتزع بقیام مجازی کے ساتھ تشخص قدیم سے مع لزوم مسلوبات کے - پس جبکہ ظہور ظلال جانب
قدم کا اپنی ہستی کی مشغولی سی فارغ ہے باوجود اسکے کہ اپنی خودکی ہستی کا علم مرتبۂ ربوبیت تک رہتا ہے -

وبدانکه تعین انسانیت را تعینات است بانکه فارقی است در مرتبه اشتراک اسمی و صفی پس فارقی در اشتراک وصفی بحسب النبوت وبحسب الولایة بافرق از مرتبه ولایة اولی تا ولایت خامسه وبحسب العروج از افعال تا ذات واز ربوبیة تا استغنا پس بحسب النزول وفراغت تمام از علم هستی خودش در مرتبه استغنار است واستجماع در نزول وهرگاه ظهور جانب مسلوبات است از علم هستی خودش چاره نیست وانتزاعیات عدمی مخصوصه محمدی صلعم ش ای مسلوبات یکه وجود یافته است در ذات مبارک صلعم ص لازم اواست پس اگر بعلم هستی خودش ظهور مشتبهات بموجودات قدیمه یا انتزاعیات عدمی غیر مخصوصه محمدی صلعم ش ای مسلوبات یکه در ذات مبارک صلعم وجود نیافته ص است آن عبث است یا صغیره یا کبیره یا کفر یا شرک علی تفاوت الدرجات در شریعة یا طریقة العیاذ باللہ تعالی منها اللهم صل وسلم وبارک دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی آله واره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا بہ۔

بیان تعینات انسانیت مع فارق۔

ترجمہ اور معلوم ہو کہ انسانیت کے تعین کیلیے بہت سے تعین ہین اس سبب سے کہ مرتبۂ اشتراک اسمی اور وصفی مین کئی فارق ہین۔ پس ایک فارق اشتراک صفی ہین بحسب نبوت اور بحسب ولایت اوس فرق کے ساتہہ ہے جو مرتبۂ ولایت اول سے ولایت پنجم تک ہے۔ اور ایک فارق بحسب عروج ہے افعال سے ذات تک۔ اور ربوبیت سے استغنار تک۔ پہر بحسب نزول ہے۔ اور پوری فراغت اپنی خود کی ہستی کے علم سے مرتبۂ استغنا مین ہے۔ اور استجماع نزول مین۔ اور جبکہ ظہور ہی ظلال جانب مسلوبات کا اپنی خود کی ہستی کے علم سے چارہ نہین ہے۔ اور انتزاعیات عدمی مخصوصہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ مسلوبات کہ ذات مبارک صلے اللہ علیہ وسلم مین وجود پائے ہوئے ہین اوسکو لازم ہین۔

بیان انتزاعیات عدمی مخصوصہ وغیر مخصوصہ محمدی صلعم۔

پہر اگر اپنی خود کی ہستی کے علم مین ظہور مشتبہات کا موجودات قدیمہ سے ہے یا انتزاعیات عدمی غیر مخصوصہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یعنی وہ مسلوبات جو ذات مبارک صلی اللہ علیہ وسلم مین وجود نہین پائے ہین۔ تو وہ عبث ہے یا صغیرہ یا کبیرہ یا کفر یا شرک تفاوت درجات کی بنا پر شریعت مین یا طریقت مین۔ خداے تعالی اس سے پناہ دے۔ اللهم صل وبارک وسلم دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی آله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا بہ خدایا درود بہیج اور برکت اور سلامتی ہمیشہ سے ہمیشہ تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرا رسول تیرا حبیب ہے اور اوسکے آل پر جیسا تو اوسکو دوست رکہتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہم پر اوسکے طفیل

ذکر کیفیت کلمہ طیبہ لفظاً و معناً با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدُ اللہَ ونستعینہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ محمد ونستشفعہٗ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین
سخن است در تحقیق لفظ و معنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ **مقدمہ** مشتمل بر تنبیہات
تنبیہ نفی جاری میشود بر ترتب اثر متاخر ثبوت ذہنی کہ حاصل شود از مصداق متقدم ثابت
نہ بر عین ثبوت کہ خلاف بداہت و عقل است و نہ بر عین عدم کہ علم و حکم بر عدم غیر معقول است **ش**
این اصل در ذکر کیفیۃ الاصول در اصل ذکر کیفیۃ النفی مصرح است تکلیف الحکم **تنبیہ ۲** مقصود در
اخبار اثبات و نفی از عوارض میشود نہ از ذات **ش** چہ ذات بحث نکردہ شود مگر بعوارض و نیز مخبر بہ
بودن ذات مہمل است و ہم نفی ذات نفی بر عین ثابت است یا بر عین عدم ولیکن نفی عرض منطبق بالعینیۃ با قام بہ ش کالوجود

ترجمہ

ذکر بیان کلمہ طیبہ کا باعتبار لفظ و معنی کے مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ یہ کلام کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کے لفظ و معنی کی تحقیق میں ہے۔ اسمیں ایک مقدمہ کہ شامل چھ تنبیہات ہے اور مقاصد چند تنبیہات آخر تک ہے اول
مقدمہ جو چند تنبیہات پر کہ چھ ہیں مشتمل ہے **تنبیہ اول** نفی اوس ترتب اثر پر جاری ہوتی ہے جو ثبوت ذہنی سے متاخر یعنی پیچھے
ہے اور یہ ثبوت ذہنی مصداق متقدم ثابت سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ نفی عین ثبوت پر جاری ہوتی ہے کہ بداہت و عقل کے خلاف ہے۔ اور نفی عین
عدم پر جاری ہوتی ہے کیونکہ علم اور حکم عدم پر غیر معقول ہے یعنی سمجھ کے خلاف ہے یہ بات کہ ایک شئے معدوم پر جسکا وجود نہو علم کا اطلاق ہو یا اسکو
حاکم کیا جاوے پس حکم عدم پر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ قاعدہ ذکر کیفیۃ اصول میں ذکر کیفیۃ النفی کے قاعدہ میں مصرح ہے یعنی اسکا بیان وہاں صاف صاف
تصریح وار ہے **تنبیہ دوم**۔ اخبار میں یعنی خبر کے بیان کرنے میں مقصود اثبات و نفی عوارض کا ہوتا ہے نہ ذات کا اسلئے کہ ذات سے بحث
نہیں کیجاتی مگر بذریعہ عوارض۔ اور ذات کا مخبر بہ ہونا ہی مہمل ہے یعنی جس شئے کی خبر دیجاتی ہے وہ ذات کے عوارض ہوا کرتے ہیں اس
مخبر بہ عوارض ہو سکتے ہیں نہ ذات۔ اور ذات کی نفی ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ ذات کی نفی یا عین ثابت پر نفی ہے یا عین عدم پر
ولیکن نفی ایسے عرض کی کہ اپنے قائم کے ساتھ وہ منطبق بالعینیت ہو جیسے وجود۔

م نفی بر عین ثبوت از روئی نفس عرض وما قام بہ است یا بر عین عدم لازم علم وحکم بر عدم واین ہمہ
باطل وبودن صفۃ نفس ذات **ش** چنانکہ گرفتہ شود کہ وجود نفس ذات است وصفات ذاتیہ
نفس ذات است م معقول نیست ومہمل اخبار **ش** از انکہ مسند الیہ ومسند حقیقۃ
واحدہ شود وحال آنکہ نشود م ومبطل اصل مختار **ش** یعنی مقصود در اخبار اثبات ونفی انہ
عوارض است نہ از ذات م **تنبیہ** خبر جز صیغہ صفۃ تواند شد ورنہ خبر نیست لفقدان
عائد مفید اسناد حقیقی باطل است مگر تاویلا **ش** بودن خبر صیغہ صفۃ ضروریست چہ تحقق اسناد
حقیقتاً در فعل وفاعل است از ینجا است کہ اسناد حقیقی جز در فعل واسم صفۃ واسم صحیح نیست
وخلاف آن مأول شود بفعل یا اسم صفۃ واسم حملاً بالمجازات چون اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ ای
منوّرٌ وزیدٌ عدلٌ ای عادلٌ والٰہٌ واحدٌ ای الہ جاری مجری اسم است +

ترجمہ

کہ اس صفت وعرض کو اسکے ساتھ جسکے ساتھ اسکا قیام ہے انطباق بالعینیت ہے ۔ پس ایسے عرض کی نفی عین ثبوت پر
نفی ہے کیونکہ نفس عرض کے ساتھ نفس ما قام بہ کی نفی لازم ہوتی ہے اسلئے کہ انکی باہمی انطباق بالعینیت ہے یعنی آپس مین ایک
دوسرے کے ساتھ ایسے منطبق ہوگئے ہین کہ گویا دونون پر عین ہونیکا اطلاق ہوتا ہے اور انفکاک ایک کا دوسرے سے
غیر ممکن ہے ۔ پس ایک کی نفی دوسرے کی نفی ہے اور اسیطرح ایک کا اثبات دوسرے کا اثبات ۔ یا ایسے عرض کی نفی
عین عدم پر نفی ہے جس سے عدم پر علم وحکم لازم ہوتا ہے اور یہ سب باطل ہے ۔ اور صفت کا نفس ذات ہونا جیسا کہ
مان لیا جاوے کہ وجود نفس ذات ہے اور صفات ذاتیہ نفس ذات ہین یہ بات بھی معقول نہین بلکہ خلاف عقل ہے اور
مہمل اخبار ہے یعنی خبر بیان کرنے مین اہمال پیدا کرتی ہے کیونکہ مسند الیہ اور مسند ایسی صورت مین حقیقت واحد
ہوجاینگے اور حال آنکہ ایسا نہین ہوتا ۔ اور مبطل اصل مختار ہے یعنی ایک مختار قاعدہ کو باطل کرتی ہے اور وہ یہ کہ مقصود
اخبار مین عوارض کا اثبات ونفی ہے نہ ذات کا **تنبیہ سوم** خبر صیغہ صفت ہی ہوسکتا ہے بجز اسکے اور نہین ہوسکتا ورنہ
عائد کے گم ہونیکے سبب سے ہی اسناد حقیقی کو مفید ہوتا ہے خبر کا ہونا باطل ہے مگر تاویل کے طور پر ۔ کیونکہ خبر کا صیغہ بصفت ہونا ضروری ہے
اسلئے کہ حقیقت مین اسناد کا تحقق فعل وفاعل مین ہے ۔ پس یہین سے معلوم ہوا کہ اسناد حقیقی فعل اور اسم صفت اور اسم کے
سوا اور مین نہین صحیح ہے ۔ اور جو اسکے خلاف ہوگا وہ تاویل کیا جاویگا ۔ فعل یا اسم صفت کے ساتھ اور اسم کے ساتھ مجازات
پر محمول ہوکر جیسا سورہ نور رکوع پنجم مین اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ اَیْ مُنَوِّرٌ ۔ اسمین اسم نور جو بجائے اسم صفت خبر واقع ہوا ہے معنی مجاز پر محمول
ہوکر اسم صفت کے معنی مین تاویل کیا جاویگا یعنی نورٌ بمعنی منوّرٌ ہے یعنی اللہ آسمانونکا نور ہے مطلب یہ کہ روشن کرنیوالا ہے
اور زیدٌ عدلٌ یعنی زید عادل ہے مبالغہ کے ساتھ معنی مجاز عدل ہین ۔ اور سورہ نساء رکوع ۲۳ مین اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اسمین لفظ
الٰہ جاری مجری اسم ہے یعنی گو اسم صفت ہے لیکن قائم مقام اسم محمول ہوکر مجازاً بمعنی اسم تاویل کیا گیا مطلب یہ کہ اللہ واحد ہے یا در صورت
خلاف مقدرات فرض کئے جاوینگے جیسے زیدٌ حجرٌ ای زیدٌ متصفٌ بصفۃ الحجر یعنی زید پتھر کی صفت سے متصف باعتبار اسکے سخت ہونیکے

وفرضاً بالمقدرات چون زیدٌ حجرٌ ای زیدٌ متصفٌ بصفۃ الحجر واین کلام مستعار است مبالغۃ وزیدٌ ابوہ قائمٌ ای زیدٌ وجد اباہ قائماً وضمیر در ابوہ برنبای اسناد مجازی برای تخصیص نکرہ بنا بر استقامہ معنی مخصوص اواست نہ برای صحۃ اسناد حقیقی بسوی زید کہ مفید معنی صحۃ مبتدا است وابوہ مرفوع است بربنای قیام بمقام خبر چنانکہ حجر وقائمٌ تابع اوہم **تنبیہ** لفظ الٰہ صفۃ مشبہ است بمعنی پرستیدہ شوندہ از اِلٰہۃ بمعنی پرستیدہ شدن کہ اصلش متبوعیۃ جانبی است مرجانبی را بترتب آثار متبوع مرتابع را تضمناً او التزاماً پس آن حقیقتاً است بصفۃ مالغہ کقولہ سبحانہ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ الآیہ ش ودرین آیہ کریمہ لفظ الٰہ متنازع است ای نسبۃ باقبلش اسم صفۃ است ونسبۃ با بعدش جاری مجری اسم ازینجا است کہ لفظ الٰہ اسم جنس نتواند شد ہم یا مجازاً است بصفۃ جامعہ نہ اسم جنس بوجود اشتقاق وعدم جمود ش گفتہ شد الٰہ بمعنی معبود مہموز فا است اصلاً والف زائدہ از اِلٰہ بفتح والٰہۃ بکسر بمعنی عبادت چون امام بمعنی ماموم واسم غیر مشتق نیز بمعنی اسم مفعول نزد محققین وگفتہ شد از اِلٰہ بکسر بمعنی تحیر در معرفۃ وبمعنی فزع ای پناہ جستن وگفتہ شد از وَلَہ بمعنی تحیر

ترجمہ اور یہ کلام بطور مبالغہ مستعار ہے یعنی زید میں سختی کی صفت ایسی واقع ہوئی ہے گویا پتھر اوسکی صفت کا استعارہ کرلیا یعنی عاریتاً مانگ لیا ہے اور زیدٌ ابوہ قائمٌ ای زیدٌ وجد اباہ قائماً یعنی زید کی نسبت یہ خبر ہے کہ باپ اسکا کھڑا ہوا پایا گیا اور ضمیر ابوہ کی اسناد حقیقی کی صحت کیلئے زید کیطرف منسوب نہیں ہے کہ اسکی صحت مبتدا یعنی مسند الیہ کیلئے مفید معنی ہو بلکہ وہ اسناد مجازی کی بنا پر نکرہ کی تخصیص کیواسطے استقامت معنی کیلئے اوسی نکرہ کو مخصوص ہے اور لفظ ابوہ خبر کے قائم مقام ہونیکے سبب مرفوع ہے جیسا لفظ حجر کہ مثال سابق میں مذکور ہوا۔ اور لفظ قائم کہ بعد ابوہ واقع ہے اسکا تابع ہے۔ **تنبیہ چہارم** لفظ اِلٰہ صفت مشبہ ہی بمعنی پرستیدہ شوندہ یعنی پوجا جانیوالا مشتق اِلٰہۃ سے جسکے معنی پرستیدہ شدن یعنی پوجا جانا ہین۔ کیونکہ اصل اسکی ایک جانب کا متبوع بنانا ہے کسی خاص جانب کیلئے تاکہ متبوع کے آثار کا خاص تابع کیلئے بطور تضمن یا بطور التزام ترتب ہو۔ پس یہ صفت مشبہ یا حقیقت مین صفت مالغہ ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ سورۂ نساء رکوع ۲۳ مین انما اللہ الٰہ واحدٌ یعنی بات یہی ہے کہ اللہ معبود یکتا ہے۔ اس آیت کریمہ مین لفظ اِلٰہ متنازع ہے یعنی اپنے ماقبل کی نسبت اسم صفت اور اپنے مابعد کی نسبت جاری مجری اسم ہے۔ کیونکہ بطور اخبار یہان لفظ اللہ کی یہ صفت ہے پس ضرور غیر کی صفت ہونیکو مانع ہے لہذا یہان حقیقتاً یہ الوہیت صفت مانعہ ہے اور صفت واحد سے موصوف ہونیکے سبب قائم مقام اسم ہونا اسکا اسپر دلیل ہے کہ درحقیقت یہ اسم جنس نہیں ہے ورنہ خبر ہوکر صفت کیسے قرار پاتا یا یہ صفت مشبہ مجازاً صفت جامعہ ہے نہ اسم جنس اسکے مشتق ہونے اور جامد نہونیکے۔ کیونکہ کہا گیا ہی کہ الٰہ بمعنی معبود اصل مین مہموز فا ہی۔ اور یعین الف بعد لام کے زائدہ ہی کہ اصل مین اَلَہٗ بفتح ہمزہ ہے۔ اور اِلٰہۃ بکسر ہمزہ بمعنی عبادت مثل اِمَامٌ بمعنی ماموم۔ اور محققین کے نزدیک اسم غیر مشتق بھی بمعنی اسم مفعول ہے۔ اور کہا گیا کہ یہ اِلٰہٌ بکسر ہمزہ سے مشتق ہے جسکے معنی تحیر در معرفت یعنی معرفت مین متحیر ہونیکے ہین اور بمعنی فزع یعنی پناہ ڈھونڈھنے کے ہین۔ اور کہا گیا کہ یہ وَلَہٗ مثال واوی سے مشتق ہے معنی مین تحیر کے۔

[illegible]

پس اصلش ولاہ است بدل کردہ شدہ او بہمزہ چون در اشاح اند وشاح در این صورتها بمعنی مفعول
خواہد شد از آنکہ عبادت و تفزع و تحیر می آرد عابد و عائذ و مشتاق و عارف بسوی او تعالی انتہی البتہ
از الہۃ اولی المقاصد تحقیقاً است بانچہ در متن مشار شدہ و باختیارش غیر مشتق بمعنی مفعول تعذر است
بآن کہ موضوع لہ صرف لغت است کہ لفظ عبارت از آنست پس در صورت غیر مشتق بمعنی مفعول
وجہی مدلل از صرف مجہول است مگر در صورت اشتقاق دلالت ربطی مجوزہ بمعنی مجازی تواند
شد چنانکہ مصدر وصفت مشبہ بمعنی مفعول و فاعل بمعنی مضارع و دیگر
ہمین بر قیاس و مثل ہیہات بمعنی فعل باصل وضع سماعی است بفقدان ربطی کہ
در اشتقاق وغیرہ آن است بخلاف الہ کہ اشتقاقش از اختلاف مادہ ظاہر است انتہی وگفتہ شد
اسم جنس است برائے آنکہ صفۃ صفت کردہ نمیشود و رد کردہ شد باینکہ صفت جامدی مجری اسم می شود و
پس صفت کردہ میشود انتہی واگر رد کردہ شود باینکہ اسم جنس جامد است متصف بمفہوم مصدر جعلی
مشتق می شود و نہ مشتق شد شاید کہ اقرب باشد

ترجمہ پس الٰہ کی اصل ولاہ ہے کہ واو ہمزہ سے بدل کیا گیا جیسے اشاح میں وشاح سے
ان سب صورت میں الٰہ بمعنی مفعول ہوگا۔ اس سبب سے کہ عبادت اور فزع اور تحیر خدائے تعالیٰ کی طرف
عابد یعنی عبادت کرنیوالا - اور عائذ یعنی پناہ مانگنے والا - اور مشتاق یعنی صاحب اشتیاق - اور عارف یعنی صاحب
معرفت بجا لاتے ہے انتہی - البتہ الٰہۃ سے از روئے تحقیق اوسکی اصل اولی المقاصد ہے یعنی مقاصد میں مناسب تر
معلوم ہوتی ہے کہ جسکی طرف متن میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی بغرض ترتب آثار متبوع ہونا ایک جانب کا ایک جانب کی - اور اوسکے
غیر مشتق بمعنی مفعول اختیار کرنے میں تعذر ہے اس سبب سے کہ موضوع لہ صرف لغت ہے کہ لفظ اوسی سے عبارت ہے پس اس لفظ
کے در صورت غیر مشتق بمعنی مفعول ہونے میں کوئی وجہ مدلل عرف سے ہونی چاہئے حالانکہ وہ مجہول ہے - مگر اشتقاق کی
صورت میں مجاز کی مجوزہ یعنی جائز کرنیوالی کوئی دلالت ربط ہو سکتی ہے جیسے کہ مصدر اور صفت مشبہ بمعنی مفعول اور
فاعل بمعنی مضارع اور اور یہی اسی قیاس پر - اور جیسے ہیہات بمعنی فعل کہ یہ اصل وضع میں سماعی ہے اوس ربط کے
کم ہونیکے سبب جو اوسکے اشتقاق وغیرہ میں ہے - بخلاف الٰہ کے کہ اوسکا اشتقاق اختلاف مادہ سے ظاہر ہے
انتہی - اور کہا گیا کہ یہ اسم جنس ہے اسلئے کہ صفت صفت نہیں کیجاتی ہے بلکہ ذات موصوف بصفت کی جاتی ہے پس یہ
صفت نہیں ہے بلکہ اسم جنس ہے جیسے الٰہ واحد آیت مسطورہ میں - اسکا رد اسطرح کیا گیا کہ صفت جامد مجری اسم ہو کر پس
صفت کیجا سکتی ہے اور قائم مقام اسم ہوکر موصوف ہو سکتی ہے جیسا مثال مذکورہ میں انتہی - اور اگر اسطرح رد کیا جاوے کہ اسم جنس جامد ہے متصف بمفہوم
مصدر جعلی کے مفہوم سے متصف ہے جو مشتق ہوتا ہے اور مشتق نہ ہو [illegible] شاید کہ اقرب ہو

تنبیہ ہم۔ الا برائی استثنا است وتغایر ش در تقابل نفی و اثبات و تنکیر و تعریف یا وجہی دیگر ہم در ارکان ثلاثہ استثنا ش یعنی مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ و وجہ استثنا ہم اگرچہ متصل باشند ضروری است ورنہ بسبب اتحاد مہمل و ہمچنین غیر و غیرہ ہم مفید استثنا است

تنبیہ ششم۔ لفظ مبارک اللہ صیغۂ مبالغہ صفت مانعہ است ش پس نخواہد جنس و عموم را ہم و اسم معرفہ مناسب ذات واجب بتسمیۂ قدیمہ نہ اِلٰہ المخصص باللام کہ نکرہ مخصص شود و بنا برانالہ تنکیر آن در مرتبۂ قدم نتواند شد چہ ذات مبارک اللہ جل جلالہ با متناع افراد متقابلہ در تعریف خود فی حد ذاتہ چنان است کہ احتیاجی بغیر ندارد و تعریف و تنکیر لفظ بر بنائی تعریف و تنکیر معنی است و تخصیص نکرہ اقتضائی اصلیش را ش کہ عموم است ہم باطل نکند ش پس با وجود تخصیص الٰہ وجود منکر در قدم و انماید نعوذ باللہ تعالیٰ منہ ہم و حذف ہمزہ لفظ مبارک اللہ باتصال ماقبل خلاف قیاس است ش از انکہ اصلی است ہم مدعا۔ بعد تفہم تنبیہات مقدمہ بنگر کہ درین کلمۂ طیبہ لفظ الٰہ اسم لائے جنس و موجود خبر محذوف نتواند شد۔

ترجمہ تنبیہ پنجم۔ لفظ الّا استثنا رکیواسطے ہے۔ اور استثنا رکے ارکان ثلثہ یعنی مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ اور وجہ استثنا رمین اگرچہ استثنا رمتصل ہووے تغایر ضروری ہے یعنی تغایر تقابل مین ہووے نفی اور اثبات کے اور تنکیر اور تعریف کے یا کسی دوسری وجہ کے۔ ورنہ استثنا ربسبب اتحاد ارکان ثلثہ استثنا رکے مہمل ہو جائے گا۔ اور اسی طرح لفظ غیر و غیرہ بھی مفید استثنا رہین۔

تنبیہ ششم۔ لفظ مبارک اللہ صیغۂ مبالغہ صفت مانعہ ہے پس جنس اور عموم کو نہین چاہتا اور اسم معرفہ مناسب ہے ذات واجب کے تسمیۂ قدیمہ یعنی قدیم نام رکہنے کے سبب۔ نہ لفظ اللہ اِلٰہ کا مخصص ہے لام کے ساتھ کہ اصل مین الاِلٰہ مین تغیر حرکت کرکے لفظ اللہ بنالیا ہو بذریعہ لام تنکیر دور کرکے اِلٰہ کو خاص کرنیکے لئے اور تنکیر مرتبۂ قدم مین نہین ہوسکتی۔ کیونکہ ذات مبارک اللہ جل جلالہ افراد متقابلہ ممتنع ہونیکے سبب اپنی تعریف مین فی حد ذاتہ ایسی ہے کہ غیر کیطرف کچھ احتیاج نہین رکھتی ہے۔ پس اس ذات مبارک کے مقابل مین افراد کا ٹہرانا ممتنع و ممنوع ہے۔ اور لفظ کی تعریف و تنکیر معنی کی تعریف و تنکیر کی بناپر ہے یعنی لفظ کا معرفہ و نکرہ ہونا معنی کی بناپر ہے اور نکرہ کی تخصیص اوسکی اصل کے اقتضا رکو کہ نکرہ عموم کا مقتضی ہے باطل نہین کرتی ہے۔ پس باوجود اِلٰہ کی تخصیص کے منکر کا وجود قدم مین ظاہر ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ ہمکو اس سے پناہ مین رکہے۔ اور لفظ مبارک اللہ کے ہمزہ کا حذف باوصف اتصال ماقبل کے خلاف قیاس ہے کیونکہ اصلی ہے۔ مدعا۔ بعد سمجھنے تنبیہات مقدمہ دیکھنا چاہیے اس کلمۂ طیبہ مین لفظ اِلٰہ صرف لا کا اسم اور جنس اور موجود اوسکی خبر محذوف نہین ہوسکتے

ورنہ نفی مطلقاً وبعضاً صادق نمی آید زیراکہ در مطلق نفی از ثابت در خبر و اثبات
از منفی بہ در استثنا است وآن ہر دو غیر معقول و در بعض وجہ نفی و استثنا ثابت
نمی شود چرا کہ ہمہ افراد در مقصودیۃ اتحاد مجازی بمعنی مصدر جعلی مساوی اند
باید دانست حکم جنس باتحاد مجازی افراد بہمدگر است بمعنی مصدر جعلی بکدامی
معنی لعینہ منطبقہ آن بان نہ باتحاد حقیقی چہ اتحاد در حقیقتین است
نہ در حقیقۃ واحدہ و اتحاد حقیقی حقیقتین ممتنع مگر وصفاً وآن مجازی است پس الہ اگر اسم جنس است
اللہ الہ افراد او است یا نہ اگر نیست باطل شد اتصافش بالوہیۃ واگر ہست متحد مجازی است
یا حقیقی اگر متحد مجازی است باطل شد وجود متوحد بہ بطلان اتحاد حقیقی واگر متحد
حقیقی است فرضاً باطلاً باطل شد تعریف جنس بہ بطلان افراد لفقدان اتحاد مجازی ۔

ترجمہ ورنہ نفی صادق نہین آتی ہے نہ بطور مطلق نہ بطور بعض کیونکہ درصورت مطلق نفی ہے ما ثبت سے خبر مین
و اثبات ہے منفی بہ کا استثنا مین ۔ اور یہ دونون غیر معقول ہین ۔ اسطرح کہ الوہیت جو ایک ثابت شئے ہے اوسکی
خبر یعنی موجود ہونیکی نفی ہے ۔ اور یہ صفت منطبق بعینیت ہے پس اسکی نفی عین موصوف کی نفی ہے کہ وہ ثابت ہے لہذا
خبر مین الوہیت کے موجود ہونیکی نفی سے الوہیت جو ثابت ہے حقیقت منطبق بعینیت کے سبب اوسکی مطلق نفی ہوتی ہے
اور عین ثابت کی نفی خلاف عقل ہے کیونکہ نفی ثابت کے عوارض مین ہوتی ہے نہ عین ثابت کی اسلئے کہ ذات سے بحث نہین
کیجاتی مگر بذریعہ عوارض (دیکھو تنبیہ دوم اسی ذکر مین) پھر وہی منفی بہ جیسکے موجود ہونیکی مطلق نفی کیگئی ہے استثنا مین اوسکا
اثبات کیا جاتا ہے یہ کیسی عقل کی بات ہے پس معلوم ہوگیا کہ نفی مطلق صادق نہین آسکتی ۔ اور بعض مین بھی وجہ نفی و استثنا
ثابت نہین ہوتی ہے کیونکہ اسم جنس کے تمام افراد مین جو اتحاد مجازی ہے وہ اتحاد مصدر جعلی کے معنی کے اعتبار سے ہے ۔ اس
اتحاد مجازی کے مقصود ہونے مین سب افراد جنس مساوی ہین ۔ تو اب سمجھنا چاہئے کہ حکم جنس کا افراد کے اس اتحاد مجازی کے طور پر جو ان کے
آپس مین ہے مصدر جعلی کے معنی کے سبب ۔ خواہ کسی معنی کے اعتبار سے ہو کہ وہ معنی مصدر جعلی اون افراد کے ساتھ بطور عینیت
منطبق ہون یعنی یہ اتحاد جو مصدر جعلی کے کسی معنی کے اعتبار سے افراد جنس مین عینیت منطبقہ کے ساتھ ہو اسمین حکم جنس کا انکے
آپس مین اتحاد مجازی کے طور پر ہے نہ اتحاد حقیقی کے طور پر اسلئے کہ اتحاد دو حقیقتون مین ہوتا ہے نہ حقیقت واحدہ مین
اور اتحاد حقیقی حقیقتین مین ممتنع ہے مگر وصفاً یعنی بطور وصف یہ اتحاد جائز ہے اور اسی کا نام مجازی ہے ۔ پس الہ اگر اسم
جنس ہے اللہ اسکے افراد سے ہے یا نہین اگر نہین ہے الوہیت کے ساتھ اوسکا اتصاف افراد الہ سے نہونیکے سبب باطل ہوگیا
اور اگر ہے متحد مجازی ہے یا حقیقی ۔ اگر متحد مجازی ہے اتحاد حقیقی کے بطلان کے سبب وجود متوحد باطل ہوگیا اسلئے کہ اتحاد حقیقی
حقیقتین کا ممتنع ہے مگر وصفاً پس اتحاد وصفی کہ وہی اتحاد مجازی ہے حقیقتین مین ہوگا نہ حقیقت واحدہ مین پس وجود متوحد حقیقتین مین
کیسے ثابت ہوگا ۔ اور متحد مجازی مین وجود متوحد کیسے باطل نہوگا اسلئے کہ اتحاد حقیقی باطل ہے اور وجود متوحد حقیقتین مین باطل ہے ۔ اور اگر
بفرض باطل متحد حقیقی ہے اتحاد مجازی کے فقدان کے سبب افراد کے بطلان سے تعریف جنس باطل ہوگی کیونکہ جب وہ متحد حقیقی ہوگا
تو اسمین اتحاد مجازی نہ رہیگا ۔ اور اتحاد مجازی نہونیکے سبب افراد اوسکے نہون گے پس تعریف جنس اوسپر صادق نہ آئیگی ۔

ومختصر این است که وجود افراد ابطال وجود متوحد و وجودِ متوحد ابطال وجودِ افراد میکند و
چون ہمہ افراد در مقصودِ اتصاف بمعنی مصدر جعلی بحکم واحد ہستند پس ندانستہ شد کہ این نفی و
اثبات مطلقاً و بعضاً بچہ صورت بندد و فردی بچہ مستحق اثبات شد نہ دیگران و ہمین تردد
لاحق است بمعنی جامعیۃ الٰہ بقطع نظر از مالغیۃ ومقصود نفی در خبر و اثبات در استثنا ما ورائے
الوہیۃ باشد وحال آنکہ سخن ایمان در الوہیۃ واجبۃ الوجود است نہ در غیر واجب الالوہیۃ پس خبر اسم
لا بتفرض جنسیۃ الٰہ موجود و معبود نتو اند شد از سبب افادت معنی منطبق بالعینیۃ بمسند الیہ تضمناً
وہمچنین مقصود و مثل آن کہ معنیش مقصود در الوہیۃ است التزاماً و بجنسیۃ وجود در ضمن جنسیۃ الٰہ
بحثی در افراد وجود رود چنانکہ در افراد الٰہ رفتہ است و در صورت تقدیر موجود این نفی را ثبوت
متقدم اگر از وجود حادث است اثبات وجود قدیم و نفی وجودِ حادث در غیر اللہ سبحانہ است
وتحقیق وتحصیر وجودِ حادث باللہ سبحانہ نعوذ باللہ سبحانہ منہ

ترجمہ اور مختصر یہ ہے کہ وجود افراد وجود متوحد کا ابطال کرتا ہے اور وجود متوحد وجود افراد کا ابطال کرتا ہے
اور جب سب افراد مقصود اتصاف میں بمعنی مصدر جعلی حکم واحد میں ہیں پس نہ معلوم ہوا کہ یہ نفی و اثبات بطور مطلق
اور بطور بعض کسطرح حاصل ہوگا اور ایک فرد کیونکر اثبات کا مستحق ہوگیا نہ دوسرے۔ اور قطع نظر معنی صفت مالغیت سے
جامعیت الٰہ میں یہی تردد لاحق ہے۔ اور مقصود نفی کا خبر میں اور اثبات کا استثناء میں سوائی اُلوہیت کے
صفتِ موجودیت وغیرہ میں ہوگا۔ حالانکہ کلام ایمان الوہیت واجبۃ الوجود میں ہے۔ نہ غیر واجب الالوہیت
میں یعنی اوسی میں نہیں جو وجوب الوہیت نہ رکھتا ہو۔ پس خبر اسم لا کی اِلٰہ کی جنسیت فرض کرنیکی صورت میں
موجودؔ اور معبودؔ نہیں ہوسکتے۔ اسلئے کہ یہ خبر اِلٰہ مسند الیہ کے ساتھ تضمناً معنی صفت منطبق بعینیت
کو مفید ہے جس سے اس خبر کی نفی میں اسکے اسم الٰہ مسند الیہ کی نفی مطلقاً لازم آتی ہے اور اسیطرح مقصودؔ
اور مثل اسکے صورت مفروضہ میں اسم لا کی خبر نہیں بن سکتے کیونکہ اوسکے معنی التزاماً الوہیت میں
مقصود ہونگے۔ اور جنسیت اِلٰہ کے ضمن میں جنسیت وجود میں ایک بحث افراد وجود میں جاری ہوجائے گی
جیسا افراد اِلٰہ میں جاری ہوئی ہے۔ اور تقدیر موجودؔ کی صورت میں اس نفی کے لئے ثبوت متقدم
اگر وجود حادث سے ہے تو اثبات وجود قدیم کا بسبب استثنا اور نفی وجود حادث کی بسبب لا
غیر اللہ سبحانہ میں ہے بسبب الوہیت مقصود نہونیکے بلکہ صفت موجودیت خبر میں مقصود ہونیکے
اور تحقیق وتحصیر وجود حادث کی اللہ سبحانہ کے ساتھ ہوتی ہے بسبب اثبات خبر موجودؔ کے استثنار میں
ہم اسکی نسبت اللہ سبحانہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اگر اس نفی کے لئے ثبوت متقدم

و اگر از وجودِ قدیم است ناچار اثبات وجودِ حادث و نفی وجودِ قدیم در غیر اللہ سبحانہ است
و تحقیق و تحصیر وجودِ قدیم باللہ سبحانہ کہ منافی جنسیۃ اللہ سبحانہ با الٰہ است نہ تحقیق و تحصیر
الوہیۃ مقصود ایمان و اگر وجودِ واحد است نفی از ما ثبت و اثبات از منفی بہ است
و جنسیۃ از اسم باطل و اگر وجودی نیست نفی و اثبات بر عدم است باید دانست کہ مراد
خبر عام ش ای مشترک الغیر م محذوف کہ گفتند ش نحویان م ای ما یستقیم المعنی بہ منطبقاً
بالعینیۃ بمسندہ ش ہمین انطباق بالعینیۃ مفید دلالت بر حذفِ خبر است
و اگر نباشد دلالت بر حذفِ خبر کجا است م نفی ثابت در خبر و اثبات منفی بہ در استثنار
است و ش ہر گاہ کہ عام است م عدم قطعیۃ خبر بعدم تعینش ش است م و حال
آنکہ قطعیۃ خبر بالوجوب مقصود است و در معنی ما یستقیم المعنی بہ منطبقاً بالعینیۃ بمسندہ
اگر خبر خاص ش ای مانع الغیر

ترجمہ وجود قدیم سے ہے ناچار اثبات وجود حادث بسبب استثنار اور نفی وجود قدیم بواسطہ الا غیر اللہ
سبحانہ مین ہے کیونکہ خبر مین نفی وجود مقصود ہے نہ الوہیت۔ اور تحقیق و تحصیر وجود قدیم کی ہے اللہ سبحانہ
کے ساتھ بسبب اثبات خبر موجود کے استثنار مین جو اللہ سبحانہ کی الٰہ کے ساتھ جنس ہونیکی نفی کر رہی ہے
نہ تحقیق و تحصیر الوہیت کی۔ ہے کہ مقصود ایمان ہے۔ اور اگر وجود واحد ہے نفی ما ثبت کی اور اثبات منفی بہ
کا ہے کہ دونون غیر معقول ہین۔ اور جنسیۃ اسم ہے باطل ہے جیسا اس سے پہلے ابتدائی مدعا مین نفی
مطلق مین مذکور ہوا۔ اور اگر کوئی وجود نہین ہے نفی و اثبات عدم پر ہے اور یہ بہی باطل کیونکہ حکم معدوم
پر ساتھ عدم سمجھنا چاہیئے اوس صورت مین جبکہ مراد خبر عام یعنی مشترک الغیر کہ غیر کو شامل ہو محذوف ہو جیسا
نحویون نے کہا کہ ما یستقیم المعنی بہ منطبقاً بالعینیۃ بمسندہ یعنی خبر عام مین ایسا لفظ محذوف ہونا چاہیئے کہ
اوس سے معنی اپنے مسند کے ساتھ بطور صفت منطبق بالعینیت کے استقامت پا جاوین تا کہ یہی انطباق
بعینیت حذف خبر پر دلیل ہونیکو مفید ہو جاوے۔ اور اگر اس انطباق بعینیت سے فائدہ دلیل ہونیکا حاصل
نہو گا تو حذف خبر پر دلالت کہانسے حاصل ہو گی۔ پس یہ خبر عام محذوف خبر مین ثابت کی نفی ہے بسبب صفت
منطبقہ بعینیت کے۔ اور استثنار مین اوسی منفی بہ کا اثبات ہے کہ دونون غیر معقول ہین۔ اور جبکہ یہ خبر
عام ہے اوسکے تعین نہونیکے سبب خبر کی عدم قطعیت ہے۔ اور حالانکہ خبر کی قطعیت بالوجوب مقصود ہے
یعنی خبر کا قطعی ہونا واجب ہے۔ اور اگر نحویون کے اس قول کے معنی یعنی ما یستقیم المعنی بہ منطبقاً بالعینیۃ
بمسندہ مین بجائے خبر عام کے جو غیر کو شامل ہو خبر خاص یعنی مانع الغیر کہ غیر کو مانع ہو

م گفتہ شدی موافق فصاحتِ کلام و بلاغت مرام بودے و بمرادِ خبر غیر عام اعنی عین غیر منطبق
چون قیام و مغایر بالعرض چون وجودٌ فی الدار اگرچہ نفی از ثابتیکہ در ضمن مسندالیہ است
نیست ولیکن دلالت واجبہ بقرینۂ حالیہ یا مقالیہ بر حذف خبر نیست و در معنی عین غیر منطبق
کہ مشترک الغیر تواند شد اگر خبر عام گفتہ شدی مناسب بودے فعلیک التامل فی الکلام
و ہمچنانکہ در استثناءِ متصل در وجہِ انطباق بالعینیۃ خبر اثبات منفی بہ لازم الاہمال
است در منقطع انقطاع جنسیۃ مقصودہ ش لازم الاہمال است بانکہ منع الوہیۃ در
ذات اللہ تعالیٰ خواہد شد بقطع جنسیۃ م اگرچہ اثبات از منفی بہ لازم نہ و اختیار
اِلَّا بمعنی غیر ہم مفید استثنار است فالفرار عین القرار و اگر در غیر عائد گرفتہ شود
در کریمہ ولو کان فیہما آلہۃ الا اللہ الآیۃ بتخالف مرجع ش ای الہۃ
با عائد م چہ توان گفت

کہا جاتا فصاحتِ کلام اور بلاغت مرام کے موافق ہوتا۔ اور اُس صورت مین جبکہ خبر غیر عام
مراد ہو کہ اُس سے مراد عین غیر منطبق ہے یعنی وہ صفت کہ عین ذات کے ساتھ منطبق نہو جیسا
قیام۔ اور خبر غیر عام سے مراد مغایر بالعرض ہی ہے جیسا وجودٌ فی الدار۔ اگرچہ نفی اوس ثابت
کی نہین ہے جو مسندالیہ کے ضمن مین ہے ولیکن قرینۂ حالیہ یا مقالیہ سے حذف خبر پر
دلالت واجبہ نہین ہے۔ اور خبر عین غیر منطلق کے معنی مین جو مشترک الغیر ہوسکتی ہے اگر بجائے
خبر غیر عام کے خبر عام کہا جاتا مناسب ہوتا۔ پس تجھکو اس کلام مین غور کرنا لازم ہے۔ اور جس طرح
کہ استثنار متصل مین خبر کے منطبق بالعین ہونیکی صورت مین اثبات منفی بہ کا اہمال کو لازم ہے کیونکہ
جس وجود الوہیت کی مطلق نفی ہوچکی ہو اوسی وجود کا اثبات استثنار مین مہمل ہوگا۔ اوسی طرح استثنار
منقطع مین انقطاع جنسیت مقصودہ کا خود لازم الاہمال ہے اگرچہ اثبات منفی بہ سے یہان لازم نہین ہوتا ہے۔
کیونکہ قطع جنسیت کے سبب ذات خدائے تعالیٰ مین الوہیت کا منع ہوگا اسلئے کہ جب جنس الوہیت کی
مطلق نفی ہوچکی بنابر خبر منطبق بالعین ہونیکے۔ اور یہان استثنار مین قطع جنسیت ہے۔ یہ انقطاع جنسیت
ذات واجب مین الوہیت کا مانع ہوگا کہ خلاف مقصود ہے اور لازم اہمال۔ اور لفظ اِلَّا کا بمعنی غیر اختیار کرنا ہی
مفید استثنار ہی فالفرار عین القرار پس گریز یعنے جس سے تم بہاگتے ہو وہی تمہارا عین قرار ہے۔ اور اگر لفظ غیر مین عائد اختیار کیا جائے
اور غیر اللہ خبر ہو کر بمعین الٰہ اسم جنس کیطرف عائد اختیار کیا جاوے تو در صورت توفیق بمقابلہ آیۂ کریمہ سورہ انبیاء کے دوسرے رکوع مین ہے
الآیہ مین مرجع کے تخالف کی نسبت کیا کہنا چاہئے یعنی مرجع الہۃ کو جو عائد
لو کان فیہما الہۃ الا اللہ کے ساتھ تخالف ہوگا اوسکی نسبت کیا کہوگے

اور اگر عائد نگرفتہ شود در لا الٰہ الا اللہ و لا الٰہ غیرک بضرورت عائد ش بسوئی الٰہ
هم چہ توان گفت و اگر لفظ غیر بفرض عائد حال یا صفۃ بواسطۂ ضمیر خبر محذوف برای
اسم است پس حال و صفۃ عرضا در وجہ شامل و تابع ذو الحال و موصوف ست فضلۃً و مقصود فی
الکلام اصلاً ذو الحال و موصوف است نہ حال و صفۃ پس مقصود فی الکلام اصلاً اثبات
الوہیۃ برای اللہ سبحانہ نشد ش بل نفی الوہیۃ مطلقا خواہد شد ہم در صورت وجود آن
فضلۃً و ہم عدم آن هم و حال آنکہ اینجا اثبات الوہیۃ برائے اللہ سبحانہ
و نفی الوہیۃ از غیر او سبحانہ مع تقدم نفی تحصیرً للاثبات و تحقیقاً للمقصود ش ای
مقصود آنست کہ اول نفی کفر و شرک کردہ شود پس آن اثبات الوہیۃ تا ایمان محقق باللہ
سبحانہ گردد کما قال سبحانہ فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ الایہ ورنہ تا ثبوت کفر و شرک
ایمان محقق باللہ سبحانہ نگردد هم فی الاستثناء مراد است و بی واسطۂ ضمیر خبر
کلام مہمل است

ترجمہ اور اگر عائد اختیار نکیا جاوے تو لا الٰہ الا اللہ اور لا الٰہ غیرک مین لفظ الٰہ کی طرف عائد کی ضرورت کی نسبت
کیا کہنا چاہیے کیونکہ ان دونون مین ربط معنی کیلئے عائد کی ضرورت ہے۔ اور اگر عائد کے فرض کرنے کی
صورت مین لفظ غیر حال یا صفت ہے اسم کے لئے بواسطۂ ضمیر خبر محذوف عام پس حال صفت عرض ہو کر
وجہ صفت مین شامل اور تابع ہے ذو الحال و موصوف کا بطور فضلہ - اور مقصود فی الکلام در اصل ذو الحال
و موصوف ہے نہ حال و صفت - پس مقصود فی الکلام جو اصل مین اثبات الوہیت ہے اللہ سبحانہ کے لئے
وہ نہوا بلکہ نفی الوہیت مطلقاً ہو جائے گی اوسکی صورت وجود مین بھی فضلہ ہو کر اور اوسکے صورت عدم مین بھی
اور حال یہ ہے کہ یہان اثبات الوہیت اللہ سبحانہ کے لئے اور نفی الوہیت غیر حق سبحانہ سے مراد ہے
مع تقدم نفی کے استثناء مین تحصیرً للاثبات و تحقیقاً للمقصود تاکہ اثبات کے لئے حصر ہو اور مقصود
محقق ہو جاوے اس طرح کہ اول نفی کفر و شرک کیجاوے تاکہ اوس کے بعد بطور حصر اثبات الوہیت حق
اسلئے کہ اللہ سبحانہ کے ساتھ ایمان محقق ہو جاوے کہ مقصود نفی کے مقدم ہونیکا استثناء مین بھی ہے - جیسا
فرمایا حق سبحانہ نے سورۃ بقر رکوع ۳۴ آخر آیۃ کرسی مین فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ +
یعنی پس جو کوئی انکار کرے گا طاغوت سے اور ایمان لاوے گا اللہ پر الخ - ورنہ کفر و شرک کے
ثابت ہونے تک ایمان اللہ سبحانہ کے ساتھ محقق نہوگا - اور بغیر واسطۂ ضمیر خبر کے کلام مہمل ہے -

وہم نفی افادت معنی جنسیۃ مقصود میکند فکیف ش الا بمعنی غیر م یا بی فرض عائد
مفعول مالم یسم فاعلہ خبر محذوف است پس در خبر ضمیر سوئے مسند الیہ فاقد است
فکیف الخبر د خبر یتش بفقد عائد و باہمال معنی باطل چہ حاصل این است کہ افراد الہ غیر
اللہ نیند ای عین اللہ ہستند تفصیل اہمال این است کہ مدلول الہ جنس است و
مدلول اللہ معرفہ فردی از افراد جنس ش ای مدلول الہ م پس بنگر عینیۃ افراد با فردی
اندراج کل در خبر است و اتحاد حقیقی حقیقتین ممتنع و اتحاد مجازی مبطل توحد و ترکیب
و تجزیہ در ذات اللہ سبحانہ باطل و نیز اگر از افراد الہ الہۃ باطلہ مراد است عینیۃ و جنسیۃ
با الہ حق چسان است و اگر الہہ حقہ مراد است تعدد الہہ حقہ چسان - و نیز
بندۂ اللہ سبحانہ درین دعوئی اتحاد بندۂ اصنام ہم شد و ہنوز وحدت وجود
حاصل نشد چہ درین دعوئی عینیۃ بندہ باللہ سبحانہ متحقق نیست سخن در عینیۃ الہ باللہ
سبحانہ است و بس و نیز عابد متقاضی معبود است و معبود متقاضی عابد۔

ترجمہ اور لفظ الّا کا بمعنی غیر اختیار کرنا نفی بھی کرتا ہے معنی جنسیت مقصودہ کے فائدہ دینے کی پس
الّا بمعنی غیر کیونکر ہے - یا لفظ غیر بغیر فرض کرنے عائد کے خبر محذوف کا مفعول مالم یسمّ فاعلہ ہے -
پس خبر محذوف مین قائم مقام فاعل موجود ہونیکے سبب ضمیر مسند الیہ لفظ الٰہ کی طرف فاقد گم ہے تو خبر کیونکر ہے
یعنی خبر مین اسناد ہونیکے سبب خبر مہمل ہے - اور اسکا خبر ہونا عائد کے گم ہونیکے سبب اور معنی کے
اہمال کے سبب باطل ہے کیونکہ حاصل اسکا یہ ہے کہ الٰہ کے افراد اللہ کے غیر نہیں ہین یعنی عین اللہ ہین
تفصیل اہمال کی یہ ہے کہ الٰہ کا مدلول جنس ہے - اور اللہ کا مدلول معرفہ افراد جنس مدلول الٰہ اسے ایک
فرد ہے - پس عینیت افراد کی ایک فرد کے ساتھ ملاحظہ کیجئے کہ کل کا جزو مین اندراج ہے - اور حقیقتین کا
اتحاد حقیقی ممتنع ہے اور اتحاد مجازی توحّد کا مبطل یعنی باطل کرنیوالا - اور ترکیب و تجزیہ یعنی مرکب اور
جزو جزو ہونا ذات خدائے سبحانہ مین باطل - اور اگر افراد الٰہ سے الہہ باطلہ ہی مراد ہون عینیۃ اور
جنسیۃ الوہیت مین الٰہ حق کے ساتھ کیسے ہے - اور اگر الہہ حقہ مراد ہین تعدد الہہ حقہ کا کیونکر اور کس
طرح ہے - اور نیز بندہ اللہ سبحانہ کا اس دعوئ اتحاد مین اصنام کا بندہ بھی ہوگیا اور ہنوز وحدت
وجود حاصل نہوا کیونکہ اس دعوی مین عینیت بندہ کی اللہ سبحانہ کے ساتھ متحقق نہین ہے بلکہ کلام
الٰہ کی عینیت مین اللہ سبحانہ کے ساتھ ہے اور بس - اور بھی عابد معبود کا متقاضی ہے اور معبود
عابد کا متقاضی۔

پس بمنع وجودِ مغائرہ تجویزِ عابدیۃ ومعبودیۃ واجبہ بہدگر افرادِ ہر موجود بہ نسبتی عابد تواند شد
وبہ نسبتی معبود وبہ نسبتِ مخصوصہ میانِ عابد ومعبودش کہ در غیرِ این عابد ومعبودِ
مخصوص بہدگر نتواند شدہم وہم تکاثر ہر دوش ازانکہ برای عابدی معبودی مخصوص
است وبرای معبودے عابدی خاص پس کثرت عابد بقدر کثرت معبود است وکثرت
معبود بقدر کثرتِ عابد نعوذ باللہ تعالیٰ من سوءِ الفہم لکن فردِ اول عابد نتواند شد بانعدام
معبودش وفردِ آخر معبود نتواند شد بانعدام عابدش پس چون نظر کنی ہمہ افراد مشترک الحکم
در عابدیۃ ومعبودیۃ است نہ مخصوص الحکم فکیف التصدیق الذی ہو علم جازم علی الحکم المخصوص
المقصود فی ایمان العابدیۃ والمعبودیۃ الا فی الفردِ الاول للمعبودیۃ وفی الفرد الآخر للعابدیۃ
فحینئذٍ زال حکم العابدیۃ من الفردِ الاول وحکم المعبودیۃ من الفرد الآخر مع وجوب
الاشتراکِ فی الحکم بالجنسیۃ ودرانچہ اقتضائی عابدیۃ ومعبودیۃ تجویز نتواند شد
وجودیست فارغ از نسبتین

ترجمہ پس باوصف منع ہونے وجود مغائر کے تجویز میں عابدیت اور معبودیت واجبہ کے آپس میں
افراد کے ۔ ہر موجود ایک نسبت کر عابد ہو سکتا ہے اور ایک نسبت کر معبود بسبب اوس نسبت
مخصوصہ کے جو درمیان عابد ومعبود کے ہے کیونکہ بغیر اس نسبت کے یعنی اس نسبت کے علاوہ کسی
غیر نسبت کے سبب مخصوص عابد ومعبود نہ آپس میں نہیں ہو سکتے ۔ اور دونوں کا تکاثر بھی ہے کیونکہ
ہر ایک عابد کے لئے ایک معبود مخصوص ہے اور ہر ایک معبود کیلئے ایک عابد خاص ہے پس عابد کی کثرت
معبود کی کثرت کے اندازہ پر ہے اور معبود کی کثرت عابد کی کثرت کے اندازہ پر ۔ خدا کی پناہ ایسی بُری سمجھ سے لیکن
فرد اول اوسکے معبود کے نہ ہونیکے سبب عابد نہیں ہو سکتی اور فرد آخر اپنے عابد کے نہ ہونیکے سبب معبود
نہیں ہو سکتی ۔ پس اگر تو غور کرے تو سب افراد عابدیت اور معبودیت میں مشترک الحکم ہیں نہ مخصوص الحکم
پس اس صورت میں کیسے تصدیق ہو سکیگی ۔ کیونکہ تصدیق وہ ہے کہ علم جازم ہو حکم مخصوص پر جو مقصود ہے
ایمان عابدیت اور معبودیت میں مگر فرد اول میں معبودیت کیلئے اور فرد آخر میں عابدیت کے لئے ۔
پس اسوقت حکم عابدیت فرد اول سے زائل ہو گیا اور حکم معبودیت فرد آخر سے باوجود حکم میں اشتراک
واجب ہونیکے جنسیت کے سبب یعنی جنس ہونے کے سبب حکم جنس میں اشتراک واجب ہے
اور جس چیز میں اقتضائے عابدیت اور معبودیت تجویز نہو سکے وہ ایک وجود فارغ ہے
دونوں نسبتوں سے

پس دران چہ حکم توان کرد از الوہیتش وعینیتش باللہ سبحانہ ونیز اگر ثبوت عابدیۃ
ومعبودیۃ بربط تبع خاص است کہ حادث را با قدیم است این صفتی است بالغہ
ومقصود ایمان باللہ تعالیٰ است واگر بربط تبع عام است کہ مشترک وصفی یا اسمی است
این صفتی ست جامعہ کہ مقصود ایمان باللہ تعالیٰ نیست ونیز اگر فردی را ربط
تبع با افراد است برائے عابدی معبودہا است ونیز اگر فردی با فردی با یکدیگر ربط
تبع دارد دورِ عابدیۃ ومعبودیۃ باہمدگر است فکیف الحکم فیما بینہما من الاحکام
واگر افراد نگرفتہ شود ربطِ تبع در وجودِ واحد نتواند شد ونیز فرمود حق سبحانہ
اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ اَنْتُمْ لَہَا وَارِدُوْنَ پس برین اعتبار کہ ہر یعین
بوجہی عابد وبوجہی معبود است بحسب الآیۃ ہمہ افراد فی النار ہستند پس فی
الجنۃ کیانند واگر این ورودِ نار برای عابدان ومعبودان من دون اللہ است
نہ برائے عابدان ومعبودان عین اللہ پس اینہمہ عین اللہ ہستند من دون اللہ کدام اند

ترجمہ پس اوس مین کیا حکم کرنا چاہئے اوسکی الوہیت اور اوسکی عینیت کی نسبت اللہ سبحانہ کے ساتھہ
اور یہی اگر عابدیت اور معبودیت کا ثبوت اوس تبع خاص کے ربط کے سبب ہے جو حادث کو قدیم کے
ساتھہ ہے یہ ایک صفت بالغہ ہے اور مقصود ہے ایمان باللہ تعالیٰ مین اور اگر اوس تبع عام کے
ربط کے سبب ہے جو مشترک وصفی یا اسمی ہے یہ ایک صفت جامعہ ہے کہ ایمان باللہ تعالیٰ مین
مقصود نہین ہے - اور یہی اگر کسی فرد کو ربط تبع کا افراد کے ساتھہ ہے تو ایک عابد کیواسطے بہت سے
معبود ہین اور یہی اگر کوئی فرد کسی فرد کے ساتھہ آپس مین ربط تبع کا رکہتا ہے تو دور عابد اور معبود ہونیکا
باہمدگر ہے یعنی آپس مین ایکدوسرے کے عابد ومعبود ہر دو ہین پس کیونکر حکم ہے اُس چیز مین جو اُن دونون
کے درمیان احکام کے قسم سے ہے - اور اگر افراد نہ مانے جاوینگے ربط تبع کا وجود واحد مین نہو سکے گا -
اور یہی فرمایا حق سبحانہ نے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون
سورۂ انبیا رکوع ہفتم مین - یعنی بیشک تم اور جسکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا جہنم کا ایندہن ہو - اور تم خاص اوسی
جہنم کے لئے وارد ہونیوالون مین ہو - پس اس اعتبار پر کہ ہر متعین ایکوجہ مین عابد اور ایکوجہ مین معبود ہے موافق حکم آیت مذکورہ
سب افراد دوزخ مین ہین پس جنت مین کون ہین - اور اگر یہ دوزخ مین وارد ہونا سوائے اللہ کے
جو عابد اور معبود ہین اون کے لئے ہے نہ اُن عابدون اور معبودون کے لئے جو عین اللہ ہین پس یہ سب
عین اللہ ہین پہر من دون اللہ یعنی غیر اللہ کون ہین -

ونیز حق سبحانہ استدلال بنفی الٰہیۃ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بایۂ لَوْ کَانَ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً
مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ فرمود پس چسان گفتہ شود این الٰہہ وعین اللّٰہ ونیز عجیب است
بدلیۃ لفظ مبارک اللّٰہ بالغاء الّا زیراکہ مبدل منہ در محل نفی است ولفظ الّا مانع اتحاد
مقصود والغایش بی عطف نتواند شد وہم بدل با مبدل منہ کلام تام نتواند شد
وحال آنکہ کلام تام بودن این کلام واجب است بنا بر دلالۃ بر آنچہ ایمان بر وواجب
است اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ — ش این توجیہات در مقابلہ موجہین است
م پس تقدیر لا الٰہ الّا اللّٰہ ہمچو تقدیر لا مقصود الّا اللّٰہ تواند شد بالغیۃ مقصود والا
فکیف انتفاء الشرک فی المقصود وموانع بر جنسیۃ وعمومیۃ مقصود از لفظ واہمال معنی
خود ظاہر است پس مرجع ضمیر مقصود کہ ما فی الذہن است اسم لا یعنی مسند الیہ است
ودرین نکتہ است بتوسع نفی مقصودیۃ الوہیۃ مانعہ از مذہوبات

ترجمہ اور یہی حق سبحانہ نے استدلال فرمایا یعنی دلیل اختیار کی نفی الٰہیہ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی نسبت
یعنی معبودان غیر خدا کے معبود ہونیکی نفی میں اس آیت کریمہ لَوْ کَانَ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۔ وَ
كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ سے جو کہ کریمۂ مذکورہ کو لاحق ہے سورۂ انبیاء کے ہفتم رکوع میں یعنی اگر یہی معبود ہوتے
تو دوزخ میں کاہیکو گرتے۔ اور یہہ سب اوس میں ہمیشہ پڑے رہینگے۔ پس کیسے کہا جا سکتا ہے یہ۔ آلہہ
ہین اور عین اللّٰہ ہین۔ اور نیز تعجب ہے لفظ مبارک اللّٰہ کے بدل ہونے پر اور الّا کے لغو قرار دینے پر
کیونکہ مبدل منہ محل نفی میں ہے۔ اور لفظ الّا اتحاد مقصود کا مانع ہے۔ اور اسکا الغا یعنی باطل و لغو
قرار دینا بی عطف کے نہین ہو سکتا۔ اور بدل مبدل منہ کیساتھہ بھی کلام تام نہین ہو سکتا۔ اور حال آنکہ
اس کلام کا کلام تام ہونا واجب ہے اس بنا پر کہ اوس چیز پر دلالت ہو جسپر ایمان واجب ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ
یعنی ہم اللّٰہ ہی کیواسطے ہین اور ہم کو اوسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ سب توجیہین مقابلہ مین
موجہین کے ہین یعنی اون لوگون کے جو توجیہین لانیوالے ہین۔ پس تقدیر لا الٰہ الّا اللّٰہ کی مانند تقدیر لا مقصود
الّا اللّٰہ کے ہو سکتی ہے جبکہ مقصود بالنیت کے ساتھہ ہو یعنی مقصود کو صفت مانعہ قرار دیکر ورنہ مقصود میں
نفی ہونا کیسے ہو سکیگا یعنی مقصود میں صفت جامعیت ہونیکے سبب شرک موجود رہیگا۔ اور ماہیۃ وجنسیۃ
جسپر ایمان کا مدار ہے اور مقصود فی الایمان ہو اور اوسی پہ ایمان کی گفتگو ہے کیسی ثابت ہوگی۔ اور مقصود کے
جنس ہونے اور عام ہونے پہ جو موانع ہین تو لفظ سے اور اہمال معنی سے ظاہر ہین کہ لفظ مشتق ہے جنس ہو نہین
سکتا اور معنی کا اہمال جیسا بہ تفصیل مذکور ہوچکا ظاہر ہے۔ پس مرجع مقصود کی ضمیر کا جو ذہن میں ہے وہی اسم لا کا ہے یعنی
مسند الیہ۔ اور اسمین ایک نکتہ ہے الوہیۃ مانعہ کے مقصود ہونیکی نفی سکے توسع کی طرف مذہوبات سے۔

چنانکہ اللہ اکبر بہ تشبیہ اثبات توسع است و ہم اشارت بمغایرت حقیقی میان مفضل
مفضّل علیہ کہ موید مقصود لا الٰہ الا اللہ است و لفظ مقصود خبر است منصوب بربنای
قیام مقام اسم جنس دلالۃً و احترازاً عن الرفع للمعرفۃ **ش** ای منصوب است برائے
دلالۃ بر اسم جنس و برائے احتراز از رفع دال بر اسم معرفہ ہم جملہ مستثنی منہ
والا اللہ با خبر مقصود محذوف بدلالۃ قرینہ وجہ استثنا رجملہ مستثنی را واجب الانقطاع
و این استثنا مفرغ است کہ دلالت دارد بر توسع مسند الیہ معہود ذہنی پس قیاس
کن ہمچنین الٰہ را کہ صفت مشبہ بر وزن فعال باشد بلزوم الوہیۃ بالغہ بمعنی استجماع
بجمال باکمال ورنہ بمعنی معبودیۃ حقہ چون تواند شد و نیز ثبوت متقدم نفی لفظ الٰہ را
بمعنی مذکور خواہد نہ اسم غیر مشتق بی ضمیر بمعنی صفۃ جامعہ و نہ اسم جنس چنانکہ مذکور شد
و باید دانست کہ جامعیۃ باشتراک وصفی یا اسمی مانع مالغیتہ نہ

ترجمہ یعنی اسم لا کا کہ مسند الیہ ذہنی ہے اوسکے ذہنی ہونیمین یہ نکتہ ہے کہ مذہونات سے الوہیت بالغہ کا
جو مقصود ہے اوس مقصودیت کی نفی کا توسع ہو جاتا ہے جیساکہ اللہ اکبر کہ تشبیہ اثبات مین یہان توسع ہے۔ اور اوس
مغایرت حقیقی کی طرف بہی اشارہ ہے جو مفضّل اور مفضّل علیہ کے درمیان ہے جس سے لا الٰہ الا اللہ کے مقصود مین
تائید ہوتی ہے کہ موید مقصود ہے۔ اور لفظ مقصودؔ خبر ہے لیکن اسم جنس کی جگہہ قیام پانیکی بنا پر منصوب ہے تاکہ اس
بقیام ونصب سے کہ بجائے اسم جنس ہے اسم جنس کے مقدر ہونے پر دلالت ہو اور تاکہ بسبب اسکے
احتراز ہو رفع سے یعنی بسبب نصب کے رفع سے بچ جاوے کیونکہ رفع علامت معرفت ہے جس سے اسم معرفہ پر
دلالت ہوتی ہے پس لا اپنے اسم معہود ذہنی متوسع سے کہ مسند الیہ ہے اور مقصودؔ خبر ہے جو اسکی جگہہ قیام
پذیر ہے ملکر جملہ مستثنی منہ ہوا۔ اور الا اللہ خبر مقصودؔ محذوف کے ساتہہ ملکر کہ اس حذف پر وجہ استثنا کے
قرینہ سے دلالت موجود ہے یہ جملہ مستثنی واجب الانقطاع ہوا بسبب مستثنی کا مستثنی منہ سے منقطع ہونا واجب
ضروری ظاہر ہے۔ اور یہ استثناء مفرغ ہے کہ مسند الیہ معہود ذہنی کے متوسع ہونے پر دلالت رکہتا ہے۔
پس اسی طرح الٰہ کو قیاس کرے کہ فعال کے وزن پر صفت مشبہ ہوتا ہے جس مین الوہیۃ بالغہ کا لزوم ہے
اس معنی کر کہ اسمین جمال باکمال کے ساتہہ استجماع ہے ورنہ الٰہ معبودیت حقہ کے معنی مین کیسے ہوسکیگا
اور نفی کا ثبوت متقدم بہی لفظ الٰہ کو معنی مذکور مین چاہتاہے نہ یہ کہ وہ اسم غیر مشتق بے ضمیر ہے صفت
جامعہ کے معنی مین اور نہ اسم جنس جیسا مذکور ہوا۔ اور سمجہنا چاہئے کہ جامعیت جو وصفی یا اسمی اشتراک کے
سبب سے ہو وہ مالغیت کی مانع نہین ہے

پس حکم کردہ شود موافق حکم ما قامت بہ چنانکہ در اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ بصراحت ودر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
باستثناء لفظ اِلٰہ صیغہ صفت وخبر واقع است واگر درین مبحث لفظ اِلٰہ صفۃ مالغہ نباشد
فکیف یستقیم المعنی فی انتفاء الشرک فی الالوہیۃ واگر این ترکیب مسلم نشود ہمہ وجود
مذکورۃ السدد عارض خواہند شد ودر صورت مالغیۃ اِلَّا بمعنی غیر کہ حال یا صفۃ از ضمیر اِلٰہ
برای تعریف وتخصیص ذو الحال یا موصوف باشد ہم توا ند شد بہ نتیجہ ظنی بحصول اثبات
الوہیت اللّٰہ سبحانہ بدوران نفی س ؒ آن چنانست کہ مصداق مقصود معین نباشد لیکن
نفی بعض را استلزم تحقق مصداقیۃ مقصود ہ ببعض نمایند وحال آنکہ قطعیۃ بران ہم معلوم
ومصدق نیست جائز باشد عدم تحقق بران نیز ہم کہ بحسب اللفظ معنی چنین است نیست
چیزی متصف بالوہیت حال آنچیز این است کہ غیر اللّٰہ است ۔

ترجمہ پس حکم کیا جائیگا ما قامت بہ کے حکم کے موافق یعنی وہ صفت جو کسی وصفی یا اسمی اشتراک کی جامع ہو
وہ اوس صفت کی مانع نہین ہوسکتی جو اپنے وصف مین دوسرے کے اشتراک کی مانع ہو پس صفت مین
موصوف کا جسکے ساتھہ وہ صفت قائم ہے حکم کیا جائیگا جیسا کہ کریمہ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ مین کہ
سورہ لنساء کے رکوع تثلیث مین ہے صریح طور پر صفت جامعہ صفت مانعہ کے حکم مین ہے باعتبار حکم
ما قام بہ کے کیونکہ مسند حکم مین تابع ہے مسند الیہ کا ۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مین جو مع استثناء ہے لفظ اِلٰہ
صیغہ صفت اور خبر واقع ہے ۔ پس یہان بھی لفظ اِلٰہ کہ صفت وخبر ہوکر مسند واقع ہوا ہے حکم مین
اپنے مسند الیہ کے تابع ہے ۔ اور اسکا استثناء ہونا اور لفظاً بجاے خبر مذکور نہونا اور صیغہ صفت مشبہ
قرار پانا باعتبار لزوم صفت وغیرہ یہہ سب اسکے صفت مانعہ ہونے پر دلیل ظاہر ہین لہذا مانعیت کے رنگ مین
رنگین ہوکر صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ مین داخل ہوگا ۔ اور اگر اس مبحث مین لفظ اِلٰہ صفت
مانعہ نرکھتا ہوگا تو صفت الوہیت مین سے شرک کی نفی ہو نہین معنی کیسے استقامت پاینگے ۔ اور اگر
یہ ترکیب تسلیم نکیجاویگی تو تمام وجوہ جو پہلے مذکور ہوچکے ہین عارض ہوجاینگے ۔ اور لفظ اِلٰہ کے صفت
مانعہ ہونیکی صورت مین اِلَّا بمعنی غیر بھی ہوسکتا ہے تا کہ اِلٰہ کے ضمیر کا حال یا صفت ہو ذو الحال یا موصوف کی تعریف اور
تخصیص کیلیے ظنی نتیجہ کے موافق اللّٰہ سبحانہ کی اثبات الوہیت کے حاصل ہونیکے ساتھہ نفی کے دوران مین سو وہ اسطرح ہے کہ مقصود
کا مصداق معین نہوگا لیکن نفی بعض کی مصداقیت مقصود کے تحقق کا مستلزم بعض کیساتھہ کردیوگی ۔ اور حال
یہ ہے کہ قطعیت اوسپر بھی معلوم ومصدق نہین ہے اور عدم تحقق اوسپر بھی جائز ہے چنانچہ اس صورت مین بحسب اللفظ
کی موافقت مین یہ معنی ہین کہ نہین ہے کوئی چیز متصف الوہیت کے ساتھہ حال اوس چیز کا یہ ہے کہ غیر اللّٰہ ہے

پس نتیجہ ظنی آن بحسب المعنیٰ اللہُ الٰہٌ تواند شد و حال آنکہ بحسب التحقیق قطعی است مگر وجوہ مذکور ظنیت نتیجہ مانع و تعجب است بحصول اثبات بدوران نفی بآن کہ دوران نفی محتاج ثبوت متقدمی است کہ خود مستلزم نفی این ثبوت از غیر خود است نہ محتاج بنفی ونیز باید دانست کہ لا الٰہ الا اللہ جملہ استثنائیہ مفسر است و محمد رسول اللہ جملہ اسمیہ مخصص از عموم لا الٰہ برائے استیناف مفسر مصداقاً لما نفی عنہ الالوہیۃ وتعریضاً علی ما اثبت لہ الالوہیۃ پس مفسر بمفسر جملہ مفسرہ خواہد بود یا مستانفہ ورنہ مصداق وتعریض ضروری باطل شود و باید دانست بدلیت لفظ مبارک محمد صلعم را جملہ استثنائیہ صحیح نیست ازین کہ اگر بدل از جملہ منفیہ است تعریض علی ما اثبت لہ الالوہیۃ باطل و اگر از جملہ مثبتہ است مصداق لما نفی الالوہیۃ باطل و اگر از منفیہ و مثبتہ معاً گفتہ شود تعارض مبطل ہم و اضافۃ رسول مانع نیست چہ اضافۃ نمی شود مگر در متغائرین فکیف البدل ۔

ترجمہ پس اوسکا ظنی نتیجہ معنی کے اعتبار سے اللہُ الٰہٌ ہو سکتا ہے ۔ اور حال یہ ہے کہ موافق تحقیق کے قطعی ہے مگر مذکورہ وجوہ اور نتیجہ کا ظنی ہونا قطعیت کا مانع ہے ۔ اور تعجب ہے اثبات کے حاصل ہونے سے نفی کے دوران میں اوسی اثبات پر کیونکہ دوران نفی ایسے ثبوت متقدم کا محتاج ہے جو اپنے غیر سے اس ثبوت کے نفی کا خود مستلزم ہے نہ محتاج ہے نفی کی طرف اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ لا الٰہ الا اللہ جملہ استثنائیہ مفسرہ ہے اور محمد رسول اللہ جملہ اسمیہ جو استیناف کیلئے عموم لا الٰہ سے خاص کیا گیا ہے مفسر ہے تاکہ مصداق حاصل ہو اوس چیز کے لئے جس سے الوہیت کی نفی کیگئی ہے ۔ اور تعریض حاصل ہو اوس پر جسکے لئے الوہیت کا اثبات کیا گیا ہے ۔ پس مفسر اور مفسر جملہ مفسرہ ہوگا یا مستانفہ ورنہ مصداق اور تعریض ضروری باطل ہو جاینگے ۔ اور سمجھنا چاہئے کہ لفظ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بدل ہونیکو جملہ استثنائیہ اور اضافت رسول مانع ہے ۔ اول اس سبب سے کہ اگر بدل جملہ منفیہ کا ہے تو تعریض اوس چیز پر جسکے لئے الوہیت کا اثبات کیا ہے باطل ہے ۔ اور اگر بدل ہے جملہ مثبتہ کا تو مصداق اوس چیز کے لئے جس سے الوہیت کی نفی کیگئی ہے باطل ہے ۔ اور اگر جملہ منفیہ اور مثبتہ دونوں کا معاً بدل کہا جاوے تو تعارض مبطل ہے یعنی آپس میں انکا ایک دوسرے کا بالقصد معارض ہونا نفی و اثبات میں ایک دوسرے کو باطل کرتا ہے ۔ اور دوم اضافت رسول مانع بدل ہونیکو اسلئے ہے کہ اضافت نہیں ہوتی ہے مگر دو متغایرون میں حالانکہ بدل مقتضی اتحاد ہے خلاف تغایر پس بدل کیسے ہو سکتا ہے

هم باید دانست اللہ کہ محتاج الیہ است مر محتاج را شناختہ نمی شود مگر بدلالۃ از محتاج بربط
احتیاج پس برائے حصول ثبوت ذہنی الوہیۃ کہ ترتب اثر متاخر ش مورد نفی نسبۃ بمحتاج
است مصداق متقدم باشد وہمچنین محتاج مصداق متقدم است برائے حصول ثبوت
ذہنی نقائص کہ ترتب اثر متاخر ش مورد نفی نسبۃ باللہ محتاج الیہ است بعد حصول
ہمچنین تصدیق اقرار لا الٰہ الّا اللہ دلالت ظنی برآن دارد ورنہ چسان تحقق پذیرد
نفی واثبات وقبول شارع تصدیق را از اقرار ہمین دلالۃ است ظناً واتباع ظن واجب
وَاللہُ تعالیٰ اَعلمُ بالصّواب۔

تنبیہ۔ غرض متکلم مافی الباب صحت عقیدہ است نہ مناظرہ ومکابرہ چون بہ تعبیر ماہیات
از لفظ گزیری نیست بنا بر صحت مدلولات الفاظ مختصہ در تصحیح الفاظ بقواعد صرف ونحو
نقل وعقل سخن واجب آمد پس سخن دران وجوہ کہ گفتہ شد بفکر باید فہمید اگر متجاوز
شود از ان وجوہ بمدعا نرسد

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ جو محتاج الیہ ہے اوسکو محتاج کبھی نہین پہچان سکتا ہے مگر اوس دلالت سے کہ محتاج
کی طرف سے احتیاج کے ربط کے سبب محتاج کو اپنے محتاج الیہ کی جانب ہے پس ثبوت ذہنی الوہیۃ کے حاصل
ہونیکے واسطے جسکا ترتب اثر متاخر مورد نفی ہے جو محتاج کی نسبت کرتے یہی اس نفی کا مصداق متقدم ہوگا
اور اسی طرح محتاج مصداق متقدم ہے نقائص کے ثبوت ذہنی کے حاصل ہونیکے واسطے جسکا ترتب اثر
متاخر مورد نفی ہے اللہ محتاج الیہ کی نسبت کرتی یعنی یہ ترتب اثر جو ثبوت ذہنی کے پیچھے ہے اوسپر نفی
وارد ہوئی ہے اس نفی کا یہی مصداق متقدم یہی محتاج ہے۔ بعد حاصل ہونے ایسی تصدیق کے لا الٰہ
الّا اللہ کا اقرار اوس تصدیق پر ظنی دلالت رکھتا ہے ورنہ نفی واثبات کیونکر تحقق حاصل کرتے۔ اور شارع
کا تصدیق کو اقرار سے قبول فرمانا یا مان لینا اسی دلالت سے ہے جو بطور ظن ہے۔ اور ظن کی پیروی واجب
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی اور خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے راستی کو۔

تنبیہ غرض متکلم کی جو کچھ اس باب مین ہے عقیدہ کی صحت ہے یعنی صحیح ہونا نہ مناظرہ اور مکابرہ
چونکہ ماہیات کی تعبیر مین لفظ سے چارہ نہین ہے۔ پس مختص الفاظ کے مدلولات کے صحیح ہونیکی بنا پر
الفاظ کے صحیح کرنے مین صرف ونحو کے قواعد اور نقل وعقل کے اصول پر کلام واجب وفرض ہوا پس
کلام جن وجوہ مین کہ بیان کیا گیا فکر سے سمجھنا چاہیئے اور اگر فکر اون وجوہ سے متجاوز ہو جائیگی یعنی ہٹ
جائیگی مدعا کو نہ پہونچیگی

بیان آنکہ اللہ محتاج الیہ است ومحتاج را شناختہ نمی شود مگر بدلالۃ از محتاج بربط احتیاج۔ وبیان مصداق متقدم برائے حصول ثبوت ذہنی الوہیۃ وغیرہ۔ بیان حصول تصدیق اقرار توحید بدلالۃ ظنی وقبول شارع تصدیق را بہمین دلالۃ۔ واتباع ظن واجب است۔

تنبیہ اینہمہ بحث بود موافق علماے الفاظ ظاہرہ اکنون اشارتی موافق علماے حقائق باطنہ میشود کہ این کلام را بکلمہ نامیدند پس واجب آمد براے آن معنی مفرد وقسمی از اقسام ثلثہ پس اسم است باعتبار لحاظ معنی قائم بنفسہ پس مدلول مفردش ذاتی است قدیم باوصاف ثابتہ با تعلق متعلقات حادثہ کہ در کلام اسم مبارکش اللہ است ووصفش لا الٰہ الا ھو وفعل است باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر اصلاً پس مدلول مفردش وصف است در مرتبہ قدیم با تعلق متعلقات حادثہ وحرف است باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر عرضاً پس مدلول مفردش وصف است در مرتبہ قدیم با تعلق متعلقات حادثہ پس محمد رسول اللہ ہم کلمہ است بامعنی مفرد کہ بیان است مر اقسام ثلثہ را دلالتاً پس بحدوثِ خود دلیل است مر معنی مفرد اسم را ذاتاً با تعلق متعلقات منتزعہ خود۔ ومر معنی مفرد فعل را وصفاً با تعلق متعلقات منتزعہ خود ومر معنی مفرد حرف را ضمیمۃً با تعلق متعلقات منتزعہ خود قال سبحانہ۔

تنبیہ۔ یہ سب بحث علماء الفاظ ظاہرہ کے موافق تھی اب کچھ اشارت علماے حقائق باطنہ کے موافق ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ اس کلام کا نام کلمہ رکھا۔ پس اس کلمہ کے لئے معنی مفرد ضروری ہوئے اور یہ کہ کوئی قسم ہو اقسام ثلثہ سے۔ پس یہ کلمہ اسم ہے باعتبار لحاظ معنی قائم بنفسہ کے۔ پس اوسکا مدلول مفرد وہ ذات قدیم ہے جس مین اوصاف ثابتہ ہین مع تعلق متعلقات حادثہ کے۔ کہ کلام مین اوسکا اسم مبارک اللہ ہے۔ اور اوسکا وصف لا الٰہ الا ھو۔ اور یہ کلمہ فعل ہے باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر کے از روئے اصل۔ پس مدلول مفرد اوسکا وصف ہے مرتبہ قدیم مین مع تعلق متعلقات حادثہ کے۔ اور یہ کلمہ حرف ہے باعتبار لحاظ معنی قائم بالغیر کے بطور عرض۔ پس مدلول مفرد اسکا وصف ہے مرتبہ قدیم مین مع تعلق متعلقات حادثہ کے۔ پس محمد رسول اللہ بھی کلمہ ہے معنی مفرد مین کہ بطور دلالت یہ کلمہ بیان ہے خاص اونہین تینون قسمون کا جو مذکور ہوئین۔ اسطرح کہ یہ کلمہ اپنے حدوث سے دلیل ہے خاص معنی مفرد اسم کو از روئے ذات مع تعلق اپنے متعلقات منتزعہ کے۔

اور دلیل ہے اپنے حدوث سے خاص معنی مفرد فعل کے لئے بطور وصف مع متعلق ہونے اپنے متعلقات منتزعہ کے اور دلیل ہے اپنے حدوث سے خاص معنی مفرد حرف کے لئے بطور ضمیمہ مع تعلق اپنے متعلقات منتزعہ کے۔ کہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ ابراہیم رکوع چار مین۔

تنبیہ مختصر معنی کلمہ باشارات علماے باطن

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ط

شش تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ الخ مرقوم است ھ و از تعریف کلام بکلمہ مراد معنی مفرد است والا فکیف۔

تنبیہ یعنی مفرد اسم نصیب محمد رسول اللہ تعالیٰ نور اول ما خلق اللہ تعالیٰ است صلعم و معنی مفرد فعل نصیب انبیاء اللہ تعالیٰ است صلعم و معنی مفرد حرف نصیب مومنین است رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

تنبیہ در حذف اسم الا شارت است بگم گردیدنش بملاحظۂ الوہیت اللہ سبحانہ و این صحت نہ پذیرد مگر بشرف معرفۃ صحیحہ ولایت دوم و ما فوقش و تعلقش بنا بر دلالۃ واجبہ بسوئے الوہیۃ۔ اللہم صل وبارک وسلم علی محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ط

یعنی مثل کلمۂ طیبہ کی مثل درخت پاکیزہ کے ہے جسکی جڑ ثابت ہے اور جسکی شاخ آسمان میں لاتا ہے اپنے پھلوں کو ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت رسالت اور نبوت اور ولایت الخ میں مرقوم ہے۔ اور کلام کی تعریف سے کلمہ کی طرف یعنی کلام سے اعراض کرکے کلمہ قرار دینا اوس سے مراد معنی مفرد ہیں ورنہ یہ تعریف پس کیونکر ہے **تنبیہ** معنی مفرد اسم کے محمد رسول خدائے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب میں جو نور اول ہیں [illegible] جو خدائے تعالیٰ نے خلق فرمائی۔ اور معنی مفرد فعل کے نصیب میں انبیاء خدائے تعالیٰ کے صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور معنی مفرد حرف کے نصیب مومنین میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم **تنبیہ** اسم الا کے حذف میں اشارہ ہے اوس اسم کے گم ہونیکی طرف الوہیت اللہ سبحانہ کے ملاحظہ میں۔ اور اسکی صحت نہیں حاصل ہوتی ہے مگر بسبب شرف و بزرگی حاصل ہونے معرفت صحیحہ ولایت دوم کے اور اوسکے جو اوس سے اوپر ہے۔ اور وہی حذف اشارہ ہے اوس اسم کے تعلق کی [illegible] دلالت واجبہ کے الوہیت [illegible] اس لئے کہ الوہیت کی طرف دلالت کی [illegible] سے اور اوس دلالت کا ہونا معرفت واجبہ کے لئے واجب ہے۔ اللہم صل وبارک وسلم علی محمد رسولک حبیبک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا رحمت و برکت سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ تیرے رسول تیرے حبیب ہیں اور اونکی انوار پر جیسا وہ تجھکو محبوب ہے اور تو اوسکو پسند کرتا ہے اور سفارشی کر اوسکو ہمارے درمیان میں اور رحمت کر ہم پر اسکے طفیل۔

بیان تحقیق معنی مفرد اسم و فعل و حرف از کلمہ تعریفا و نصیب انبیاء و اولیاء و مومنین از وے۔ بیان اشارہ حذف اسم الا بگم گردیدنش بملاحظۂ الوہیت اللہ سبحانہ [illegible]

ذکر کیفیۃ تعین احدیۃ با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدُ اللّٰہَ ونستعینہٗ ونُصلّی علیٰ رسولہٖ محمدٍ ونستشفعہٗ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واَتباعِہٖ اجمعین ○

باید دانست کہ اعتبارِ احدیۃ فوق اعتبارِ محمدیۃ فرمودند چہ اصل اعتبارِ احدیۃ اعتبارِ احدیت واصل اعتبارِ محمدیۃ اعتبارِ واحدیۃ فرمودند پس اعتبارِ احدیۃ مرجع ومآب اعتبارات کلہا متضمنہ محمدیۃ است چنانکہ اعتبار احدیۃ مرجع ومآب اعتبارات کلہا متضمنہٗ واحدیت است پس اعتبار احدیۃ منشاءِ انتزاع ماہیات است واعتبار محمدیۃ منشاءِ اعتبارات محضہ واین تسمیہ اعتبارین باحدیۃ ومحمدیۃ موافق تقریر قدما است ودلالتی نصی برین معلوم در مسند نیست لیکن بمرادِ نص مبارک یعنی محمد رسول اللہ الآیۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد الآیۃ جود باجود مسمّی بمحمد واحمد صلعم

ذکر بیان مین تعین احدیۃ اور محمدیۃ کے یعنی تعین احدی اور محمدی ہونیکے اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ اللہ ونستعینہٗ ونصلّی علےٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہٗ وعلےٰ آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین ۔ سمجھنا چاہیے کہ حضرات متقدمین نے مرتبۂ احدیہ کا اعتبار مرتبۂ محمدیہ کے اعتبار کے اوپر فرمایا ہے اسلئے کہ اعتبار احدیت کی اصل اعتبار احدیت اور اعتبار محمدیت کی اصل اعتبار واحدیت اونہون نے فرمائی ہے ۔ پس اعتبار مرتبۂ احدیۃ تمام اون اعتبارات کا مرجع اور مآب ہے جو متضمنۂ محمدیہ ہین جیسا کہ اعتبار احدیت کل اون اعتبارات کا جو متضمنۂ واحدیت ہین مرجع اور مآب ہے پس اعتبار احدیہ منشاء یعنی محل تعلق ونشو ہے ماہیات کے منتزع ہونیکا ۔ اور اعتبار محمدیہ منشاء ہے اعتبارات محضہ کا یعنی خالص اعتبارات کا ۔ اور ان دونون اعتبارون کا نام احدیہ اور محمدیہ کرکے رکھنا اگلونکی تقریر کے موافق ہے ۔ اور اسپر کسی نص کی کوئی دلالت در مسند کو نہین معلوم ہے ۔ لیکن نص مبارک جس سے ہماری مراد ہے کریمۂ محمد رسول اللہ تا آخر آیت کہ سورۂ فتح مین ہے اور کریمہ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط تا آخر آیت کہ ابتدا اسکے سورۂ صف مین ہے ۔ ان دونون آیات کریمہ کی مراد پر وجود با وجود مسمّی باسم مبارک محمد اور احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم

بہ تشخص روحی فی حدہ در بین عالم شہود موجود و مقصود واحد است مع فرق اعتبارہا
کہ بمفہوم خودش دلالۃ میکند بران ای محمدیۃ بظہور موجودات است مع لزوم
مسلوبات و احمدیۃ بمعرفۃ موجودات و مسلوبات است بدلالۃ اعتبار محمدیۃ صلعم از روئے
مانعیتش ۔ پس مقصود و معروفیۃ اعتبار محمدیۃ است و مقصود و عارفیۃ اعتبار احمدیۃ چنانکہ
فرمود صلعم من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ ببین کہ نفس عارف است
وہم معروف و عارفیۃ از اوصاف معروف ہم و تحقق ایمان بر اعتبار محمدیہ است گفتہ
می شود محمد رسول اللہ صلعم پس اعتبار محمدیۃ و احمدیۃ از روئے مانعیۃ در حد خود
واز روئے جامعیۃ در حد خود برین بنائے مذکور است والبتہ اعتبار محمدیۃ فوق اعتبار
احمدیۃ است از روئے فضل چہ اظہر است کہ احمد تفضیل فاعل است و محمد مبالغہ
مفعول بحکم خاصیۃ تفعیل و مبالغہ افضل است از تفضیل بانکہ تفضیل در حد خود بافادت
معنی محتاج باشد بغیرش

ترجمہ اپنی حد مین روحی تشخص کے ساتھ اس عالم دنیا مین موجود و مقصود ایک ہی ہے مع اوس فرق کے جو
دونون اسما کے اعتبارات کا ہے کہ وہ دونون اسما اپنے اپنے مفہوم کے موافق اوس اعتبار پر دلالت کرتے
ہین یعنی اسم محمد ہونا ظہور موجودات کے سبب ہے مع لزوم مسلوبات کے ۔ و احمد نام ہونا بسبب معرفت
موجودات اور مسلوبات کے ہے اعتبار محمدیت صلعم کی دلالت سے اوسکے مانعیت کی روسے یعنی اعتبار
محمدیہ بطور مانعیت ہے کیونکہ یہ اعتبار ظہور موجودات کا ہے نہ مسلوبات لہذا بسبب مانعیت مسلوبات لزوم
مسلوبات کی معرفت پر مع معرفت موجودات دلالت اسی اعتبار محمدیت سے ہو رہی ہے کہ مانع اعتبار احمدیہ ہے
پس مقصود و معروفیت کا یعنی معروف ہونیکا اعتبار محمدیت ہے ۔ اور مقصود و عارف ہونیکا اعتبار احمدیت ہے جیسا کہ فرمایا حضور
صلے اللہ علیہ وسلم نے من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ یعنی جسنے اپنے نفس کو پہچانا پس یقینی اوسنے اپنے رب کو پہچان لیا
دیکھیے کہ یہان نفس ۔ عارف ہے اور معروف بھی اور عارفیت یعنی عارف ہونا معروف کے اوصاف مین سے ایک صفت ہے
اور ایمان کا تحقق اعتبار محمدیت پر ہے کہ کہا جاتا ہے محمد رسول خدائے تعالی ہے صلے اللہ علیہ وسلم ۔ پس اعتبار محمدیت اور
احمدیت کا اپنی حد مین مانع ہونیکی راہ سے اور اپنی حد مین جامع ہونیکی راہ سے اسی بنا پر مذکور ہے ۔ اور البتہ اعتبار
محمدیہ کا اوپر ہے اعتبار احمدیہ کے فضل کی راہ سے اسلئے کہ ظاہر ہے کہ لفظ احمد تفضیل اسم فاعل ہے جو ماخذ ہے ۔ اور
اور لفظ محمد مبالغہ اسم مفعول ہے جو محمود ہے موافق حکم خاصیت باب تفعیل کے کہ موضوع بالمبالغہ ہے ۔ اور مبالغہ
تفضیل سے افضل ہے اس سبب کہ تفضیل اپنی حد مین اپنے غیر کی طرف محتاج ہوتا ہے افادت معنی مین ۔

پس محدود باشد در حد اضافۃ بخلاف مبالغہ کہ در حد خود بافادت معنی محتاج غیر نباشد بعدم اقتضائی اضافۃ پس محدود نباشد پس فضل مبالغہ از تفضیل ظاہر است وہم کمال مظہریۃ ومقصودیۃ معرفتش کہ از اعتبار محمدیۃ است وہم عجز در حصر معرفۃ کمال از اعتبار احمدیۃ است ووجود عنصر بانتزاع تقمصی از روح است بعرض مسلوباتش ای روح ہم بدان کہ محبوبیۃ محمدی را اعتبار الست از ابتدائے انتزاعیات عدمی مخصوصہ محمدیۃ تا غایت انتزاعیات وجودی از ابتدائی ربوبیۃ تا استغنا مع اعتبار اتحاقی حدہا وہمہ داخل محبوبیۃ است بفرق نسب اعتبارات وانکہ گفتم وگویم از انکشاف حقیقۃ مرتبہ سواد اعظم ہویدا می شود واز ینجاست کہ محبوبیۃ محمدیۃ بر محبوبیۃ احمدیۃ ومحبوبیۃ انتزاعیات وجودی بر محبوبیۃ انتزاعیات عدمی مخصوصۂ محمدیۃ فضلی دارد در حد اعتبار اتہا۔ وتفضیلات در فرق نسب اعتبارات نا متناہی است تقید بیان نپذیرد واگر خواست او تعالی است بوقتی اجمالی از فرق نسب می نویسد۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ نُوْرِكَ وَعَلٰى اَنْوَارِهٖ كَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ پس حد اضافت مین محدود ہوگا بضرورت صلہ۔ بخلاف مبالغہ کے کہ اپنی حد مین غیر کا محتاج افادت معنی مین نہین ہوتا ہے عدم اقتضائی اضافت یعنی اضافت کی خواہش نہونیکے سبب پس یہ محدود نہوگا۔ پس مبالغہ کا فضل تفضیل سے ظاہر ہے اور کمال بھی ظاہر ہے اسکے مظہر ہونے اور معرفت کے مقصود ہونیکے سبب جو محمد ہونیکے اعتبار سے ہے۔ اور معرفت کمال کے حصر مین عجز بھی ظاہر ہے جو احمد ہونیکے اعتبار سے ہے۔ اور عنصری وجود روح سے منتزع ہے تقمصی انتزاع کے طور پر روح کے معرض مسلوبات مین۔ معلوم ہو کہ محبوبیت محمدی کے لئے اعتبارات ہین ابتدائی انتزاعیات عدمی مخصوصۂ محمدیہ سے لیکر انتزاعیات وجودی کی انتہا تک ابتدائی ربوبیت سے استغنا تک مع ان دونون کے اعتبارون کے دونون کی حدین یعنی ربوبیۃ و استغنا کی۔ اور یہ سب اعتبارات مع انکی نسبتون کے فرق کے داخل محبوبیت ہین۔ اور یہ جو کچھ مین نے کہا اور کہہ رہا ہون حقیقت مرتبہ سواد اعظم کے منکشف ہونیسے ہویدا و ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہین سے ہے کہ محبوبیۃ محمدیہ محبوبیت احمدیہ پر اور محبوبیت انتزاعیات وجودی محبوبیت انتزاعیات عدمی مخصوصۂ محمدیہ پر اپنے اعتبارات کی حد مین ایک فضل رکھتی ہے۔ اور اعتبارات کی نسبتون کے فرق مین بیحد تفصیلین ہین کہ تقید بیان کو نہین قبول کرتین یعنی قید بیان مین نہین آسکتی ہین۔ اور اگر مرضی خدا تعالی ہے تو کسی وقت مین کچھ اجمال نسبتون کے فرق کی نسبت عنقریب لکھا جاتا ہے چنانچہ یہ موعودہ حسب ذیل ہے۔ اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک علی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا درود وسلام بھیج اوپر اس نبی محمد کے کہ تیرا نور ہے۔ اور اوسکے انوار پر جیسا تو اوسکو چاہتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے۔ اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہم پر اسکے طفیل۔

تتمہ موعودہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً - قال صلعم اللہ جمیل و یحب الجمال - بدانکہ وصف جمال متمم الاضافۃ است
بعدم ذکر تخصیص اضافۃ واجبہ الی ما بہ القیام پس متوسع المعنی است باضافۃ سوئے قدیم
و حادث متضمن بالموجودات و ملتزمش متضمن بالمسلوبات نیز و اگر نمی پزیری بسبب
چہ می گوئی پس تفاوت محبۃ بر قدر کیفیۃ جمال است کہ موضح می شود بتوفیقہ تعالی بدانکہ
محبوبیت ذات و صفات خود بمحبت ذات و صفات خود است ازینجا است کہ محب نخواہد
بجز محبوب را و نباشد میان محب و محبوب مگر محبۃ ازانجا کہ بمقصود گشت کُنتُ کنزاً مخفیاً فاحببت ان
اعرف فخلقت الخلق ش گفت ابن تیمیہ نہ الستہ شد برائے این سند صحیح نہ ضعیف
و تبع کردش زرکشی و عسقلانی لکن معنیش صحیح است

تتمہ موعودہ یعنی وہ اجمالی تتمہ جسکا وعدہ ہوچکا ہے یہہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً - قال صلعم اللہ جمیل و یحب الجمال یعنی فرمایا حضور صلعم نے کہ اللہ صاحب جمال ہے کہ اسکو
حسن و جمال لازمی ہے اور دوست رکہتا ہے حسن و جمال کو معلوم ہو کہ وصف جمال اضافت مین مُتمّم ہے یعنی یہ وصف
نسبت مین عام ہے بسبب ذکر نہونے تخصیص اضافت کے حالانکہ اضافت کا خاص کرنا اس چیز کی طرف جسکے ساتھہ اوسکو
قیام ہے واجب و ضروری ہے - پس یہ وصف قدیم کی طرف اور حادث کی طرف جو موجودات کو متضمن ہے اور اوسکے جو ذات
کے ملتزم کی طرف ہین جو مسلوبات کو متضمن ہے نسبت کئے جانیکے سبب معنی مین متوسع ہے - اور اگر تو یہ نہ قبول کریگا تو پوچھا جاتا
ہے کہ تو کیا کہیگا - پس محبت کا تفاوت حسن و جمال کی کیفیت کے اندازہ پر ہے کہ خدائے تعالی کی توفیق سے ظاہر کیا جاتا
ہے - معلوم ہو کہ اپنی ذات و صفات کا محبوب ہونا اپنی ذات و صفات کی محبت کے سبب سے ہے - یہین سے یہ بات ہے
کہ محب غیر محبوب کو نہین چاہتا ہے - اور محب اور محبوب کے درمیان نہین ہوتی ہے مگر محبت کیونکہ اسی مقصود پر یہ حدیث
شریف ہے کُنتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اُعرف فخلقتُ الخلق کی یعنی مین ایک خزانہ پوشیدہ تہا پہر مین نے
اپنا پہچانا جانا دوست رکہا تو مینے مخلوق کو پیدا کیا - اس حدیث کی نسبت ابن تیمیہ کا بیان ہے کہ اسکی سند نہ صحیح
معلوم ہوئی نہ ضعیف اور اسکی پیروی کی زرکشی اور عسقلانی نے لیکن اس حدیث کے معنی صحیح ہین -

بیان تفسیر حدیث شریف ان اللہ جمیل و یحب الجمال ۱۲

بیان تفسیر حدیث کنت کنزاً مخفیاً الخ ۱۲

کہ مستفاد است از قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفونی کما فسّرہ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمچنین گفت ملا علی القاری انتہی گفت آنکہ ہدایت
نمیکند مرا کہ سزاوار نیست کہ برآوردہ شود حتماً از حدیث نبی صلعم از آنکہ مقرر شدہ
است عدم حصر حدیث نبی صلعم پس عدم حصول روایتش برائے بعض بیرون
نمیکند آنرا حتماً از حدیث نبی صلعم و گفت کہ عبودیۃ تبع ظلیۃ است بصفات ذی ظل
و تحقق خود نبودن است پس متضمن باشد معرفۃ و محبۃ و غیرہما را ام مشعر اینکہ
ازین خلقت بر مقتضائے محبوبیۃ خود و محبیۃ بخود خود معروف است و بخود
عارف بدلالۃ صیغہ مجہول بہ لطافت

ترجمہ جو خدائے برتر کے اس قول سے مستفاد یعنی حاصل ہوتے ہین کہ سورۂ ذاریات کے
آخر مین ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی اور نہین پیدا کیا
مینے جن وانس کو مگر پیدا کیا تا کہ میری عبادت کرین یعنی تا کہ مجھکو پہچانین جیسا کہ اوسکو حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تفسیر کیا کہ یہان عبادت کی تفسیر معرفت فرمائی ۔
ایسا ہی ملا علی قاری صاحب نے کہا ہے ۔ تمام ہوا ۔ وہ جو میرا رہنما ہے اوسنے کہا کہ ہرگز زیبا و لائق نہین ہے
کہ حدیث مذکورہ حدیث نبی صلعم سے بالکل نکال ڈالی جاوے یعنی شامل حدیث نہ سمجھی جاوے کیونکہ عدم حصر یعنی
حصر نہونا حدیث نبی صلعم کا ٹہر چکا ہے ۔ پس بعض کیلئے اوسکی روایت کا حاصل نہونا اوسکو مرتبۂ حدیث نبی صلعم
سے ہرگز باہر نہین کرتا ہے ۔ اور کہا کہ عبودیت یعنی بندگی تبع ظلیت ہے یعنی پیروی ظل ہونیکی ذی ظل کی صفات
کے ساتھہ ۔ اور محقق عبودیۃ خود نبودن یعنی خود نہونا ہے پس عبودیت معرفت اور محبت وغیرہما کو متضمن ہوگی
غرض مقصود حدیث مشعر یعنی آگاہ کرنیوالا ہے اسکا کہ اس خلقت و پیدایش سے جو اپنے محبوب ہونے اور اپنے
ساتھہ محب ہونیکی خواہش پر ہے خود ہی معروف اور خود خود کا عارف ہے ۔ صیغۂ مجہول اَنْ اُعْرَفَ کی دلالت سے
توسع فاعل اور تقیید مفعول کی لطافت کے ساتھہ کہ استفادہ ہے توسع معرفت صفاتی پر دلالت لغت سے بہ نسبت علم کے
لغت معرفت خاص کردینے کے سبب مطلب یہ کہ مقصود حدیث سے اس امر کیطرف آگہی ہو رہی ہے کہ خلق مخلوق بہ
تقاضائی محبوبیت اور اپنی محبیت کے ہے جسپر فخلقت الخلق یعنی مینے مخلوق کو پیدا کیا الفاظ حدیث دلالت کرتے
ہین پس باعتبار محبوبیت آپ ہی معروف ہے یعنی خود کا پہچانا مقصود ہے اور باعتبار محبیت خود ہی خود کا
عارف ہے یعنی آپ ہی اپنا پہچاننے والا ہے جسپر الفاظ حدیث احببت ان اعرف سے یعنی مجھکو میری معرفت محبوب
دلالت ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود ہی محبوب معروف ہے یعنی خود کو اپنی ہی محبوبیت کی معرفت کی خواہش ہے اور خود ہی

توسع فاعل وتقیید مفعول باستفادہ توسع معرفت صفاتی بدلالۃ لغت تخصیص معرفت از علم فاللہ سبحانہ فی نفسہ محمد وبنفسہ احمد فمحمد صلعم فی نفسہ محمد وبنفسہ احمد فحصلت الدلالۃ بربط الفعل بینہما بینہما بمعرفتہما و درین مقصود نظر غائر از محکمات است مباد اکہ زیغ نظر از محل معرفت در متشابہات افتد خلاصہ آفرینش جز انسان کہ ماخوذ است از انس کہ بفکر در و مند مرتبہ محبوب است بحکم شبہ مصنوع از صانع چنانکہ فرمود صلعم خلق اللہ الانسان علی صورتہ تواتر شدہ و فی المشکوۃ خلق اللہ آدم علی صورتہ باید دانست کہ این حدیثین متفاوت بمعنی ہستند بلفظ انسان و آدم کہ عارف حقائق داند و گفتہ شد کہ رجوع ضمیر در صورتہ بسوئے اللہ است و حاصلش علی صفاتہ است واین حق است

ترجمہ کہ مفعول متکلم مقید اور فاعل مجہول متوسع ثابت ہوکر لغت معرفت کی تخصیص کی دلالت سے بمقابلہ لغت علم کے معرفت صفاتی کے توسع کا فائدہ حاصل ہو تاکہ خلق مخلوق ہوکر معرفت صفات حاصل ہو لہذا مفعول معروف مقید کرکے تقیید ذات فرمایا کہ وہی اصل محبوب ہے۔ اور فاعل عارف مجہول ذکر کرکے توسع محب ارشاد کیا تا توسع صفات کے عرفان میں عارفیت کا توسع حاصل رہے لہذا بمقابلہ علم لغت معرفت کی تخصیص کیگئی کیونکہ علم صفت متوسعہ جس سے کہ معلومات جامعہ و مانعہ جانے جاتے ہیں۔ اور معرفت اوسی صفت علم کا کسی معلوم کیلئے خاص کرنا ہے پس گو ذات باری کو جمیع معلومات جامعہ و مانعہ بنفسہ کا علم بذاتہ وبا وصافہ حاضر ہے لیکن باعتبار تعدد صفات اوس علم کا ہر صفت کے ساتھ مختص کرنا ہی منظور نظر ہے لہذا بمقابلہ لغت علم لغت معرفت کی تخصیص کیگئی تاخلق مخلوق میں معرفت صفات کیلئے عارف کا توسع رہے پس عارف مجہول غیر مقید متوسع ہے پس اللہ سبحانہ فی نفسہ محمد ہے یعنی اپنے نفس میں بڑا ہی سراہا گیا ہے اور بنفسہ احمد ہے یعنی اپنے ہی نفس سے اپنے آپ کا بڑا تعریف کرنیوالا ہے پھر محمد صلعم فی نفسہ محمد ہیں یعنی اپنے نفس میں بڑی تعریف کئے گئے ہیں۔ اور بنفسہ احمد ہیں یعنی اپنے ہی نفس کے اپنے آپکے بڑی تعریف کرنیوالے ہیں پس ربط فعل جو دونوں کے درمیان ہے اس سے دلالت دونوں کے درمیان دونوں کی معرفت پر حاصل ہوگئی۔ اور اس مقصود میں نظر غائر محکمات کی ہے یعنی نظر کا غائر اور غور وفکر کرنیوالا ہونا محکمات ضروریات سے مانا گیا ہے تاکہ ایسا نہو کہ کجی نظر کے سبب محل معرفت سے متشابہات میں جا پڑے۔ خلاصہ آفرینش سوائے انسان کے نہیں ہوسکتا جو انس سے ماخوذ ہے اور یہ انس فکر درد مند میں مرتبہ محبوبیت ہے موافق حکم شبہ مصنوع کے جو صانع سے حاصل ہوئی ہے جیسا کہ فرمایا حضور صلعم خلق اللہ الانسان علی صورتہ یعنی خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور مشکوۃ میں یہ حدیث یوں ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنی خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں حدیثین معنی میں متفاوت ہیں باعتبار لفظ انسان اور آدم کے کہ عارف حقایق اس تفاوت کو جانتا ہے۔ اور کہا گیا کہ صورتہ میں ضمیر کا رجوع لفظ اللہ کی طرف ہے جسکا حاصل علی صفاتہ ہے

بیان یہ کہ اللہ سبحانہ فی نفسہ محمود ہی اور بنفسہ احمد ہی محمد صلعم فی نفسہ محمود ہیں اور بنفسہ احمد ہیں ۱۲

بیان یہ کہ خلاصہ آفرینش انسان ہے کہ ماخوذ انس سے ہے مع نفس ... خلق اللہ الانسان علی صورتہ و خلق اللہ آدم علی صورتہ

وگفتہ شد بسوئے انسان و آدم است و حاصلش کما فی علمہ است و این مہمل است ازانکہ مشبہ و مشبہ بہ واحد است پس محبیۃ و محبوبیۃ حسب تفاوت درجات مناشی موجود التزامی متضمنہ مسلوبات و موجود تضمنی متضمنہ موجودات لازم حقیقتش باشد **لش** بدانکہ انسان ماخوذ است از اُنس کہ صفۃ اللہ است برای ذات او تعالی پس انسان معینی است چنانکہ ظل است از موجودات واجبہ تضمناً و آن مومن است پس انسان مومن افضل است بغلبہ اش در موجودات از غیرش ازینجا است لقد کرمنا بنی آدم بہ ثبوت باولویۃ کرامۃ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام وہم چنانکہ ظل است از موجودات واجبہ التزاماً و از مسلوبات واجبہ تضمناً و آن کافر است پس انسان کافر اضل است بغلبہ اش در مسلوبات از انعام ازینجا است اولئک کالانعام بل ہم اضل پس تعلق معرفۃ بہر دو است برائے معرفۃ اللہ تعالیٰ بصفات ثبوتیہ و سلبیہ بدلالۃ وجود تضمنی والتزامی چنانکہ واقع شد

ترجمہ اور کہا گیا کہ رجوع ضمیر کا انسان و آدم کی طرف ہے جسکا حاصل کمافی علمہ ہے یعنی جیسا کہ اوسکے علم میں ہے اور یہ مہمل ہے اسلئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہے۔ کیونکہ تشبیہ نسبت میں ثابت ہوا کرتی ہے نہ حقیقت میں اسلئے کہ وجہ تشبیہ وصف ہے کہ اپنی حقیقت کا مانع ہے پس تشبیہ حقیقت کے ساتھ ممتنع ہے اور صورت مذکورہ میں تشبیہ بحقیقت واقع ہوتی ہے لہذا ممتنع اور حقیقت واحدہ میں مہمل ہے پس محبیۃ اور محبوبیۃ موافق تفاوت درجوں کے مناشی یعنی محلہائے نشو اور منشا ہیں موجود التزامی کے جو متضمن مسلوبات کو ہے اور موجود تضمنی کے جو متضمن موجودات کو ہے کہ لازم ہو رہے ہیں ان ہر دو موجود کی حقیقت کو۔ چنانچہ معلوم ہو کہ انسان ماخوذ ہے اُنس سے جو صفت ہے خدائے تعالیٰ کی ذات خدائے تعالیٰ کے لئے۔ پس انسان ایک معین ہے ایسا جو ظل ہے ازراہ تضمن موجودات واجبہ کا۔ اور یہ معین جو ظل تضمنی موجودات واجبہ کا ہے مومن ہے۔ پس انسان مومن اپنے غلبہ کے سبب افضل ہے موجودات میں اپنے غیر سے کہ یہیں سے یہ کریمہ ہے جو سورۂ بنی اسرائیل رکوع سات میں ہے لقد کرمنا بنی آدم یعنی البتہ ہمنے مکرم کردیا ہے بنی آدم کو بسبب ثابت ہونے نسبت اولویت کرامت یعنی بزرگی کے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ اور انسان ایک معین ایسا ہے جو ظل ہے بطور التزام موجودات واجبہ کا اور ظل ہے ازراہ تضمن مسلوبات واجبہ سے۔ اور یہ معین انسان کافر ہے پس انسان کافر اپنے غلبہ کے سبب مسلوبات میں انعام یعنی چوپایوں سے گمراہ تر ہے یہیں سے ہے یہ کریمہ جو سورۂ اعراف رکوع بائیس ۲۲ میں ہے اولئک کالانعام بل ہم اضل یعنی وے مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ وے گمراہ تر ہیں۔ پس معرفت کا تعلق دونوں کیساتھ ہے معرفت خدائے تعالیٰ کیلئے

اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ توسع فاعل ومعرفۃ بصفات ثبوتیہ وسلبیہ هم واختیار کردہ شد لفظ صورت کہ عبارت است از مرتبۂ تشبیہ بنا بر استجماعش مرتبۂ تنزیہ را پس صورت انسانیہ تا عالم مثال منتہی باشد و تساقط کیفیۂ صورت ذی ظل بتعارض کیفیۂ صورت ظل - وازینجاست لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ بہ ثبوت باولویۃ کرامۃ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وازینجا است اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ترجمہ - اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ یعنی مینے اپنے پہچانے جانیکو دوست رکھا تو مینے خلق کو پیدا کیا - بنا بر توسع فاعل کے اور بسبب معرفت کے صفات ثبوتیہ اور سلبیہ سے جیسا توسع فاعل کا صفات کی نسبت مذکور ہو چکا ہے - اور حدیث تشبیہ خلق انسان مین لفظ صورت اختیار کیا گیا جس سے مرتبۂ تشبیہ مراد ہے کیونکہ یہ مرتبہ بسبب اپنے استجماع کے مرتبہ تنزیہہ کا جامع ہے - پس صورت انسانیہ عالم مثال تک منتہی وختم ہوتی ہے - اور بسبب متعارض ہونے کیفیت صورت ظل کے کیفیت صورت ذی ظل کا تساقط ہوتا ہے - اور یہین سے یہ آیت لقد کرمنا بنی ادم ثبوت مین ہے اولویت کرامت حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت مین اور یہین سے ہے یہ آیت کہ سورۂ احزاب کے آخر مین ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

یعنی ہمنے یہ امانت بتما مہ آسمانون اور آسمان والون اور زمین اور زمین والون اور پہاڑون اور پہاڑ والون پر پیش کی یعنی ظاہر کی ازمایش کے لیئے ان امانتون کے قبول کرنے پر تو اون کے اوٹھانے یعنی قبول کرنے سے انکار کیا اور اوس سے سب ڈر گئے اون کے نہ پہچانتے اور اوس سے اجنبی ہونیکے سبب اور انسان نے اوسکو اٹھا لیا یعنی قبول کر لیا - البتہ وہ بڑا ہی ظلم کرنیوالا اور بڑا ہی نادان ہے - اور یہ اظہار امانت بغرض اتمام حجت اس بنا پر ہے تاکہ خدا سے برتر منافقونکو خواہ مرد ہون یا عورتین اور مشرکونکو کہ مرد ہون یا عورتین عذاب کرے اون کے کفر و شرک کے اختیار کرنے اور اون کے امانت کو قبول کر کے تبدیل کرنیکے سبب اور تاکہ خدا ئے برتر مومن مردون اور عورتون پر رجوع کرے مغفرت اور رحمت کے ساتھ کہ خدائے سبحانہ غفور و رحیم ہے -

بیان قرآن کریم
انا عرضنا الامانۃ الخ

بایدد انست امانۃ بدلالۃ الف ولام استغراق برانواع یا عہدذہنی برتعیین معرفۃ خطب توحید اللہ تعالیٰ ومعبودیۃ اواست تعالیٰ ومحبۃ وعبودیۃ برائے اواست تعالیٰ والنسان ہم بدلالۃ الف ولام استغراق برانواع عام است ازمنافقان ومشرکان ومومنان پس ظلوم وجہول کہ وصف النسان است نیز حسب تخالف کیفیۃ النسان متخالف معنی است پس ظلوم وجہول نسبۃ بمنافقان ومشرکان بمعنی آنکہ ظلم کفروشرک برخود کردہ وجاہل از کیفیۃ شرافت امانتہا واہانتِ عذابہا ونسبۃ بمومنانِ عاصیان آنکہ ظلم برخود کردہ بعصیان وغافل از شرف بجاآوری حق اجابۃ امانۃ وعذاب نافرمانی ونسبۃ بانبیار واولیار تابعان سنۃ انبیار علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام آنکہ ظلم بر نفس خود کردہ بمشقۃ مجاہدات دربجاآوری حق اجابت امانۃ یا عارف بمرتبۂ ظلمۃ رسیدہ ازجہل کیفیۃ وکنہ ذات اللہ تعالیٰ وحکمۃ درامانتہا

ش

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ آیت مذکورہ مین لفظ امانت پر یا الف ولام استغراق کا ہے جس سے دلالت ہوتی ہے تمام انواع امانت پر کہ اونکو اپنے مین مستغرق کئے ہوئے ہے - یا الف ولام عہد ذہنی کا جس سے دلالت ہے تعیین پر تاکہ امانت معین ہو - یہ امانت خدائے برتر کی معرفتِ توحید اور اوسکی معبودیت ہے اور محبت اور عبودیت اوسی خدائے برتر کے لئے ہے - اور لفظ النسان ہی اپنے الف ولام استغراق کی دلالت سے عام انواع النسان کو مستغرق کئے ہوئے ہے خواہ وہ منافق ہون یا مشرک ہون یا مومن سبکو شامل ہے -
پھر الفاظ ظلوم اور جہول ہی کہ یہ النسان کے وصف ہین کیفیت النسان کے متخالف ہونیکے موافق اپنے معنی مین متخالف ہین - پس ظلوم وجہول کے معنی منافقون اور مشرکون کی نسبت کر یہ ہین کہ ظلم کفر وشرک کا خود پر کیا یعنی ظالم اپنے آپ پر ہوئے اور جاہل ہین کیفیت سے امانتون کی شرافت کے اور جاہل ہین عذابون کی اہانت کے سبب اور گنہگار مومنون کی نسبت کر یہہ معنی ہین کہ بسبب عصیان خود پر ظلم کیا - اور غافل ہین شرف سے اجابت امانت کے حق کی بجاآوری کے اور غافل ہین نافرمانی کے عذاب سے اور نسبت کر انبیار سے اور اولیار سے جو انبیار کی سنت کے تابع ہین ہماری نبی پر اور اونپر درود وسلام ہو جیو یہ معنی ہوئے کہ اجابت امانت کے حق کے ادا کرنے مین مشقت مجاہدات کے سبب اونہون نے اپنے نفس پر ظلم کیا - یا عارف مرتبہ ظلمت مین پہونچگیا ذات خدائے تعالیٰ کی کیفیت اور کنہ یعنی حقیقت کے جہل کے سبب اور امانتون مین حکمت نہ معلوم ہونیکے سبب

تفصیل این اجمال با استدلال و ایراد و ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ انا عرضنا الامانۃ الخ توان یافت م چنانکہ نظم شریف لیعذب اللہ الخ و یتوب اللہ الخ مشیر آنہمہ ش کہ در بیان امانۃ و انسان و ظلوم و جہول گفتہ شدہ م است و از ہمہ فحوائے محبۃ است قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ بحکم اصالۃ رسول در مظہریۃ محبۃ مکملہ مستلزم محبوبیۃ ہمچنین وتقدم موجودات بر مسلوبات ش از ینجا است کہ تاخر یغفر لکم ذنوبکم بر تاخر مسلوبات است م و یحبہم و یحبونہ از ینجا است پس مقصود فاتبعونی اتباع و محبۃ ذات و صفات اللہ تعالیٰ است کہ لازم کند محبوبیۃ متبع را و این کریمہ دال است بر افضلیۃ محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم و توابعش صلعم بخصوصیۃ محبوبیۃ و مغفرت جمیع ذنوب ش بدلالۃ جمع کثرت و مفعولیۃ بی روابط مؤثرہ م موعودہ در اتباعش صلعم پس ثبوت محبوبیۃ حضرت صلعم باولویۃ است ش چنانکہ از لفظ کرمنا بنی آدم اولویۃ کرامۃ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام م بخلاف دیگر انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ترجمہ تفصیل اس اجمال کی مع استدلال اور ایراد کے ذکر کیفیت تفسیر کریمہ انا عرضنا الامانۃ میں مل سکتی ہے جیسا کہ نظم شریف لیعذب اللہ الخ اور یتوب اللہ الخ ان تمام کی طرف جو امانت اور انسان اور ظلوم اور جہول کے بیان میں کہا گیا اشارہ کر رہی ہے۔ اور جملہ مضمون محبت سے یہ آیت کریمہ ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ کہ سورۂ آل عمران رکوع چہارم میں ہے۔ یعنی اے میرے حبیب آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمکو محبت خدا مطلوب ہے تو میری پیروی کرو خدا تمکو محبوب کریگا۔ یہاں حکم فاتبعونی یعنی پیروی کرنیکا بحکم اصالت رسول ہے اوسکے مظہر ہونیمیں اس بنا پر کہ یہ اصل ہے ایسی محبت کے مظہر ہونیمیں جو پوری کمال کو پہونچی ہوئی ہے کہ وہ مستلزم ہے ایسی محبوبیت کو جو پوری انجام کو پہونچی ہوئی ہے۔ اور یہ حکم اس بنا پر ہے کہ موجودات کو مسلوبات پر تقدم ہے چنانچہ یہیں سے ہے کہ متاخر ہونا یغفر لکم ذنوبکم کا کریمہ مذکورہ میں۔ یعنی بخشش خاص تمہارے لئے تمہارے سب گناہ مسلوبات کے متاخر ہونیکی بنا پر ہے۔ اور مضمون کریمہ یحبہم و یحبونہ کہ سورۂ مائدہ کے رکوع ہشتم میں ہے۔ یعنی خدائے برتر اونسے محبت رکہتا ہے اور وہ بھی خدا سے محبت کرتے ہیں۔ یہیں سے ہے یعنی تقدم موجودات کی بنا پر ہے۔ پس مقصود فاتبعونی کا اتباع یعنی پیروی کرنا ہے ذات و صفات خدائے تعالیٰ کی محبت کی وجہ میں اوسکے حبیب مکرم مظہر اتم نبی الانبیاء صلعم کی کہ یہ اتباع متبع یعنی پیروی کرنیوالے کیلئے محبوبیت کو لازم کر دیتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم اور آپکے پیرو قرآن کے افضل ہونے پر دال ہے بسبب اونکی محبوبیت کے خاص ہونے اور اون کے تمام گناہ معاف ہونیکے مغفرت۔۔۔ کہ حضور صلعم کی پیروی میں جنکی مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے جسپر دلالت ہو رہی ہے لفظ ذنوب کے

لسے بحکم فاتبعونی
بحکم اصالت رسول
در مظہریت محبوبیت ۱۲

بیان آن تفسیر کریمہ
ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی الخ ۱۲

ش کہ اتباع شان موعود محبوبیۃ نیست البتہ موعود مغفرت است چنانکہ در قرآن
مجید است اتبعونی یغفر لکم من ذنوبکم بربط من تبعیضیہ ہم و نیز ہدایت است برابتغاء
محبۃ ذات و صفات رسول اللہ تعالیٰ صلعم چہ اتباع مقتضی محبۃ متبع است بنا بر ظلالہ مقصود
و طلبیا و البتہ حصول مرتبہ مستجمعہ جمال مخصوصہ حقیقۃ محمدی صلعم مربوط بنماز عشاء است
و تہجد و وتر مخصوصاً تابع اوست و نوافل شبین نیز بخلاف صلوٰۃ مغرب کہ در آن
حصول مرتبہ مستجمعہ انتزاعی از حقائق ثابتہ مخصوصہ حقیقۃ عیسوی است علیٰ نبینا
و علیہ الصلوٰۃ والسلام و نفل اوابین تابع اوست۔

پس برکات نماز عشاء موجب زیادت و نزول برکات در نماز غیر خودش باشد
و غیرش سبب ترقی و عروج سوئے حصول برکاتش و اصل درین معاملہ **ش**
اسے ترقی و عروج ہم نماز فجر است بخصوصیۃ حقیقۃ آدمی و این بسوئے حصول
برکات نماز ظہر۔

بیان تخصیص صلوٰۃ خمسہ بحقائق انبیاء علیہم السلام

ترجمہ کے اس آیت سے اولویت کے ساتھہ ہے جیسا کہ آیت لقد کرمنا بنی آدم سے حضرت آدم علی نبینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت کی اولویت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ دیگر انبیاء کا اتباع موعود محبوبیت نہین ہے
البتہ موعود مغفرت ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے اتبعونی یغفر لکم من ذنوبکم یعنی میری پیروی کرو خدا
تمہارے لئے بعض تمہارے گناہونکو بخشدیگا۔ اسمین وعدہ مغفرت ذنوب بربط من ہے جو حرف تبعیض ہے۔ اور
وہی آیت مذکورہ جو محبوبیت پر دال ہے اوسمین ہدایت ہی ہے حضرت رسول خدائے تعالیٰ صلعم کی ذات
وصفات کی محبت کے ابتغاء یعنی تلاش پر کیونکہ اتباع مقتضی محبت ہے اور اسکیلئے جسکی پیروی کیجاوے دلالت
مقصود کی بنا پر ظل ہونیکے لئے۔ اور البتہ مرتبہ مستجمعہ جمال کا حاصل ہونا کہ یہ مرتبہ مخصوص ہے حقیقت محمدی
صلعم کو مربوط ہے عشاء کی نماز کے ساتھہ اور تہجد اور وتر از روئے خصوصیت اوسکے تابع ہین۔ اور رات
کی نفلین بھی۔ بخلاف نماز مغرب کے کہ اوسمین حصول ہے مرتبہ مستجمعہ انتزاعی کا حقائق ثابتہ سے کہ یہ مرتبہ
مخصوص ہے حقیقت عیسوی کو ہمارے نبی پر اور اونپر درود وسلام ہو جیو۔ اور نفل اوابین تابع اوسکی ہین۔
پس نماز عشاء کی برکتین سبب ہوجاتی ہین زیادتی کی اور نزول برکات کی اون نمازون مین جو اوسکی خود کی
غیر ہین۔ اور یہہ غیر نمازین نماز عشاء کی برکتون کے حاصل ہونیکی طرف ترقی اور عروج کی سبب ہین
اور اصل اس معاملہ ترقی و عروج مین فجر کی نماز ہے بسبب خصوصیت حقیقت آدمی کے۔ اور یہہ نماز فجر
نماز ظہر کی برکات حاصل ہونیکی طرف ترقی و عروج کا سبب ہے۔

واین بخصوصیت حقیقتِ ابراہیمی بسوے حصول برکات نماز عصر واین بخصوصیت
حقیقتِ موسوی بسوے حصول برکات نماز مغرب وآین بسوے حصول برکات
نماز عشا رصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قِیْلَ لِرسول اللہ صلعم
متٰی اَکُوْن مومنًا صادقًا قال اذا احببت اللہ فقیل متی احبُّ اللہ قال اذا احببت
رسولہ فقیل متی اَحَبّ رسولہ قال اذا اتبعت طریقتہ واستعملت بسنتہ واحببت
بحبّہٖ وابغضت ببغضہٖ والیت بولایتہٖ وعادیت بعداوتہٖ ویتفاوت الناس فی الایمان
علیٰ قدر تفاوتہم فی محبتی ویتفاوتون فی الکفر علیٰ قدر تفاوتہم فی بغضی الا لا ایمان لمن
لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الحدیث
ازینجا است حقیقتِ ایمان محبۃ است کہ لازم علم است
نہ علم مجرد کہ لازم محبۃ نیست

ش

ترجمہ پھر یہ نماز ظہر بسبب خصوصیت حقیقت ابراہیمی کے نماز عصر کی برکات حاصل ہونیکی طرف ترقی
وعروج کا سبب ہے۔ پھر یہ نماز عصر بسبب خصوصیت حقیقت موسوی کے نماز مغرب کی برکات حاصل
ہونیکی طرف ترقی وعروج کا سبب ہے۔ پھر یہ نماز مغرب نماز عشا کی برکات حاصل ہونیکی جانب ترقی
وعروج کا سبب ہے۔ رحمت خدائے برتر ہو جیو ہمارے نبی پر اور آپ کے بھائیوں پر کہ انبیا ہین۔
کہا گیا خدمت مین رسول اللہ صلعم کے کہ کب مین سچا مومن ہونگا۔ فرمایا جب تو خدا کو دوست رکھے گا تو
عرض کیا گیا کہ مین خدا کو کب دوست رکھونگا۔ فرمایا جب تو اوسکے رسول کو دوست رکھے گا۔ تو عرض کیا گیا
کہ مین اوسکے رسول کو کب دوست رکھونگا۔ ارشاد ہوا جب اوسکے طریقہ کی پیروی کریگا اور اوسکی سنت کیموافق
عمل کریگا۔ اور اوسکی محبت کیوجہ مین محبت کریگا۔ اور اوسکے کینہ کیوجہ مین کینہ کرے گا۔ اور اوسکی ولا
کیوجہ مین ولا کرے گا۔ اور اوسکی عداوت کیوجہ مین عداوت کرے گا۔ اور آدمی ایمان مین متفاوت
ہوتے ہین میری محبت مین اون کے تفاوت کے اندازہ ومقدار پر۔ اور کفر مین متفاوت ہوتے میری بغض
مین اون کے تفاوت کے مقدار پر خبردار ہو کہ اوس شخص کو ایمان نہین جسکو محبت نہین۔ آگاہ ہو اوسکیلئے
ایمان نہین ہے جسکے لئے محبت نہین ہے۔ خیال رکھو اوسکو ایمان نہین ہوتا ہے جسکو محبت نہین
ہوتی ہے۔ آخر حدیث تک۔ یہین سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حقیقت محبت ہے کہ علم کو لازم ہے نہ علم
مجرد حقیقتِ ایمان ہے کیونکہ علم مجرد محبت کو لازم نہین ہے۔

بیان اس پر کہ حقیقت ایمان محبت ہے کہ لازم علم ہے اور نہ علم محض [illegible] ۱۷

تواند شد کہ علم بالعداوت باشد و نیز تواند شد کہ نہ بمحبت باشد و نہ بعداوت
پس شرط در ایمان و کفر محبت و عداوت لازم العلم است نہ علم و جہل مجرد و ہمچنان
است کہ لاریب شاہ روم با چنین اقتدار است ولیکن ہندیان را با وچہ سروکار
لکن استقامۃ ایمان بر صحتِ علم مجرد و تسلیم بذاتہ و صفاتہ سبحانہ معنًا مجازیًا و تسہیلاً
للعوام است و بر صحۃ محبۃ معنًا حقیقیاً و تکمیلاً للخواص و ربط میانِ مجاز و حقیقۃ لزوم علم
بمحبۃ است از انجا کہ محبۃ اصلِ ہمہ مقاصد است صد حیلۂ وصول بجا می آرد و کنت
کنزاً الخ از ینجا ست محبۃ سببِ امید و بیم است اَلْاِیمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ از ینجا ست
آری **شعر** محبت است کہ دل را نمید ہد آرام ٭ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمیخواہد ٭
پس بدانکہ محبتی است موجود التزامی بموجودات متضمنۂ مسلوبات پس مخصوصۂ
محمدی است صلعم کہ شائبہ از حقیقۃ محبت متضمنۂ موجودات دارد یا غیر مخصوصہ کہ
فارغ از انست العیاذ باللہ تعالیٰ منہا۔

ترجمہ ممکن ہے کہ علم عداوت کی بناپر ہووے۔ اور یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ نہ محبت کی بناپر ہووے اور
نہ عداوت کی بناپر۔ پس شرط ایمان و کفر مین محبت و عداوت لازم العلم ہے نہ مجرد علم و جہل۔ نہ ایسی
بات ہے کہ بیشک شاہ روم ہے جسکا ایسا کچھ اقتدار ہے ولیکن ہندیون کو اوس سے کیا سروکار۔
لیکن ایمان کا مستقیم ہونا یعنی ٹھہرجانا علم مجرد کی صحت اور خدائے سبحانہ کی ذات و صفات کے مان لینے پر
ہے از روئے معنیٰ مجازی اور آسان کردینے کے ہے عوام کیواسطے۔ اور صحت محبت پر ہے از روئے
معنے حقیقی اور پورا کرنیکے واسطے خواص کے۔ اور ربط درمیان مجاز و حقیقت کے علم کا محبت کے
ساتھہ لازم ہوناہے۔ چونکہ محبت تمام مقاصد اور مرادات کی اصل ہے وصول کے لئے سئو حیلے پیدا
کرلیتی ہے کہ حدیث کنت کنزا مخفیا آخر یہین سے ہے۔ محبت امید و بیم کا سبب ہے
تو الایمان بین الخوف والرجاء بھی یہین سے ہے یعنی ایمان درمیان امید و بیم کے ہے
ہان اسی بناپر کسی کا شعر ہے **شعر** محبت است کہ دل را نمید ہد آرام ٭ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمیخواہد ٭
ترجمہ محبت مین کہان ہے دل کو آرام ٭ نہین تو کون ہی چاہے نہ آرام ٭ پھر معلوم ہو کہ ایک قسم محبت کی ایسے موجود
کے ساتھہ ہے جو التزام پائے ہوئے ہے اون موجودات کے ساتھہ جو متضمن ہین مسلوبات کو پس یہ
محبت موجود التزامی کی یا مخصوصۂ محمدی صلعم کہ حقیقتِ محبت کا ایک شائبہ رکھتی ہے اوس حقیقت
محبت سے جو موجودات کو متضمن ہے۔ یا غیر مخصوصہ ہے یعنی آپکو مخصوص نہین ہے بلکہ آپ اوس سے فارغ ہین خدائے تعالیٰ اوس سے پناہ دے

بیان تحقیق ایمان
بیان تحقیقی ربط
بیان حقیقی و تحقیق
الایمان بین الخوف والرجاء

وَاَرَأیتَ مَنِ اتخذ الٰہَہٗ ھوٰہُ الآ از حقیقۃ این نوعین است ومحبتی است موجود تضمنی بموجودات حسب تفاوتِ درجات اعتباراتِ خمسہ متضمنۂ موجودات شرفنا اللہ تعالیٰ بہا ویحبھم ویحبونہٗ ازین حقیقۃ است پس معصومہ است کہ انتفائیش نتواند شد ومحفوظہ است کہ نفیش جائز ومعونہ است کہ بیشتر حال عروض انفقادش است پس نزول معصومہ تا محفوظہ ونزولش تا معونہ ونزولش تا مخصوصہ ونزولش تا غیر مخصوصہ العیاذ باللہ تعالیٰ منہا تا آنکہ توانند رسید این اصول را بر فروعاتش عموماً دائر توانند یافت وبا وصف اتحاد اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ بصفۃ جامعۂ انسانیہ باشتراک اسمی ووصفی بوجودِ التزامی وتضمنی تفرقۂ انسانیۃ را از یکدیگر بصفۃ مانعہ بر بنائی اصول مذکورہ توانند شناختش

ترجمہ اور یہ آیت کریمہ وَاَرَأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنی کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جسنے اپنی ہوا و خواہش اپنا معبود بنا رکہا ہے۔ محبت مذکورہ کی انہین دونون اقسام کی حقیقت ہے۔ اور ایک قسم محبت کی ایسے موجود کے ساتھہ ہے جو متضمن ہے موجودات کو اوسکے اعتبارات خمسہ کے متفاوت درجون کے موافق ایسے اعتبارات خمسہ کہ موجودات کو متضمن ہون۔ خدائے برتر ہمکو اوس سے مشرف کرے۔ اور اس محبت کی حقیقت کی نسبت یہ کریمہ ہے سورۂ مائدہ آٹھوین رکوع مین یحبھم ویحبونہ یعنی وہ اونکو دوست رکہتا ہے اور وے اوسکو دوست رکہتے ہین۔ پہر یہ محبت ایک نوع معصومہ ہے کہ اوسکا انتفا یعنی نفی ہونا نہین ہوسکتا یعنی مرتبۂ عصمت مین جو محبت ثابت ہے اوسکی نفی نہین ہوسکتی۔ اور دوم محفوظہ ہے کہ اوسکی نفی جائز ہے یعنی مرتبۂ محفوظیۃ و ولایت مین نفی محبت جائز ہے۔ اور سوم معونہ ہے کہ زیادہ تر حال اوسکا عروض انفقاد ہے یعنی اوسمین فقدان محبت کا عارض ہوجانا زیادہ تر ہوتا ہے۔ پس یہ مرتبۂ معونت مومنین صالحین کیلئے ہے کہ فقدان محبت بمقابلۂ اثبات زیادہ تر عارض ہوتا ہے۔ پہر مرتبۂ معصومہ کا نزول محفوظہ تک اور مرتبۂ محفوظہ کا نزول معونہ تک اور مرتبۂ معونہ کا نزول مخصوصہ تک اور مرتبۂ مخصوصہ کا نزول غیر مخصوصہ تک العیاذ باللہ تعالیٰ یعنی خدا پناہ مین رکھے اس سے۔ اور یہانتک کہ پہونچ سکے ان اصول کو اون کے فروعات پر عموماً دائر پاسکیگا اور با وصف اتحاد اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے یعنی مین تم جیسا بشر ہون۔ صفت جامعہ انسانیہ مین اسمی اور وصفی اشتراک کے ساتھہ وجود التزامی اور تضمنی کی بنا پر تفرقۂ انسانیت کا ایک دوسرے سے بذریعہ صفت مانعہ کے اصول مذکورہ کی بنا پر پہچان سکتے ہین۔ یعنی باوصف اتحاد بشریت کے کہ صفت جامعہ انسانیہ مین اسمی ووصفی اشتراک کلہے اسی انسانیت کا باہمی تفرقہ وجود التزامی اور تضمنی کی بنا پر ہے اوسکی صفت مانعہ کے ذریعہ سے اصول مذکورہ کی بنا پر شناخت ہوسکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یعنی اگر مشیت ومرضی خدائے تعالےٰ ہے۔

پس از تفرقۂ تعینات الثانیۃ تفرقۂ نسبت محبوبیت خود عیان است هم ان شاء اللہ تعالےٰ - اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیت احاطۂ علم آنحضرت کثیر العلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

سخن در احاطۂ علم آنحضرت کثیر العلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم است مر کل حوادث را باید دانست اگر برائے مصنوع اول شبہش از ذات وصفات صانع ضروری نباشد مصنوع مجہول وممتنع الوجود باشد واگر مظہریۃ تامش فی حدہ از ابتدا تا انتہا باوان در تضمن تشخصش تجدداً واجب نباشد مقصود معرفۃ ناقص باشد

ترجمہ پس تفرقۂ تعینات الثانیہ سے محبوبیت کی نسبت کا تفرقہ خود عیان ہے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر بیان صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کے احاطہ کا کہ آپ کثیر العلم ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین بحث مین گفتگو ہے آنحضرت صلعم کے علم کی کہ کثیر العلم ہین اور آپ کے احاطہ علم کی نسبت جو خاص کل حوادث کو ہے یعنی آپکا علم جو کل حوادث کو محیط ہے بسبب کثرت علم آپکے اوسکی نسبت اس بحث مین گفتگو ہے - سمجھنا چاہئے اگر مصنوع اول کیلئے صانع کی ذات وصفات سے اوسکی شبہ ضروری نہو گی مصنوع مجہول اور ممتنع الوجود ہو گا یعنی مصنوع کی نسبت جہل لازم ہوگا اور بسبب جہل اوسکا وجود ممتنع ہوگا اسلئے کہ بسبب جہل خلق صنع صانع سے کیسے ہو گا پس مصنوع کیسے وجود مین آئیگا - اور اگر اوسی مصنوع اول کا تام یعنی پورا مظہر ہونا اپنی حد مین ابتدا سے انتہا تک آوان یعنی متعدد زمان مین بطور تجدد اپنے تشخص کے تضمن مین واجب نہو گا مقصود معرفت ناقص ہو گا اسواسطہ کہ مقصود صانع کا صنع سے اپنی کمال معرفت ہے پس صانع سے بغرض معرفت جو مصنوع پہلا صنع مین آوے گا اوسکی شبہ صانع کی ذات وصفات سے ضروری ہوگی ورنہ مصنوع مجہول وممتنع الوجود ہو گا - اور اسی بنا پہ مصنوع اول صانع کا اپنی حد کے اندر پورا مظہر ہونا ہی لازمی ہے ورنہ معرفت ناقص ہو گی - اور صنع کے لئے باعتبار خلق تجدد لازمی ہے اور تجدد مقتضی اوان ہے پس مصنوع اول کا اپنی حد کے اندر ابتدا سے انتہا تک اپنے تشخص کا قبول کرنا اور مزاہم ہونا پورا مظہر بننے کیلئے مختلف آوان مین بطور تجدد واجب ہو گا -

و بابطال تجدد و لزوم احاطۂ کل بہرچہ در ضمن مصنوع اول است در آن لئے واحد و عدم
احتیاج در بقا و افعال است پس چون تواند شد احاطۂ کل در آن لئے واحد از روی ذات
و صفات و افعال در حد مصنوع اول و حال این است کہ احاطۂ کل در آن لئے واحد خلاف
بداہۃ در وجود اوست صلعم و چون تواند شد علم آنی بمنتزعات آوانیہ کہ از و است
صلعم و نیز باید دانست آنچہ دیدہ و دانستہ میشود در عالم مثال چنان ش بیانیہ
و مربوط دیدہ و دانستہ میشود کہ آنی ازین عالم شہود است و آن در عالم مثال چنان
ش بیانیہ و مربوط دیدہ و دانستہ میشود ہم است کہ لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد
البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا ۵
پس امثال ما فی حدہ ش این مجرور متعلق وجد و ضمیر راجع بمصنوع اول ہم و منتزعاتہ ش
ای منتزعاتیکہ قیام مجازی بوی یافتہ تضمنی باشد یا التزامی و این معنی در مقابلہ ما فی حدہ متمائز
ہم کہ بعالم مثال دیدہ و دانستہ می شود در آوان است در آن لئے من بلغہ بلغ و من جہلہ جہل ـ

ترجمہ اور درصورت ابطال تجدد ہر اوس چیز کے ساتھ جو ضمن مصنوع اول مین ہے آن واحد مین کل کا احاطہ لازم ہو گا
اور اسی صورت مین جبکہ احاطت کلی کا آن واحد مین لزوم واقع ہوگا تو مصنوع اول کا مع اوسکے متعلقات متضمنہ کے
اپنی بقا مین اور افعال مین عدم احتیاج لازمی ہو جائیگا پس آن واحد مین از روئے ذات و صفات و افعال حد
مصنوع اول مین احاطۂ کل کیسے ہو سکتا ہے ـ اور حال یہ ہے کہ وجود حضور صلعم مین یہ احاطۂ کل ایک آن مین
بداہت کے خلاف ہے ـ اور علم آنی اون منتزعات آوانیہ کے ساتھ کہ جو حضور صلعم سے مختلف آوان مین
منتزع ہوئے ہین کیسے ہو سکتا ہے ـ اور یہ بہی سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ عالم مثال مین دیکھا اور جانا جاتا ہے وہ
اسطرح معلوم ہوتا ہے اور نظر آتا ہے کہ اس عالم شہود سے ایک آن ہے ـ اور آوان ہے عالم مثال مین ـ وہ اسطرح
دیکھا اور جانا جاتا ہے ـ کہ لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات
ربی و لو جئنا بمثلہ مددا آیۂ کریمہ آخر سورہ کہف مین ہے جس کے معنی یہ ہین کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لئے دریا سیاہی
ہو جاوے البتہ دریا ختم ہو جاوے گا میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے اگرچہ اوسکی مثل مدد کو اور بہی شامل کیوین
پس امثال جو حد مصنوع اول مین پائی جاتی ہین اور اوسکے منتزعات ـ یعنی وہ منتزعات جو مصنوع اول کے
ساتھ قیام مجازی پائی ہوئے ہین خواہ اونکا انتزاع مصنوع اول سے تضمنی ہو یا التزامی ـ اور یہ بات متمائز ہے اوس
چیز کے مقابلہ مین جو اوسکی حد کے اندر ہے ـ پس یہ امثال ما فی حدہ اور اوسکے منتزعات کہ عالم مثال مین دیکھے
دیکھے اور جانے جاتے ہین آوان مین ہین نہ ایک آن مین من بلغہ بلغ و من جہلہ جہل یعنی جو اوسکو پہونچ گیا پہونچ گیا اور جو اوسکو نہ جانا نادان رہا

می تواند آفرید چنانکہ احاطہ کل در آنے در و باشد بتجدد مثل ہمان احاطہ لیکن
از بداہتہ ما فی حدہٖ دلالتے بر و نیست مگر منافات فکیف الثبوت مگر اختیار کردہ شود
این احاطہ کل در آنے بعالم مثال کہ غایۃ ظہور ظلے از مرتبہ تشبیہ قدیم است با تجدد
مثل بدلیل اظہار تمثیلات بنا بر تطبیق و تکمیل مظہریۃ فی حدہٖ و متعلقات منتزعات
آن تضمنی باشد یا التزامی ہم برائے مقصود معرفۃ کہ اعظم است
ای آن مقصود ہم دعویٰ و دلیل بالغ است و انطباق خبر شریف علّمت علم
الاوّلین والآخرین از عالمین یا معلومین ہم فی الوجہین متعلق
انطباق ای در وجہ آنے و ہم آوان ہم ہم میتواند شد ولیکن انچہ
درین عالم شہود بحکمۃ او سبحانہ کہ خود وانا تر است از
بداہتہ ما فی حدہٖ عیان است کلی آوانی
تواند شد۔

اور ہو سکتا ہے کہ اسطرح پیدا فرماوے کہ ایک آن مین کل کا احاطہ اوسمین ہووے تجدد مثل کے اوسی احاطہ
کے ساتھ۔ لیکن جو کچھ حد مصنوع اول مین پایا جاتا ہے بداہتا سے کوئی دلالت اوسپر نہین ہے
مگر منافات یعنی احاطہ کل کے لئے آن واحد مین بجائے دلالت کے باہم ایک دوسرے کی نفی ظاہر
ہے پس ثبوت کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر یہ احاطت کل جو ایک آن مین ہے عالم مثال مین اختیار کیجاتی ہے
کہ یہ مرتبہ عالم مثال مرتبۃ التشبیہ قدیم سے تجدد مثل کے ساتھ ظہور ظلی کی انتہا ہے یعنی مرتبہ تشبیہ
قدیم کے ظل کی تجدد مثل کے ساتھ ظاہر ہونیکی غایت یہی عالم مثال ہے اس دلیل سے کہ تمثیلات کا ظاہر کرنا
جو بنا بر تطبیق اور تکمیل مظہریت مصنوع اول کے اوسکی حد مین اور اوسکے متعلقات منتزعات کے کہ وہ
منتزعات تضمنی ہون یا التزامی مقصود معرفت کی غرض سے ہے کہ یہی بہت بڑا مقصود ہے۔ یہ دعویٰ
اور دلیل بالغ ہے۔ اور اس مین اس خبر یعنی حدیث شریف سے انطباق دونون وجہون مین
یعنی وجہ آن واحد اور آوان مین بھی ہو سکتا ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے عُلّمتُ عِلمَ الاوّلین و
الآخرین یعنی مین سکھلایا گیا ہون اگلون اور پچھلون کا علم دے لگے اور پچھلے جو عالمین یعنی
جاننے والون سے ہین یا معلومین یعنی جانے ہو گئے ہین۔ ولیکن جو کچھ اس عالم شہود مین
حکمت خدائے سبحانہ سے کہ حکمت اپنی سے وہی خوب دانا ہے جو کچھ حد مصنوع اول مین بداہت
سے عیان ہے کل آوانی ہو سکتا ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم ترجمہ فرود
آورد اللہ تعالیٰ بر تو کتاب کہ عبارت است از علم احکام واخبار وحکمۃ کہ عبارت
است از رسیدن بحقیقۃ کار ودانانید ترا ہر آنچیز را کہ نبودی کہ دانیش بزبان
حال ومستقبل + تواند شد کہ این تعلیم عام است از حقائق الٰہیہ وامکانیہ
سوائے معلومات عادیہ وغیر عادیہ بسبب تحصیل حاصل بہ نزول کتاب وحکمۃ
وبامتناع عموم جہل برائے عالم وبضرورت ثبوت متقدم در مصنوع اول بنا بر
نفی ترتب اثر متاخر از شبہ ذہنیش در غیرش و این تعلیم در ید وجود نتواند شد
چہ پیش از ان حکم ما لم تکن تعلم بر معدوم باطل است وبعد وجود مقتضی ترتیب
آوانی است من حیث الوجود واحاطہ علم بر کل حوادث آوانی تواند شد
بنا بر تجدد من حیث التعلیم پس ہر چہ مجہول مزعوم شود
بدرستیکہ معلوم بود +

ترجمہ - اور فرمایا خدائے برتر نے سورۂ نساء رکوع سترہ مین وانزل علیک الکتاب والحکمۃ و
علمک ما لم تکن تعلم یعنی خدا برتر نے آپ پر کتاب اوتاری جس سے مراد علم احکام واخبار ہے - اور حکمت
اوتاری کہ اوس سے مراد ہے حقیقت کار کو پہونچنا - اور ہر وہ چیز آپکو جتلائی کہ نہ تھے آپ کہ اوسکو زبان
حال واستقبال مین جان لیتے - ہوسکتا ہے کہ یہ تعلیم عام ہے حقائق الٰہیہ اور امکانیہ کی سوائے معلومات عادیہ
اور غیر عادیہ کے بسبب تحصیل حاصل کے نزول کتاب وحکمت سے کیونکہ معلومات عادیہ وغیر عادیہ کی تعلیم جبکہ
نزول کتاب وحکمت سے ہوگئی -
تو پھر اسکی تعلیم مکرر تحصیل حاصل ہے لہذا یہ تعلیم سوائے معلومات مذکورہ کے عام ہے حقائق الٰہیہ وامکانیہ سے - اور بسبب
اسکے کہ عموم جہل عالم یعنی جاننے والے کیلئے ممتنع ہے - اور بسبب اسکے کہ ضرورت ثبوت متقدم کی ہے مصنوع اول
مین اوسی مصنوع اول کی ذہنی شبیہ سوا اوسکے غیر مین جو اثر متاخر کہ مترتب ہو اوسکی نفی کیلئے یعنی یہ تعلیم ہے عام حقائق الٰہیہ وامکانیہ
کی سوائے معلومات مذکورہ کے اس سبب سے کہ جاننے والے کیلئے عموم جہل کا امتناع ہے کیسے ہوسکتا ہے کہ جاننے والا بالکل جاہل ہو
اور اس سبب سے کہ مصنوع اول مین ثبوت متقدم کی ضرورت ہے کیونکہ نفی اصل ثابت کی ہو نہین سکتی بلکہ نفی ہوگی اوس ترتب اثر متاخر کی جو مصنوع
اول کی ذہنی شبیہ سے اوسکے غیر مین مترتب ہوا ہے - اور یہ تعلیم بدو وجود یعنی ابتداء وجود مین ہو نہین سکتی اسلئے کہ وجود سے پہلے ما لم تکن تعلم کا
حکم معدوم پر ہوگا اور حکم معدوم پر باطل ہے - اور یہ تعلیم بعد وجود بحیثیت وجود ترتیب آوانی کی مقتضی وخواہشمند ہے یعنی جس حیثیت سے
کہ وجود کی ترتیب متعدد زمانون مین اوقات مختلفہ مین ہوتی ہے بعد وجود یہ تعلیم بھی اوسی حیثیت سے اوان یعنی اوقات مختلفہ کے تقاضا
کرتی ہے - اور بسبب تجدد بحیثیت تعلیم احاطہ علم کا کل حوادث پر آوانی ہوسکتا ہے پس جو مجہول کہ مزعوم ہوگا یعنی جسکو مجہول

بیان تفسیر کریمہ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ الخ ۱۲

پس مالم تکن تعلم کیف واقع است میان علم متجدد براے معلومین منفصلین و منفصلین بعد وجودِ خارج آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ورنہ خطاب مالم تکن تعلم نسبۃ بمصنوع اول نتواند شد چہ شبہ وجود خارجی مسلوبات را ثبوتِ متقدم نہ از صانع تواں یافت کہ مسلوبات در تقابلش مبنیٌ علیہ نیست و نہ از مصنوع اول کہ اجتماع منافات بسعہ صفاتش و عدم سعۃ و اجتماع ثانویۃ با اولیۃ از حیثیۃ حصول شبہ وجود خارج مسلوبات از ثبوت متقدم آخر از اول **ش** اعنی این ثبوتِ متقدم بنا بر حصول وجود خارجی مسلوبات کہ در مصنوع اول یافتہ شود دیگر باشد از ثبوتِ متقدم اول کہ در صانع یافتہ شود و این مطالب نسبۃ بمصنوع اول در ذکر کیفیۃ تخلیق نور محمد صلعم من نور اللہ سبحانہ الخ اوضح است **م** در حد مصنوعِ اول لازم گردد و نہ از غیرش کہ با اجتماع مذکور دور و اولیت میان ہر دو **ش** ای مصنوع اول و غیرش **م** دائر شود و اولیۃ باطل و اگر این مدعائی مالم تکن تعلم نتوانی فہمید برتست کہ از متشابہات شماری و تاویلش بخدای دانای راز سپاری

ترجمہ پس مالم تکن تعلم ایک کیفیت ہے جو بعد وجود خارج آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آپکے علم متجدد کے درمیان واقع ہے کہ یہ علم متجدد ایسے معلومین کیلئے ہے کہ دونوں متصل اور منفصل ہیں۔ ورنہ مالم تکن تعلم کا خطاب مصنوع اول کیطرف نسبۃ کرکے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وجود خارجی مسلوبات کی شبہ کا ثبوت متقدم نہ صانع سے مل سکتا ہے اسلئے کہ اسکے تقابل میں مسلوبات مبنیٌ علیہ نہیں ہیں یعنی صانع کے مقابلہ میں مسلوبات پر آگہی نہیں پائی جاتی ہے۔ اور نہ مصنوع اول سے ثبوت متقدم مل سکتا ہے اسلئے کہ حد مصنوع اول میں اوسکی وسعت صفات اور عدم وسعت صفات کے سبب اجتماع منافات لازم ہوجائیگا۔ اور نیز حد مصنوع اول میں اجتماع ثانویت کا اولیت کیساتھ لازم ٹھہرے گا اس حیثیت کی بنا پر کہ ثبوت متقدم سے شبہ وجود خارج مسلوبات کی حاصل ہونا آخر ہے اول سے یعنی بمقابلہ اول مرتبۂ آخر میں ہے مراد یہ کہ یہہ ثبوت متقدم جو وجود خارجی مسلوبات کے حاصل ہونیکی بنا پر مصنوع اول میں پایا جاتا ہے یہہ ثبوت متقدم دوسرا ہوویگا اوس ثبوت متقدم اول سے کہ صانع میں پایا جاتا ہے۔ اور یہہ مطالب جو مصنوع اول کی طرف نسبت کرکے ہیں ذکر کیفیت تخلیق نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ نور حق سبحانہ سے۔ آخر تک ہیں زیادہ واضح مذکور ہیں۔ اور نہ ثبوت متقدم غیر مصنوع اول سے مل سکتا ہے کیونکہ اجتماع مذکور کے سبب دور اوّلیت کا مصنوع اول اور اوسکے غیر دونوں کے درمیان دائر ہوجائیگا اور اوّلیت باطل ہوجائیگی۔ اور یہ مدعا مالم تکن تعلم کا جو مذکور ہوا اگر تو نہیں سمجھ سکتا ہے تو تجھکو لازم ہے کہ اوسکو تو متشابہات سے شمار کرے اور اوسکی تاویل تو خداے دانائے راز کے سپرد کرے

ترجمہ ہست فضل خدا بر تو بزرگ + این تحقیق فضل عظیم در تقابل غیر منقطع بعدم دلالۃ بر قطع
اعجاز او است صلی اللہ علیہ وسلم در تقابل در ہر وجہ بعموم لفظ و در وجہ تعلیم بخصوص
محل + پس درد مندے در حالت تحیر و خوف باعتقاد احاطۃ کل آنی یا اوانی پرسیدانہ
کسیکہ دلیل بظہور خود است بسوئے مقصودش فرمود ہو کثیر العلم فقط صلعم این چہ قول
جمیل جامع و محفوظ است تبارک اللہ احسن الخالقین باید دانست ہرگاہ اشیا بوصف
جامع و مانع دانستہ شد محاط علم شد در آنی پس جہل از و زائل شد ولیکن ہرگاہ علم بمعنے
مختص شود قطع تعلق علم از دیگر لازم گردد بوجہ اختصاص نہ بوجہ دیگر پس بتحقیق رسید ہو
کثیر العلم ولو فی الوجہین ای در آنی وہم در آوان چہ لفظ کثیر توسع دارد تا احاطۃ کل
در آنی وہم در آوان۔

ترجمہ کہ سورۂ نساء رکوع سترہ میں ہے۔یعنی اور تجھپر خدا کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔یہ تحقیق فضل کہ عظیم ہے
اسکی عظمت تقابل میں ہے غیر آنحضرت صلعم کے یعنی عظمت کا تمام تر تقابل میں ہوتا ہے پس یہ عظمت آنحضرت
صلعم آپ کے غیر کے مقابلہ میں ہے۔اور یہ فضل جیسا عظیم بمقابلہ غیر ہے غیر منقطع بھی ہے کیونکہ اسکے قطع پر
کوئی دلالت نہیں ہے۔پس یہ تحقیق فضل کہ عظیم بمقابلہ غیر غیر منقطع ہے اعجاز ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا آپ کے غیر مقابلہ میں ہر وجہ میں عموم لفظ کی بنا پر اور وجہ تعلیم میں خصوص محل کی بنا پر۔پس ایک
دردمند نے تحیر و خوف کی حالت میں علم آنی یا اوانی کے احاطۂ کل کے اعتقاد کی نسبت ایک ایسے شخص سے جو
دردمند کے مقصود کیطرف اپنے ظہور سے دلیل و رہنما واقع ہو اسے پوچھا فرمایا ہو کثیر العلم فقط صلعم یعنی مراد یہ کہ
آنحضرت صلعم کثیر العلم ہیں یعنی آپکا علم کثیر ہے بس اسی قدر فرمایا اور یہ کہ تجھکو اسیقدر اعتقاد بس ہے۔یہ قول مبارک
ایسا جمیل جامع اور محفوظ ہے یعنی اس کلام مبارک میں کسقدر خوبی ہے کہ ہر قسم کی خوبی اسمیں جمع ہے اور ہر طرح کے
نقصان سے محفوظ اور بچا ہوا ہے تبارک اللہ احسن الخالقین یہ کریمہ سورۂ مومنون کے اول رکوع میں ہے
یعنی خدائے برتر کہ بہت اچھا خالق ہے برکت والا ہے۔اس جملہ کا استعمال اکثر تعجب و دعا کیوقت میں ہے اور یہاں
ہر دو مقصود ہیں۔سمجھنے کی بات ہے کہ جب اشیاء جامع اور مانع وصف کے ساتھ معلوم ہوگئیں تو ایک آن میں
محاط علم ہوگئیں یعنی علم کے گھیرے میں اسیوقت آگئیں اور جہل اونسے جاتا رہا۔ولیکن جبکہ علم کسی معنے کے ساتھ
مختص ہوجاتا ہے تو علم کا قطع تعلق دوسرے سے لازم ہوجاتا ہے خاص ہونیکی وجہ میں نہ اور وجہ میں۔پس
بتحقیق معلوم ہوگیا کہ آپ کثیر العلم ہیں اگرچہ دونوں وجہوں میں ہوں یعنی ایک آن میں اور بہی اوان میں اسلئے
کہ لفظ کثیر توسع رکھتا ہے کلی احاطت تک کہ وہ ایک آن میں ہو اور آوان میں بہی۔

بیان یہ کہ حضور صلعم کثیر العلم ہیں آنی ہوں یا اوانی ۱۲

از انجا کہ سخن در شان حبیبی است اللہ اللہ فی شانہ و مدلول متخالف شد بتخالف
دلیل بی ترجیح این راز را محوّل بعلم الٰہی تعالیٰ داشتہ اعتقاد بکثیر العلم کہ دعوی اظہر
از بداہت ما فی حدہ و محتاط و محفوظ است اولیٰ تر است قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والیٰ ما ھو کائن فیہا الیٰ یوم القیامۃ
کانما انظر الیٰ کفی ھٰذہٖ رواہ الطبرانی **ش** قد رفع ای اظہر وما ذکر بعد الرفع خلافہ
فثبت الرفع علی الاستمرار الدنیا ہی عالم الشہود فانا انظر الیہا استمرارًا علی اصل المضارع
وما قال صلعم نظرت لیدل علی توقیت زمانا وما عاشہ علی اصلہا ہو کائن فاسم
الفاعل یدل علی الاستمرار علی اصلہ وعمومہ فہو یؤکد لاستمرار المضارع فیہا الیٰ علی اصل
غیر جنس یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ

ترجمہ چونکہ کلام اس جگہ ایسے حبیب کی شان مین ہے اللہ اللہ فی شانہ یعنی اوسکی شان مین خدا ہی خدا ہے
مطلب یہ کہ شان حبیب عجیب العجائب شان خدا ہے ۔ تخالف دلیل بی ترجیح کے سبب مدلول متخالف ہو گیا
یعنی باعتبار دلیل کے باہم متخالف ہونیکے کہ اوسمین ترجیح کسی ایک جانب ہو نہین سکتی مدلول مین تخالف واقع
ہوا لہذا اس راز کو علم الٰہی تعالیٰ پر محوّل رکھکر اور اوسی پر سونپ کر آپ کے کثیر العلم ہونیکا اعتقاد اولیٰ تر ہے
کیونکہ دعوی بسبب بداہت اوس چیز کے جو مصنوع اول کی حد مین ہے ظاہر تر ہے ۔ اور محتاط و محفوظ ہے
فرمایا رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والیٰ
ما ھو کائن فیہا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہٰذہ یعنی بیشک خدا نے اس دنیا کو ظاہر کر دیا ہے اور مین اوسکو دیکھ
رہا ہون اور اوس چیز کو کہ جو اوس مین قیامت تک ہونیوالا ہے اسطرح کہ گویا مین اس میری ہتیلی کو دیکھ رہا ہون ۔ اس حدیث
کو طبرانی نے روایت کیا ہے ۔ آگے قد رفع بمعنی اظہر ہے یعنی ظاہر کر دیا ۔ اور بعد رفع کے اوسکا خلاف مذکور
نہین ہوا تو یہ رفع بمعنی اظہار بنا بر استمرار ثابت ہوا ۔ اور الدنیا اس سے مراد عالم شہود ہے اور فانا انظر الیہا
یعنی پس اسکو مین دیکھ رہا ہون ۔ یہ نظر کرنا ہی مضارع کی اصلیت پر بنا بر استمرار ہے ۔ اور حضور صلعم نے بجائے
انظر نظرت نہین فرمایا یعنی نے دیکھ لیا تا کہ زمانہ کو موقت کرنے پر دلالت ہوتی ۔ اور لفظ ما عامہ ہے اپنی اصل پر
اور ھو کائن یعنی وہ ہونیوالا پس اسم فاعل ہے کہ دلالت کر رہا ہے استمرار پر اپنی اصل اور اپنے عموم کی
بنا پر پس تائید کر رہا ہے استمرار مضارع کے لئے ۔ فیہا الیٰ اسمین لفظ الی غیر جنس کے قاعدہ
کی بنا پر ہے کہ اسکا مابعد جنس ماقبل سے نہین ہے لہذا غایت کہ یوم القیامت ہے تحت مغیا کا نہو یعنی
شامل دنیا نہوگا ۔ کانما انظر الی کفی ھٰذہ یعنی گویا کہ یہی ہے کہ مین اس میری ہتیلی کی طرف دیکھ رہا ہون

فالتشبیہ یدلّ علی تحقیق المشبہ واستمرارہ فالحدیث الشریف یدلّ علی استمرار رویتہ صلعم بکیفیۃ الکائن العام زماناً وشخصاً بوجودہ الشہودی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب م د فی المواہب عن ابی ذر لقد ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مایحرک الطائر بجناحیہ فی السماء الا ذکر منہ علماً ولاشک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقیٰ علیہ علم الاولین والآخرین الحدیث وفی حدیث عن عبد اللہ ابن عمر قال خرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدیہ کتابان فقال تدرون ما ہذان الکتابان قلنا لا یا رسول اللہ الا ان تخبرنا فقال۔

الذی فی یدی الیمنیٰ ہذا الکتاب من رب العالمین فیہ اسماء اہل جنۃ واسماء ابائہم وقبائلہم ثم اجمل علی آخرہم فلا یزاد فیہم ولا ینقص فیہم

ترجمہ پس یہ تشبیہ دید دنیا کی اور جو کچھ اوسمین قیامت تک ہونیوالا ہے دید کف دست کے ساتھ دلالت کرتا ہے مشبہ کی تحقیق اور اوسکے استمرار پر یعنی حضور صلعم کا دنیا ومافیہا کو قیامت تک دیکھنا محقق اور مستمر ہے۔ پس یہ حدیث شریف حضور صلعم کی دید ہمیشگی پر دلالت کرتی ہے مع کائن کی کیفیت کے کہ کائن باعتبار زمانہ وشخص وجود شہودی کے سبب عام ہے۔ اور خدا لئے برتر ہی درستی وصواب کو خوب جانتا ہے۔ اور مواہب مین ہے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہ البتہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چھوڑا اسقدر کہ پرندہ اپنے دونون بازوؤن کو حرکت دیتا ہے آسمان مین مگر ذکر فرمایا اوسکی نسبت علم کی راہ سے اور بیشک یقینی خدائے برتر نے آپکو اس سے زیادتر پر تحقیق آگاہ کر دیا ہے اور اگلون اور پچھلونکا علم آپ پر القا کر دیا ہے آخر حدیث تک اور ایک حدیث مین روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہ کہا اونہون نے ہمارے لئے باہر تشریف لائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونون ہاتھون مین دو کتابین تہین پس فرمایا آپنے کیا تم جانتے ہو کہ یہ دونون کتابین کیا ہین ہمنے عرض کیا اے اللہ کے رسول نہین یعنی ہمین نہین معلوم مگر یہ کہ آپ ہمین بتلادین پہر فرمایا آپنے یہ جو میرے سیدہے ہاتھ مین ہے یہ کتاب ہے تمام جہانون کے پروردگار کی طرف سے اسمین نام ہین جنتیون کے اور نام ہین اونکی باپ داداؤن کے اور اون کے کنبہ قبیلے والون کے پہر اون کے اخیر مین اجمال کیا گیا ہے نہ زیادہ کیا جاوے گا اون مین اور (نہ کم کیا جاوے گا اونمین)

بیان حدیث ابی ذر و ابن عمر در علم اولین و آخرین صلعم از مواہب لدنیہ ۱۲

ثم قال الذی فی شمالی ہذا من رب العالمین فیہ اسماء اہل النار واسماء آبائہم وقبائلہم ثم اجمل فی آخرہم فلا یزاد ولا ینقص فیہم ابدًا رواہ الترمذی وقال الامام النووی فی فتاواہ لا یعلم الغیب استقلالًا الا اللہ تعالیٰ اما الکرامات والمعجزات فحصلتہ باعلام اللہ تعالیٰ للانبیاء والاولیاء وما جاء فی الحدیث انی لا اعلم ورا جداری ولا یعلم فی الغد الا اللہ تعالیٰ فہذا کان قبل حصول العلم الوسیع وقال فی المواہب انی لا اعلم الحدیث ذکرہ ابن الجوزی فی کتبہ بغیر اسناد وان صح فالجواب عنہ بان نفی العلم فی ہذا علی اصل الوضع وہو ان علم الغیب مختص باللہ تعالیٰ وما وقع منہ علی لسان نبی صح بالالہام والوحی او معنی لا اعلم ورا جداری یعنی بالاستقلال

اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ

کما تحبہ وترضاہ

وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پھر فرمایا آپنے جو میرے بائین ہاتھہ مین ہے یہہ رب العالمین کی طرف سے ہے اسمین نام ہین دوزخیون کے اور نام ہین اون کے باپ دادون کے اور اون کنبے قبیلون کے پھراون کا اخیر مین اجمال کیا یہہ کہ انہین نہ زیادہ کیا جاوے گا اور نہ کم کیا جاویگا کبھی۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا امام نووی نے اپنے فتاوی مین۔ کہ غیب کو مستقل طور پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے لیکن کرامات اور معجزات پس حاصل ہوئے ہین خدائے تعالیٰ کے بتلانے سے انبیا اور اولیا کو۔ اور وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق مجھی نہین معلوم ہے میرے دیوار کے پرے کا اور کل کی بابت نہین جانتا کوئی مگر خدائے تعالیٰ۔ پس یہ فرمانا حضور صلعم کا آپ کے علم وسیع کے حاصل ہونیسے پہلے کا ہے۔ اور مواہب مین کہاہے کہ یہ حدیث کہ تحقیق مجھے نہین معلوم ہے میرے دیوار کے پرے کا آخر تک۔ اسکو ابن جوزی نے اپنی کتابون مین بغیر اسناد ذکر کیا ہے۔ اور اگر صحیح بھی ہو تو اسکا جواب یون ہے کہ بیشک نفی علم کی اسمین اصل وضع پر ہے۔ اور وہ یہہ کہ علم غیب مختص ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اور جو واقع ہوا ہے اوسی علم غیب سے نبی کی زبان پر درست وصحیح ہے وہ کہ بذریعہ الہام وحی ہے۔ یا معنی اس حدیث کے کہ مجھی علم نہین ہی میرے دیوار کے پرے کا۔ یہہ ہین کہ مجھے بالاستقلال علم نہین ہے جیسا خدائے برتر کو بالاستقلال ہے بلکہ اوسکی توفیق وتعلیم سے ہے الی انشاء اللہ۔

اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم الآیہ در اثبات احاطۂ حضرت نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ التابعین اجمعین

باید دانست قال اللہ تعالی یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم ط واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ط ترجمہ میخواہند یہود تا فرو نشانند نور خداے تعالی را کہ رسول اوست تعالی صلعم بدہنہای خود یعنی گفتار ناپسندیدہ انکار رسالۃ وحال این است کہ اللہ تعالی کامل کنندہ است نور خود را یعنی ظہور کمالات پیغمبر بدلالۃ لفظ متم چہ تعدیہ و نقصان وقتی لازم او ومنعش اضافہ تحلیلی یا در نورہ ولالتی بین بر حدوث و مغایرت یا ضافہ میان نورہ دارد واگرچہ رنجہ باشند کافران ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۝

ذکر بیان میں تفسیر کریمہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم کے آخر تک اثبات میں حضرت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے احاطہ کے

بیان تفسیر کریمہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین جاننا چاہیے فرمایا خدا تعالی نے سورۂ صف رکوع اول میں یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم ط واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۝ یعنی چاہتے ہیں یہود تاکہ بجھا دیویں خداے تعالی کے نور یعنی روشنی کو جو اسکا رسول ہے صلعم اپنے موہنوں سے یعنی انکار رسالت کی ناپسندیدہ باتوں سے اور حال یہہ ہے کہ خداے تعالی اپنے نور کو کامل یعنی پورا کرنیوالا ہے یعنی اپنے پیغمبر کے کمالات کے ظاہر ہونیکو پورا کرنیوالا ہے جسپر لفظ متم سے دلالت ہو رہی ہے کیونکہ تعدیہ ونقصان اوسکے وقت لازم ہے۔ اور او دہی متم کا منع اضافت تحلیلی کو لفظ نورہ میں اس نور کے حادث ہونے اور اپنے مضاف الیہ سے مغایر ہونے پر بسبب اضافت ایک روشن دلالت رکھتا ہے۔ کیونکہ اضافت ثابتین متغائرین میں ہوتی ہے پس اضافت نورہ کے درمیان نور کا اپنے ضمیر مضاف الیہ سے مغائر اور حادث ہونا ظاہر ہے۔ اگرچہ کافر رنجیدہ ہوویں۔ اور اسی کریمہ کے آگے کریمہ ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۝

ترجمہ اوست چنانکہ فرستاد پیغمبر خود را متصف بوصف ہدایت و دینِ حق تا ظاہر گرداند او را بر ہمہ ادیان اگرچہ رنجیدہ باشند مشرکان + این کریمہ ہو الذی ارسل رسولہ الخ دعوی مع الدلیل است بر اثباتِ توحیدِ خود تعالی و حقیتِ رسول خود صلعم و شرک مشرکان بدانکہ ہو یعنی اوست واحد آنکہ فرستاد رسول خود را ورنہ بہ تنازع انعدام رسول لازم بودے - واختیار لفظ رسولہ اشارہ است بسوے حقیقتِ رسالۃ کہ عبارت است از مرکزیۃ تعینی کہ منشاء افادت منتزعات خود است بقیام حقیقی و مجازی پس رسول باین نسبت معروفہ دلالۃ میکند بہ نفس نفیس خود بر ذات و صفات مرسل بحکم حدوث و حصول شبہ صنع خود از ذات و صفاتِ مرسل و اتصاف او بصفۃ ہدی بمعنی حاصل بالمصدر دلالۃ برین است و اتصاف او بدین حق ای جنس دین حق کہ عبارت است از ایمانیات و عملیات دلالت میکند بر ... فاعلش اتصاف ہم بر حقیقتِ رسول کہ از عوارض متضمنہ بالموجودات او است و ملتزمہ مخصوصہ او و اتصاف او بمعنی

ترجمہ یعنی وہی ہے ایسا جسنے اپنے پیغمبر کو وصف ہدایت اور دین حق کے ساتھ متصف کر کے بھیجا تاکہ ظاہر کر دیوے اوسی دین کو سب دینوں پر اگرچہ مشرک رنجیدہ ہووین - یہ آیت کریمہ ہو الذی ارسل رسولہ آخر تک دعوی مع دلیل ہے خود تعالی شانہ کی اثبات توحید اور اپنے رسول صلعم کے حق ہونے کے اثبات اور مشرکون کے شرک کے ثابت کرنے پر معلوم ہو کہ ہو یعنی وہ جسنے اپنے رسول کو بھیجا واحد و یکتا ہے ورنہ اگر واحد نہوتا تو ایک سے زیادہ ہونیکی صورت مین تنازع اور جھگڑے کی بنا پر رسول کا نہونا لازم ہوتا - اور لفظ رسولہ کا اختیار کرنا حقیقت رسالت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو عبارت ہے ایسے تعین کے مرکز بننے سے کہ وہ تعین منشا افادت ہو اپنے منتزعات کا جنکا اوس تعین کے ساتھہ قیام حقیقی اور مجازی ہو - پس رسول اس نسبت معروفہ کے سبب اپنے نفس نفیس سے مرسل یعنی بھیجنے والے کی ذات و صفات پر دلالت کرتا ہے بوجہ حکم حادث ہونے خود کے اور اپنی شبہ صنع کے حاصل ہونیکے مرسل کی ذات و صفات سے - اور اوسکا صفت ہدی یعنی رہنمائی کے ساتھہ حاصل بالمصدر کے معنی مین متصف ہونا دلالت ہر اسی پر یعنی یہ صفت ہے ایسے تعین کی جو حاصل مصدر ہدایت ہو پس یہ تعین رسول کہ حاصل ہدایت ہو اپنی ذات و صفات سے بنفس خود رہنمائی و دلالت ہے مرسل کی ذات و صفات پر جو مصدر ہدایت ہے - اور اسی رسول کا دین حق کے ساتھہ متصف ہونا یعنی حق دین کی جنس مراد ایمانیات اور عملیات ہی ہے یہ اتصاف دلالت کر رہا ہر رسول علیہ السلام کے حق ہونے پر کیونکہ جنس ایمانیات و عملیات ایسے عوارض ہین جو موجودات رسول علیہ السلام کے ساتھہ متضمن ہین اور ملتزمہ مخصوصہ ہین اوسی رسول کے - اور اوسی رسول کا معنی

لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ دلالۃ میکند بر مظہریۃ جنس دین نش بی اضافۃ
سوئے حق ہم حق متضمنۃ بالموجودات و باطل ملتزمۃ غیر مخصوصۃ او متضمنۃ
بالمسلوبات و ثابت شد از لفظ مُتِمّ نُوْرِہٖ و لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ مظہریۃ تامۃ
و احاطۃ کلی در آوان بمنتزعات تضمنی و التزامی او صلعم بقیام حقیقی و مجازی
و نتوانند نفی وجود بدیہی را اگرچہ اقرار نکنند و ندانند کہ ابطال او ابطال است
از انچہ قبول کردہ اند از دین و توحید کہ آنہمہ در تصدیق این مظہر تام مصدق
توانند شد و در انکار آن آن ہمہ منکر بمقتضائے کریمہ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ
پس چون مومن باشند بانچہ میگویند واللہ تعالیٰ اَعْلَمُ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَ
تَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَ تَرْحَمْنَا

سہ ۴

ترجمہ لیظہرہ علے الدین کلہ کے ساتھ متصف ہونا یعنی اپنے دین حق کو کل دینون پر ظاہر
کردینے کا اوسمین وصف ہونا جنس دین کے مظہر ہونے پر دلالت کرتا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ حق وہ جنس دین
ہے جو رسول کے موجودات کو متضمن ہے اور باطل وہ جو اوسکے غیر مخصوصہ کو ملتزم ہے جو متضمن ہے
مسلوبات کو۔ اور لفظ متم نورہ اور لیظہرہ علے الدین کلہ سے ثابت ہوگیا حضور صلعم کا پورا مظہر ہونا۔
اور آپکا کلی احاطہ آوان مین یعنی مختلف زمانون مین اپنے تضمنی اور التزامی منتزعات کے ساتھہ بوجہ قیام حقیقی
اور مجازی کے۔ اور وجود بدیہی کی نفی نہین ہوسکتی ہے اگرچہ وے اقرار نکرین اور نجانین۔ کیونکہ وجود بدیہی کا
ابطال اوس چیز کا ابطال ہے جو اونھون نے دین اور توحید سے قبول کیا ہے کہ وے سب اسی مظہر تام
رسول آنام کی تصدیق مین مصدق ہوسکتے ہین اور اسی کے انکار مین وے سب منکر یعنی اونکے دین و توحید کا
سچا ہونا آنحضرت صلعم کی تصدیق کرنے پر موقوف ہے کیونکہ آپکی تصدیق اونکے سچے ہونیکی دلیل ہے اور
آپکا انکار کردینا اونکے دین و توحید سے اونکے غلط ہونے پر گواہ تو گویا آپکی تصدیق سے وے مصدق
بن سکتے ہین اور آپ کے انکار سے وے سب منکر۔ اس آیت کریمہ کے مقتضی کے موافق رسول مصدق
لما معکم یعنی یہہ رسول اوسکا جو تمہارے ساتھہ ہے تصدیق کرنیوالا ہے یعنی حق و باطل کا
پرکھنے والا پس وے کیسے مومن ہونگے اوس چیز کے ساتھہ جو وے کہتے ہین۔ اور خدائے برتر ہی خوب
جانتا ہے اور اوسی کی طرف لوٹنا ہے اللّٰہم صل وسلم علے محمد نبی الرحمۃ وعلے جمالہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا

بیان ثبوت مظہریۃ تامہ و احاطۂ کلی در آوان بمنتزعات تضمنی و التزامی او صلعم بقیام حقیقی و مجازی از لفظ متم نورہ۔ و لیظہرہ علی الدین کلہ ۱۲

ذکر کیفیت اتحاد من وجہ و تغایر من وجہ میان ایمان و عمل و تقلید و تلفیق با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ط

باید دانست اصلی کہ مذکور میشود مفید دلیل دعوی مطالب است **اصل** در عطفی کہ تفسیر از عوارض معطوف علیہ باشد مع مقصودیت معطوف علیہ و معطوف در مقصد واحد استلزام اتحاد وصفی معطوف علیہ و معطوف فی نفسہما مقصود است مع تخصیص والّا تفسیر باطل نہ در اعطاف دیگر پس جواز تردید فارق باشد و در تفسیر ذات واسطۂ عطف حذف کردہ شود بنابر دلالۃ اتحاد چنانکہ در جاء عمر و ابو حفص و این بدل نیست زیرا کہ در ابدال بدل مقصود است نہ مبدل منہ فقط نہ در تفسیر عوارض بنابر ضرورت فارق تغایر ذاتی در معطوف علیہ و معطوف زیرا کہ عطف در متغایرین است چنانکہ ضرب زید و راسہ و درین تجویز تردید صحیح نباشد

ذکر بیان اتحاد من وجہ اور تغایر من وجہ کا درمیان ایمان اور عمل کے۔ اور بیان اتحاد تقلید و تلفیق کا اور ایسے مع مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و صحابہ و اتباعہ اجمعین سمجھنا چاہیے کہ یہ قاعدہ جو مذکور ہوتا ہے مطالب کے دعوی کی دلیل کو مفید ہے۔ **قاعدہ** جس عطف میں کہ معطوف علیہ کے عوارض کی تفسیر ہوتی ہے تو معطوف علیہ اور معطوف کے مقصد واحد میں مقصود ہونے کے ساتھ ہی معطوف علیہ اور معطوف کا دونوں کے نفسوں میں اتحاد وصفی کا استلزام یعنی لازمی ہونا مع تخصیص مقصود ہے۔ ورنہ تفسیر باطل ہے نہ اور عطفوں میں پس جواز تردید کا انہیں فارق ہوگا یعنی عطف تفسیر میں اور دوسرے عطفوں میں اور تفسیر ذات میں بسبب دلالت اتحاد کے واسطہ عطف کا حذف کردیا جاتا ہے جیسا کہ جاء عمر ابو حفص یعنی عمر و حفص کا باپ ہے آیا۔ اور یہ بدل نہیں ہے اسلئے کہ ابدال یعنی بدل کرنے میں مقصود بدل ہے نہ مبدل منہ فقط نہ تفسیر عوارض میں کیونکہ تغایر ذاتی معطوف علیہ اور معطوف میں فارق کی ضرورت کے سبب واسطۂ عطف حذف نہیں کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ عطف متغایرین میں ہے جیسا کہ ضرب زید و راسہ یعنی مضروب ہوا زید یعنی اوسکا سر۔ اور اس عطف تفسیر میں تردید کا جائز کرنا صحیح نہوگا

مطلب بر بنائی این اصل در اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ عطف تفسیر از عوارض است و الا مغایرت عطف مانع اتحاد مبطل صلاح عمل است مطلب و ہمچنین در اطیعوا اللہ مراد از اطاعۃ امر است اضافت توضیحی واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کہ مراد از اطاعۃ فعل است کہ اتحادی دارد از امر با مغایرت من وجہ بدلالۃ خاصہ عطف تفسیر وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ مؤید اوست فہذا حق ش ای اتحاد اطاعۃ م و رنہ سلب اتحاد در وجہ تردید است وہذا باطل ش ای عدم اتحاد اطاعۃ م پس فرضیۃ نفس تقلید مطلقاً ظاہراً و باطناً در اعتبارات فرض و واجب و سنت و مستحب ہمچنان ش ای ہمچو آن اعتبارات پس تقلید فرض باشد و تقلید واجب واجب و قس علی ہذا م ظاہر و دائر است تا اولی الامر و بقطع تقلید و اتحاد مزمن آن قرب نظری الی اللہ تعالیٰ کہ در ضمن اوست نتواند شد و این دلیل است قوی بر صحۃ تقلید و اتحاد پس منکرش مہجور در عمل و قرب است وقال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ مطلب اس قاعدہ کی بنا پر کریمہ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مین عطف ہی عوارض کی تفسیر کی بنا پر ہے کیونکہ اعمال صالح ایمان کے عوارض ہین ورنہ مغایر ہوتا ایسے عطف کا جو اتحاد کا مانع ہو صلاح و درستی عمل کا باطل کرنیوالا ہے کیونکہ عمل جو مغایر ایمان ہو اور ایمان کے ساتھ اوسکو کچھ اتحاد نہو وہ کبھی نیک و صالح نہین ہوسکتا۔ پس لامحالہ اعمال صالح عوارض ایمان ہونگے کیونکہ اتحاد حقیقی دونون کے نفسون مین لازمی ہونا مقصود ہے مع تخصیص تاکہ مقصود و ہر دو مقصد واحد ہو مطلب اور اسیطرح اَطِیْعُوا اللّٰہَ مین مراد اطاعت سے امر ہے اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کہ یہان مراد اطاعت سے فعل ہے جو امر سے بہت کچھ اتحاد رکھتا ہے باوصف مغایر ہونیکے ایکوجہ مین بدلالت خاصہ عطف تفسیر اور کریمہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کہ سورہ نسا رکوع گیارہ مین ہے۔ یعنی جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے پس یقینی اوسنے خدا کی اطاعت کی اوسی مراد کی تائید کر رہی ہے۔ پس یہ اتحاد اطاعت حق ہے۔ ورنہ سلب اتحاد وجہ تردید مین ہے جبکہ عطف تفسیر نہین اور یہ یعنی اطاعت مین اتحاد کا نہونا باطل ہے۔ پس فرضیت نفس تقلید کی بطور مطلق از راہ ظاہر اطلاز راہ باطن ہو اعتبارات فرض و واجب اور سنت و مستحب انہین اعتبارات کی طرح اولی الامر تک ظاہر ہے اور دائر ہے۔ یعنی تقلید فرض کی فرض ہوگی اور تقلید واجب کی واجب اوسی پر قیاس کرلے اور قطع کرنیسے تقلید کے اور اوسکے اتحاد مزمن کے یعنی دیرینہ کے قرب نظری خدائے تعالیٰ کی طرف جو اوسی کے ضمن مین ہے نہین ہوسکیگا۔ اور یہ تقلید و اتحاد کے صحیح ہونے پر ایک قوی دلیل ہے۔ پس اسکا منکر عمل و قرب مین مہجور ہے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ مائدہ شروع رکوع چھہ مین۔

مطلب یہ کہ اطیعوا اللہ مین مراد اطاعت سے امر ہے اور اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم مین مراد اطاعۃ سے فعل ہے اور امر و فعل مین باوصف مغایرۃ من وجہ بدلالۃ خاصہ اتحاد ہے بعض کہتے ہیں دیگر بیان کہ اتحاد اطاعۃ حق ہے اور عدم اتحاد اطاعۃ مین باطل ۱۲

ترجمہ ای کسانیکہ گرویدند بترسید از خدائے عزوجل و بہ پسندیدگی اختیار کنید سوئی او تعالیٰ وسیلہ و بکوشید در راہِ تقرب او تعالیٰ امید است کہ فلاح یابید ای فلاح علمی و عملی کہ موجب ثواب آخرت شود یا بر ثواب آخرت ۔ باید دانست لعل بر ممکنات است بحوالہ صفت اختیاری عباد و غلبہ وجود فلاح و از روی شفقت و مرحمت نہ عجز و بمعنی قد مفید تقلیل است وآن درینجا باطل و صحیح این است کہ لعل بر فعل نمی آید نہ قد بر اسم پس لعل بمعنی قد چون تواند شد باید دانست کوشش در حصول ہر مقصود موقوف بر معرفۃ است و معرفۃ کوشش در حصول تقرب معبود حق موقوف معرفۃ محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم دلالۃ و تقدیم تصدیق ذات واجب تعالیٰ شانہ بفرض بالذات است پس اقرار نیز در مرتبۂ اختلاف چنانکہ در ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ مذکور شد پس بضرورتش **مش** ای تصدیق ذات واجب تعالیٰ **مہ** تصدیق و اقرار بذات محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم در وجہ ابتغا و وسیلہ است دلالۃ الی ذاتہ و صفاتہ و اوامرہ و نواہیہ تعالیٰ شانہ بذاتہ و عوارضہ صلی اللہ علیہ وسلم ✢

ترجمہ یعنی ای ایسے لوگ جنہون ایمان اختیار کیا یا گرویدگی کی خدا عزوجل سے ڈرو ۔ اور پسندیدگی و شوق سے خدائے تعالیٰ کی طرف وسیلہ اختیار کرو ۔ اور خدائے تعالیٰ سے نزدیک ہونیکی راہ مین کوشش کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ یعنی علمی و عملی فلاح کہ ثواب آخرت کا موجب ہو کے یا ثواب آخرت پاؤ ۔ سمجھنا چاہیے کہ لفظ لعل کا استعمال ممکنات پر ہوا ہے باعتبار ہوا کہ بندون کی صفت اختیاری کی اور باعتبار غلبہ وجود فلاح کے اور از راہ شفقت و مرحمت کے نہ از روی عجز کے ۔ اور یہی لفظ قد کے معنی مین مفید تقلیل ہے ۔ اور یہ یہان باطل ۔ اور صحیح ہے کہ لعل فعل پر نہین آتا ہے نہ قد اسم پر ۔ پس لعل بمعنی قد کیسے ہوسکتا ہے ۔ اور سمجھنا چاہیے کہ کوشش ہر مقصود کے حاصل ہونے مین موقوف ہے معرفت محمد رسول خدائی تعالیٰ صلعم پر بغرض دلالت ۔ اور مقدم کرنا تصدیق کا ذات واجب تعالیٰ شانہ کی لئے بنا پر بذات فرض ہونے کے ہے ۔ پھر اقرار بھی ۔ مرتبہ اختلاف مین جیساکہ ذکر کیفیت علم و معرفت مین مذکور ہوا ۔ پس ذات واجب تعالیٰ کی تصدیق کی ضرورت کی بنا پر ذات محمد رسول خدائے تعالیٰ کیساتھ تصدیق و اقرار ۔ وجہ پسندیدگی مین اختیار کی ہے بغرض دلالت و رہنمائی کے ۔ ذات و صفات اور اوامر و نواہی کی طرف خدائے تعالیٰ شانہ کے آنحضرت صلعم کی ذات اور آپکے عوارض کے دلالت سے ۔ کیونکہ حضور صلعم کی ذات اور آپ کے عوارض سے خدائے تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات اور اسکے حکمون اور ممانعتون کی طرف بغرض دلالت وسیلہ از راہ پسندیدگی اختیار کرنیکی ضرورت ہے لہذا محمد صلعم کے ذات والاصفات کیساتھ تصدیق و اقرار وجہ ضرورت تصدیق ذات واجب تعالیٰ کے اسکے سبب ہونیکی جہ مین فرض بذاتہ یا بسبب مشروط ہو کر اوسی تقدیم تصدیق ذات واجب تعالیٰ مین شامل ہے

از اینجا است کہ ذکر محمد صلعم رسول اللہ تعالیٰ مفید تصدیق و اقرار لا الٰہ الا اللہ است چنانکہ بعد امر ابتغاء وسیلہ امر مجاہدہ بعطف تفسیری بر اتقوا اللہ است توقف مجاہدہ بر ابتغاء وسیلہ و توقف ابتغاء وسیلہ بر تقویٰ و توقف تقویٰ بر ایمان فلو کان کالقطرۃ من البحر روحٌ و ریحانٌ علیٰ قدرہ و ہمچنین تصدیق و اقرار بذات شیخ بصفت ولایت در وجہ ابتغاء وسیلہ است دلالت الی اللہ تعالیٰ و رسولہ تعالیٰ صلعم بذاتہ و عوارضہ شرفہ اللہ تعالیٰ شرفاً و شرفنا بہ از اینجا است کہ ذکر شیخ در تبع ذکر محمد رسول اللہ تعالیٰ مفید تصدیق و اقرار لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ است و آنچہ اختلاف در معنی ابتغاء وسیلہ است غایۃ البحث تصدیق و اقرار بذات محمدٌ رسول اللہ تعالیٰ بفرض بالذات و بسببیت است زیرا کہ موضوع عوارض ظاہرہ و باطنۂ مقصودہ ہمان است پس شیخ وقت نیز در تبعیتش

قال اللہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

بعطف تفسیری

ترجمہ یہیں سے یہ بات ہے کہ محمد صلعم رسول خدائے تعالیٰ کا ذکر لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق و اقرار کو مفید ہے جیسا کہ بعد حکم ابتغاء وسیلہ کے حکم مجاہدہ کا بذریعہ عطف تفسیری اتقوا اللہ پر ہے اوسیطرح توقف مجاہدہ کا ابتغاء وسیلہ پر اور توقف ابتغاء وسیلہ کا تقویٰ پر۔ اور توقف تقویٰ کا ایمان پر۔ پس اگرچہ ایمان قطرہ کی مانند دریا سے ہو تو اپنے اندازہ پر ہی روح و ریحان یعنی راحت و رزق ہے۔ اور اسی طرح تصدیق و اقرار شیخ کی ذات کیساتھ صفت ولایت پر ابتغاء وسیلہ کیوجہ میں ہے کیونکہ اختیار وسیلہ دلالت کے لئے ہے خدائے تعالیٰ اور اوسکے رسول صلعم کی طرف شیخ کی ذات اور اوسکے عوارض سے خدائے تعالیٰ اوسکو شرف سے مشرف فرماوے اور اوسکے وسیلہ سے ہم کو مشرف کرے۔ یہیں سے ظاہر ہے کہ شیخ کا ذکر محمد رسول خدائے تعالیٰ کے ذکر کی تبع میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار کو مفید ہے اور جو کچھ اختلاف ابتغاء وسیلہ کے معنی میں ہے انجام اس بحث کا تصدیق و اقرار۔ ذات والا محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کیساتھ بنا بر فرض بالذات کے ہے سبب ہو نہیں کیونکہ عوارض ظاہرہ و باطنہ مقصودہ کا موضوع وہی ذات حضور صلعم ہے پس شیخ وقت کا بھی آپکی تبعیت یعنی پیروی کیوجہ میں باعتبار تصدیق و اقرار ولایت غایۃ البحث وہی ہوگا فرمایا خدائے برتر نے سورہ نساء پنجم رکوع میں۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ + عطف تفسیری کیساتھ۔ یعنی تم تابعداری کرو خدا کی اور تابعداری کرو تم اس رسول کی اور اولی الامر یعنی امام اور صاحب حکم کی جو تم میں سے ہو۔

تصدیق و اقرار بذات شیخ بصفت ولایت بوجہ ابتغاء وسیلہ است

غایۃ البحث

اختلاف در معنی ابتغاء وسیلہ بعض گویند

ازینجا است کہ درآمدن در سلسلہ از سلاسل موصلہ کہ انہار منبع اصلی رحمت رحمۃ للعالمین صلعم ہستند بوسیلہ صاحبش فرض للسبب است تفسیر آیہ کریمہ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰہُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللّٰہِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ در تائید معنی وسیلہ با دیگر مطالب بدانکہ در تاویل ذکراً رسولاً اختلاف است سخن بی تاویل میگویم غالباً مقبول سلیم القلب شود ترجمہ تحقیق آورد اللہ تعالی سوی شما ذکر یعنی رسول ذکر آن است کہ میرساند بمذکور رہنما دال است بمدلول بدلالت عقلی ولفظی و رسول بدل آن کہ دلیل است بدلالۃ عقلی از نفس نفیس خود در مراتب مثبتۃ الالوہیۃ واوامر و مراتب منفیۃ الالوہیۃ ونواہی بمظہریۃ خود از موجودات بوجود تضمنی واز مسلوبات بوجود التزامی و انتزاعی چنانکہ ظاہر میکند بر شما دلائل از صنائع بر معرفۃ صانع کہ ظاہر تر کردہ شدہ اند واظہر ہمہ نور رسول اللہ صلعم یا میخواند بر شما آیات کہ از کلام اللہ تعالی است کہ جدا کردہ شدہ اند بشرف خود از غیر خود بدلائل کلامی توحید ذات وصفات اللہ تعالی واوامر ونواہی یعنی می آرد دلالۃ لفظی برای آن زکلام الہی برای افہام

ترجمہ یہی ہے کہ سلاسل موصلہ میں سے کسی سلسلے میں کہ یہ سلسلے رحمۃ للعالمین صلعم کی رحمت کے اصلی منبع کی نہریں ہیں صاحب سلسلہ کے وسیلے سے داخل ہونا فرض بنا بر سبب کے ہے چنانچہ تفسیر اس آیت کریمہ کی جو سورہ طلاق کے دوم رکوع میں ہی قَدْ أَنْزَلَ اللّٰہُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللّٰہِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ..... وسیلہ کے معنی کی تائید میں ہے مع اور مطالب کے معلوم ہو کہ اس آیت کریمہ میں الفاظ ذکراً رسولاً کی تاویل میں اختلاف ہے۔ میں بی تاویل کلام کرتا ہوں غالباً سلیم دل والی مرد کو قبول ہو جائیگا۔ ترجمہ کریمہ۔ تحقیق خدائے تعالی تمہاری طرف ذکر یعنی رسول کو لایا۔ ذکر وہ ہے جو مذکور کو پہونچاتا ہو یہی دال یعنی رہنما ہے مدلول کی طرف دلالت عقلی سے اور لفظی سے اور لفظ رسول لفظ ذکر کا بدل کیونکہ رسول اپنے نفس نفیس سے بذریعہ دلالت عقلی دلیل ہے الوہیت کے مثبتہ مرتبوں اور حکموں پر اور الوہیت کے منفیہ مرتبوں اور ممانعتوں پر خود کے مظہر ہونیکے سبب موجودات سے بذریعہ وجود تضمنی کے اور مسلوبات سے بذریعہ وجود التزامی اور انتزاعی کے۔ ایسا رسول کہ ظاہر کرتا ہے تم پر دلیلیں صنعتوں سے صانع کی معرفت پر جو بہت ظاہر کردی گئی ہیں اور سب سے ظاہر تر رسول صلعم کا نور ہے یا پڑھتا ہے تم پر وہ آیتیں جو خدائے تعالی کے کلام سے ہیں کہ وہ خدائے تعالی کی توحید ذات وصفات اور اوامر ونواہی میں کی کلامی دلیلوں میں اپنے شرف کے سبب اپنے غیر سے جدا کردی گئیں ہیں۔ یعنی سمجھانیکے واسطے کلام الہی سے اوسپر دلالت لفظی لاتا ہے یا بیان کرتا ہے۔ اور یہ دلالت لفظی اسلئے لاتا ہی یا دلیلیں صنعتوں سے اسلئے ظاہر کرتا ہی یا کلام الہی کی آیتیں اسلئے پڑھتا ہے۔

تا بش تعلیل آورد یا ظاہر میکند یا میخواند ہ کہ برآرد اللہ تعالیٰ یا رسول او تعالیٰ صلعم آنانرا کہ گرویدند بایمانیات و کردند کارہائی نیک یعنی احکام امر و نہی موافق قول و فعل رسول صلعم از تاریکیہا کہ عبارتست از متعلقات مسلوبات از عبث و صغیرہ و کبیرہ و کفر و عذاب برزخ و دوزخ و شدائد موافق بطرف روشنی کہ عبارتست از متعلقات موجودات از ایمان بتوحید ذات و صفات و بانچہ ایمان واجب و فرض و واجب و سنت و مستحب و لغا برزخ و جنت و طمانینت موافق باید دانست دلالۃ بر ماہیت مقصود بذکر رسول است بنا بر مظہریۃ نہ بذکر لفظی بی تقدم علم ماہیت مقصود ازینجا است کہ دلالۃ بذکر رسول اقدم و اوصل و افضل و اہون است از دلالۃ بذکر لفظی و عقلی کہ محتاج رسول است پس رجوع ضمیر لیخرج بسوی لفظ مبارک اللہ و تعلیل انزل انسب است واللہ تعالیٰ اعلم و ولی التوفیق ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْ بِہٖ

ترجمہ تاکہ نکالے اللہ تعالیٰ یا اوسکا رسول صلعم اون لوگون کو جو ایمانیات یعنی ایمان کی باتون کے ساتھ گرویدہ ہو گئے اور اونہون نے نیک کام کیے یعنی احکام امر و نہی کے قول و فعل رسول صلعم کے موافق آپکی موافقت کی اندازہ پر اداکئے اونکو تاریکیون سے نکالتا ہے کہ مراد تاریکیون سے متعلقات مسلوبات ہین کہ وے عبث اور صغیرہ اور کبیرہ اور کفر اور عذاب برزخ اور دوزخ اور حشر کے موافق یعنی قیام بہت کی سختیان ہین ۔ روشنی کی طرف کہ مراد روشنی سے متعلقات موجودات ہین کہ وے ایمان لانا ہے توحید ذات و صفات جل جلالہ پر ۔ اور جسپر ایمان لانا واجب ہے اور فرض اور واجب اور سنت اور مستحب آپر برزخ اور جنت کی نعمتون پر اور موافقت حشر کی طمانیت یعنی وہان کی شدائد سے مطمئن ہو جانی پر ۔ سمجھنا چاہیے کہ دلالت مقصود کی ماہیت پہ ذکر رسول سے بسبب مظہر ہونے رسول کی نہ فقط ذکر لفظی سے بغیر مقدم ہونے علم کے مقصود کی ماہیت کے یعنی ذکر رسول سے اوسکو مظہر خدا جانکر مقصود کی ماہیت پر دلالت حاصل ہوتی ہے اور بغیر مقصود کی ماہیت کو علم حاصل ہوئے صرف ذکر لفظی رسول سے دلالت نہین حاصل ہوتی یہین سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ذکر رسول کی ذریعہ سے دلالت اقدم یعنی زیادہ مقدم اور اوصل یعنی مقصود کو بہت جلد پہونچانیوالی افضل یعنی زیادہ فضیلت مین اور اہون یعنی زیادہ آسان ہے بہ نسبت دلالت ذکر لفظی اور عقلی کے جو محتاج رسول کی ہے پس لیخرج کی ضمیر کا رجوع لفظ مبارک اللہ کیطرف تعلیل انزل مین انسب ہے یعنی فقرہ آخر کریمہ لیخرج الذین آمنوا الخ کو ذکر رسول کے تاویل کرنیکی علت قرار دینے مین لیخرج کی ضمیر کا رجوع فاعل انزل کیطرف کرنا جو اللہ ہے ربط کلام اور موافقت معنی مین زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے اور خدا ہی برتر ہی خوب جانتا ہے اور وہی مالک متصرف و متکفل توفیق کا ہے خدایا درود و سلام بھیج محمد نبی رحمت پر اور اونکے آل پر جیسا تو اوسکو دوست رکھتا ہے اور تو اوسکو پسند کرتا ہے اور اوسکو شفیع کر ہم مین اور رحم کر ہمپر اوسکی طفیل

بیان افضلیت ذکر رسول اللہ از لفظی و عقلی کہ از ہمہ ذکر اقدم و اوصل و افضل و اہون است

تفسیر کریمہ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ در تائید معنی وسیلہ با دیگر مطالب **ترجمہ** و بفرما آمد حق کہ مراد است از ظہور حق عموماً و بحسب المقام محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم خصوصاً کہ دین حق را بذات وصفات موجودہ متضمنہ موجودات و موجودہ التزامی مخصوصہ محمدی صلعم متضمنہ مساوبات خوش صوتی است ع من وصفہ نور الہدیٰ من ذاتہ عین الحکم + تبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین ۔ و از ینجا است کہ کلمہ طیبہ را بانکشاف این حقیقت نامہ محمدی صلعم در مرتبہ حق الیقین کلمۃ الحق نامند و ہرگاہ عوارض حادثہ بنا بر قیام حقیقی و مجازی خود محتاج ماہیتہ حادثہ بالضرورت باشد فکیف الاحتراز عن المعنی و موید این معنی کریمہ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ الآیۃ است

ترجمہ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○

یہ آیت کریمہ بھی معنی وسیلہ کی تاکید میں ہے مع اور مطالب کے **ترجمہ** وقل جاء الحق ۔ یعنی اور فرما دیجئے کہ حق آگیا ۔ اس حق سے مراد عالم ظہور پر ظہور حق ہے یعنی حق کا ظاہر ہونا ۔ اور بطور خاص محمد افق مقام محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم مراد ہیں کیونکہ دین حق کیلئے آپ باعتبار اپنی ذات وصفات موجودہ کے جو موجودات کو متضمن ہیں اور باعتبار اون موجودہ التزامی مخصوصہ محمدی صلعم کے جو مسلوبات کو متضمن ہیں بہت اچھی صورت ہیں ع من وصفہ نور الہدیٰ من ذاتہ عین الحکم ۔ **ترجمہ** ع نور ہدیٰ ہیں وصف میں پر ذات میں عین حکم + یعنی آپکے اوصاف حمیدہ کمالیہ اور اخلاق عظیمہ جمالیہ نور ہیں محصل مصدر ہدایت کی جو بنفس نفیس خود رہتا ہیں اپنے پیروان سے تاکہ اکتساب انوار حبیب کرکے اونکی روشنی و عکس میں انوار الٰہی کی دیدسے بہت جلد ہدایت یاب و بہرہ یاب ہو دیں لہذا وصف سرور عالم صلعم اصل نور ہدایت اور رہنمائی میں افضل و اقرب واقدم ہوا داخل داہون وسیلہ الی اللہ ہے ۔ اور ذات مبارک حضور صلعم حکمتہا خداوندی کا سرچشمہ اور سراپا چشم بصیرت معارف الٰہی کیلئے ہے ۔ تبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین ۔ یعنی صاحب برکت ہے وہی خداوند کریم جو سب سے اچھا خالق ہے اور جمیع محامد اور پوری محمودیت اوسی خدا کو زیبا ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اور یہین سے یہ بات ہے کہ کلمہ طیبہ کو اس حقیقت نامہ محمدی صلعم کی انکشاف کیفیت میں مرتبہ حق الیقین میں کلمۃ الحق نام رکھتے ہیں ۔ اور جبکہ عوارض حادثہ اپنے قیام حقیقی و مجازی کی بنا پر ماہیت حادثہ کے بالضرور محتاج ہوتے ہیں تو اس معنی کو کیسے بچاؤ ہو سکتا ہے اور اسی معنی کی یہہ آیۃ کریمہ موید ہے کہ سورہ محمد کے اول رکوع میں ہے وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۔ الآیہ ۔

ترجمہ وگرویدند بانچہ فروآوردہ شد بر محمد صلعم یعنی قرآن مجید وحال این است کہ او صلعم حق است در ذات وصفات خویش صلعم از پروردگار ایشان بانتزاع تضمنی بدلیل آنکہ اگر جملہ وہو الحق من ربہم حالاً صفۃ محمد صلعم نگفتہ شود رجوع میکند بما نزل وحال آنکہ حقیقت قرآن مجید محتاج تقدم حقیقت محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم است و ہمچنین کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوا الْحَقَّ الآیہ ترجمہ تحقیق آنانکہ پیروی کردند حق را یعنی محمد صلعم را بدلالۃ مفعولیۃ بالحق وحذف مفعول ثانی تابع کہ از عوارض او است صلعم بدلالۃ اقتضائے فعل والا مفعولیۃ بہ خلاف مذکور **ش** خلاف مذکور ای علم مفعولیۃ بالحق وعدم حذف مفعول ثانی واختیار الحق بمعنی غیر مذکور **ص** غیر صحیح است بانکہ تبیع نشود مگر ماہیۃ در عوارض **ش** ماہیۃ بر ماہیۃ نہ عرض بر عرض پس در اختیار غیر مذکور لزوم عرض بر عرض است باقتضائی فعل مفعول ثانی را وآن باطل است یا ماہیۃ مجرد از عرض است پس ماہیۃ تبیع نشود وحکم ماہیۃ مگر بعوارض **ص** ونیز سرانجام امر بفعل موقوف اتباع

ترجمہ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور گرویدہ ہوگئے اوس چیز کیساتھ کہ محمد صلعم پر اوتاری گئی یعنی قرآن مجید اور حال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم حق ہیں اپنی خود کی ذات وصفات میں بسبب انتزاع تضمنی کے اپنے پروردگار سے۔ اس دلیل سے کہ اگر جملہ وہو الحق من ربہم بطور حال محمد صلعم کی صفت کہا جائیگا تو جملہ مذکور ما نزل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ قرآن مجید کا حق ہونا محتاج ہے پہلے محمد رسول خدا کی تعالیٰ علیہ کے حق ہونیکا کیونکہ قرآن مجید کی حقیقت آپکی حقیقت پر موقوف ہے پس لامحالہ آپکا اثبات حق مقدم ہوگا قرآن کے حق ثابت ہونے سے۔ اور اسی طرح یہ آیت کریمہ کہ سورۂ محمد کے اول رکوع میں مابعد آیت مذکورہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ تا آخر۔ یعنی بیشک جن لوگوں نے حق کی پیروی کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو معنی اس دلالت سے ہیں کہ الحق کا مفعول بہ ہونا اور مفعول ثانی تابع کا حذف ہونا جو عوارض سے ہے حضور صلعم کی بدلالت اقتضائے فعل یعنی فعل اتبعوا کا تقاضا خود امور مذکورہ کیجا نب دلالت ورہنمائی کر رہا ہے۔ ورنہ اتبعوا کے ساتھ مفعول ہونا وغیرہ خلاف مذکور یعنی یہ کہ الحق مفعول بہ نہو۔ اور مفعول ثانی کا حذف نہو۔ اور اختیار الحق کا بمعنی غیر مذکور ہو جیسا کہ مذکور کا مراد الحق سے ذات پاک محمد صلعم ہے۔ غیر صحیح ہے اس سبب سے کہ تبیع نہیں ہوتی ہے مگر ماہیت عوارض میں یعنی ماہیت کا اتباع کیا جاتا ہے اوسی کے عوارض میں نہ تبیع واقع ہوتی ہے ماہیت ماہیت پر نہ عرض عرض پر۔ پس اگر ماہیت کی ماہیت پر یا عرض عرض پر پیروی وتابعداری لازم ہو۔ پس معنی غیر مذکور اختیار کرنے میں بسبب مقتضی ہونے فعل کے مفعول ثانی کو لازم ہونا عرض کا عرض پر ہوا اور یہ باطل ہے یا ماہیت عرض سے مجرد ہے تو ماہیت حکم ماہیت میں کہ تبیع ہوتی ہے نہوگی مگر تبیع ہوگی عوارض کیساتھ۔ اور سرانجام امر ہی فعل سے ہوتا ہے وہ رسول کے اتباع پر موقوف ہے۔

تفہیم کریمہ
وآمنوا بما نزل علی محمد
وہو الحق الآیۃ یعنی حقیقت
تفہیم کریمہ
ان الذین آمنوا اتبعوا
الحق الآیۃ یعنی حقیقت

ش پس اتباع امر کتاب بی اتباع فعل رسول صلعم صورت نہ بندد **م** غور سخن لازم لبیب است وگم شد باطل کہ مراد است از مسلوبات موجودہ التزامی غیر مخصوصہ محمدی صلعم و این اجمال در حقیقۃ حق و باطل متوسع التفصیل است فادرک ما ذا ندرک تحقیق باطل گم شوندہ است + زہوق تعبیر است از مغلوبیت باطل باعتبار وجود غالب حق نہ زہوق مطلق کہ خلاف بداہت و مقصود من وجہ در معرفۃ امتیاز خودش و موجودات است **ش** مقصود من وجہ در معرفۃ امتیاز موجودات این است کہ معرفۃ امتیاز بالضد است **م** و فرود می آوریم ای اثبات میکنیم **ش** لما قال سبحانہ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ ای بوجود آوردیم آہن را **م** در ہر زمان بدلائل از قرآن مجید ہستی چیز یکہ شفاء و رحمۃ است برای مومنان ـ شفاء و رحمۃ بمعنی صفۃ است یا مبالغہ یعنی حقیقت ہمان حق و معرفتش ذاتاً و صفاتاً کہ شفاء است در دنیا از اسقام مسلوبات و رحمت است در آخرت برای ترقی درجات و نجات از درکات بمشاہدۂ جمال ذات و صفات بنا بر دلالۃ بر موجودات قدیمۃ از اینجا است کہ فرمود صلعم من رآنی فقد رای الحق +

ترجمہ پس امر کتاب کی پیروی بغیر پیروی فعل رسول صلعم نہیں حاصل ہو سکتی ـ یہان لبیب یعنی عقلمند کو کلام میں غور و فکر لازم ہے ـ و زہق الباطل یعنی اور گم ہو گیا باطل یہان باطل مراد ہے مسلوبات موجودہ التزامی ہیں کہ غیر مخصوصہ محمدی صلعم ہین ـ اور یہ اجمال حق و باطل کی حقیقت مین متوسع التفصیل ہے یعنی اپنی تفصیل مین توسع رکھنے والا ہے پس ادراک کر تو جسقدر اسکا ادراک کر سکتا ہے ان الباطل کان زہوقا ـ یعنی بیشک باطل گم ہونے والا ہے ـ زہوق تعبیر ہے باطل کی مغلوبیت سے باعتبار وجود غالب حق کے نہ زہوق مطلق یعنی گم ہونا مراد نہیں ہے کہ بداہت کے خلاف ہے ـ اور من وجہ یعنی کسی نہ کسی وجہ مین مقصود ہے اپنی آپ کی اور موجودات کی امتیاز کی معرفت مین ـ اور امتیاز موجودات کی معرفت مین مقصود من وجہ اس سبب سے ہے کہ معرفت امتیاز کی ضد سے ہے ـ وننزل ـ اور اوتارتے ہین ہم یعنی ہم اثبات کرتے ہین جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ حدید کی سوم رکوع مین اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ ...... آخر تک اور اوتارا ہمنے لوہے کو یعنی اوسکو وجود مین لائے کہ اوسمین باس شدید یعنی سخت جانجندی ہے ـ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ـ ہر زمانہ مین قرآن مجید کی دلائل سے ہستی یعنی ہونا ایسی چیز کا کہ شفاء و رحمت ہے مومنین کیلئے ـ یہان شفاء و رحمت معنی صفت مین ہے یا معنی مبالغہ مین یعنی اوسی حق کی معرفت از روی ذات و صفات کہ یہ حقیقت و معرفت ذات و صفات حق شفا ہے دنیا مین مسلوبات کی بیماریون سے اور رحمت ہے آخرت مین ترقی درجات اور دوزخ کی درکات سے نجات کیلئے جمال ذات و صفات کی مشاہدہ کر نہین بسبب دلیل بنجانیکے موجودات قدیمہ پر ـ اور یہین سے یہ ہے جو فرمایا حضور صلعم نے جسنے مجھکو دیکھہ لیا پس یقینی اوسنے حق کو دیکھہ لیا ـ

بیان معنی باطل

بیان معنی زہوق

سبق وبدانکہ لفظ الحق بقاعدہ نحو مفعول بہ است نہ تمیز بدلالۃ الف ولام تعریف واتباع اہل
تنبیہ پس ندانستہ شد کہ تخصیص رویت فی المنام بجیست ء وازینجاست کہ عرضداشت
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُبّب الیّ من الدنیا ثلث النظر الیٰ وجہ رسول اللہ صلعم
وبملاحظۂ اعمال برائی تعمیل وجزاو بحمایۃ وشفاعۃ ونیز استفادہ معنی شفاء ورحمۃ درمقابلۂ
مرض ومصیبۃ وصعوبۃ تلمیحاً بواسطۂ لفظ شفاء عالم المقصود تواند شد چنانکہ مسلم البدایت است
نہ بدلالت ازان درین محل صراحتاً کہ ربطی از نظم ماسبق ندارد ونیز تواند شد کہ مقصود از ما موصول
آیات شفاء ورحمۃ است زیرا کہ نازل نشود از قرآن مگر قرآن بمغایرت من وجہ نہ غیر مطلق نہ
عین مطلق وازینجا کہ عموم شفاء ورحمۃ پر مراد تواند شد ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست +
ونمی افزاید قرآن مجید از حد برون روندگان را مگر خسارت - بنابر مفہوم یضل بہ کثیرا
در زیادت خسارت بر محرومی از شفاء ورحمۃ بعقاب وعذاب وحصر وتحقق وموکد است
علیٰ تفاوت الدرجات العیاذ باللہ تعالیٰ

ترجمہ اور معلوم ہو کہ اس حدیث شریف میں لفظ الحق نحو کی قاعدہ کے موافق مفعول بہ ہے نہ تمیز بسبب دلالت الف ولام تعریف کے جیسا کہ دأب ہے
اہل زبان کا **تنبیہ** پس سمجھا گیا کہ دیکھنے کی تخصیص خواب میں نسبت حضور صلعم کس چیز کے سبب سے ہے - اور اسیوجہ سے ہے کہ یہ بیان
کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ مجھے محبوب ہیں دنیا میں سے تین چیزیں اونمیں سے ایکبار روئے مبارک رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ہے - اور رحمت ہے یہ ذات وصفات حق اعمال کے ملاحظہ کرنیمیں تعمیل وجزا کیلئے
اور حمایت وشفاعت کیلئے - اور شفاء ورحمت کی معنی سے فائدہ اوٹھانا مرض ومصیبت اور صعوبت کی مقابلہ میں
بھی بطور تلمیح ہوسکتا ہے یعنی ان الفاظ سے اشارہ کے طور پر اس معنی کا بھی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے بواسطہ
لفظ شفاء کے کہ مقصود میں عام ہے جیسا کہ مسلم البدایت ہے یعنی ابتدا کا تسلیم کردہ ہے نہ بذریعہ دلالت اوسکی
نسبت اس محل میں بطور صراحت استفادہ ہوسکتا ہے کیونکہ نظم عبارت ماسبق سے کوئی ربط نہیں
رکھتا ہے - اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مقصود ما موصولہ سے شفاء ورحمت کی آیتیں ہیں کیونکہ قرآن
سے نہیں نازل ہوتا ہے مگر قرآن کسیقدر مغایرت کے ساتھ نہ بالکل غیر نہ مطلق عین - اور
چونکہ شفاء ورحمت کا عموم ہر مراد پر ہوسکتا ہے لہذا ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + یعنی - ہر کسی کا
فکر ہمت کے موافق ہوتا ہے - ولا یزید الظالمین الا خسارا اور قرآن مجید حد سے بڑھنے والوں
کو نہیں بڑھاتا ہے مگر ٹوٹا - بسبب مفہوم یضل بہ کثیرا - کے - یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اوسکے
بہتوں کو - اور شفاء ورحمت سے محروم ہونے پر زیادتی نقصان کی عقاب وعذاب کیساتھ ہے کہ یہ استثنا کے سبب محصر ومحقق وموکد
ہے یعنی یہ زیادتی نقصان حصر کیگئی اور یقینی اور تاکید کیگئی ہے ظالمین کے تفاوت درجونکی بنا پر - خدائے تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے -

بیان استفادہ معنی شفاء ورحمۃ بمرض ومصیبۃ وصعوبۃ از وصلعم

باید دانست کہ لفظ ظالمین میخواہد شفاء و رحمۃ را بہر مراد اول محلاً نہ بر ثانی و لفظ خساراً
نیز چہ خسارت مخصوص در انکار ہمین مراد اول است و درینجا لطیفہ بر مراد ثانی است
کہ خلاف مراد ماول بخیریت شفاء و رحمۃ ثابتۃ است بحکمۃ خدای حکیم و علیم و نیز ہر کس را
کہ حصول شفاء و رحمۃ بر مراد اول از قرآن مجید نباشد و نہ بر مراد ثانی ظالم است

نعوذ باللہ تعالیٰ من امراض القلب اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ و
ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ - بدین حکایتی است آشنائی با کسے جنونی میداشت
گاہی کہ مرضش میگرفت حلقہ انگشت کہ نشانی او داشتہ بود بدہن می نہاد بالحال شفاء
می یافت وای بر محرومی از شفاء و رحمۃ لظلم بی محبتی کہ سبد ہمہ ظلام و علت زیادت
خسارت است ای وای چہ توان گفت **شعر** ہر چہ ہست از قامت ناساز بی اندام
ماست ٭ ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست ٭ لاحول لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جبالہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ -

ترجمہ سمجھنا چاہیئے کہ لفظ ظالمین چاہتا ہے شفاء و رحمت کو مراد اول پر کہ بمشاہدہ جمال ذات و صفات اور بملاحظہ
اعمال ہو محل مقام کی بناپر - نہ مراد دوم پر کہ آیات شفاء و رحمت ہون - اور لفظ خساراً بھی مقتضی شفا و رحمت
ہے کیونکہ خسارت مخصوص ہے اسی مراد اول کے انکار مین - اور یہان ایک لطیفہ مراد ثانی پر ہے کہ خلاف
مراد ماول ہے شفاء و رحمت ثابتہ کے خیر ہونے کے ساتھ موافق حکمت خدائے حکیم و علیم کے - اور یہ بھی
ہے کہ جس کسی کو کہ شفاء و رحمت کا حاصل ہونا مراد اول پر قرآن مجید سے نہ ہووے نہ مراد دوم پر ظالم ہے خدا
تعالیٰ ہمین دل کی بیماریون سے پناہ مین رکھے - خدایا رحمت و سلامتی بھیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہین اور
اونکے انوار پر جیسا تو اونکو دوست رکھتا ہے اور تو راضی ہے اوس سے اور اونکو شفیع کر ہم مین اور بطفیل اونکے
ہمپر رحم کر - اسپر ایک حکایت ہے کہ ایک آشنا کیسیکے ساتھ کچھ جنون و دیوانگی رکھتا تھا جب کبھی اوسکو
بیماری آلیتی تو اوسکا چھلہ اونگلی کا کہ اوسکے پاس بطور نشانی تھا منہ مین رکھہ لیا کرتا فوراً شفا ہو جاتی - افسوس
ہے شفاء و رحمت سے محروم ہوجانے پر بسبب ظلم بی محبتی کے کہ یہی سب ظلمونکا مبدا ہے اور علت
ہے زیادتی نقصان کی - اے افسوس کیا کہا جا سکتا ہے **شعر** ہر چہ ہست از قامت ناساز بی اندا
ماست ٭ ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست ٭ ترجمہ جو کچھ برائی ہے وہ اسی جسم و قد بیں ہے
ورنہ تیرا صلہ تو کسی قدر پہ کم نہین ٭ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ
وعلی جبالہ کما تحبہ و ترضاہ وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

باید دانست یافتن صحبت نبی وقت فرض است وصحبت عبارتست از تاثیر واگر نیافت ابتلای ضروری شریعت نتواند شد اگرچہ عارف توحید پروردگار عالم باشد ہمانکہ در جاہلیت است پس بر او است یافتن صحبت آنکہ یافتش برای انتفاع منافع صحبت پیغمبر لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من لم یدرک امام زمانہ فقد مات کمیتۃ الجاہلیۃ - وقولہ صلعم الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ و موید این است علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل + تشبیہ شیخ قوم بہ نبی امت در مرکزیت تعین است کہ منشاء افادت منتزعات خود است بانتزاع تضمنی یا التزامی بقیام حقیقی یا مجازی و ہمین است معنی امام از اینجا است حقیقت تقلید مقلد بمقلد عنہ فکیف الفراغ بینہما واز اینجا است قولہ صلعم من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان + ای منشاء افادت منتزعاتش و باید دانست تقلید در لغت قلادہ بگردن انداختن است و در اصطلاح فرمانبری پس لازم قرار است در دائرہ تبع صاحب مرکز کہ ماخذ تقلید است پس تقلید حسن حسن است و تقلید قبیح قبیح + + + + +

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ نبی وقت کی صحبت پانا فرض ہے - اور صحبت عبارت ہے تاثر سے اور اگر صحبت نہ پائے تو ضروری شریعت کی ابتلا و آزمائش نہیں ہوسکتی ہے اگرچہ پروردگار عالم کی توحید کا عارف ہووے ویسا ہی ہے کہ جاہلیت میں ہے پس اوسپر لازم ہے صحبت پانا اوس کی جیسے نبی کی صحبت پای تا کہ پیغمبر کی صحبت کے منافع سے فائدہ اوٹھاوے کیونکہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جسنے اپنے وقت کے امام کو نپایا تو تحقیق وہ مرا مانند میت زمانہ جاہلیت کے یعنی اوسکی موت مثل موت زمانہ جاہلیت کے ہے - اور فرمایا حضور صلعم نے کہ شیخ اپنی قوم میں مانند نبی کے ہے اپنی امت میں - اور اسی کی تائید میں ہے یہ حدیث کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں - تشبیہ شیخ قوم کی نبی امت کا تعین ہے مرکز ہونے میں یا کہ وہ مرکز منشاء افادت ہے اپنے منتزعات کا یعنی جو تعینات اوس سے منتزع ہیں وہ فائدہ اوسی مرکز سے اوٹھاتے ہیں پس یہ تعین شیخ و نبی وقت منشاء و مرکز ہے اون تعینات کا جو اوس سے منتزع ہیں تضمنی انتزاع کے سبب یا التزامی انتزاع کے سبب قیام حقیقی یا مجازی کے ساتھ - اور یہی معنی امام کا ہے - یہیں سے حقیقت تقلید مقلد کی ہے مقلد عنہ کے ساتھ یعنی تقلید کرنیوالا جسکی تقلید کرے اس تقلید کا منشاء اسی جگہ سے پیدا ہوتا ہے پس دونوں کے درمیان یعنی مقلد و مقلد کے کیسے فراغ ہوسکتا ہے مطلب کہ جسکی تقلید کرے آپس میں ایکدوسرے سے فراغ و بے نیازی کیسے ہوسکتی - اور یہیں سے یہ قول ہے حضور صلعم کا جس کسیکا کوئی شیخ نہیں ہے تو اوسکا شیخ شیطان ہے یعنی اوسکے منتزعات کا منشاء افادت - اور سمجھنا چاہیے لغت میں تقلید کے معنی گردن میں قلادہ یعنی گلوبند یا گردن بند ڈالنا ہے - اور اصطلاح میں حکم کا بجالانا پس صاحب مرکز کے دائرہ تبع میں اس تقلید کے سبب قرار لازم ہے کیونکہ صاحب مرکز ماخذ تقلید ہے کہ تقلید و تبع کا اخذ کرنا اوس سے

بیان فرضیت صحبت نبی و اصحاب او بغرض انتفاع منافع صحبت ابتلا دشریعت و معنی صحبت مع نصوص احادیث -

بیان معنی تقلید و تحقیق لغوی و اصطلاحی و لزوم مقلد بمقلد عنہ - و ابطال تقلید بہ تحقیق -

و تلفیق بہم درآوردن دو چیز است و در اصطلاح مخالطت ملت و مذہب پس لازم خروج از دائرہ تبع صاحب مرکز است پس تلفیق مبطل تقلید محکوم بر تفاوت تعین مرکز **ش** بر الخ بتعلق تقلید مفید معنی دیگر از ان کہ بتعلق محکوم است وہر دو مقصود تواند شد **ھ** راست و اگر رجوع کند باصل بیطلان تقلید لازم تعارض احکام باطل شد یا فتن صحبت و ساقط شد ابتلاء ہمانا ہوای نفس را در پردۂ شریعت تابع است نہ شریعت را قال اللہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول بعد ما تبین لہ الہدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم ط و سارت مصیرا ۵

ترجمہ فرمود خدای تعالیٰ وہر کہ مخالفت کند رسول را صلعم پس آنکہ ظاہر شد برای او ہدایت و پیروی کند غیر راہی را از راہہای مومنین بگردانیم اورا

بآن چیز کہ دوست داشت آنرا و رسانیم

اورا بدوزخ کہ جاے بد است

ترجمہ اور تلفیق لغت میں دو چیز کا اکٹھا کرنا ہے اور اصطلاح میں ملت و مذہب کا باہم مخلوط کر دینا پس یہ تلفیق صاحب مرکز کے دائرہ تبع سے خروج کو لازم ہے پس تلفیق باطل کرنیوالی ہے تقلید محکوم کو خواہ یہ تقلید تعین مرکز کے تفاوت پر ہو خواہ یہ تقلید محکوم اسی محکوم کے تعین مرکز کے تفاوت کی بنا پر ہو کہ یہ دونوں مقصود ہو سکتے ہیں یعنی اگر تقلید دو متفاوت مرکزون کے تعین کی بنا پر ہے تو اس تلفیق میں ایک صاحب مرکز کی تبع دوسرے کو دائرہ تبع سے خروج کو لازم ہے تو یہ خروج لازم اوس قرار لازم کا جو صاحب مرکز کے دائرہ تبع میں تقلید کیلئے لازم ہے بطلان کریگا پس تقلید محکوم کا مبطل ہوگا۔ اسیطرح اگر تقلید ہے دو متفاوت محکوم لتا کی کہ یہ دونون محکوم ہین دو متفاوت تعین مرکز تو اس تلفیق مین ہر ایک محکوم صاحب مرکز متعین کی تبع و تقلید لبسبب تقلید محکوم کے جو صاحب مرکز کو دائرہ تبع مین قرار کو لازمی ہے تقلید محکومیت متفاوت مراکز کے سبب خروج کو لازم کریگی اور لزوم خروج مبطل تقلید محکومیت ظرفین ہے پس تلفیق تقلید محکوم کی مبطل ہے اور اگر تلفیق اصل کی طرف رجوع کرتی ہے تو بسبب بطلان تقلید کہ احکام کی تعارض کو لازمی ہے صحبت کا پانا باطل ہو گیا اور ابتلا ساقط ہو گئی۔ گویا شریعت کی پردہ مین ہوائی نفس کا تابع ہے نہ شریعت کا فرمایا خدا تعالیٰ نے سورۂ نساء کی رکوع سترہ مین ومن یشاقق الرسول بعد ما تبین لہ الہدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم ط و سائت مصیرا ۵ یعنی اور جو کوئی رسول صلعم کی مخالفت کریگا بعد اس بات کی کہ اوس کے لیے ہدایت ظاہر ہوگی۔ اور پیروی کریگا مومنین کے راستون مین سے کسی غیر راستہ کی پھیر دینگے ہم اوسکو اوسی چیز کیطرف کہ اوسنے اوسکو دوست رکھا اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ ہے

باید دانست الف ولام تعریف یا عہد ذہنی بر لفظ رسول است بنا بر خصوص محل و مقتضائے صحۃ عموم واقع از روئے عموم لفظ الف ولام استغراق ہم میتواند شد با شمول خصوص و بر مومنین الف ولام تعریف یا عہد ذہنی است با اعجاز پیشین گوئی کہ بر مذہب چہار مفید تعیین با بشارت مرتبہ اقل جمع کثرت تا چہار کہ در شہادت بر نفس خود بر غیر خود و در جماعۃ جمعہ و در قول عوام محتاط و معتبر است **پس** باید دانست گفتند کہ جمع قلت و جمع کثرت در جانب کثرت متفاوت است نہ در جانب قلت پس مرتبۂ اقل جمع کہ سہ است در ہر دو معتبر است انتہی و تواند شد کہ مرتبۂ اقل جمع کثرت چہار باشد چنانکہ در جانب کثرت متفاوت است در جانب قلت نیز نظر کنی بر قول اللہ سبحانہ اربع شہادات باللہ الآیہ و فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم الآیہ و بر قول فقہاء البعض قرار جماعۃ در نماز بیک امام و مقتدی گفتند و بعض بیک امام و سہ مقتدی پس قول اول بر بنائے مرتبۂ اقل جمع قلت است و ثانی بر بنائے مرتبۂ اقل جمع کثرت کہ در نماز جمعہ محتاط و معتبر است و بر قول عوام کہ میگویند کہ انچہ چہار کس بگویند

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ لفظ رسول پر بسبب خصوص محل الف ولام تعریف یا عہد ذہنی ہے۔ اور صحت عموم کے مقتضی کہ جو عموم لفظ کے سبب واقع ہے الف ولام استغراق بھی ہو سکتا ہے مع شمول خصوص کے۔ اور لفظ مومنین پر الف ولام تعریف یا عہد ذہنی ہے کہ اسمیں اعجاز پیشین گوئی ہو رہا ہے اسطرح کہ چاروں مذہبوں پر کہ مرتبۂ اقل جمع کثرت کی بشارت سے چہار تک کی تعیین کو مفید ہو کر یہ پیشین گوئی مذاہب اربعہ کیلئے اسی تعیین محدودہ کے ساتھ اسطرح منطبق ہو گئی ہے جیسا کہ یہی تعیین شہادت میں اپنی نفس پر اور اپنے غیر پر اور جماعت جمعہ میں اور قول عوام میں محتاط و معتبر ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ یہ جو کہا ہے کہ جمع قلت اور جمع کثرت کہ جانب کثرت میں جمع متفاوت ہے نہ جانب قلت میں پس اقل جمع کا مرتبہ کہ تین ہیں ہر دو جمع میں معتبر ہے انتہی اور ہو سکتا ہے کہ اقل جمع کثرت کا مرتبہ چہار ہو ویں جیسا کہ جمع جانب کثرت میں متفاوت ہے جانب قلت میں بھی ہو۔ اگر تو غور کریگا اس قول خدا سبحانہ پر کہ سورۂ نور کے اول رکوع میں ہے اربع شہادات باللہ یعنی چہار بار اللہ کو گواہ کرنا ہے آخر تک اور اسپر فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم الآیہ — کہ سورۂ نساء رکوع تین میں ہے یعنی پس گواہ طلب کرو اوپر چہار کس تم میں سے آخر تک۔ اور اگر تو نظر کریگا قول فقہاء پر کہ بعض نے قرار جماعت کا نماز میں ایک امام اور دو مقتدی کیساتھ کہدیا۔ اور بعض نے ایک امام اور تین مقتدی کے ساتھ جماعت کا قرار بیان کیا۔ تو معلوم کر لے گا کہ پہلا قول جمع قلت کے اقل مرتبہ کی بنا پر ہے۔ اور دوسرا جمع کثرت کے اقل مرتبہ کی بنا پر جو نماز جمعہ میں محتاط و معتبر ہے۔ اور یہی قول عوام کے قول کی بنا پر ہے کہ کہا کرتے ہیں کہ جو چہار آدمی کہدینگے۔

ص انطباق پزیرفتہ نہ الف ولام استغراق بنا بر آنکہ صحۃ عموم واقع مستلزم مشاقۃ است ومنافی تعیین وبعد ما تبین لہ الہدیٰ شرط صحۃ مشاقۃ وتلفیق است **ش** ای بی تبین ہدایت مشاقۃ وتلفیق صورت نہ بندد **ص** ولفظ یشاقق الرسول دال ست بر مخالفت مرکز اصلی ویتبع غیر سبیل المومنین عطف تفسیر باتحاد فی العوارض از مشاقۃ است مع مغایرۃ من وجہ بتعیین مراکز تابع مغائر یکدگر من وجہ ماخذ تلفیق کہ مستفاد است بدلالۃ اقتضائے جنسیۃ سبیل بمقابلہ جمع **ش** باضافۃ سبیل بسوئی مومنین **ص** مر افراد را چنانکہ واحد بمقابلہ واحد از مرتبۂ اقل جمع کثرت تا چہار انطباق پزیرد۔ کہ مقتضائے الف ولام تعریف یا عہد ذہنی درینمحل بنا بر ارتفاع لزوم مشاقۃ است ورنہ **ش** ای اگر نباشد عطف تفسیر از مشاقۃ باتحاد فی العوارض مع مغایرت من وجہ بتعیین مراکز تابع مغائر یکدگر من وجہ **ص** بمغایرت من کل الوجوہ بجواز تردید مفہوم شرط متعارض وحکم جزا متخالف مسلم است وملتی دیگر ثابت وباتحاد من کل الوجوہ کہ مستفاد است بدلالۃ سبیل بمعنی واحد مفید نتیجۂ اجماع

ترجمہ نہ لفظ مومنین پر الف لام استغراق کا ہے کیونکہ عموم جو واقع ہے اوسکی صحت مشاقت یعنی مخالفت کی مستلزم ہے اور تعیین کی منافی۔ اور بعد ما تبین لہ الہدیٰ یعنی بعد اوس چیز کے کہ اون کیلئے ہدایت ظاہر ہوگئی۔ یہی ظہور ہدایت شرط ہے صحت مخالفت وتلفیق کی یعنی مشاقت اور تلفیق بغیر ظاہر ہونے ہدایت کے نہیں حاصل ہوسکتی۔ اور لفظ یشاقق الرسول۔ مرکز اصلی کی مخالفت پر دلالت کر رہا ہے۔ اور یتبع غیر سبیل المومنین۔ یعنی مومنین کے راستون کے علاوہ کسی اور راستہ کی پیروی کرنا۔ یہ جملہ عطف تفسیر ہے مشاقت کا بسبب اتحاد کے عوارض مین مع مغایرت من وجہ کے کہ مغایرت تابع مرکزون کی تعیین کے سبب ہے جو آپسمین من وجہ مغایر ہین۔ اور یہی مغایرت من وجہ تلفیق کا ماخذ یعنی اوسکا محل اخذ ہے جو مستفاد ہے لفظ سبیل کے تقاضائے جنسیت کی دلالت سے لفظ جمع مومنین کی مقابلہ مین خاص افراد کیلئے بسبب اضافت لفظ سبیل کے کہ مومنین کی طرف ہے۔ جیسا کہ واحد مقابلہ واحد مین مرتبہ اقل سے جمع کثرت کی چہار تک انطباق پا جاتا ہے یعنی منطبق ہوجاتا ہے کیونکہ الف لام تعریف یا عہد ذہنی کا جو مومنین پر اسی انطباق اربعہ کی اس محل مین خواہش کر رہا ہے لزوم مشاقت کے مرتفع ہوجانیکے سبب۔ نہین تو یعنی اگر جملہ یتبع غیر سبیل المومنین مشاقت کا عطف تفسیر نہوگا عوارض مین اتحاد کے سبب مع مغایرت من وجہ کے تابع مرکزون کی تعیین مین جو آپسمین مغایر من وجہ ہون۔ تو پھر ہر وجہ کی مغایرت کے سبب تردید کے جائز ہونیسے شرط مفہوم متعارض ہوگا جملہ مذکور کے اور حکم جزا کا تسلیم کردہ کے جو مسلّم ہے متخالف ہوگا۔ اور ایک ملت دوسری ثابت ہوجائیگی اور در صورت اتحاد ہر وجہ کے جو مستفاد ہے لفظ سبیل کی دلالت سے معنی واحد مین کہ مفید نتیجہ اجماع کو ہے۔

وباضافتش باغیر منتج اندراجش بمشاقفة بارسول عطف مہمل است ومتحد من بعض الوجہ -
ش ای غیر مجمع علیہ ہمچو مسائل خلافی م باطل وبمشاقفة شامل وچنان نیست ش
کہ مسائل خلافی باطل وبمشاقفة شامل گردد م بخلاف مغایرت من وجہ بتعیین مراکز کہ مقصود
وصحح عطف ومتحد من بعض الوجہ است باید دانست مخالطت اتباع مراکز اصلیہ مشاقفة
آرد ومراکز تابع متحد المنشاء ش عطف است بر مراکز اصلیہ م تلفیق ش آرد
م وہمانا مخالطت در مرکز واحد نتواند شد مگر در مرکزین پس مستلزم مخالفت یک بدیگر است
بلزوم خروج غیر متعارض از ہر مرکزنہ ش ای نہ مستلزم موافقت م موافقت یک بدیگر باتناع دخول
متعارض در ہر مرکز پس مخالطت باتباع مراکز خروج لازم است ومخالفت باتباع مراکز خروج ملتزم ش
تفاوت لازم وملتزم بجد است وپس م پس ازین کریمہ قبح مشاقفة بارسول واتباع غیر سبیل المومنین باشارت
تحقیق جزاء الشرط وحسن موافقت بارسول واتباع سبیل المومنین در خلاف شرط وجزا ثابت است وازانجا کہ
برائے صحت اضافت در منکر تخصیصے لابدست کہ ناشی از ہمین اضافت است چنانکہ بروش تا استقامت معنی ضروری است ش

ترجمہ اور نسبت اضافت اسی لفظ سبیل کے لفظ غیر کے ساتھ کہ منتج ہے اوسکے اندراج کی مشاقفت مین رسول کیساتھ
کیونکہ غیر سبیل مومنین ہی ہی جو رسول کی مشاقفت مین مندرج ہے ان سب صورتون مین عطف مہمل ہی - اور متحد بعض وجہ سے یعنی
یہ کہ غیر مجمع علیہ ہو مانند خلافی مسائل کے یہ باطل ہو اور مشاقفت مین شامل ہو حالانکہ ایسا نہین ہی کہ مسائل خلافی باطل ہون
اور مخالفت مین شامل ہون کہ - بخلاف مغایرت من وجہ کے جو تعیین مراکز مین ہی کہ یہی مقصود ہی اور مصحح ہی عطف کا
اور متحد بعض وجہ کا یعنی مغایر ہونا من وجہ تعیین مراکز کا یہی مقصود ہے اور عطف کو بھی صحیح کرتا ہی اور یہی متحد بعض وجہ کی بھی صحت
کرتا ہی - سمجھنا چاہیے کہ مخالطت اتباع مراکز اصلیہ کی مشاقفت پیدا کرتی ہی - اور مخالطت اتباع مراکز تابع متحد المنشا کی
تلفیق لاتی ہے - اور یہی وجہ ہی کہ مخالطت ایک مرکز مین نہین ہوسکتی ہی مگر دو مرکزون مین - پس یہی مخالطت ایک کی
دوسری کیساتھ مخالفت کی مستلزم ہی بسبب لزوم خروج غیر متعارض کے ہر مرکز سے - نہ یہ مخالطت ایک کی دوسری کیساتھ
موافقت کی مستلزم ہی کہ توافق ایک کا دوسرے کے ساتھ ہو بسبب امتناع دخول متعارض کی ہر مرکز مین پس مخالطت اتباع
مراکز مین خروج لازمی ہی اور مخالفت اتباع مراکز مین خروج ملتزم ہی - لازم و التزام کا تفاوت باعتبار خاصیت باب افتعال
کی جد یعنی کوشش لزوم کی ہی معلوم ہو جاتا ہی - اور یہی خاصیت اندونون مین فرق کرنیکو کافی ہی پس اس آیت کریمہ سے
برائی رسول کے ساتھ مخالفت کی اور مومنین کی راستون کے علاوہ کسی راستہ پیرو ہونیکی جسکی طرف متحقق ہونا جزا کا
شرط کیساتھ اشارہ کر رہا ہی - اور خوبی رسول کے ساتھ موافقت کی اور مومنین کے راستون کی پیرو ہونیکی کہ شرط و جزا کے خلاف
مین ہی ثابت ہی - اور چونکہ صحت اضافت کیلئے اسم منکر مین کوئی تخصیص جس سے چارہ نہین ہے اسلئے کہ یہ تخصیص اسی
اضافت سے ناشی ہی - ایسی تخصیص کہ منکر کو استقامت معنی تک پہنچا دے ضروری ہی -

بیان وجہ حسن ربط موافقت و مخالفت رسول و اتباع سبیل و غیر سبیل مومنین از تکلیف

چه اضافة و منکرات غیر مخصصه مهمل المعنی است ۵ از اشارت تخصیص که باضافة بین سبیل المؤمنین نتیج افراد است حقیقة و مغایرت مراکز تابعه ش سلف ۵ موصله ش خلف بسلف ۵ مؤمنین یعنی مذاهب اربعه مرتبهٔ اقل جمع کثرت که معبر بسواد اعظم است ش سواد اعظم عبارت است از وجود باجود حضرت محمد رسول اللہ تعالی صلعم چنانکه در ذکر حاضری دردمند بآستان رحمة نشان حضرت حبیب اللہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمة اللہ تعالی علیه مذکور است ای محمدیة درین چهار است یعنی مذهب حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی رضوان اللہ تعالی علیهم اجمعین و تفضیلات این چهار مذهب و سلاسل متضمنهٔ آنها و فضل صاحب مذهب و سلسله و کیفیة اجماع بر حقیة اینهمه در قرون که باطل نتواند شد بل منکرش خود باطل است برا هر کتب اهل سنت و جماعت مخفی نخواهد بود ۵ و سلاسل پیران طریقت رضوان اللہ تعالی علیهم در احتیاج مرکز اصلی و اتباع یکی از آنها را اقتضای خلاف شرط واضح است کما هو المشهور سلفاً باجماعهم تصدیقاً لما بین ایدیهم ش درین عبارت مختصر از کما هو تا ایدیهم بحثی طویل بدعوی متضمن دلالة بر اثبات مقصود است به بینید تا بلند کجا

ترجمہ اس سبب سے کہ منکرات غیر مخصصہ مین اضافت مہمل المعنی ہی - اس اشارت تخصیص منکر ہے جو سبب اضافت درمیان سبیل المومنین نتیج افراد ہی حقیقت اور مغایرت اون مراکز تابعہ سلف مومنین کی کہ وہی خلف کو سلف سے پیوستہ کرنیوالے ہین یعنی چارون مذاہب کی حقیقت و مغایرت کہ اقل مرتبہ جمع کثرت کا ہی باعتبار عدد چار کہ مرتبہ اقل جمع کثرت ہی کہ یہ مرتبہ سواد اعظم سی تعبیر کیا جاتا ہی - اور حقیقت سلسلون پیران طریقت رضوان اللہ تعالی علیہم کی محتاج ہونین اصلی مرکز کے اور پیرو ہونین انمین سی کسی ایک کی ساتھ خلاف شرط کے اقتضا یعنی خواہش کرنے پر واضح ہی - معلوم ہوا کہ سواد اعظم عبارت ہی حضرت محمد رسول خدای تعالی صلعم کے وجود سے جیسا کہ ایک دردمند کی حضرت حبیب اللہ معین الدین چشتی اجمیری رحمة اللہ علیہ کے آستانہ رحمت نشان پر حاضری کی ذکر مین مذکور ہے - یعنی یہ کہ محمدیت انہین چار مین ہے یعنی مذہب حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین - اور ان چارون مذہبون اور اون کی متضمن سلسلون کی تفضیلت اور صاحب مذہب اور سلسلہ کا فضل و بزرگی - اور ان سبکی حقیت پر قرون سابقہ و لاحقہ مین اجماع کی کیفیت جو باطل نہین ہو سکتی ہے بلکہ اوسکا منکر خود باطل ہے اوس شخص پر جو اہل سنت و جماعت کی کتابون پر ماہر ہے پوشیدہ نرہے گی کما ہو المشہور سلفاً باجماعہم تصدیقاً لما بین ایدیہم یعنی جیسا کہ وہ مشہور ہی از روئے سلف کی اجماع سے بسبب تصدیق یعنی قبول کر لینے کے اوس چیز کو جو اُن کے سامنے اور اون کے ہاتھون مین ہے - اس مختصر عبارت مین جو کما ہو سے ایدیہم تک ہے ایک بحث طویل ہے ایسے دعوی کے ساتھ جو متضمن دلالت سے مقصود کے اثبات پر - چاہیے کہ دیکھے کہ کہانتک دیکھتا ہے

پس ہیچ شئ را وا گردانیدہ شود تا آنکہ مفہوم جملہ مہمل گردد و حال این است کہ مہمل نتواند شد و نیز فرمود سبحانہ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ج وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ ترجمہ وہر کہ اختیار کند بہ پسندیدگی غیر اسلام را اندر معنی دین پس ہرگز قبول نکردہ شود آن دین ازو و آن در آخرت از خاسران است و معنی خسارت بمقابلہ نفع است باید دانست کہ اسلام دین محمدی است صلعم چنانکہ در سورۂ حج است ھو سمّٰکم المسلمین ۰ پس غیر اسلام غیر دین اہل سنت و جماعۃ محمدی است بدلیل آنکہ بعد اقرار شہادتین دلیلی بر تخصیص و تحقیق اسلام ماورای دلائل نصی اجماع است پس اجماع بر تعیین دین اسلام جز در بین چہار فرقہ حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی و سلاسل متضمنہ اینہا از یک بدیگر بہ تصدیق ما بین ایدیہم یافتہ نشود و اجماع از دلائل قطعیہ است کما ھو المقرر پس ہر کہ خلاف اجماع شد از تخصیص و تحقیق قطعی اسلام مجمع علیہ بیرون شد بخلاف فرق دیگر کہ اجماع بر کفر ہر فرقہ بتکذیب ما بین ایدیہم از یک بدیگر است پس تخصیص و تحقیق دین اسلام نباشد مگر در ہمین چہار و سلاسل متضمنہ آنہا و بنا بر استدراک سبیل المومنین فرمود تعالیٰ شانہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۰

ترجمہ پس اوسکا رد اوس کی رد کرنے والے پر پھیر دیا جائیگا یہانتک کہ مفہوم جملہ مہمل ہوجاوے اور حال یہ ہے کہ مہمل نہیں ہوسکتا ہے۔ اور اوسیکو فرمایا ہے حق سبحانہ نے سورۂ آل عمران کی رکوع نو مین ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ج وھو فی الآخرۃ من الخاسرین یعنی اور جو کوئی غیر اسلام کو دین سمجھکر پسندیدگی سے اختیار کریگا پس ہرگز نہ قبول کیاجائیگا وہ دین اوس سے اور وہ آخرت مین خسارہ یعنی ٹوٹے والون مین ہے۔ خسارت کی معنی نفع کے مقابلہ مین ہین۔ سمجھنا چاہئے کہ اسلام ... دین محمدی صلعم ہے جیسا کہ سورۂ حج کی آخر رکوع مین ہے ھو سمّٰکم المسلمین۔ یعنی اوسکے تمہارا نام مسلمین رکھا۔ پس غیر اسلام غیر ہے اوس دین کا جو اہل سنت وجماعت محمدی کا دین ہے۔ اس دلیل سے کہ بعد اقرار شہادتین کی تخصیص و تحقیق اسلام پر سوای دلائل نصی کے ایک دلیل اجماع ہے۔ پس دین اسلام کی تعیین پر اجماع بجز ان چار فرقون کی نہین پایا جاتا ہے کہ حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی ہین اور جو سلاسل کہ انہین سے متضمن ہین کہ یہ سب ایک کی دوسرے کے ساتھ تصدیق ما بین ایدیہم مین ہین یعنی وے سبھی اوسی کی ماننے اور قبول کرنے والے ہین جو انکی روبرو پایا جاتا ہے کہ اونکے آپس کی تصدیق اور قبولیت سے اون کی اجماع پر شہادت ایک دوسرے کی ہورہی ہے اور یہی انکے مخصوص حقیقت پر ہونیکی بہت بڑی اور قطعی دلیل ہے اور اجماع دلائل قطعیہ سے ہے جیسا کہ وہ ٹھہر چکا ہے پس جو کوئی اجماع کی خلاف ہوا اسلام کی تخصیص و تحقیق قطعی مجمع علیہ سے باہر ہوا۔ بخلاف دوسرے فرقون کی کہ جماعت ہر فرقہ کی کفر پر بسبب تکذیب ما بین ایدیہم کی ایک سے دوسرے پر ہورہا ہے پس تخصیص و تحقیق دین اسلام ہوگی مگر انہین چار اور اون کی متضمن سلاسل مین اور راہ مومنین کے استدراک یعنی طلب دریافت کیلئے فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے سورۂ نحل کی پانچویں رکوع مین فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

تفسیر کریمہ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً الخ و اینکہ اسلام دین محمدی است

بیان اجماع بر تعیین دین اسلام از ہدایت اربعہ و غیرہ بر تصدیق ہمدیگر یافتہ شود۔

ترجمہ پرسید از اہل ذکر اگر ہستید کہ نمی دانید + باید دانست ذکر آنست کہ مذکور رمیرساند یعنا دال است بر مدلول پس اہل ذکر آنند کہ میدارند دلائل عقلی موافق دلائل قولی و فعلی و حالی بر مدلول ولیکن بہترین دلائل دلالۃ حالیست کہ خاصۂ خاصان است پس فعلی پس قولی پس تقدیم جہل بر علم ممکن از احتیاج اہل ذکر چارہ نباشد پس تقلید امری مدیہی از عادت خلق است کہ انکارش نتواند شد زین پس باید دانست اگر تنازعی شود در امری از اولوالامر بہتر آنست کہ بگردانند آنرا بسوئے خدائی عزوجل و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم تا چہ فرماید لقولہ تعالیٰ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝

باید دانست تنازعی کہ با غیر اولی الامر است مفصل در ضمن اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ - است پس این تنازع با اُولی الامر است نہ با غیر و تنازع با رسول صلعم نتواند شد از انکہ آمر و ناہی است اصلاً و ہم ردوہ الی الرسول - مانع تنازع بر رسول است صلعم و لفظ رسول بمعنی صریح است با مکان ردو سوئی رسول پس تاویل روا نباشد -

ترجمہ یعنی اگر تمہین نہین معلوم ہے راہ مومنین تو تم اہل ذکر سے پوچھو اور دریافت کرو سمجھنا چاہیے کہ ذکر وہ ہے جو مذکور کو پہونچا دیوے یعنی دال ہی مدلول پر - پس اہل ذکر وہ لوگ ہین جو مدلول پر عقلی دلیلین قولی و فعلی و حالی دلیلون کے موافق رکہتے ہین لیکن دلیلون مین سب سے بہتر حالی دلالت ہے جو خاصون کا خاصہ ہے پہر فعلی پہر قولی - پس علم ممکن پر تقدیم جہل کے سبب اہل ذکر کی احتیاج سے چارہ نہوگا - پس تقلید ایک ایسی ہی امر ہے عادت خلق سے جسکا انکار نہیں ہوسکتا - اسکے بعد سمجھنا چاہیے اگر اولوالامر سے کسی امر مین کوئی تنازع یعنی نزاع باہمی ہو جاوے بہتر یہ ہے اُسکو خدائے عزوجل اور اسکے رسول مقبول صلعم کیطرف پہیر دیوے تاکہ کیا فرماوے بسبب فرمانے خدائے تعالیٰ کے کہ سورۂ نساء کے رکوع ہشتم مین ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ یعنی پہر اگر تم مین باہم کسی چیز یا کسی بات مین نزاع یعنی جہگڑا پڑجاوے تو پہیر دو اوسکو اللہ اور رسول کیطرف یعنی اونہین کیطرف رجوع کرجاؤ اگر تمکو خدا کا اور روز جزا کا یقین ہے یہ اچھی بات ہے اور تاویل کی راہ سے بہت خوب ہے یعنی اسکا انجام - سمجھنا چاہیے کہ جو تنازع کہ غیر اولی الامر کے ساتھ ہے وہ ضمن اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم مین مفصل ہے یعنی اس کو بہین اوسکی تفصیل ہوچکی ہے پس تنازع اولوالامر سے ہے نہ غیر کیساتھ اور رسول صلعم کیساتھ تنازع نہین ہوسکتا اس سبب سے کہ آپ بطور اصل امر و ناہی ہین اور ردوہ الی الرسول بہی یعنی رسول کی طرف پہیر دینے کا حکم بہی رسول صلعم سے تنازع کا مانع ہے - اور لفظ رسول معنی صریح مین ہے رسول کی طرف امکان یعنی پہیر دینے کے سبب پس تاویل روا نہوگی - اور تنازع نہین ہوتا ہے مگر اوس چیز مین کہ کتاب و سنت مین صراحتاً نہ پائی جاتی ہو -

وتنازع نشود دیگر درانچه نیافته شود در کتاب وسنت صراحتًا وتنازع فیه مرجوع الیه نتواند شد
وازین مدعا استدلال است به تحقیق معنی این کریمه وازین کریمه دلیلے به بقائی حیات وشعور
بل جمله صفات ذاتیه رسول اللہ تعالیٰ صلعم بعالم برزخ کما قال صلعم علمی بعد وفاتی کعلمی فی
حیاتی + وبرین قیاس جمله صفات ذاتیه ودوام رجوع بآنحضرت صلعم درامور متنازعه ووجوب
عمل موافق حکم عالم برزخ پیدا است ورنه ردّوه الی الرسول وذلک خیر وّاحسن تاویلا لا معنی له آت
ونیز اینکه اطاعة اولو الامر در حکم خدائے عزوجل ورسول مقبول اوتعالیٰ است صلعم نه در
غیر آن چنانکه توقف حضرت زید ابن ثابت دراجتماع قرآن مجید بامر حضرت صدیق اکبر
وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تاآنکه کشاد اللہ تعالیٰ سینهٔ اورا بآنکه
کشاد سینهٔ صدیق اکبر وفاروق اعظم رابآن یعنی
خیریت اجتماع قرآن مجید المذکور
فی المشکوٰۃ

ترجمہ اور تنازع اور متنازع فیہ یعنی جھگڑنیوالا اور جسمین جھگڑا کرتا ہے یہ دونون مرجوع الیہ نہین ہوسکتے
یعنی انکی طرف رجوع نہین کیا جاسکتا - اور اسی مدعا سے استدلال ہے تحقیق معنی مین اس کریمہ کی - اور اس کریمہ
حضور صلعم کے عالم برزخ مین حیات اور شعور بلکہ جملہ صفات ذاتیہ کے باقی رہنے پر ایک دلیل ظاہر ہے جیسا کہ خود
حضور صلعم نے فرمایا کہ میرا علم میری وفات کے بعد بانند میرے اوس علم کے ہے جو میری حیات مین ہے - اور اسی قیاس
تمام صفات ذاتیہ اور دوام اپر رجوع آنحضرت صلعم کیطرف امور متنازعہ اور غیر متنازعہ مین اور عمل کے واجب
ہونیمین موافق حکم عالم برزخ کے ظاہر ہے - ورنہ ردوہ الی الرسول وذلک خیر واحسن تاویلا یعنی اوسکو
رسول کی طرف پھیردو اور یہ بھلا ہے اور انجام بہت خوب ہے لا معنی لہ ہے یعنی اسکے کچھ معنی نہونگے - اور
اسی کریمہ سے اس مدعا پر ایک دلیل ظاہر ہے کہ اولوالامر کی اطاعت خدائے عزوجل اور اسکے رسول مقبول
کے حکم مین ہے نہ اوسکے غیر مین - جیسا کہ توقف حضرت زید ابن ثابت رضؓ کا قرآن مجید کے جمع کرنیمین
حضرت فاروق اعظم رضؓ کے حکم سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم - یہانتک کہ خدائے تعالیٰ نے اون کے سینہ کو
کھولدیا اوسی کی نسبت کہ کھولا تھا سینہ صدیق اکبر رضؓ اور فاروق اعظم کو اوس
سے یعنی قرآن مجید کے جمع ہونیکی خیریت یا بہتری کی بابت جو مشکوٰۃ
مین مذکور ہے -

والبتہ تنازع ورد معاملہ را ہر کس نہ سزد تا تواند پرہیز و ہر کہ سزد فائدہ رد برائے اوست نہ برائے غیر بترسد از خداوند ذوالجلال والاکرام کہ فرمود فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

ترجمہ چہ حال باشد وقتی کہ خواہیم آورد از ہر گروہی گواہ شان یعنی پیغمبر آن گروہ و خواہیم آورد ترا برین گروہ گواہ حال اینان پس اذان ہمہ این است کہ گواہی خواہد داد بر انکار تقلید خود ش صلعم العیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ و شفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ اور البتہ تنازع اور رد معاملہ کے لئے ہر کوئی لایق نہیں ہوتا ہے جبتک ہوسکے پرہیز کرے - اور جو شخص لایق ہووے تو فائدہ رد اوسی کے لئے ہے نہ غیر کے لئے - چاہئے کہ خداوند ذوالجلال والاکرام سے ڈرے کہ فرمایا اوسنے سورہ نسا در کوع چھ بتا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ یعنی کیا حال ہوگا اوسوقت کہ ہم لاوینگے ہر گروہ سے اونکا گواہ یعنی پیغمبر اوس گروہ کا اونکا گواہ - اور لاوینگے ہم تجھکو ان سب گروہ پر ان کے حال کا گواہ - پس اون سب مین سے ایک یہہ ہے کہ خود حضور صلعم اپنے خود کی تقلید کے انکار پر گواہی دینگے - خدائے تعالیٰ اس سے پناہ مین رکھے - اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیت وجود اول و ظہور آخر آنحضرت صلعم و فضل بعض انبیاء بر بعض با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
باید دانست چو آفرینش بمقصود معرفت خواستند بمقتضائے حصول شبہ از وجود خارجی
تعینات خمسہ مبارکہ یعنی مرتبۂ ذات کہ مستجمع جمیع اعتبارات است اوّلاً و اصلاً و صفات
حقیقیہ کہ تحدد و ذات بر آن نیست و انتزاع و صحت و تخصیص فعل از ان ثانیاً و ثانیہ کہ تحدد
ذات بر آن نیست و تقدم و تاخر وجود از حقیقیہ با آن نہ پس در استقرار خود در برابر حقیقیہ
است ثالثاً و تنزیہ کہ منتزع است از تنزہات ذات و صفات و صفاً للموجود لا احتیاجاً
للوجود پس در استقرار خود در برابر ذات است باستجماع رابعاً و فعلیہ کہ منتزع است از حقیقیہ احتیاجاً للوجود
پس در استقرار برابر نشود با حقیقیہ و ثانیہ و ذات و مؤثر عالم اثر خامساً ہمہ باعتبار زیادت بر ذات جود ہر معین جامع مانع ضروری

ذکر بیان میں جود اول اور ظہور آخر آنحضرت صلعم کی اور فضیلت میں بعض نبیوں کے بعض پر مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔
سمجھنا چاہیے کہ جب کتان قضا و قدر نے معرفت کے مقصود پر آفرینش چاہی تو بمقتضائے حصول نتیجہ کے شبہ حاصل ہونے کی غرض و تقاضے
تعینات خمسہ مبارکہ سے یعنی ان پانچ تعینات سے جو مبارک ہیں وجود ہر معین کا - جامع اور مانع ضروری ظاہر ہوا - جامع - اتفاق
عام کے سبب - اور مانع تعین خاص کی بنا پر - کیونکہ ہر معین کو ذات کی طرف قیام کیلئے محتاج ہونے اور ذات کے خاص ان
سب کو اپنے میں اکٹھا کر لینے کے سبب اس جمع و منع سے چارہ نہیں ہے - اور وہ تعینات خمسہ مبارکہ یہ ہیں یعنی اوّل در اصل ہونے کی بنا پر
پہلا تعین مرتبہ ذات ہے جو تمام اعتبارات کو اپنے میں اکٹھا کئے ہوئے ہے - اور دوسرا تعین مرتبہ صفات حقیقیہ ہے جس پر ذات کا
تحدد یعنی حد ہونا یا منحصر ہونا ہے - اور اونسے فعل کا انتزاع یعنی حاصل ہونا یا نکلتا ہے - اور فعل کی صحت اور فعل کی تخصیص اونسے ہے
اور تیسرا تعین مرتبہ صفات ثانیہ ہے جس پر نہ تحدد ذات ہے - اور نہ صفات حقیقیہ سے اونکا وجود میں مقدم و مؤخر ہونا ہے
پس اپنے استقرار یعنی ٹھہراؤ میں برابر حقیقیہ کے ہیں - اور چوتھا تعین مرتبہ صفات تنزیہیہ ہے جو تنزہات ذات و صفات سے
منتزع یعنی حاصل ہے موجود کی وصف ہونے کی غرض سے ان پاکیزگیوں کے ساتھ - نہ اپنے وجود کیلئے احتیاج کی غرض سے پس مرتبہ
صفات تنزیہیہ اپنے استقرار میں ذات کے برابر ہیں باعتبار استجماع کے ہر معین کے ساتھ جمع ہونے میں - اور پانچواں تعین مرتبہ صفات
فعلیہ ہے جو اپنے وجود کیلئے احتیاج کی ضرورت کے سبب صفات حقیقیہ سے منتزع ہے پس اپنے استقرار میں حقیقیہ اور ثانیہ اور ذات کے
ساتھ برابر نہیں ہوتا ہے - اور یہی عالم اثر کا مؤثر ہے یعنی اثر کرنیوالا ہے -

متن جامع بنا بر اتصاف عام و مانع بنا بر تعین خاص کہ ہر معین را ازین جمع و منع چارہ نیست بنا بر احتیاج قیام بسوئے ذات و استجماع ذات مرہمہ را **مظاہر** شد و بحکم آنکہ ظہور تعینات وجودی علمی را بطرف حدوث تقدم تعلق بصفۃ فعلیہ کہ تعین آخر است بنا بر تاثیر ضروریست تعین آخر ظاہر اول شود و تعین اول ظاہر آخر ضرورتاً للترتیب فی الوجود والاحتیاج فی الظہور پس مرتبہ صفۃ فعلیہ را کہ منشاء تعین حضرت آدم عم است ظہور اول ہمین واسطہ شد و ہمچنین مرتبہ صفات حقیقیہ را کہ منشاء تعین حضرت ابراہیم عم است ظہور ثانی ہمین واسطہ شد و ہمچنین مرتبہ شانیہ را کہ منشاء تعین حضرت موسیٰ عم است ظہور ثالث ہمین واسطہ شد در برابر صفات حقیقیہ و ہمچنین مرتبہ تنزیہ را کہ منشاء تعین حضرت عیسیٰ عم است ظہور رابع ہمین واسطہ شد در برابر ذات و ہمچنین مرتبہ ذات را کہ منشاء تعین حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم است ظہور خامس ہمین واسطہ شد پس عبدیت تامہ مر او را است صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ اخوانہ من الانبیاء و آلہ و صحابتہ و اتباعہ اجمعین و ختم شد ترتیب رتبۃً و وجوداً کہ مستلزم ختم ترتیب است زماناً ظہوراً و مرتبہ ذات متجزی و متعدد نیست ۔

ترجمہ اور یہ سب تعینات ذات پر زیادہ ہونیکے اعتبار سے ہیں یعنی علاوہ ذات ہیں نہ یہہ کہ عین ذات نہیں ہیں نہ یہہ کہ غیر ذات ہیں بلکہ باعتبار قیام حقیقی کے کہ انکو بطور عینیت ذات کے ساتھ ہے ۔ اور باعتبار تعین خاص کی زیادت ذات پر مفہوم ہوئی ہے سو اس زیادت اور عینیت کی کیفیت مجہول ہے اور اس علم کیموافق کہ تعینات وجود علمی کو حدوث کیطرف ظاہر ہونیکے لئے فعلیہ صفت کے ساتھ کہ وہ آخر تعین ہے تعلق کا پہلے ہونا اثر کرنیکی غرض سے ضروری ہے ۔ لہذا ضروری ہوا کہ وجود میں ترتیب کیلئے اور ظہور میں احتیاج واقع ہونیکی سبب تعین آخر پہلے ظاہر ہوگا ۔ اور تعین اول آخر میں ظاہر ہوگا کیونکہ وجود مرتب کرنیکی غرض سے اور ظاہر ہونیمیں محتاج ہونیکی سبب فعل کی ضرورت مقدم ہے لہذا تعین آخر کہ صفت فعلیہ ہے اول ظاہر ہوگا ۔ اور اسی ترتیب سے بنا بر احتیاج و ضرورت تعین اول آخر میں ظاہر ہوگا ۔ پس مرتبہ صفت فعلیہ کا جو منشاء تعین حضرت آدم علیہ السلام ہے یعنی جہاں سے تعین حضرت آدمؑ کا نشو ہوا ہے ظہور اول اسی واسطہ سے ہوا ۔ اور اسیطرح مرتبہ صفات حقیقیہ کا کہ یہ منشاء تعین حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے اسی سبب سے ظہور ثانی قرار پایا ۔ اور اسیطرح مرتبہ شانیہ کا کہ منشاء تعین حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے ظہور ثالث اسی واسطہ سے ہوا برابر میں صفات حقیقیہ کے ۔ اور اسی طرح مرتبہ تنزیہ کا جو منشاء تعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے ظہور رابع اسی واسطہ سے ہوا برابر میں ذات کے ۔ اور یونہیں مرتبہ ذات کا جو منشاء تعین حضرت سید الانبیاء محمد رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے ظہور خامس اسی واسطہ سے ہوا ۔ پس پوری عبدیت خاص آپکے لئے ہے صلے اللہ تعالے علیہ و علے اخوانہ من الانبیاء و صحابتہ و اتباعہ اجمعین یعنی درود ہو حبیب خدا پر بر تر کا آپ اور آپکے بھائیوں پر کہ انبیاء ہیں اور آپکے ساتھیوں اور پیروں تمام پر ۔ اور ترتیب بلحاظ رتبہ از روئے وجود کے پوری ہوئی کہ یہی ترتیب روئی زمانہ بطور ظہور کی ختم ترتیب کو مستلزم یعنی لازم ہونیوالی ہے ۔ اور مرتبہ ذات کا متجزی اور متعدد نہیں ہے یعنی یہ کہ وہ اپنے میں جزو جزو ہوا اور اسکی گنتی و شمار ہو ۔

پس من بعد تجویز رسول دیگر ازین مرکز نتواند شد و نہ از مرکز غیرش کہ خلاف ترتیب در ظہور تعینات صفات بر بنا ر مذکور واقع شود از انجا کہ تعین حضرت عیسیٰ عم باستجماع انتزاعی در برابر تعین آنحضرت صلعم است خود را عبداللہ فرمود انتساب بذات اشارت باستجماع مذکور است و ہر معین در ظہور حادث در فضیلۃ ہمدگر بر حکم فضیلت ہائے تعین وجودی است بنا بر فضیلۃ ہمدگر حقائق منشا تعین پس در معرفۃ فضیلۃ حقائق در ثابتہ نظر کنی باستقلال و انتزاع - پس در مستقلہ بس نظر کنی بتحدد ذات بر آن و عدم تحدد بر آن و در منتزعہ بس نظر کنی بر استقرارش در تساوی متساوی بہ فی الاستقرار پس تحیر بکہ در فضل ہمدگر حضرت موسیٰ عم و حضرت عیسیٰ عم است مرتفع تواند شد و دلالۃ برین دعوی از بداہت در ظہور است و بر فضیلۃ بعض از بداہت ترتیب وجود پس بدانکہ انچہ گفتہ شد از حقائق از حیثیۃ تعین وجود و ظہور است لیکن انچہ از حیثیت علۃ ظہور است تعین فعل حقیقۃ ظہور است ازانکہ ظہور اثر فعل است و تعین صفات حقیقیۃ حقیقۃ ظہور است ازانکہ صحت و تخصیص فعل ازوا است و تعین شانیہ حقیقۃ ظہور است ازانکہ موجب ظہور حب معرفۃ خود است و تعین ذات حقیقۃ ظہور است باستجماع اینہمہ کہ مذکور شد

ترجمہ پس اسکے بعد مرکزی دوسرے رسول کی تجویز یعنی جائز کرنا نہیں ہو سکتا اور اسکے غیر کسی دوسرے مرکز سے کیونکہ تعینات صفات کے ظہور میں بنا مذکور پر ترتیب کا خلاف واقع ہوتا ہے - اور اسوجہ سے کہ تعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتزاعی استجماع کی بنا پر برابر میں تعین آنحضرت صلعم کے ہے یعنی منزہات ذات و صفات سے منتزع ہو کر منتزعات منزہات کو اپنے میں جمع کیے ہوئے برابر میں ذات کی ہے لہذا تعین عیسیٰ علیہ السلام برابر میں تعین حضور صلعم کی ہے - یہی سبب ہے کہ خود کو عبداللہ فرمایا - اور خود کو ذات کیطرف منسوب کرنا اشارہ ہے اوس استجماع کیطرف جو مذکور ہوا - اور ہر معین ظہور حادث میں آپس کی فضیلت میں تعین وجودی کی ہمدگر فضیلت کے حکم پر ہے جو حقائق منشا تعین کی ہمدگر فضیلت کی بنا پر ہے - پس معرفت فضیلت حقائق میں تو ثابتہ حقائق میں استقلال و انتزاع کے بنا پر نظر کر پھر مستقلہ پر تحدد ذات کی ساتھ اوس پر عدم تحدد ذات کیساتھ نظر کرے - اور منتزعہ میں اوسکے استقرار کی بنا پر نظر کرے باہم برابر ہو نہیں متساوی بہ فی الاستقرار کی یعنی جسکے ساتھ کہ وہ استقرار برابر کیا گیا ہے اوسکی استقرار میں برابر ہو نہیں - پس وہ تحیر کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو آپس میں فضیلت کی بابت ہے مرتفع ہو سکتا ہے یعنی اوٹھایا جا سکتا ہے - اور دلالت اس دعوی پر بداہت سے ظہور میں ہے یعنی بدیہی دلالت ظاہر ہونے میں ہوتی ہے - اور دلالت فضیلت پر بعض کے بداہت وجود میں ترتیب ہے یعنی فضیلت بعض پر دلالت بدیہی ترتیب ہے وجود میں - اب معلوم ہو کہ جو کچھ حقائق کی نسبت کہا گیا وہ تعین وجود اور ظہور کی حیثیت سے ہے - لیکن جو کچھ علت ظہور کی حیثیت سے ہے سو حقیقت ظہور کی تعین فعل ہے اس سبب سے کہ ظہور فعل کا اثر ہے - اور تعین صفات حقیقیہ بھی ظہور کی حقیقت ہے اس سبب سے کہ صحت اور تخصیص فعل کی یعنی صحیح اور خاص ہونا فعل کا اوسی صفات حقیقیہ سے ہے - اور تعین شانیہ بھی حقیقت ظہور ہے کیونکہ سبب ظہور کا اپنی معرفت کی حب اور چاہ ہے - اور تعین ذات بھی حقیقت ظہور ہے بسبب استجماع ان سبکے کہ یہ سب ذات میں جمع ہیں جیسا مذکور ہو چکا

بیان حقیقت ظہور

پس تعینات فعلی وصفات حقیقیہ وشانیہ ہمہ حقیقۃ محمد است صلعم بوجہ مخصوص پس جائز است ہمچنین گفتن اصطلاحاً **ش** ای جائز است گفتن آنکہ حقیقۃ آدمی حقیقۃ ابراہیمی حقیقۃ موسوی حقیقۃ محمد است صلعم حقیقۃ محمدیہ حقیقۃ آدم وابراہیم وموسی است علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام **م** ونیز باید دانست کہ اختلاف در انکشاف حقائق انبیا واولو العزم صلی اللہ تعالی علی نبینا وعلی اخوانہ من الانبیاء وآلہم واصحابہم واتباعہم اجمعین حسب حکمۃ الہی جل شانہ تواند شد نہ در تحقق حقائق واین مسئلہ تعین حقائق اتفاقی صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مسلم الثبوت است **ش** چنانکہ از عقائد اہل سنۃ وجماعۃ است **م** وان اللہ ولی التوفیق لیہدی من یشاء وانہ لذو الفضل العظیم ونیز باید دانست از کریمہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ **م** مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط **ترجمہ** این رسولانند کہ بزرگ کردیم بعض ایشان را بر بعض ایشان آنست کہ کلام فرمود اللہ تعالی او را وبلند کرد بعض ایشان را درجات فی نفسہ تفضیل بوجہ حقیقۃ منشاء تعین وجودش وحقیقۃ ظہور +

ترجمہ پس تعینات فعلی وصفات حقیقیہ اور شانیہ سب حقیقت ہین محمد صلعم کی ایک جہ مخصوص مین۔ لہذا اصطلاحی طور پر ایسا کہنا جائز ہے یعنی یہ کہنا جائز ہے کہ حقیقت آدمی اور حقیقت ابراہیمی اور حقیقت موسوی حقیقت محمد ہی صلعم اور حقیقت محمدیہ حقیقت آدم اور ابراہیم اور موسی ہی علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہی کہ اختلاف اولو العزم انبیا کی حقیقتون کے انکشاف مین اللہ جل شانہ کی حکمت کیموافق ہونا چاہیئے نہ حقائق کے تحقق مین۔ درود خدائی برتر کا ہمارے نبی پر اور آپکے بہائیو نپر کہ انبیا ہین ہو اور ان سب کی آل پر اور انکے تابعون اور پیروون پر ہو جیو۔ اور یہ مسئلہ تعین حقائق کا صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اتفاقی مسلم الثبوت ہی جیسا کہ عقائد اہل سنت وجماعت سے ہے وان اللہ ولی التوفیق لیہدی من یشاء وانہ لذو الفضل العظیم یعنی اور بیشک اللہ مالک توفیق ہی البتہ جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہی اور بیشک وہی البتہ بڑی بزرگی والا ہی۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہی اس آیت کریمہ سے کہ ابتداء پارہ سوم کی ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ **م** مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ط وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ط

یعنی یہی رسول ہین کہ ہمنے انکے بعض کو بعض پر بزرگ کر دیا۔ اونمین کا بعض وہ ہے جسکو اللہ تعالی نے کلام فرمایا اور اون کے بعض کے درجے بلند کیئے اونکی نفس مین فضل وبزرگی ہونیکے سبب جو اون کے وجود کے منشاء تعین کی حقیقت اور اون کے ظہور کی حقیقت کی وجہ سے ہے

واسبابش بغیرہ از کثرت بعث انبیاء علیہم السلام بملتش علیہم وبخشیدیم عیسی ابن مریم را معجزات ومدد کردیم
اورا بروح پاک + مضاف الیہ بعض آخر را ذکر نفرمود بنا بر اشارت تعمیم وروح القدس بمعنی معروف
جبرئیل علیہ السلام است وتواند شد کہ اشارت بمرتبہ تنزیہ باشد ہمچو روحی واللہ تعالیٰ اعلم قطعیت
فضل بعض بر بعض بی صحۃ مصداق صراحتاً وتاکیداً ثابت وتفکر درین اجمال از وقف لازم واضح
است پس این مفہوم کہ در صحۃ مصداق می نویسیم ہم ازین آیہ بدلالۃ بالتزام در حکم قطعیۃ است
اعنی مقصود تلک الرسل انبیاء اولو العزم ہستند علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام باستحقاق
اصالت واولیت در مبدئیۃ ومظہریت در حد مرکزیۃ والا معرفہ حقیہ درست نشود باید
دانست اگر فضل جزئی ای بوجہ مراد شود ہر یک بفضل خود ممتاز ہست واگر تقابل کردہ
شود تعارض مسقط فضل یکدیگر ہا است ناچار مقصود این کریمہ فضل کلی یکی بر دیگری
مقصود است چنانکہ تعارض منتفی باشد پس کلی بغیر انبیاء
اولو العزم موافق نتواند شد

ترجمہ - اور اوسی فضل کے دوسرے اسباب سے کثرت ابنیاء علیہم السلام کا اونکی ملت پر پیدا ہونا ہی - اور ہمنے
عیسی ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور ہمنے اوسکی روح پاک سے مدد کی + یہان بعض آخر کا مضاف الیہ تعمیم کے اشارہ کے
سبب ذکر نہین فرمایا - اور روح القدس معروف معنی مین جبرئیل علیہ السلام ہین - اور ہوسکتا ہی کہ اشارہ مرتبہ
تنزیہ کیطرف ہووے مانند روحی کے یعنی میری روح یعنی قدس سے مرتبۂ تنزیہہ ذات متکلم مراد ہووے
اور خدا سے برتر ہی خوب جاننے والا ہی - قطعیت فضیلت بعض کی بعض پر بغیر صحیح ہونے مصداق کے صاف طور پر - اور تاکید
ثبوت کی - اور تفکر - اس اجمال مین یہ سب وقف لازم سے ظاہر ہے پس یہ مفہوم جو مصداق کی صحت مین
لکھتا ہون اسی آیت سے ہی بذریعہ دلالت بالالتزام یعنی لازم ہو جانیکے حکم قطعیت مین ہے - مراد یہہ ہے کہ مقصود
تلک الرسل کا اولوالعزم انبیاء ہین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بسبب استحقاق اصالت اور اولیت کے کہ
اپنی حد مرکزیت مین مبدئی اور مظہر ہوئیں اونہین حاصل ہے ورنہ معرفہ حقیہ درست نہوگا - معلوم ہونا
چاہیے اگر فضل جزئی مراد ہووے یعنی وہ فضل کہ کسی ایک وجہہ مین ہو تو ہر ایک اپنے فضل کے
سبب ممتاز ہے - اور اگر باہم مقابلہ کیا جاوے تو تعارض ایک دوسرے
کے فضل کا مسقط ہی - ناچار مقصود اس کریمہ کا فضل کلی ہے کہ ایک کا
دوسرے پر مقصود ہے اسطرح تعارض منتفی ہوجائیگا اور
مٹجائیگا پس کلی فضل بغیر انبیاء اولوالعزم کے موافق نہین ہوسکتا ہے

معنی معروف
مراد از روح القدس
ومقصود تلک الرسل این
کریمہ

بیان آنکہ از تلک
فضل کلی مراد ست
بہ ترتیبی الخ

و در مقصود و فضلنا بعضهم علی بعضٍ ظاهر آنست که منهم من کلّم اللّٰه حضرت آدم
علیہ السلام ہستند چنانکه فرمود قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنّة الآیہ و حضرت موسیٰ علیہ السلام ہستند
چنانکه فرمود انّی انا ربّک الآیہ و کلّم اللّٰه موسیٰ تکلیما ۵ و حضرت سرور انبیا صلعم ہستند
چنانکه فرمود فاوحی الی عبده ما اوحی الآیہ و رفع بعضهم درجات حضرت ابراہیم علیہ السلام ہستند
چنانکه فرمود تلک حجّتنا آتیناها ابراهیم علی قومه نرفع درجاتٍ من نشاء الآیہ و این کریمہ
نرفع الخ بخصوص یک جا است و عموم یک جا بدلالت خصوص محل و عموم لفظ پس مانع است بخصوص اصلاً و
جامع بعموم عرضاً و اگر فضل خدای پاک میسر شود حقیقة این خصوص و منع و عموم و جمع از معرفۃ حقیقة ابراہیمی
مصطلحه که حقیقة ظهور از روی صحة فعل از فاعل و تخصیص فعل از مخصص است و فعل منتزع است از وجود ذات
معطل است بی او توان دریافت و آتینا عیسی ابن مریم البیّنات و ایّدناه بروح القدس ظاهر است
باید دانست که در ینجا ترتیب بخصوصیة صفات خاصه است حصر آنکه تفضیل بعض بر بعض پس اگر این خصوصیة با صفات
بدیگری هم یافته شود جزئی باشد زیرا که فضل بعض بر بعض محصور با نبیاء اولو العزم است و بس

ترجمہ۔ اور مقصود فضّلنا بعضهم علی بعضٍ میں یعنی ہمنے اُن سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ظاہر ہے کہ منهم من کلّم اللّٰه یعنی انمیں
کا بعض وہ ہے جس سے اللہ نے کلام کیا۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جیسا کہ فرمایا سورہ بقر رکوع چار میں قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک
الجنّة الآیہ یعنی ہمنے کہا کہ ای آدم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ فرمایا سورہ طٰہٰ رکوع اول میں ہے
انّی انا ربّک الآیہ یعنی بیشک میں کہ میں ہی تیرا رب ہوں اور کلّم اللّٰه موسیٰ تکلیما ۵ کہ سورہ نسا رکوع تئیس میں ہے یعنی اللہ نے کلام کیا موسیٰ
علیہ السلام سے کلام کرنا اور حضرت سرور انبیا صلعم ہیں جیسا کہ فرمایا سورہ نجم میں فاوحی الی عبده ما اوحی الآیہ یعنی پس وحی کی اللہ نے اپنے بندہ کیطرف جو کچھ وحی کی
اور رفع بعضهم درجاتٍ یعنی انکے بعض کے درجے بلند کئے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جیسا کہ فرمایا سورہ انعام رکوع ونہ میں تلک حجّتنا آتیناها
ابراهیم علی قومه نرفع درجاتٍ من نشاء الآیہ یعنی یہ ہماری حجت ہے کہ اسکو ہمنے ابراہیم کو دی اسکی قوم پر ہم درجے بلند کرتے ہیں جسکو ہم چاہتے ہیں
اور یہ کریمہ نرفع الخ ایک جہت میں خصوص کیساتھ ہے اور ایک جہت میں عموم کیساتھ خصوص محل کی اور عموم لفظ کی دلالت کے سبب پس خصوص کیوجہ سے ذرہ بھی
اصل مانع ہے اور وجہ عموم بنا بر عرض جامع ہے۔ اور اگر خدائے پاک کا فضل میسر ہو جائے تو اس خصوص اور منع کی اور عموم اور جمع کی حقیقت بذریعہ
معرفت حقیقت ابراہیمی کے کہ اصطلاح پائے ہوئے ہے دریافت کر سکتے ہو اور وہ مصطلح حقیقت ابراہیمی حقیقت ظہور بسبب صحت فعل کے ہے کہ فاعل سے
ہے اور از روی تخصیص فعل کے کہ مخصص سے ہے یعنی فعل کا صحیح ہونا فاعل سے ہے اور خاص کرنا خاص کرنیوالے سے ہے اور اس سبب سے کہ فعل ذات سے منتزع ہے اور بغیر اسکی ذات کے
معطل ہے پائی جاتی ہے۔ آتینا عیسی ابن مریم البیّنات و ایّدناه بروح القدس سورہ بقر رکوع تینتیس دہم پارہ یعنی ہمنے عیسیٰ ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور
روح پاک سے اسکی مدد کی یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں سمجھنا چاہئے کہ یہاں ترتیب بخصوصیت حصر کیطرح خاصہ صفات کی خصوصیت کے ساتھ ہے جو بعض کا بعض پر فضیلت
ہونیکی نسبت ترتیب ہے پس اگر یہ خصوصیت ان صفات کی ساتھ کسی دوسرے میں بھی پائی جاوے تو وہ جزئی ہوگی کیونکہ وہ فضیلت اولو العزم انبیا میں محصور ہے اور بس

باید دانست افضل ایشان حضرت محمد رسول اللہ تعالی است پس حضرت ابراہیم پس حضرت موسی پس حضرت عیسی پس حضرت آدم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام و این مقصد فضل بعض بر بعض باعتبار فضل بعد گر حقائق منشا تعین انبیاء اولوالعزم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام چنانکہ مذکور شد واضح لیکن و فضیلۃ بعد گر حضرت موسی عم و حضرت عیسی عم بی ولالۃ النص ظاہر سکوت از احتیاط است وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآیہ ترجمہ یاد کن ہر گاہ کہ گرفتیم از پیغمبران عہد مناسب حال شان در ربوبیۃ و عبودیۃ و دعوت و شہادت بر حال امتش و پیغمبران پیشین و پسین خصوصاً بر آنحضرت صلعم ہ و خصوصاً از تو کہ محمدی و از نوح و ابراہیم و موسی و عیسی پسر مریم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام موضح ترتیب ظہور بتخصیص اولوالعزمی است نہ ترتیب فضل ورنہ خلاف اجماع و ترتیب حقائق تعین وجود فضل حضرت نوح عم بر حضرت ابراہیم عم توان گفت و این تقدیم آنحضرت صلعم خلاف ترتیب ضروری بتخصیص تعظیم و خطاب است و در آں حقیقۃ کہ بجائے حضرت آدم عم حضرت نوح عم را ممتاز فرمودند وجہش اشتراک جد در حقیقۃ واحدہ و ہم خصوصیۃ محلی است کہ ظہور بہ ترتیب بنا بر ہما اشتراک است

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ اُن میں افضل حضرت محمد رسولِ خدائے تعالی ہیں پھر حضرت ابراہیم پھر حضرت موسی پھر حضرت عیسی پھر حضرت آدم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور یہ مقصد بعض کی بعض پر فضیلت کا منشا تعین اولوالعزم انبیاء کی حقائق کے فضل کے اعتبار سے کہ جو ان کے آپس میں ہے جیسا مذکور ہوا ظاہر ہے لیکن حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کی باہمدگر فضیلت میں بغرض ظاہر کی دلالت کے سکوت کرنا اور چپ رہنا احتیاط میں داخل ہے اور کریمہ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآیہ کہ سورۂ احزاب رکوع اول میں ہے یعنی یاد کیجیے جبکہ ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اُن کے مناسب حال ربوبیت اور عبودیت اور دعوت اور شہادت میں امت کے حال پر اور اگلے اور پچھلے پیغمبروں پر خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور خصوصاً تم سے عہد لیا کہ تم محمد ہو صلی اللہ علیہ وسلم اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسے پسر مریم سے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام یہ آیت تخصیص اولوالعزمی کے ساتھ ترتیب ظہور کو ظاہر کر رہی ہے نہ ترتیب فضل کو ورنہ خلاف اجماع اور خلاف ترتیب حقائق تعین وجود کے فضل حضرت نوح علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کہنا چاہیے اور یہ تقدیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ترتیب ضروری کے تعظیم اور خطاب کی تخصیص سے ہے۔ اور اس حقیقت میں جو حضرت آدم علیہ السلام کے بجائے حضرت نوح علیہ السلام کو ممتاز فرمایا اُسکی وجہ شریک ہونا ہے کیونکہ یہ حقیقت واحد میں اور خصوصیت محلی بھی ہے کیونکہ ظہور اس ترتیب پر اسی اشتراک کے سبب ہے

نش گفته اند که هرگاه حضرت آدم عم پس از طواف بیت معمور رجوع
بسراندیپ کرد به بطن نعمان یا بجائے دیگر بخواب رفت الله سبحانه
ازپیشنش عم ارواح انبیاء و علماء مومنین عام برآورد اول از همه
روح مبارک حضرت سید الانبیاء محمد صلعم پس روح مبارک
حضرت نوح عم پس روح مبارک حضرت ابراهیم عم
پس روح مبارک حضرت موسیٰ عم پس روح مبارک
حضرت عیسیٰ عم پس ارواح انبیاء علیٰ نبینا و
علیهم الصلوٰة والسلام و عهد گرفت از همه
صاحب اسرار خود بفکری تواند دریافت
والله تعالیٰ اعلم وهو غفور و عفو لما نسینا و اخطانا. اللهم صل و سلم
علی محمد نبی الرحمة و علی انواره کما تحبه و ترضاه و شفیعه فینا و ترحمنا به۔

ترجمہ۔ مفسرین نے کہا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بیت معمور کے طواف
کے بعد سراندیپ کو لوٹے۔ بطن نعمان یا کسی دوسری جگہ پہنچکر سو رہے الله سبحانہ
نے انکے دہنی طرف سے انبیاء اور علماء اور عام مومنین کی روحیں نکالیں ان
سب میں اول روح مبارک حضرت سید الانبیاء محمد صلی الله علیہ وسلم
کی پھر روح مبارک حضرت نوح علیہ السلام کی پھر روح مبارک
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پھر روح مبارک حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی پھر روح مبارک حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی پھر انبیاء کی روحیں ہمارے
نبی پر اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو جیو۔۔ اور
سب سے عہد لیا۔ صاحب اسرار
خود فکر کرکے معلوم کر سکتا ہے
والله تعالیٰ اعلم وہو غفور و
عفو لما نسینا و اخطانا یعنی اور خدا کو نرمی جاننا ہی اور وہی بخشنے
والا اور معاف کرنیوالا ہے اسکا جو ہم بھول گئے اور چوکنے تا کی۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ علی انوارہ کما تحبہ و ترضاہ
و شفیعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیت ولایت سابقیہ وصحابیہ وتابعیہ وفضل صحابہ وتابعین با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین باید شنید کہ پیش حضرت رسول خدا صلعم کہ بر آب صافی دریا روان استادہ بودند اصحاب کرام حاضر و بہ یسار آنحضرت صلعم دو مسندی فرمودند صلعم من دخل بلینھم فلہ منھم السابقون الاولون پس فی اصل شد میان فاروق و ذی النورین بجا دادن شان او را چنانکہ تجاوزی بی قصد از حد بکہ بران بودند شد پس آن سینہ از ان تجاوز و تقال صلعم لا باس پس پیدا شد و دیگر نسبتی بصدیق اکبر شد تشریف یافت بہ فیض ولایت سابقیت کہ مرتبہ ولایت اصلی است در مقابل ولایت ظلی ہدا و مفہوم آن ولایت بکریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر مکشوف است

ترجمہ نمی یابند او را بینشہا و او می یابد بینشہا را حاصلش این است کہ او پاکیزہ است از دریافت و آگاہ باید دانست یافتہ محاط است و احاطہ بر او تعالی ممتنع و ابصار جمع بصر عام است از شہود و مثال و روح جمع بصر شہود مجرد الاجو او راک مثال و روح خلاف امتناع مسلم تو اند شد لطیف دلیل دعوا است و خبیر متوسع المفعول بنفسہ و بیم فیہ بیم تو اند شد با آنکہ نداند او را بنفسہ سبحانہ گر او جز او را در اکش یدلا آل است نہ بنفسہ سبحانہ و ظاہر است کہ دلیل مغایر مدلول است

ترجمہ (ذکر بیان ولایت سابقیہ اور صحابیہ اور تابعیہ کا اور فضل صحابہ اور تابعین کا اور مطالب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سننے کی بات ہے کہ حضرت رسول خدا سے برتر صلعم کیساتھ کہ آپ پانی جاری کے صاف پانی پر کھڑے تھے اور اصحاب کرام حاضر اور آنحضرت صلعم کے بائیں جانب ایک دو مسند کہ حضور صلعم نے فرمایا من دخل بینھم فانہ منھم والسابقون الاولون یعنی جو کوئی ان کے درمیان داخل ہو گیا پس بیشک انہیں سے ہے اور پہلے سبقت کرنے والوں سے ہیں تو دو حضرت فاروق و ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان کیا ان دونوں حضرات کی جگہ بیٹھنے کی اسطرح کہ کچھ تجاوز بغیر قصد کے جسپر کہ دونوں حضرات سے تھے آگے ہو گیا تو اس تجاوز سے یہ درد مند ہوا اسپر حضور صلعم نے فرمایا لا باس یعنی کچھ اندیشہ نہیں پھر ایک نسبت ظاہر ہوگئی اسلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ولایت سابقیت کے فیض سے تشریف پایا جو ولایت اصلی کا مرتبہ ہے مقابلہ میں ولایت ظلی کے ۔ اور مفہوم اس ولایت اصلی کا اس آیہ سے جو سورۃ انعام رکوع تیرہ میں ہے مکشوف ہے یعنی پہلا ہوا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر یعنی اسکو نظریں نہیں پاتی ہیں اور وہ نظروں کو پالیتا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ وہ پاکیزہ ہے دریافت سے اور آگاہ سمجھنا چاہئے کہ یافتہ محاط ہے یعنی جسکو پالیا ہے وہ گھیرے میں آگیا اور خدا سے برتر پر احاطہ ممتنع ہے ۔ اور ابصار جمع بصر کی عام ہے کہ شہود و مثال اور روح سے ہو نہ جمع ہے بصر شہود مجرد کی ورنہ مثال و روح سے جواز ادراک یعنی ادراک کا جائز ہونا خلاف امتناع مسلم کے ہونا چاہئے کیونکہ احاطت خدا سے برتر پر شہود و مثال و روح ہر طرح ممتنع ہے کہ مسئلہ بیان نہیں ہو سکتا ہے کہ نہ شہود سے ادراک و احاطت ممتنع ہو و مثال و روح سے خلاف امتناع مسلم احاطہ جائز بنا بریں شہود و مثال و روح کی نسبت کہ مبنی عام ہو گا اسی واسطے ادراک امتناع مسلم لازم نہ ہوئے اور لطیف دعوی کی دلیل ہے اور خبیر متوسع المفعول بنفسہ چاہئے بنفسہ یعنی وہ بغیرہ بھی اسطرح کہ خود حق سبحانہ کو اسکے نفس سے نہیں جانتا ہے مگر حق سبحانہ اور اسکے غیر کو اسکا ادراک دلایل سے ہے نہ نفس حق سبحانہ سے اور ظاہر ہے کہ دلیل مدلول کے مغایر ہے

ونیز باید دانست آنانکہ احتیاج در استقرار خود یکی از تعینات خمسہ مبارکہ و احتیاج وجود و تبع باحتیاج و تبع بی احتیاج یا استجماع تبع باحتیاج و بی احتیاج در ہر زمان بتضمن حضرت صلعم بحضرت صلعم دارند اصحاب اند و آنانکہ بتضمن غیر دارند توابع اند بخلاف انبیاء در احتیاج استقرار و تبع علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام پس آنانکہ تبع باحتیاج دارند محتاج اند و آنانکہ تبع بی احتیاج دارند صدیق اند و آنانکہ استجماع تبع دارند ذی النورین اند پس آنانکہ مشرف بنورین اند تشخص اند ماخوذ بر آنست ونیز باید دانست کہ فیض نور ولایت صدیقیت را مخرجی است خورد در جنب مخرج فیض نور نبوت کہ بزرگتر است چنانکہ در سرائے دو باب است مثلاً بخلاف فیض نور ولایۃ بالاحتیاج کہ مخرجی خاص ندارد و پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درین ولایت صدیق اکبر و اول است بحکم اولیۃ منشاء رسالت و نبوت حضرت سرور انبیاء صلعم و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درین ولایت در پی صدیق اکبر اصالتاً فارغ از نسبۃ ولایت بالاحتیاج فاروق اعظم است و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باستجماع نور ولایت بالاصالت والاحتیاج کالبرزخ المجازی شئی ای وجود متاخر از متغائرین مستجمع بآثار طرفین و تفصیل این در ذکر کیفیۃ برزخ باید دریافت ہو استقرار فی المحل ذی النورین است

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے جو حضرات کہ احتیاج اپنے استقرار میں تعینات خمسہ مبارکہ میں سے کسی ایک کے ساتھ اور احتیاج وجود کی اور تبع بواسطہ احتیاج۔ اور تبع بی احتیاج یا استجماع تبع باحتیاج و بی احتیاج انکی دونوں طرح کی ہر زمانہ میں حضرت صلعم کے ضمن میں ہونیکی حضرت صلعم کے ساتھ رکھتے ہیں وہ اصحاب ہیں اور جو حضرات غیر کے ضمن میں ہو کر حضرت صلعم سے احتیاج رکھتے ہیں وے توابع ہیں۔ بخلاف انبیاء کے احتیاج استقرار و تبع میں بتضمن غیر نہیں رکھتے ہیں قدیم سے انکو خاص و اصل ہونیکے علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام پس جو حضرات تبع باحتیاج رکھتے ہیں محتاج ہیں اور جو حضرات تبع بے احتیاج رکھتے ہیں صدیق ہیں اور جو حضرات دونوں طرح کی تبع کا استجماع رکھتے ہیں ذی النورین ہیں پس جو حضرات دو نور سے مشرف ہیں وہ ایک زائد تشخص کیساتھ خود ہی تشخص ہیں اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ فیض نور ولایت صدیقیت کیلئے ایک چھوٹا مخرج ہے فیض نبوت کی مخرج کے پہلو میں جو بہت بڑا مخرج ہے اسطرح کہ ایک گھر میں مثلاً دو دروازے ہیں بخلاف فیض نور ولایت بالاحتیاج کے کہ یہ کوئی مخرج خاص نہیں رکھتا ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ولایت میں صدیق اکبر اور اول ہیں حضرت سرور انبیاء صلعم کے منشاء رسالت و نبوت کے اول ہونیکے حکم کی بناء پر یعنی منشاء رسالت و نبوت میں حضرت سرور انبیاء صلعم کا اول ہونا مسلم ہے اسی حکم اولیت کے موافق ولایت بلا احتیاج میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق اکبر اور اول ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ولایت میں قدم بقدم صدیق اکبر کے اصالتاً یعنی بطور اصل نہ بطور تبع کہ فارغ ہیں نسبت ولایت بالاحتیاج سے فاروق اعظم ہیں یعنی نسبت ولایت بلا احتیاج اور با احتیاج میں بہت فرق کرنے والے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسبب استجماع یعنی اکٹھا کر لینے نور ولایت بالاصالت اور احتیاج دونوں کے برزخ مجازی کی طرح اور بسبب استقرار یعنی قرار حاصل کر لینے کے اس محل میں ذی النورین یعنی صاحب دو نور ہیں کہ مستجمع ہیں نور ولایت باصالت بلا احتیاج اور نور ولایت باحتیاج بہ تبع کے برزخ مجازی کی مانند جو ایک وجود بسیط ہے متاخر دو متغائرین سے کہ منتزع ہو کر آثار طرفین کا مستجمع ہوتا ہے اور انکے درمیان مستقر ہوتا ہے اور یہ برزخ مجازی یعنی وجود متاخر اپنے حد نفس میں بطور تشخص زائد کے ایک وجود مستجمع مستقر ہے۔ اور اسکی تفصیل اصل ذکر کیفیت برزخ میں معلوم کرنا چاہیے

وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ در ولایۃ بالاحتیاج فارغ از اصالۃ مرتضیٰ است وخاتم الولایۃ است بحکم خاتمیت منشاء نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلعم نہ آنکہ ولی بعدش رضی اللہ تعالے عنہ نیست وازینجا است کہ تشریف بولایۃ احتیاجی درین امۃ مرحومہ در تضمن حضرت مرتضیٰ است نہ باہم دیگر زیراکہ خصوصیت مرکزیۃ نبوت فارق از یکدیگر است وحقیقۃ اختلاف درین مسئلہ سلیم الفکر ازین تقریر تواند دریافت وچون حصول معارف رحمانی بر طریق ولایت بالاصالت است یا بالاحتیاج لاجرم مجری کار حضرت صدیق اکبر بود یا حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالے عنہما وباشد کہ حضرت مولوی معنوی رومی قدس سرہٗ اشارتی درینمعنی فرمودہ باشد بیت سر حق را تو چہ دانی جاہلی ٭ تو گرفتاری بہ بوبکر و علی وازان محل ارشاد الف ولام عہد ذہنی بر السابقون مفہوم میشد واللہ تعالے اعلم ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا وصل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ولایت بالاحتیاج میں کہ فارغ ہیں اصالت سے مرتضیٰ ہیں یعنی بسبب کلی احتیاج رسول صلعم کے وبوجہ تبع خاص قدم بقدم رسول صلعم کے مرتضیٰ یعنی پسندیدہ ہیں اور خاتم ولایت ہیں حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے منشاء نبوت کے خاتم ہونیکی حکم کی بناپر۔ نہ یہ کہ حضرت خاتم ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ولی نہیں ہوا اور ولایت آپ پر ختم ہوگئی ہے بلکہ مراد خاتم سے یہاں یہ ہے کہ حکم منشاء نبوت حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے خاتم ہونیکی بناپر جیسے حضور صلعم خاتم الانبیاء ہیں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ انہی حکم کے ظل ہونیکی بناپر مظہر خاتم الانبیاء ہوکر خاتم ولایت ہیں جسطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول حضرت اول الاولین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم منشاء رسالت ونبوت کے ظل ہونیکی بناپر مظہر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر صدیق اکبر وادل ہوئے ہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت مرحومہ میں ولایت احتیاجی سے شرف پانا حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضمن میں ہی ہے نہ دوسری امتوں میں کیونکہ خصوصیت نبوت کے مرکز ہونیکی الیسی ہیں یک دوسرے سے ہر ایک نبی کو جدا کر رہی ہے۔ اور حقیقت اختلاف کی اس مسئلہ میں سلیم الفکر اسی تقریر سے معلوم کرسکتا ہے اور چونکہ معارف رحمانی کا حاصل ہونا ولایت بالاصالت یا بالاحتیاج کے طریق پر ہی ہے ناچار مجری کار یعنی محل جرا انکا حضرت صدیق اکبر ہونگے یا حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالے عنہما۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ نے تعجب نہیں کہ اس شعر میں ہی معنی کیطرف کوئی اشارت فرمائی ہووے۔ بیت سر حق را تو چہ دانی جاہلی ٭ تو گرفتاری بہ بوبکر و علی بھید حق کیا جانے تو جاہل ہے تو ٭ تو علی بوبکر میں شاغل ہے تو ٭ اور الف لام عہد ذہنی کا لفظ السابقون پر ارشاد کرنا اسی محل ومقام کی نسبت کر مفہوم ہوتا تھا۔ اور خدائے برتر سبھی خوب جاننے والا ہے۔ اے رب ہمارے ہم سے مواخذہ نکیجو اگر ہم بھول گئے ہوں یا ہمنے خطا کی ہو۔ اور محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور آپ کے انوار پر درود وسلام بھیج جیسی تو آپکے لئے چاہتا ہے اور جس سے تو آپ کی نسبت راضی ہے اور آپکو ہماری معافی اور بخشش کے اسباب میں شفیع کر اور آپکی وجہ میں آپ ہی کو ہمارے لئے سراپا رحمت کردے

بیان تحقیق ختم ولایت بحقی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سبب احتیاجی او درین امت۔

بیان توفیق حصول معارف رحمانی بطریق بالاصالت یا بالاحتیاج از حضرت صدیق اکبر یا حضرت مرتضیٰ است رضی اللہ عنہما۔

فشرحه فرمود اللہ تعالےٰ الٓمٓ پس فرمود محمد رسول اللہ تعالےٰ صلعم الٓمٓ پس فرمود آنکہ نمود
الٓمٓ واز آ اللہ واز ل لا الٰہ واز م محمد مقصود است پس فرمود آنکہ دیگر نمود از سر تفصیل و ترکیب
و آنکہ آ با ل باید خواند و الٓمٓ مقدمۂ کتاب است پس صراحتش کرد دردمندی و بیفزود بران **قوله**
دم موجود خارج است الخ اے تعین حضرت محمد صلعم بانتزاع تضمنی از موجودات واجبی در معرض سلوباتش
بلزوم سلوبات انتزاعی و وجود التزامی سلوبات مخصوصہ ذات مبارکش بقیام مجازی باشتراک وصفی
ظہور نمودہ **قوله** دل موجود انتزاعی است الخ ای ہمچنین تعین حضرت ابراہیمؑ از موجودات محمدی بانتزاع تضمنی بمعرض
سلوباتش بلزوم سلوبات انتزاعی و وجود التزامی سلوبات مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی در تحت موجودات محمدی
و ہمچنین تعین حضرت موسیٰؑ از موجودات محمدی بانتزاع تضمنی بمعرض سلوباتش بلزوم سلوبات انتزاعی و وجود
التزامی سلوبات مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی در برابر موجودات ابراہیمی و ہمچنین تعین حضرت
عیسیٰؑ از موجودات انتزاعیہ حقیقۃ محمدی و ابراہیمی و موسوی بانتزاع تضمنی بمعرض سلوبات شان بلزوم سلوبات
انتزاعی و وجود التزامی سلوبات مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی در برابر موجودات محمدی

ترجمہ (شرح مسطورۂ بالا منجانب مصنف)

فرمایا خدا تعالیٰ نے الٓمٓ پھر فرمایا محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم نے الٓمٓ پھر فرمایا وہ جسنے ہمالی کی الٓمٓ اور لے اللہ ا و ل سے لا الٰہ
اور م سے محمد مقصود ہے پھر فرمایا وہ جسنے دو بارہ تفصیل و ترکیب کے بھید کی نسبت راہ بتلائی۔ اور یہ کہ آ کو ل کیساتھ پڑھنا چاہئے۔ اور الٓمٓ مقدمۂ کتاب
ہے پس اسکی صراحت کی ایک دردمند نے اور اسپر زیادہ کیا چنانچہ **قوله** دم موجود خارج است الخ پس یہ قول کہ دم موجود خارج ہے آخر تک
شرح اسکی یہ ہے کہ تعین حضرت محمد صلعم بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات واجبی سے ظہور فرمایا بواسطہ قیام مجازی بصورت اشتراک وصفی
اور ہی موجودات واجبی کے معرض سلوبات میں بسبب لازم ہوجانے سلوبات انتزاعی کے اور وجود التزامی ان سلوبات کے کہ مخصوص ہیں ذات مبارکہ کو
اور **قوله** ول موجود انتزاعی است الخ اور یہ قول کہ ل موجود انتزاعی ہے آخر تک اسکی شرح یہ ہے کہ جسطرح تعین اول حضرت محمدی
صلعم نے موجودات واجبی سے بذریعہ انتزاع تضمنی والتزامی مخصوصہ محمدی انکے معرض سلوبات میں بقیام مجازی ظہور فرمایا اسیطرح تعین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موجودات محمدی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے آپکے معرض سلوبات میں بسبب لزوم سلوبات انتزاعی اور وجود التزامی
سلوبات مخصوصہ محمدیہ کے قیام مجازی کے ساتھ وصف میں شریک ہونیکے سبب موجودات محمدی کے تحت میں ظہور فرمایا اور اسیطرح تعین حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے موجودات محمدی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے آپکے معرض سلوبات میں لزوم سلوبات انتزاعی اور وجود التزامی سلوبات مخصوصہ محمدی کے سبب قیام مجازی کیساتھ وصف میں شریک ہونیکے سبب موجودات ابراہیمی کے برابر میں ظہور فرمایا اور اسیطرح تعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے موجودات انتزاعیہ حقیقت محمدی اور ابراہیمی اور موسوی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے ان کے معرض سلوبات میں لزوم سلوبات
انتزاعی اور وجود التزامی سلوبات مخصوصہ محمدی کے سبب اشتراک وصفی سے قیام مجازی کیساتھ موجودات محمدی کے برابر میں ظہور فرمایا۔

وہمچنین تعین حضرت آدم از موجودات ابراہیمی بانتزاع تضمنی بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود
التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی در تحت موجودات ابراہیمی وہمچنین ظہور انبیاء
غیر اولوالعزم بانتزاع تضمنی از موجودات اولوالعزم بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود
التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی وہمچنین وجود بعض اولیا بانتزاع تضمنی از وجودات
در تحت اولوالعزم و بعض تحت غیر اولوالعزم بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی
مسلوبات مخصوصہ و غیر مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی واسمی وہمچنین وجود مومنین عام بانتزاع
تضمنی از موجودات اولیاء اللہ تعالیٰ بمعرض مسلوبات شان بلزوم مسلوبات انتزاعی و وجود التزامی مسلوبات
مخصوصہ و غیر مخصوصہ محمدی بقیام مجازی باشتراک وصفی واسمی و وجود کافر بانتزاع تضمنی از مسلوبات مومنین عام
بوجود التزامی بمعرض مسلوبات شان و تحت اولیاء اللہ تعالیٰ باشتراک اسمی و بہمیں طریق در انتزاع بعد انتزاع
منتزل تا عقل و فکر بہرہ است واللہ تعالیٰ اعلم بہ و آنجا کہ خاصان با دراک وسعت حکمت و معرفت تنوع
صفت معترف عجز اند دیگران چہ دارند

ترجمہ اور اسیطرح تعین حضرت آدم علیہ السلام نے موجودات ابراہیمی سے بذریعہ انتزاع تضمنی کے ان کے معرض
مسلوبات میں انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی کے سبب قیام مجازی کے ساتھ اشتراک وصفی میں موجودات
ابراہیمی کے تحت میں ظہور فرمایا۔ اور اسیطرح انبیاء غیر اولوالعزم کا ظہور بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات اولوالعزم سے ان کے
معرض مسلوبات میں بسبب لزوم مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ محمدی کے قیام مجازی کے ساتھ
اشتراک وصفی میں ہوا۔ اور اسی طرح وجود بعض اولیاء اللہ کا بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات سے تحت اولوالعزم اور
بعض تحت غیر اولوالعزم ان کے معرض مسلوبات میں مسلوبات انتزاعی کے لزوم کے سبب اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ و
غیر مخصوصہ محمدی کے لزوم کے سبب قیام مجازی کے ساتھ اشتراک وصفی اور اسمی میں ہوا۔ اور اسی طرح
وجود عام مومنین کا بذریعہ انتزاع تضمنی کے موجودات اولیاء اللہ تعالیٰ سے ان کے معرض مسلوبات میں لزوم
مسلوبات انتزاعی اور وجود التزامی مسلوبات مخصوصہ اور غیر مخصوصہ محمدی صلعم کے سبب قیام مجازی کے ساتھ
اشتراک وصفی اور اسمی میں ہوا۔ اور وجود کافر کا بذریعہ انتزاع تضمنی کے مسلوبات سے مومنین عام کے بسبب وجود
التزامی کے ان کے معرض مسلوبات میں اولیائے خدائے تعالیٰ کے تحت میں اشتراک اسمی کے ساتھ ہوا اور وجود
کے بعد اسی طرح انتزاع بعد انتزاع میں نیچے اترتے ہوئے عقل اور فکر بہرہ ہے اور اسکو خدائے برتر ہی خوب
جانتا ہے۔ جہاں کہ خاص لوگ وسعت حکمت خداوندی کے ادراک میں اور اس کے تنوع صفت یعنی صفت
کے نوع بنوع ہونے کی معرفت میں عجز کے معترف ہیں اور مقر ہیں دوسروں کی کیا حیثیت ہے

شعر کہ خاصان دریں رہ فرس راندہ اند ٭ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند ٭

قولہ چہ ستایش درصلوات است الخ ای صلوات واجبی لازم محمد و صلوات مخصوصہ محمدی ای صلوات کہ در ذات مبارک صلعم وجود التزامی یافتہ بمعرفتہ خودش ممتاز گشتہ و صلوات غیر مخصوصہ ای صلوات کہ در ذات مبارک صلعم وجودی نیافتہ انتزاعی است محض کہ در محل دیگر وجود التزامی یافتہ بمعرفتہ خودش ممتاز گشتہ **قولہ** و آبا آل باید خواند انتہی ای از وصل آبا آل اشارت است بحصول آ بدلالۃ ازل تجاوز رتبی چہ استدراکش بی دلالۃ و تجاوز زمانی و مکانی ممتنع باشد **قولہ** الحمد مقدمہ کتاب است انتہی ای برائے تحقیق مبادی کہ توقف مسائل براں است پس ایں کتاب محصور بر دو خبر است ای آ اول و دا آخر کہ مشیر مفہوم انا و انت است ورنہ بحث از موضوع لہ قرآنی درست نیاید **تذ** **نیل** اگر آ اول موضوع گفتہ شود نہ ھم آخر بدانکہ دا آخر کہ منشاء حوادث ناگزیر است اگر گرفتہ شد بموضوع لہ اشارت ترکیب بیکار است و حال آنکہ ہماں ح ای ہمیکہ در ترکیب واقع است **ش** بمقتضائے توقف معرفۃ

براستدلال از نفس موضوع لہ دلیل بر آ موضوعین است

ترجمہ۔ شعر۔ کہ خاصان دریں رہ فرس راندہ اند ٭ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند ٭۔ اس راہ میں خاص لوگوں نے وہ بہت گھوڑے دوڑائے پائیں لیکن آخر ہی کہہ گئے۔ اور **قولہ** چہ ستایش درصلوات الخ اس قول کی شرح یہ ہے کہ منشا اسکا صلوات مخصوصہ ہیں آخر تک کہ صلوات واجبی جو محمد صلعم کو لازم ہیں اور وہ صلوات جنہوں نے ذات مبارک صلعم میں وجود التزامی پالیا کہ یہ صلوات مخصوصہ محمدی ہیں یہ صلوات اپنے آپ کی معرفت و پہچان میں ممتاز ہو گئے ہیں۔ اور صلوات غیر مخصوصہ یعنی وہ صلوات جنہوں نے ذات مبارک صلعم میں کوئی وجود نہیں پایا وہ محض ایسے انتزاعی ہیں کہ دوسرے محل میں وجود التزامی پاکر خود اپنی معرفت میں ممتاز ہو گئی ہیں اور **قولہ** آبا آل باید خواند انتہی اور یہ قول کہ الف کو لام کیساتھ پڑھنا چاہیئے بس تشریح اسکی یہ ہے کہ یہ اشارہ ہے الف کو لام کیساتھ وصل کا یعنی ملانیکا بغرض حاصل ہونے الف کے لام کی دلالت سے دو صورت تجاوز رتبی یعنی یہ وصل اشارہ حصول ہے الف کا لام کی دلالت سے محض ایک طرح کا تجاوز ہو تبیں تجاوز ہے زمان و مکان میں اسلئے کہ اسکا ادراک حاصل ہونا بغیر دلالت کے اور صورت تجاوز زمانی و مکانی کے ممتنع ہو گا اور **قولہ** الحمد مقدمہ کتاب است انتہی اور یہ قول کہ الحمد کتاب کا مقدمہ ہے بس مطلب اسکی شرح یہ ہو کہ ان مبادی کے متحقق ہونیکی غرض سے جنپر مسائل کا توقف ہی یہی الحمد مقدمہ کتاب ہے کیونکہ مسائل کا توقف انہی پر ہے کہ مبادی ہیں لہذا انکا متحقق ہونا مقدم ہے پس یہ کتاب دو خبر پر منحصر ہوگئی ہے یعنی الف اول او میم آخر جس سے اشارہ ہو رہا ہے مفہوم انا اور انت کا۔ ورنہ بحث موضوع لہ قرآنی سے درست نہ ہوگی۔ **تذنیل** معنی لغوی اسکے کسی چیز کے دامن میں کر دینا ہی اسے اعتبار اصطلاح عرف مطلب یہ کہ متعلقہ بحث مذکور ذیل میں اور تشریح زائد ہی اگر الف اول موضوع کہا جائے تو میم آخر منشا حوادث ہے اگر موضوع لہ مان لیا جائے تو اشارت ترکیب بیکار ہوا اور حال یہ ہے کہ وہی میم آخر جو ترکیب میں ہے واقع ہو رہا ہے اسلئے اس بنا پر کہ معرفت موقوف ہے اسی نفس موضوع لہ سے دلیل اختیار کرنے پر پس میم آخر کیسے موضوع لہ نہ مانا جائیگا جبکہ اشارہ ترکیب بیکار ہوتا ہے جو مشیر ہے انا و انت کا اور معرفت موضوع الف اول کیونکر حاصل ہوگی جبکہ توقف معرفت کا اسکے اسی لفظ میم آخر سے استدلال پر ہے

واگر ایں اشارت نگرفتہ شود مبادی متحقق نہ شود و بی استقرار موضوع کہ منشاء عوارض بقیام حقیقی و مجازی است و تعلق معرفۃ و عرض باو است بحث از ینہا چسان کردہ شود فکیف ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین اللھم صل وسلم وبارک دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی الوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ فمن بعد من یشاء یزد ویصل علی محمد ولا احصی ثناء علیہ

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء الخ الآیہ با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین ترجمہ اے کسانیکہ ایمان آوردند زنہار مگیرید یہود و نصاریٰ را ولی خود

ترجمہ۔ اور اگر یہ اشارت نہ اختیار کیجاویگی مبادی متحقق نہونگے اور بغیر استقرار موضوع کے کہ جو عوارض کا منشا یعنی محل انشو ہے کہ عوارض کو قیام حقیقی و مجازی ہے اور تعلق معرفت اور عرض کا اسی موضوع سے ہے ان کی نسبت کس طرح بحث کیجاتی کیونکہ جبتک موضوع قرار نہ پاویگا عوارض تعلقات سے کیسے بحث کیجا سکتی ہے فکیف ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین یعنی تو پھر کیونکر ہے یہ کتاب جس میں کچھ شک نہیں کہ اس میں متقین کی رہنمائی ہے۔ اللھم صل وسلم وبارک دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی الوارہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی میرے خداوند درود وسلام و برکت بھیج ہمیشہ ہمیشہ تک اپنے رسول اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے انوار پر اور انکو ہمارے بارہ میں شفیع کردے اور انکے واسطے سے ہمکو ہور رحمت کر فمن بعد من یشاء یزد ویصل علی محمد ولا احصی ثناء علیہ یعنی آپ کے بعد جو کوئی چاہے وہ زیادہ کرے اور محمد صلعم پر درود و ثنا نثار کرے اور میں تو آپ پر نثار کا پار نہیں پاتا ہوں۔

ترجمہ (ذکر بیان تفسیر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء تا آخر آیت کا مع اور مطالب کے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا خدا نے بزرگ نے سورۃ مائدہ رکوع آٹھ میں یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین

یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہرگز مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو اپنا ولی

بعض ایشان ولی بعض ایشان است یعنی یکے مر دیگر را کہ از واست پس ہر کہ بولایت گیر و ایشان را پس تحقیق او از ایشاں است تحقیق اللہ تعالے راہ راست ننماید قوم ظالمانرا باید دانست کہ نہی مستفید تاکید است از اصل اخذ بمعنی ممنوع الجواز و اولیا جمع ولی از ولایۃ عامۃ الاختصاص بالمعانی کہ ولالۃ میکند بر معنی قربۃ و مدد و مالکیۃ و دوستی و تکفل کار مقصود آنکہ ہرگز نگیرید یہود و نصاری را بولایت از ہر جنس کہ باشد پس بوجوب تحذر از منہی عنہ بعموم اختصاص بالمعانی ھ ہر کہ گیر و بحکم اقتضای مخالفۃ خطاب نہی و فانہ منہم از ظالمان است پس فرضیۃ این نہی بر قواعد فقہ و عقاید در معنی ولایۃ عامہ از خبیث و صغیرہ وکبیرہ تا کفر دائر خواہد شد چنانکہ لَا تَقْرَبُوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن الایۃ۔ پس فرضیۃ بہ نہی عام است و تفاوت در حقیقۃ منہی عنہ در مقابلہ یکدیگر از روے حقایق ثابتہ است و تاکید نہی بنزول متواتر و تاکید اجابت بوقف لازم و وقف النبی صلعم و دلالۃ بر مغفرت مجیبان از وقف غفران ظاہر است

ترجمہ۔ بعض اُن کے بعض کے ولی ہیں یعنی آپس میں ایک دوسرے کے کہ اونہیں میں سے ہیں جو کوئی انکا ولی ہوتا تم میں سے مانیگا پس تحقیق وہ اونہیں میں سے ہے بیشک خدا تعالی ظالموں کی قوم کو سیدہی راہ نہیں بتلاتا سمجھنا چاہیئے کہ اس آیت میں صیغہ نہی قاعدہ اخذ کی بنا پر ممنوع الجواز کے معنی میں ہے تاکید کا حاصل کر رہا ہے اسی لفظ اخذ سے اور اولیا جمع ولی کی کہ ماخوذ ہے ولایت عامہ سے بسبب خصوصیت پا جانے لفظ ولایت کے معنی متعددہ میں دلالت کر رہا ہے ایسی معانی قربت اور مدد اور مالکیت اور دوستی اور تکفل کار یعنی کام کے ذمہ وار ہونے پر مقصود یہ کہ یہود و نصاری کو ہرگز ولی نہ بناؤ ہر جنس کی ولایت میں کہ ہو سکے کیونکہ پرہیز کرنا واجب ہے منہی عنہ سے کہ جسکی ممانعت کا حکم آچکا ہو اگرچہ معنی متعدد میں اسکو خصوصیت حاصل ہو یعنی حکم ممانعت ولایت یہود و نصاری کا بطور عام ہے اور لفظ ولایت اپنے ہر ایک معنی کے ساتھ خاص ہونیکے سبب ہر ایک معنی اس عموم میں شامل ہیں پس حکم نہی ولایت میں جو معنی ولایت کی اُنکے شمول عموم کے سبب ممانعت ہوئی لہذا ہر جنس کی ولایت یہود و نصاری سے پرہیز کرنا واجب ہے اب جو کوئی اُنکی ولایت مان لیتا ہے تو وہ بنا بر حکم تقاضائے مخالفت خطاب مخالفت کے اور ارشاد و فانہ منہم کے یعنی پس بیشک وہ اونہیں میں سے ہے۔ اُنکا شمار ظالموں میں ہے۔ پس اس نہی کی فرضیت فقہ اور عقائد کے قاعدوں پر ولایت عامہ کے معنی میں خبیث اور صغیرہ اور کبیرہ سے کفر تک دائر ہوگی جیسا کہ سورہ انعام رکوع انیس میں ہے لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن الایۃ یعنی بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ اونمیں سے جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں۔ پس فرض ہونا نہی کی نسبت کر عام ہے۔ اور تفاوت حقیقت منہی عنہ میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں حقائق ثابتہ کی رو سے ہے۔ اور تاکید نہی کی نزول متواتر کے سبب ہے۔ اور تاکید اجابت یعنی نہی کے ماننے اور قبول کرنے کی وقف لازم سے ہے اور وقف نبی صلعم سے ہے اور اس نہی کے قبول کرنے اور مان لینے والوں کی مغفرت پر دلالت وقف غفران سے ظاہر ہے

پس اعراض ازیں نہی کفر است چہ وقوع کفر بانکار فرضی مضیع اقرارہائے
دیگر است العیاذ باللہ تعالے منہ مگر آنکہ باتسلیم واقرار ایں امر خود را گنہگار در
عدم ادائیش بہوائے نفس داند البتہ باحکام حنفیہ رض تکفیرش نتواند شد مگر میرساند
اصرار بر عبث بصغیرہ و بر صغیرہ بکبیرہ بقرب کفر و بریں بنا بر ہر عملی دو مواخذہ
متحقق یکے در مقابلہ شومی عمل و دیگرے در مقابلہ مخالفت نہی۔ پس در معنی
فانہ منہم از تاکید تشبیہ استعارہ مستفاد در فہم قاصر ہمیں است
کہ در صورت عدم توبہ مغفرتش داخل تحت مشیۃ نخواہد شد بلکہ عذاب
خواہد یافت بقدر استحقاق خویش و در معنی ان اللہ لا یھدی
القوم الظالمین مستفاد می شد کہ توفیق مرضیات نیابد بدون قطع ازیں
تعلق ولایۃ واظہر است کہ توبہ بدون قطع ازیں علۃ توبہ نیست یا راہ نیابد بسوئے
جنت بعدم عفو آں یا از نیافتن توفیق مرضیات

ترجمہ پس اس نہی سے اعراض یعنی روگردانی کفر ہے کیونکہ ایک فرض کے انکار سے کفر کا واقع ہو جانا دوسری اقراروں کا
ضائع کرنے والا ہے خدا تعالے اس سے پناہ دے مگر یہ کہ اس امر کے تسلیم واقرار کے ساتھ خود کو اُس کے نہ ادا کرنے میں
ہوائے نفس کے سبب گنہگار جانے۔ البتہ حنفیہ رض کے احکام کے موافق اُسکی تکفیر نہیں ہو سکتی۔ مگر عبث پر اصرار
صغیرہ کو پہنچا دیتا ہے۔ اور اصرار صغیرہ کبیرہ کو اور کبیرہ پر اصرار کفر کی نزدیکی کو اور اسی بنا پر ہر ایک
عمل پر دو مواخذے متحقق ہیں ایک مواخذہ شومی عمل کو مقابلہ ہیں۔ اور دوسرا مخالفت نہی
کے مقابلہ میں۔ پھر فانہ منہم کے معنی میں پس بیشک وہ گویا انہیں میں سے ہیں اس تاکید تشبیہ
استعارہ سے فہم قاصر میں یہی مستفاد ہے کہ توبہ نہ ہونے کی صورت میں اُس کی مغفرت تحت مشیۃ
نہ داخل ہوگی بلکہ عذاب پائیگا اپنے آپ کے استحقاق کے اندازہ پر اور معنی ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین
میں یعنی بیشک خدائے برتر قوم ظالمین کی رہنمائی نہیں فرماتا ہے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اس تعلق ولایت کے بغیر توڑ
کے خدا کی مرضیات کی توفیق نہیں پائیگا اور خوب ظاہر ہے کہ توبہ بغیر اس علت کے قطع کئے توبہ نہیں ہے یا خدا جنت
کی طرف راہ نہ دکھلائیگا اُسکی معافی نہ ہونے کے سبب یا خدا کی مرضیات میں توفیق نہ ملنے کے سبب تنبیہ سمجھنا چاہئے
کہ جب تک ایسی علت کی حالت باقی ہے دعا حصول ہدایت میں بے سود ہے اگر دعا مفید ہو جاوے تو یہی ہوگا کہ تائب ہو جائیگا
اور اسکے سوا میں دعا کا قبول ہونا حضرت استدراج ہے کہ فرمایا خدائے برتر نے سورۂ اعراف رکوع بائیس ۲۲ میں سنستدرجہم
من حیث لا یعلمون یعنی اسطرح سے انکو تنبیہ دیجو آہستہ ڈھیل دیکر ہم پکڑینگے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی پس ایسی استدراج میں گرفتار ہو کر گناہ میں بڑھتا رہتا

تنبیہ باید دانست کہ دعا در حصول ہدایت بی سود است تا حالت بقای این علت و
اگر مفید شود ہمانا کہ تائب شود و در ورائے آن قبول از جنس استدراج است قال اللہ تعالیٰ
سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ۰ پس زیادت میکند در عصیان تنبیہ حیف است
بر داعی لنفسہ و لغیرہ در ورائے ہدایت کہ با دعوی ولایت و ایمان اینقدر ہم نمی فہمند کہ
نسبت بہر دو استدراج است آہ مسلمانی را در تنذیر فانہ منہم و ان اللہ لا یہدی القوم
الظالمین میخواہد و یاد نمی آرد قال اللہ تعالیٰ من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا الآیہ و با این
استدراج بر قبولیت دعا ہائے خود میبنازند اللہم احفظنا و وفقنا لما تحبہ و ترضاہ تنبیہ کلمات طیبات
را در خصوص حصول سیئات وسیلہ آوردن ظلم دیگر است بر خود با وجود استدراج زیرا کہ کلمات طیبات را غالباً خصوصیت
در حق خود شان با قاری در حضور حق تعالیٰ باشد ای مردم آخرت را فراموش کردی شعر چون گردباد گر بفلک سرکشی چہ سود
آخر چو خاک زیر تہ پا نشستن است ؎ اللہم تعالیت و اعلم و ربنا فاغفر لنا ما نسینا و اخطانا و انت الغفور الرحیم
وصل و بارک و سلم دائماً ابداً علیٰ محمد رسولک حبیبک و علی الہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ تنبیہ افسوس ہے اُس دعا مانگنے والے پر جو ہدایت کے سوا دوسری طلب میں ہو خاص اپنے نفس کیلئے ہو اور
خواہ غیر کیلئے کیونکہ باوجود دعوی ولایت اور ایمان کے اتنا بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں نسبت کر استدراج ہے آہ کیسی بات
ہے کہ ایک مسلمان کسی مسلمان بھائی کو اِس ارشاد فانہ منہم۔ اور ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین ۰ میں مبتلا ہو اور اسکے
لیے اِسی کا خواہاں ہو جنہیں خدا تعالےٰ کیطرف سے انکا قوم الظالمین میں شمار ہو اور ہدایت نہ پانیکا خوف ہو کیا وہ اس ارشاد حق کو
نہیں یاد کرتا ہے جو سورۂ نساء کے گیارہویں رکوع میں ہے کہ فرمایا خدائے برتر نے من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا الآیہ
یعنی جو کوئی شفیع ہوگا بری بات کی سفارش کیلئے اُسکا ذمہ اسکیلئے ہے یعنی بوجھ اس برے کا اسی کیلئے ہے جو شفیع ہو الخ آخر آیت تک اور ایسی
اس استدراج کے ذریعہ سے اپنی دعا کے قبول ہونے پر ناز کرتے ہیں خدایا ہمکو محفوظ رکھ اور ہمیں توفیق دے اسکی جسے تو محبوب رکھتا ہے اور جسکو تو
پسند کرتا ہے تنبیہ کلمات طیبات کو خاصکر سیئات یعنی گناہ و برائیوں کے حاصل ہونے میں وسیلہ لانا باوجود استدراج کے اپنے پر ایک
اور ظلم ہے کیونکہ کلمات طیبات کو جو کچھ خصوصیت آپکے حق میں خدائے تعالیٰ کے روبرو قاری یعنی انکے پڑھنے والے کے ساتھ غالباً
ہوگی۔ ای لوگو آخرت کو بھول گئے ہو شعر چون گردباد گر بفلک سرکشی چہ سود ؎ آخر چو خاک زیر تہ پا نشستن است
بگولے اندھی آسمان پر چڑھکے تو نے کیا لیا ؎ خاک ہو پاؤں تلے آخر تو رہنا ہے تجھے ؎ اے میرے خدا تو ہی شایان برتری و بلندی
ہے اور تو ہی خوب جاننے والا ہے۔ اور اے ہمارے رب بخش جو ہم بھول گئے اور ہمنے خطا کی ہمارے واسطے بخشدے اور تو ہی بخشنے والا رحیم ہے و صلّ
و بارک و سلم دائماً ابداً علیٰ محمد رسولک حبیبک و علی الہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ یعنی اور رحمت و برکت و سلامتی بھیج ہمیشہ سے
ہمیشہ تک اپنے رسول اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے آل پر اور ان کو ہمارے بارہ میں شفیع کر دے اور ان کے واسطے سے ہم پر رحمت کر

ذکر کیفیۃ تفسیر آیات کریمہ اجعل الالہۃ الٰہاً واحدا وکریمہ اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ الآیہ وکریمہ ہو اللہ فی السموات والارض الآیہ وکریمہ ہو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ الآیہ وکریمہ کل شیء ہالک الا وجہہ الآیہ و نفی تاویل باطل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین یا رب

شعر نگہدار ما را ز راہ خطا ‌‌‌‌‌‌ خطا درگذار وصوابم نما

باید دانست فرمود سبحانہ اجعل الالہۃ الٰہاً واحدا مستبعدانہ بہ بعد گرسیدند یا گردانید محمد صلعم الٰہہ متعدد را بوجود بارِ ایک الٰہ ان ہذا الشیء عجاب تحقیق ایں چیز عجیب تراست یعنی توحید در تکثر خلاف عقل و بداہت انطلق الملاء منہم ان امشوا واصبروا علی آلہتکم

ترجمہ ذکر بیان تفسیر پانچ آیتوں کا اول کریمہ اجعل الالہۃ الٰہاً واحدا دوم کریمہ اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ الآیہ سوم کریمہ ہو اللہ فی السموات والارض الآیہ چہارم کریمہ ہو الذی فی السماء الٰہ الآیہ پنجم کریمہ کل شیء ہالک الا وجہہ۔

اور نفی تاویل باطل کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اے میرے رب

شعر نگہدار ما را ز راہ خطا ‌‌‌‌‌‌ خطا درگذار وصوابم نما۔ **ترجمہ**

خطا کی راہ سے ہمکو بچالے۔ ‌‌‌‌‌‌ خطا دے بخش سیدھی رہ دکھا دے۔ سمجھنا چاہئے کہ فرمایا حق سبحانہ نے شروع سورہ ص میں اجعل الالہۃ الٰہاً واحدا یعنی کفار مستبعدانہ اور اپنے خیال سے بعید سمجھکر آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کیا محمد صلعم نے متعدد معبودوں کو اونکے متعدد وجود سے ساتھ ایک خدای معبود بنایا ان ہذا الشیء عجاب یعنی یہ تو بیشک بڑے اچنبھے کی چیز ہے یعنی توحید تکثر میں کہ عقل و بداہت کے خلاف ہے کیونکہ عقل اسکو نہیں مانتی اور ظاہر کے بھی خلاف ہے کہ باوجود کثرت و بتاینت کی اونکا ایک ماننا جاوے انطلق الملاء منہم ان امشوا واصبروا علی آلہتکم

روان شدند سرداران قومیکه آمده بودند گویان که بروید و صبر کنید بر معبودان خود ها در ین
مخالفت که میان ما و محمد که جاے خطر است اِنَّ ھٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ هر آئینه این مخالفت
که میان ما و محمدؐ است چیز خواسته شده است از طرفین که ترک نتواند شد مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ
الْاٰخِرَةِ پس چرا ترک کنیم که نشنیدیم اینکه با اعتقاد تثلیث توحید اعتقاد کنند در ملت پسین که اشارت است
بملت نصاری اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۔ نیست این سخن محمدؐ مگر نو ساخته از پیش گفتن کافران یعنی اجعل الالهة
ظاهر است که از لا اله الا الله نفی الوهیت از آلهه متکثره باطله متحقق بالتیها در دلهای خود شان و تصدیق و اقرار
باله واحد حق نفهمیدند ۔ و نیز از کریمه مَا سَمِعْنَا الخ دلالت برین عیان است ورنه میگفتند که نفی آلهه که سلف
شان می پرستیدند با ثبات اله واحد میفرمائید و این جاے استبعاد نیست که نفی متکثر و اثبات متوحد خلاف
عقل و بداهت نیست که استبعاد ورزند باین حق از مشاهده کیفیة باطله ملت پسین المقصود و محل استبعاد توحید در
متکثر است و بعکس این چنانکه اجعل الواحد اثنین که از ممتنعات عقل و بداهت است یا رب چه رو داد این ماؤلانرا که
بآنچه کفار استبعاد ورزند ایشان حجت خود بر اثبات توحید وجودی سازند که نتواند شد

ترجمہ یعنی بے قوم کے سردار کہ آئے تھے چل گئے یہ کہتے ہوئے کہ چلو اور صبر کرو اپنے معبودوں پر اس مخالفت میں جو ہمارا ور محمد صلعم کو درمیان ہے
جائے خطر ہے اِنَّ ھٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ البتہ یونکہ یہ مخالفت جو ہمارا اور محمد صلعم کو درمیان ہے ایسی چیز ہے کہ دونوں طرف سے چاہی ہوئی ہے جسکا ترک نہیں ہو سکتا
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ یعنی ہم کیسے ترک کریں کہ ہمنے یہ سنا ہی نہیں پچھلی ملت میں کہ ساتھ اعتقاد تثلیث کیساتھ توحید اعتقاد کرتے ہوں
یعنی تین ماننے کے ساتھ انہی تین کو ایک مانتے ہوں کہ اشارہ ہے مذہب نصاریٰ کی طرف اِنْ ھٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ یعنی نہیں ہے یہ کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مگر نئی گھڑت کا ۔ کافروں کی اس کلام متعجبانہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ سے آخر تک جیسا کہ ہوا ظاہر ہے کہ لا الہ الا اللہ سے ان کافروں نے اپنے بہت
سے جھوٹے خداؤں کے خدا ہونیکی نفی کو اس سبب سے کہ ان جھوٹے خداؤں کا خدا ہونا انکی خود کے دلوں میں متحقق و ٹھہرا ہوا تھا نہ سمجھا اور نہ
خدائے واحد کی تصدیق اور اسکا اقرار سمجھا ۔ بلکہ اس نفی کو اصل میں سمجھا ہی نہیں جیسا انکا استفہام استعجابیہ سے ظاہر ہے اور
انکی تاویل باطل سے عیاں ہے ۔ اور کریمہ مَا سَمِعْنَا سے بھی آخر تک ۔ اسپر ایک دلالت عیاں ہے ۔ ورنہ کفار یہ کہتے کہ ان خداؤں کی نفی
جو ان کے اگلے پوجتے تھے ۔ ایک خدائے واحد کے اثبات یعنی ثابت کرنیکی غرض سے فرماتے ہیں ۔ اور یہ نہ جائے استبعاد ہے نہ دور از خیال
ہے کیونکہ بہت سونکی نفی اور ایک کا اثبات عقل و بداہت کے خلاف نہیں ہے کہ اس حق کو پچھلی ملت کی جھوٹی کیفیت کو دیکھنے سے
بعید از عقل جانیں اور بلحاظ خیال کریں مقصود یہ کہ جائے تعجب تو یہ ہے کہ کثیر میں یعنی بہت سونکو ایک ماننا اور اسکا عکس یعنی
ایک میں بہت ماننا جیسا کہ اَجَعَلَ الْوَاحِدَ اثْنَيْنِ یعنی کیا ایک کو دو مان لیا جو عقل و بداہت کے ممتنعات سے ہے یعنی باعتبار عقل بھی اور
بداہت بھی دونوں طرح سے ممتنع ہے ۔ آہ میرے رب ان ماؤلوں کو کیا پیش آیا کہ جس چیز سے کفار استبعاد و اختیار
کرتے اور اسکو عقل سے دور سمجھتے ہیں یہ لوگ توحید وجودی کے اثبات پر اسکو اپنی حجت بناتے ہیں کہ وہ حجت نہیں ہو سکتی

و این ہر دو منفی بہ است بحاصل منہی عنہ و در این نظم شریف تحریر است از الٰہا لکم کہ متغیر معنی مراد با وال

است ای ادیب در ترکیب نظم بتفکر و تدبر بنگر و نیز باید دانست کہ اللہ عز و جل اصنام را الٰہہ نفرمود البتہ نفی الٰہہ فرمود

لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا الآیۃ نتش تفسیر این کریمہ در ذکر کلمہ طیبہ مذکور است ۵ و تعبیر کفار اصنام را بالٰہ

باطل است فکیف این اصنام را الٰہ بلکہ عین اللہ گفتن واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ہو اللہ فی السموات و فی الارض الآیۃ باید دانست

لفظ اللہ متعلق نمی تواند شد و نہ مأول باسم صفۃ بنا بر علمیتش پس متعلق بہ مستقیم معنی فی السموات والارض کہ ضروریست

بحذفش متوسع است اگر متعلق بلفظ ظاہر گرفتہ شود فی السماء والارض ظرف مجازی باشد و ظاہر از تقیید حکم ظرف و

مظروف حقیقی یعنی کہ ظرف متوسع و متقدم و مغایر باشد مظروف را مبرا است فلا محذور رقیبہ ولا دلیل علیہ نہ اینکہ سموات

وارض مظہر و سم عین ظاہر باشد بنا بر نقش تعلیل نہ اینکہ ۵ احکام ظروف و مظروف حقیقی و ہمچنین دیگر متعلقات

بہا مستقیم معنی جائزہ دانستہ باختیار متعلق بہ بلفظ الٰہ اسم صفۃ است نہ جنس نقش منع جنسیۃ لفظ الٰہ در ذکر

کیفیۃ کلمہ طیبہ مذکور است ۵ بنا بر نقش تعلیل انسب ۵ قرب معنی و صفۃ بلفظ اللہ کہ علم بوصف مبالغہ

است تعالت اسماؤہ و جلت صفاتہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ترجمہ ۔ حالانکہ یہ دونوں یعنی غیر خدا اور اسکی معبودیت منفی ہیں منہی عنہ کو حاصل نتیجہ یہ کہ معلوم ہوا کہ ان دونوں کی نفی کر جانا کہ حاصل و نتیجہ یہی ہے کہ اسکی ممانعت ہے کہ تم غیر خدا کو خدا سمجھکر اسکی عبادت نہ کرو بلکہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسکو خدا مانو نہ اسکے غیر کو اور اس نظم شریف میں ما لکم من الٰہ غیرہ مذکور فرمانا تحریر کی غرض سے ہے نظم الٰہا لکم نہ کہنے کیلئے کیونکہ یہ ترکیب شان میں ما وول یعنی تاویل کرنیوالے کی مراد کے موافق معنی کے تغیر ہونیوالی ہے ۔ اے ادیب ترکیب نظم میں سوچ و فکر سے نظر کر اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ خدا عز و جل نے بتوں کو الٰہ نہیں فرمایا البتہ نفی الٰہ ایسا فرمایا کہ سورہ انبیاء رکوع دو میں لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا الآیہ یعنی اگر ان دونوں میں بہت سے خدا ہوتے سوا اللہ کے تو البتہ یہ دونوں آسمان و زمین بگڑ جاتے ۔ اس کریمہ کی تفسیر ذکر کلمہ طیبہ میں مذکور ہے اور کفار کا بتوں کو خدا کے ساتھ تعبیر کرنا باطل ہے تو ان بتوں کو الٰہ بلکہ عین اللہ کہنا کیونکر ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔ اور خدا بہتر جانتا ہے راہ صواب کو اور فرمایا خدا سبحانہ نے شروع رکوع سورہ انعام میں ہو اللہ فی السموات و فی الارض الآیہ یعنی وہی ہے خدا آسمانوں اور زمین میں آخر تک سمجھنا چاہیے کہ لفظ اللہ متعلق نہیں ہو سکتا کہ جار مجرور اسکے ساتھ متعلق ہو اور نہ اسم صفت کیساتھ تاویل کیا جا سکتا ہے کیونکہ لفظ اللہ علم ہے اور علم ہونیکے سبب معنی صفت میں تاویل نہیں کیا جا سکتا پس متعلق کہ جسکے ساتھ معنی فی السموات والارض کا استقامت پاسکیں ضروری ہے اور وہاں اسکے حذف میں توسع ہے اگر متعلق لفظ ظاہر لیا جاوے تو فی السموات والارض ظرف مجازی ہوگا اور ظاہر حکم ظرف و مظروف حقیقی کی تقیید سے یعنی کہ ظرف متوسع اور مقدم اور مغایر مظروف کا ہو کر مبرا ہے پھر صفت ظاہر ان قیود کو جو ظرف و مظروف حقیقی میں ہونی چاہیے کہ ظرف و مظروف سے متوسع اور مقدم اور مغایر ہو جیسے تعلق نہیں ہے مگر ہونگے پاک ہے تو اسکا متعلق ہوا اور ظرف ہو ہمیں کچھ حذر و اندیشہ نہیں کیا جائیگا لیکن اسپر کوئی دلیل نہیں کہ یہی مظروف متعلق ہے یہ نہ کہ ظرف و مظروف حقیقی کے احکام کا بنا ہونا اور مظہر بھی ہو اور عین ظاہر بھی اور اسیطرح اور متعلقات بھی یعنی وہ متعلقات کہ انکے ساتھ معنی مستقیم ہو جاتا ہے اور مناسب متعلق بہ اختیار کر لیا ہے لفظ الٰہ اسم صفت ہے نہ کہ اسم جنس کیونکہ لفظ الٰہ کی جنس ہونیکا منع ذکر کیفیت کلمہ طیبہ میں مذکور ہو چکا اور اسکا ثابت متعلق بہ ہونا انسب ہے کیونکہ لفظ الٰہ کو لفظ اللہ کیساتھ معنی و صفت کی

قرب و نزدیکی ہے کیونکہ لفظ اللہ علم ہے گیا ہے وصف مبالغہ کیساتھ بلند ہیں نام اسکے اور جلیل ہیں صفتیں اسکی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

هُوَ الَّذِی فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ الآیہ ہو الذی فی السماء الخ بظرفیۃ و مظروفیۃ مجازی مشعر از احکام ظرفیۃ و مظروفیۃ حقیقی نشود چنانکہ در تفسیر کریمہ ہُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مذکور شدہ ہمچو ترکیب زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمٌ حاصل آنکہ آں اعنی اللہ در آسمان الٰہ است وہم در زمین الٰہ است نہ غیر او و ازیں نظم نتواں دانست کہ ہر الٰہی کہ در آسمان است وہر الٰہی کہ در زمین است عین اللہ است و معلوم نیست کہ الٰہ در آسمان کیست و الٰہ در زمین کہ اللہ تعالیٰ نفی آلہہ میفرماید وَلَوْ کَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ کَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ۝ لاکن از قول مُوَلِّان آلہہ واضح باشد کہ در زمین اصنام را کہ معبود مقرر کفار اند الٰہ قرار دادند و در آسمان ملائکہ ہم الٰہ تراشیدہ باشند کہ ایں ہمہ آلہہ آسمانی و زمینی را عین اللہ گویند نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک تعالی اللّٰہ عما یصفون ۝ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ الآیہ باید دانست کہ ہلاک عدم لاحق است بوجود سابق العدم نہ بوجود فارغ العدم و نہ بعدم پس ہلاک یعنی عدم مطلق شی سخن مستبعد فیہ است از آنکہ علم و حکم بعدم مطلق نتواند شد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ کَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

ترجمہ اور فرمایا حق سبحانہ نے آخر سورۂ زخرف میں هُوَ الَّذِی فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ الآیہ یعنی وہ وہی ہے کہ آسمان میں خدا ہے اور زمین میں خدا ہے آخر تک۔ اس کریمہ میں بھی ہو الذی فی السماء آخر تک ظرف و مظروف مجازی ہونیکے سبب احکام ظرف و مظروف حقیقی ہونیسے پاک ہے جیسا کہ تفسیر کریمہ ہو اللہ فی السموات و فی الارض میں ابھی مذکور ہوا مثل ترکیب زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمٌ کے حاصل یہ کہ وہ یعنی اللہ آسمان میں معبود ہے اور وہی زمین میں الٰہ یعنی خدا ہے نہ اسکا غیر اور اس نظم سے نہیں جانا جا سکتا ہے کہ جو الٰہ آسمان میں ہو اور جو الٰہ کہ زمین میں ہو عین اللہ ہے اور نہیں معلوم کہ آسمان میں الٰہ کون ہے اور زمین میں الٰہ کون۔ خدا نے تعالیٰ آلہہ کثیرہ کی نفی فرماتا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع پانچ میں ہے قُلْ لَّوْ کَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ کَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ۝ یعنی کہہ دیجئے اے ہمارے حبیب اگر اسکے ساتھ جیسا وے کہتے ہیں کئی خدا ہوتے تو اسوقت کوئی راہ عرش والے کیطرف نکالتے لیکن مُاَوِّلوں کے قول سے آلہہ یعنی متعدد معبود ظاہر تھا یہ کہ زمین میں بتوں کو جو کفار کے ٹھیرائے ہوئے معبود ہیں، انھوں نے الٰہ قرار دے لیے ہوں۔ اور آسمان میں فرشتے بھی الٰہ تراش لیے ہوں کہ ان سب آسمانی اور زمینی معبودوں کو عین اللہ کہتے ہوں ہم خدا برتر سے ایسے اعتقاد کی نسبت پناہ مانگتے ہیں خدا بہت بلند ہے اُس چیز سے کہ وے وصف کرتے ہیں اور فرمایا حق سبحانہ نے آخر سورۂ قصص میں کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ الآیہ یعنی ہر چیز سوا روئے مبارک خدا تعالیٰ کے ہلاک ہونیوالی ہے سمجھنا چاہئے کہ ہلاک عدم لاحق ہے وجود سابق العدم کو لاحق ہوا یعنی اُس وجود کو جسکے پہلے عدم ہے نہ اُس وجود کو لاحق ہے کہ فارغ العدم ہے اور نہ عدم کو پس ہلاک یعنی عدم مطلق شی کا یعنی مراد ہلاک سے مطلق کسی چیز کا نہونا کلام مستبعد فیہ ہے یعنی عقل سے دور اور تعجب خیز ہے اس سبب سے کہ علم اور حکم عدم مطلق پر نہیں ہو سکتا اور خدا برتر ہی خوب جانتا ہے راہ درست کو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ کَمَا تُحِبُّهٗ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِهٖ

بیان تفہیم کریمہ ہو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ الآیہ بترکیب ... ظرفیۃ و مظروفیۃ مجازی است

بیان تفہیم کریمہ کل شیء ہالک الا وجہہ الآیہ و تحقیق معنی ہلاک و عدم مطلق

ذکر کیفیت وقف لازم بر آیہ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہم اجمعین ـ قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؔۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ ترجمہ او است کہ فرو آورد بر تو کتاب بعض از ان آیات محکمات یعنی استوار کردہ شدہ و از فادہ مقصود آن ہمہ اصل کتاب اند یعنی از مقاصد صریحہ و دیگر متشابہات اند ای و معنیین موقوف علیہ متشابہ ابتلاء پس آن بالذات باشد بدلالۃ اللغۃ یعنی موضوع یا بالعرض بجہۃ استعارہ بدلالۃ مجاز و معنی غیر موضوع پس اختیار کردہ شدہ مفید فی المقصود و از ین آیہ واضح است کہ جملہ آیات منحصر است در محکمات و متشابہات لیکن آنانکہ در دلہا شان کجی است پیروی میکنند آنچہ متشابہ شد از ان کتاب بنا بر خواست فتنہ و خواست تاویل متشابہ و حال آنکہ نمیداند تاویل او را جز خدا تعالیٰ الراسخون فی العلم و مستوران و ثابتان متشابہ میگویند ایمان آوردیم بمتشابہ بقطع نظر از خواست فتنہ و خواست تاویل موافق ہوا ہمہ از محکم و متشابہ از نزد پروردگار ما است

ترجمہ ـ ذکر بیان وقف لازم کا کہ آیت کریمہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہم اجمعین فرمایا خدا تعالیٰ نے شروع آل عمران میں هو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابهات ط فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله ج وما یعلم تاویله الا الله م والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۝ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب یعنی وہ وہی ہے جسنے اتاری تجھپر کتاب کہ اسمیں کی بعض آیتیں محکمات ہیں یعنی مقصود کو فائدہ دینے میں مضبوط کیگئی ہیں کہ یہ سب آیتیں اصل کتاب ہیں یعنی جو ہیں کہ یعنی نص و ظاہر مقاصد کی نسبت ہیں اور دوسری آیتیں متشابہات ہیں یعنی وہ باکئی معنوں والی کہ اسی پر متشابہ موقوف ہے جو بغرض آزمایش ہے کیونکہ دو یا متعدد معنی ہونیں شبہ پڑکر معنی مقصود سمجھا اور بوجھا جانا ممکن ہو اور یہی تشابہ ہے جو موقوف ہے متعدد معنی پر اور خدا تعالیٰ کا ایسے الفاظ میں کلام کرنا آزمایش کی غرض سے ہے پس یہ تشابہ کبھو معنی کا یا بالذات لغت کا معنی موضوع ہیں فی اللغت کی بنا پر ہے یا بالعرض لغوی غیر موضوع میں محاورہ کی بنا پر جیسا استعارہ پس متشابہ اختیار کیا جاویگا اسی معنی میں جو مفید ہوگا مقصود کا خواہ وہ معنی موضوع ہو یا غیر موضوع یعنی ایسی سے جو معنی مقصود کو مفید ہوگا وہی معنی متشابہ کیلئے اختیار کیا جاویگا ـ اور اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ تمام آیتیں کلام پاک کی حصر کیگئی ہیں محکمات اور متشابہات میں لیکن وہ لوگ کہ جنکے دلوں میں کجی ہے وہ اسی آیت کے پیچھے لگتے ہیں جو اس کتاب میں سے متشابہ ہے خواہش فتنہ کی غرض سے یا فساد و کفر انگیزی کی نیت سے اور متشابہ کی خواہش تاویل کی بنا پر یعنی تاویل گھڑنیکی غرض سے ـ اور حال متشابہ کا یہ ہے کہ اسکی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے سوا خدا کے و الراسخون فی العلم الخ اور جو راسخ اور مضبوط لوگ ہیں تاویل متشابہ جانتے ہیں یعنی جو علم الٰہی سمجھتے ہیں
ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے متشابہ پر بقطع نظر کرکے خواہش فتنہ اور خواہش تاویل سے جو حرص و ہوا کے موافق ہو بلکہ تمام آیات محکم و متشابہ ہمارے

وما یذکّر الخ وہرگز بمدلول مقصود متشابہ نمی رسد مگر آنانکہ صاحبان عقول ہستند بحصر وجہ استثنا مستثنی منہ مستثنی و مبالغہ بخاصیت باب ربنا لاتزغ قلوبنا الخ ای پروردگار ما محفوظ دار کجی دلہای ما را پس آنکہ راہ راست بخشیدی ما را علم و عمل و بخش ما را از نزد خود رحمۃ یعنی اجابت یا علم دیگر۔ انّک الخ بتحقیق تو بسیار بخشندہ ای مستفہم اگر این عطف والرّاسخون بر جملہ باشد منع علم تاویل متشابہ بغیر اللہ تعالیٰ است و حال آنکہ ندانستن انبیاء تاویل متشابہ را خلاف شان نبوت است و نزولش عبث و اگر بر مستثنی باشد گو فارقی در حد نفس صفۃ علم حق سبحانہ عن شبہہ و علم راسخین است نہ در حد معلوم چہ اشتراک در حد معلوم مثل ای معلوم اللہ تعالیٰ و غیرہ تعالیٰ ھ ضروریست نہ در حد مجہول مثل ای مجہول غیرہ تعالیٰ ھ پس عدم اشتراک در معلوم تخصیصاً مثل ای معلوم اللہ تعالیٰ فقط ھ است نہ در معلوم تعمیماً مثل ای معلوم اللہ تعالیٰ و ہم معلوم غیرہ تعالیٰ ھ و بدانکہ علم تاویل مقصود متشابہات در اصل محتاج محکمات وحی است یا الہام چنانکہ قطعی مثل ہچو الہام انبیاء علیہم ھ باشد یا ظنی مثل ہچو الہام اولیاء رض ھ پس دلالتی بر صحۃ تعمیم و تخصیص مذکور مثل یعنی کدام متشابہ معمم العلم است بین اللہ سبحانہ و غیرہ سبحانہ و کدام مخصص العلم باللہ سبحانہ ھ بی وحی و الہام نتواند شد

ترجمہ۔ وما یذکّر الخ اور ہرگز متشابہ کے مدلول مقصود کو نہیں پہنچتے ہیں یعنی اس مدلول کو جو متشابہ سے مقصود ہے مگر وہ حضرات جو عقلوں والے ہیں۔ اور یہ مضمون کہ صرف عقلوں والے ہی مدلول مقصود متشابہ کو پہنچتے ہیں حصر وجہ استثنا کی بنا پر ہے جو مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ میں محصور ہے۔ اور یہاں حصر و تحقیق مستثنیٰ یعنی اولوالالباب میں ہے کیونکہ حصر و تحقیق اثبات وجود میں ہوتا ہے نہ نفی میں۔ اور مبالغہ کے سبب سے کہ خاصیت باب فعل یفعل کے سے ظاہر ہے ربنا لاتزغ قلوبنا الخ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کجی سے محفوظ رکھ بعد اسکے کہ ہمکو تو نے سیدھے رستے چلا دیا علم و عمل کیسا تھ اور بخشش فرما ہمارے تئیں اپنے پاس سے رحمت یعنی قبولیت یا اور علم۔ انّک انت الوہاب بیشک تو ہی بڑا بخشنے والا ہے۔ اے مستفہم اگر یہ عطف والرّاسخون کا جملہ پر ہو تو علم تاویل متشابہ کا غیر خدا تعالیٰ کیواسطے منع ہے اور حال یہ ہے کہ انبیاء کا تاویل متشابہ کو نجاننا شان نبوت کے خلاف ہے۔ اور ایسی آیات کا نازل ہونا عبث ہے۔ اور اگر یہ عطف مستثنیٰ یعنی لفظ اللہ پر ہو تو اگرچہ نفس صفت علم خدا سے پاک کی حد میں کہ اپنی مثل سے پاک ہے۔ اور نفس صفت علم راسخین کی حد میں بہت بڑا فرق ہے لیکن حد معلوم میں نہیں ہے جیسا کہ وقف لازم سے بیان ہوا اسلیے کہ اشتراک اس حد میں جو معلوم خدا تعالیٰ اور غیر خدا تعالیٰ ضروری ہے نہ اشتراک حد مجہول میں ہے یعنی اس حد میں جو مجہول غیر خدا تعالیٰ ہے پس اشتراک کا ہونا اس معلوم میں ہے کہ فقط معلوم خدا تعالیٰ ہو از راہ تخصیص ہو نہ اس معلوم میں جو بطور تعمیم ہو یعنی وہ کہ معلوم خدا تعالیٰ ہو اور معلوم غیر خدا تعالیٰ بھی ہو۔ اور معلوم ہو کہ متشابہات کا علم تاویل مقصود یعنی وہ علم تاویل جو متشابہات سے مقصود ہے اصل میں محکمات وحی کا محتاج ہے یا محتاج ہے الہام کا ایسا الہام کہ قطعی ہو مانند الہام انبیاء علیہم السلام کے یا ظنی ہو جیسے الہام اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا پس اس تعمیم و تخصیص مذکور کی صحت پر کوئی دلالت بغیر وحی و الہام کے نہیں ہو سکتی یعنی اس امر کی تعمیم و تخصیص پر کہ کونسا متشابہ معمم العلم یعنی علم میں عام کیا گیا خدا سبحانہ اور غیر حق سبحانہ کے درمیان اور کون مخصص العلم یعنی علم میں خاص کیا گیا ہے خدا

وپیدا انکہ این وقف لازم و وقف النبی صلعم و وقف غفران بر مستثنیٰ منہ در اسرار خود از متشابہات
است اگرچہ ثبوت قطعی صریح نشی ای از ارشاد پیغمبر عم ھ باشد فھو المراد و الا ظنی چنانست
کہ وقف لازم مفصلے است بنا بر تخصیص ضروری نشی اے انچہ علمش خاص
است برائے اللہ سبحانہ ھ و عطف موصلے است بنا بر تعمیم ضروری نشی
ای انچہ علمش مشترک است بینہ تعالے و غیرہ تعالے ھ پس از فصل امتناع فیما فیہ
الامتناع و از وصل اشتراک فیما فیہ الاشتراک مقصود است و اگر این فصل یا وصل
بنا شد اشتراک فیما فیہ الامتناع یا امتناع فیما فیہ الاشتراک لازم و حقیقۃ وقف النبی صلعم
و وقف غفران از سر وقف لازم خود پیدا است پس وقف بر والراسخون فی العلم بوجہی از
محکمات و متشابہات بلزوم یا بلا لزوم نشی ای بوجہ وقف محکم لازم یا غیر لازم و بوجہ وقف متشابہ
لازم یا غیر لازم ھ بفہم ور ومند نمی آید مگر وصل بنا بر توصیف نہ خبر کہ لازم عطف جملہ بر جملہ است
نشی کہ مفید نفی علم انبیاء و راسخین کہ متشابہا است چنانکہ مذکور شد

ترجمہ — اور معلوم ہو کہ یہ وقف لازم اور وقف نبی صلعم اور وقف غفران مستثنیٰ منہ پر کہ اپنے اسرار میں متشابہات
سے ہے اگر یہ ثبوت قطعی صریح کے موافق ارشاد پیغمبر علیہ السلام سے ہووے فھو المراد یعنی پھر وہی مراد ہوگا۔ ورنہ
ظنی اسطرح ہے کہ وقف لازم ایک فصل ڈالنے والا اور جدائی پیدا کرنیوالا ہے تخصیص ضروری کی بنا پر
اُس علم کی نسبت جو خدائے سبحانہ کے لئے خاص ہے عطف ایک موصل یعنی ملانیوالا ہے تعمیم ضروری
کی بنا پر اُس علم کی نسبت کہ جو مشترک ہے درمیان خدائے تعالیٰ اور غیر خدائے تعالیٰ کے اس
فصل سے امتناع مقصود ہے۔ اُس چیز میں جس میں امتناع یعنی ممانعت آئی ہے۔ اور وصل سے اشتراک
مقصود ہے۔ اُس چیز میں فی مابین اشتراک یعنی شمول آیا ہے۔ اور اگر یہ فصل و وصل نہوگا تو
جن چیزوں کہ امتناع ہے انمیں اشتراک لازم ہو جائیگا یا جس چیزوں کہ اشتراک ہے انمیں امتناع لازم ہوگا اور حقیقت وقف نبی صلعم اور وقف
غفران کی وقف لازم کے بھید سے خود ظاہر ہے۔ جو تخصیص و تعمیم ضروری میں مخفی
ہے. پس وقف والراسخون فی العلم پر محکمات اور متشابہات میں سے کسی وجہ
کے ساتھ خواہ باعتبار لزوم ہو یا بے لزوم یعنی وقف محکم لازم کیوجہ میں ہو یا غیر لازم کی
وجہ میں۔ یا وقف متشابہ لازم کیوجہ میں ہو یا غیر لازم کیوجہ میں۔ دردمند کی سمجھ میں نہیں
آتا ہے۔ مگر وصل سمجھ میں آتا ہے بخلاف فصل اس بنا پر کہ توصیف ہے۔ نہ خبر اس لئے کہ خبر لازم ہے ایسے
عطف کو کہ جملہ کا جملہ پر ہو جو مفید ہے نفی علم کو انبیاء و راسخین سے متشابہات کی نسبت کہ جیسا کہ مذکور ہوا

وقول آمنّا بمقصود متشابہات علماً است وخلاف ابتغاء فتنہ در دین وابتغاء تاویل آں موافق ہوا
بدلالۃ عطف وآنکہ ایمان بر مجہولات ممتنع باشد وبر نفس آیہ متشابہ بی نفع و ربنا لا تزغ
قلوبنا الخ دعا بر استقامتش ہست اعتقاداً وعملاً زیراکہ نفس را در توسوس تاویل آں
لابتغاء الفتنۃ راہی است اعتقاداً وعملاً وھب لنا الخ دعا بر قبولش بازیادت علم بدانکہ
از راسخون فی العلم علماء متشابہات غیر انبیاء مقصود ہستند کہ دلالۃ بر آں خود از والراسخون
فی العلم بعدم اختصاصش بانبیاء والف ولام تعریف بر علم است ونیز از ما
یذکر الا اولوا الالباب ودعاے ربنا لا تزغ الخ وشان نزول پیدا است
پس انبیاء دریں اشتراک بحسب حال ممتاز باشند واگر الف ولام جنس گفتہ شود
از تعمیم علم اشتراک فیما فیہ الامتناع لازم واللہ تعالے اعلم بالصواب
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی آلِہٖ کَمَا
تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

ترجمہ اور قول آمنّا الخ یعنی یہ ایمان لانا راسخین فی العلم کا اُن متشابہات کے مقصود کی نسبت ہو جو ازراہ علم اُنکو حاصل ہے
کہ وہ خلاف ہیں اُسکے ہو جو خواہش فتنہ کی غرض سے دین میں ہوا اور خواہش تاویل کی بنا پر موافق ہوا ہو کہ دلالت اس علم پر عطف سے
حاصل ہوتی ہے۔ اور اس سے کہ ایمان مجہولات پر ممتنع ہوگا۔ اور نفس آیت متشابہ پر ایمان بے نفع ہے یعنی یہ کہ ایمان لانا ان متشابہات کا اُنکے مقصود
کی نسبت کرے اور جسکا علم ہے اور جو خلاف ہیں اُس خواہش فتنہ کے جو دین میں ہوا اور اُس خواہش تاویل کے جو خواہش نفس کے
موافق ہے اور اسپر دلالت عطف سے ہوتی ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مجہولات پر ایمان ممتنع ہوگا اور ایمان نفس آیت متشابہ پر بے سود ہے اور
ربنا لا تزغ قلوبنا الخ یہ دعا ہو اُسی علم مقصود متشابہ کی استقامت پر ازراہ اعتقاد وعمل کیونکہ نفس کو اُسکی تاویل کے وسوسے سے جو باعث
فتنہ کی خواہش کیلئے ایک راہ بطور اعتقاد وعمل ہونی ممکن ہے کہ تاویل میں وسوسہ ہو جانیکے سبب نفس نے اپنے اعتقاد وعمل میں کوئی راہ
خواہش فتنہ کی نکال لی ہو اُسکی اعتقاد وعمل پر استقامت علم کی دعا ہو لہذا دعا استقامت علم مقصود متشابہ کی تھی تاکہ تاویل وسوسہ
نفس کا خدشہ جاتا رہا۔ اور ربنا ھب لنا الخ یہ دعا ہو اُس علم مقصود متشابہ کی قبولیت پر زیادتی علم کیساتھ معلوم ہو کہ راسخون فی العلم سے علمائے
متشابہات غیر انبیاء مقصود ہیں کیونکہ دلالت اسپر خود والراسخون فی العلم سے ہے اسکی یعنی علم کی انبیا کیساتھ خاص نہونیکے سبب اور دلالت
ہے الف ولام تعریف سے کہ علم پر ہے۔ اور پھر کریمہ وما یذکر الا اولوا الالباب اور دعائے ربنا لا تزغ الخ سے اور شان نزول سے
بھی ظاہر ہے۔ پس انبیاء اس اشتراک میں موافق اپنے حال کے ممتاز ہونگے۔ اور اگر الف ولام جنس کا کہا جاوے تو تعمیم علم کے
سبب اُس چیز میں جس میں امتناع ہے یعنی مخالفت آیتہ ہو اشتراک لازم ہوگا۔ اور خدا سب سے بہتر ہی راہ صواب کو خوب جانتا ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی آلِہٖ کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرَحَّمْنَا بِہٖ

بیان یہ کہ راسخون فی العلم سے علمائے متشابہات غیر انبیاء مقصود ہیں

ذکر کیفیّۃ تفسیر الحدیث الشریف لا صلوٰۃ الا بشفعۃ وما فیها

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلّی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اعلم انّ فی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا صلوٰۃ الا بشفعۃ آن کانت الصلوٰۃ مستغرقۃ جنسًا فالاستثناء یفید الحصر والحصر لا ینتقض ولا دلیل علیٰ حصر الصلوٰۃ النافلۃ فکیف استثناء الفرض عنها وتعارضها بالثلاثیۃ والرباعیۃ ما زادت وان کانت مخصصۃ معہودۃ ذہنیًا فلا دلالۃ علیہا ثش ای المخصصۃ المعہودۃ الذہنیۃ ھ ولا نفی لغیرہا ثش ای مخصصۃ معہودۃ ذہنیۃ ھ وان کانت محدودۃ فی شفعۃ من التحریمۃ والخروج لہا فان فصّل بین شفعتین بخروج وتحریمۃ بغیر الاولیٰ فلا جبر لنقصان فی شفعۃ اولی السجدۃ سہو فی شفعۃ ثانیۃ وان لم یفصل فیہما فلیستا بشفعتین مفصلتین وکذا ثش کسجدۃ السہو ھ بناء شفعۃ ثانیۃ علیٰ شفعۃ اولیٰ لانّ البناء فی حقیقۃ واحدۃ لا متغائرۃ ولا بتحریمۃ مجددۃ

ترجمہ۔ ذکر و بیان تفسیر حدیث شریف لا صلوٰۃ الا بشفعۃ وانچہ درو ست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلّی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین بدانکہ ہر آئینہ در قول او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم است کہ لا صلوٰۃ الا بشفعۃ یعنی نماز نیست مگر بشفعہ و دوگانہ۔ اگر ایں نماز مستغرق بجنس باشد پس استثنا کہ حصر را نفع میدہد حال ایں است کہ حصر نمی شکند و بر حصر نماز نافلہ دلیلے اینجا نیست پس چگونہ است استثنار نماز فرض ازاں نماز۔ و تعارض او با ثلاثیہ و رباعیہ و آنچہ بیش شدہ است ثابت است و اگر ایں نماز خاص کردہ شدہ در ذہن قرار دادہ باشد پس دلالت بریں تخصیص و قرار داد ذہنی نیست و نہ برائے غیر ایں مخصوص معہودہ ذہنیہ نفی آمدہ۔ و اگر ایں نماز محدود باشد در شفع از تحریمہ و خروج کہ او راست پس اگر فصل کردہ شود درمیان دو شفعہ بخروج و تحریمہ کہ غیر اولی است پس نیست جبر برائے نقصانیکہ در شفعہ اولی است بسجدۂ سہو در شفعۂ ثانی یعنی نقصانیکہ در شفعۂ اولیٰ واقع شود آں نقصان در شفعہ ثانی بسجدۂ سہو رفع نکردہ شود و آنکہ ہر شفعہ در خروج و تحریمہ محدود است و اگر فصل نکردہ شود درمیان بخروج و تحریمہ پس نیستند آں ہر دو دو شفعہ منفصل۔ و ہمچناں است چوں سجدۂ سہو بنا شفعۂ ثانیہ بر شفعۂ اولی است ازانکہ ہر آئینہ بنا در حقیقت واحدہ میباشد نہ در متغائرہ و نہ بنا راست بتحریمہ جدیدہ کہ از سر نو ادا کردہ۔

فان فصلت فالابناء علیها وان بنیت فلا انفصال عنها وفی اعادۃ
شفعۃ بعینہا واحدیہما خالف ابو یوسف بابی حنیفۃ ومحمد رحمہم اللہ
تعالٰی باعادۃ شفعتین فسئل رسول اللہ تعالٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی
آلہٖ وسلم عن معنی الحدیث الشریف فقال صلعم لا برکعۃ ای نفی رکعۃ لا ما زادت
من الرکعتین بتحریمۃ وخروج واحد فتقدیر الکلام الشریف ان لا صلوٰۃ برکعۃ
الا بشفعۃ ثانیۃ صلوٰۃ لا تخلو من شفعۃ فاشتملت الفرض والنفل من شفعۃ
وما زادت فیجبر سجدۃ سہو فی شفعۃ اولٰی فی شفعۃ اخرٰی ورفع
التعارض مثل الذی ذکرت ہ ومواظبۃ الوتر علی الثلاثۃ بتحریمۃ
تقتضی نسخ رکعۃ وخمسۃ وسبعۃ فی الوتر اللّٰہم صل وسلم
علٰی محمد نبی الرحمۃ وعلٰی انوارہ کما تحبہ وترضاہ و
شفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ: پس اگر شفعہ بتحریمہ وخروج جدا کردہ شد۔ پس بنا بر او نیست برائے شفعہ
ثانی۔ واگر بنا کردہ شد پس انفصال وجدائگی نیست یعنی شفعہ اولی را از ثانیہ ودر اعادہ
دوبارہ گردانیدن اولیٰ ویکی از ہر دو شفعہ ابو یوسف بابی حنیفہ ومحمد رحمہم اللہ
تعالٰی خلاف کردہ نسبت بازگردانیدن ہر دو شفعہ۔ وپرسیدہ شد رسول خدائے تعالٰی
صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم از معنی این حدیث شریف پس فرمود صلعم لا برکعۃ۔ بیک رکعت
نیست یعنی یک رکعت را نفی کردند آنچہ کہ زیادہ است از دو رکعت بیک تحریمہ وخروج پس
تقدیر کلام شریف این است یعنی بدین طور است کہ لا صلوٰۃ برکعۃ الا بشفعۃ یعنی نماز
بیک رکعت نیست مگر بشفعہ۔ پس کدام نماز است کہ خالی باشد از شفعہ پس
مشتمل آمد فرض ونفل را از شفعہ واز آنچہ کہ زائد است۔ پس جبر کنند یعنی
رفع کنند سجدہ سہو نقصان نماز را کہ در شفعہ اولی است در شفعہ اخری
بجوید۔ وتعارضیکہ ذکر کردہ شد۔ برداشتہ رفع شد۔ ومواظبت وتر بر سہ گانہ
بتحریمہ واحد میخواہد۔ نسخ یک رکعت را وپنج وہفت را در وتر۔ اللّٰہم
صل وسلم علٰی محمد نبی الرحمہ وعلٰی انوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؕ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ الی آخرہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستغفرہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ قال اللہ تعالی حکایۃ

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؕ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝

ترجمہ گفتند آیا تو کردی این کار شکستن با الہہای ما ای ابراہیم گفت بلکہ کرد این کار کلان شان اینکہ گفتم پس بپرسید از بتان شکستہ اگر باشند کہ بگویند۔ باید دانست کلام متشابہ واقع شد از کمال بلاغت وفصاحت بمقتضای حکمت در اظہار صدق والزام سکوت بر مخاصمین تاویل مقصود آنکہ بل برای ترقی است کہ نفی ما قبل نمیکنند ووقف قی بمعنی قیل علیہ التوقف وصلی بمعنی اولویۃ الوصل بنا بر اتصال فاعل یعنی لفظ کبیرہم از متشابہات است متشابہ فی الکلام یعنی توقف مشیر اقرار واتصال بعد التوقف بلفظ مبہم کبیرہم بی انکار ہیچ ابہام وتردد مستفہم اگر از کبیرہم ذات شریفہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام واز ہذا مقولہ بل فعلہ کبیرہم کہ معرفہ حسی قریب باشند یا احد المعبودین فاسئلوا است وفا ورجزا شرط متأخر نہ بل برای اضراب کہ نافی ماسبق ومبطل وقف قی است ونہ مشار الیہ ہذا کبیرہم

ترجمہ ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ قالوا ءانت فعلت ہذا بالہتنا یا ابراہیم کا آخر تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستغفرہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا خدا برتر نے بطور حکایت سورۃ انبیاء رکوع ۵ پارہ ۱۷ میں قالوا ءانت فعلت ہذا بالہتنا یا ابراہیم قال بل فعلہ کبیرہم ہذا فاسئلوہم ان کانوا ینطقون یعنی کہا کفار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا تو نے یہ کام توڑنیکا کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ اے ابراہیم کہا حضرت ابراہیم نے بلکہ یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے یہ جو کچھ میں نے کہا تم ٹوٹے بتوں سے پوچھو اگر کہہ سکتے ہیں تو کہدینگے۔ سمجھنا چاہئے اس آیت کریمہ کا کمال بلاغت وفصاحت سے کلام متشابہ واقع ہوا مقتضائے حکمت کے موافق سچ کو ظاہر کرنے اور دشمنوں پر سکوت لازم کرنے کو تا کہ سچ ظاہر ہو کر وہ چپ ہی رہنا پڑے۔ اس کلام متشابہ کی تاویل مقصود یہ ہے کہ بل ترقی کیواسطے ہے جو ماقبل کی نفی نہیں کرتا اور وقف قی یعنی قیل علیہ التوقف یعنی کہا گیا کہ اسپر توقف ہے۔ اور صلے بمعنی اولویۃ الوصل ہے یعنی وصل یا ملا کر پڑھنا بہتر ہے فاعل متصل ہونے یعنی لفظ کبیرہم جو متشابہات سے ہے۔ کلام میں متشابہ اور شبہ معنی مختلف کا ہونے کے سبب یعنی توقف اقرار کا اشارہ ہوتا اور بعد توقف لفظ مبہم کبیرہم کے ساتھ متصل ہونا بغیر انکار مستفہم کو ابہام اور تردد کا ہیجان دے والا یعنی پوچھنے والے کو تردد اور شبہ کا ہو اور شبہ ہوا اور اگر کبیرہم سے مراد ذات شریف حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اور ہذا اشارہ اس مقولہ بل فعلہ کبیرہم کی طرف جو معرفہ حسی قریب ہو تو یہ مقولہ مبتدا یا دو مفعولوں میں سے ایک مفعول ہے فاسئلوہم کا۔ اور خبر فا جو جزا شرط متأخر کا ہے یہ خبر مقدم [illegible] آتی ہے اس سے متأخر بنا ہے مذکور نہیں بل اضراب کیلئے ہے کیونکہ اضراب صرف ماسبق کی نفی کرتا ہے یعنی اسکو جو آگے بیان ہوا اور وقف کو باطل کرتا ہے اور نہ ہذا کا مشار الیہ کبیرہم

بدین دلیل کہ کبیرہم در مقصود ابہام است و ہذا در مقصود تعریف پس موافقت نکنند و نیز اگر معرف شود بت کلان
کذب بالعمد خلاف عصمت از کبیرہ است و مبطل ترقی و اگر معرف شود نفس مبارک حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
والسلام بصدق بالقصد اضراب باطل است و مقولہ فاسئلوھم ان کانوا ینطقون ٥ مہمل فکیف ماذا الجزون
فیا ایہا المؤمنون اتقوا اللہ العلی العظیم فی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہم وسلم و نیست بیمی در کلام
مبہم چہ در شب ہجرت حضرت صدیق اکبرؓ بجواب پرسندہ نسبت برسول اللہ تعالیٰ صلعم کہ این کیست فرمود
رجل یہدینا السبیل و حضرت صلعم بجواب پرسندہ کہ کیستید فرمود انا مائی از انجا کہ کلام صادق
فی وجہ محتمل کذب فی وجہ قصداً واقع شد بمقتضای کمال تنزہ بر آن نادم باشند و نفس خود را ملوم و
خاشع سازند قال صلعم فیقول انی لست ہناکم و یذکر ثلث کذبات کذبہن و نیز باید دانست بر تقریر
کذب بالعمد اگر قبل از نبوت است جائز است و تواند شد کہ در این محل کذب واجب باشد و اگر
بعد از نبوت است کبیرہ بعمد سہو جائز نتواند شد مگر کلام ماول واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی
محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ اس دلیل سے کہ لفظ کبیرہم مقصود ابہام ہے۔ اور ہذا مقصود تعریف میں پس اشارہ معرف کا مبہم مشار الیہ کے ساتھ
موافقت نہیں کریگا۔ اور اگر کبیرہم یعنی بڑا بت معرف بھی ہووے تو یہ عمداً جھوٹ نبی کی عصمت کے خلاف گناہ کبیرہ ہے اور ترقی کو باطل
کرتا ہے کیونکہ نبی معصوم سے گناہ کبیرہ ہو نہیں سکتا کہ مبطل ترقی ہو۔ اور اگر کبیرہم معرف ہووے یعنی نفس مبارک حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
والسلام تو قصداً بسبب سچ کے اضراب باطل ہے اور مقولہ فاسئلوھم ان کانوا ینطقون ٥ مہمل ہے کیونکر ہو دو وجہ
تعبیر کر رہے ہیں۔ تو اے ایمان والو ڈرو خدا برتر عظیم سے انبیا کے بارہ میں درود و سلام ہو بھیجے خدا ہمارے نبی پر اور
ان پر۔ اور کلام مبہم میں کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ ہجرت کی رات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے پوچھا ان کو جواب
میں رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہ یہ کون ہے یوں فرمایا رجل یہدینا السبیل یعنی ایک مرد ہیں جو ہماری راہ نمائی
کرتے ہیں راہ کی۔ اور حضرت صلعم کو ایک نے پوچھا ان کو جواب دیا کہ تم کون ہو فرمایا انا مائی یعنی میں مائی ہوں یعنی پانی والا۔ چونکہ کلام سچا
جسمیں احتمال کذب کا کسی وجہ بھی ہو کسی وجہ میں قصداً انبیا سے واقع ہو گیا تو یہ حضرات کمال تنزہ کے تقاضے سے اس پر نادم رہتے ہیں اور اپنے
نفس کو ملوم و خاشع بنا لیتے ہیں یعنی اپنے نفس کو کمال تنزہ کے سبب کلام محتمل کذب کیا تو ہو جا ایسے ملامت کرتے ہیں اور عاجزی کرتے
ہیں فرمایا حضور صلعم نے فیقول انی لست ہناکم ویذکر ثلث کذبات کذبہن یعنی پس وہ کہیگا کہ میں یہاں تمہارا نہیں ہوں اور ذکر کریگا ان
ایسی جھوٹ باتیں جنکو اسنے جھوٹ کہا اور یہ بھی عمداً جھوٹ تقریر کی بنا پر سمجھنی کی بات ہے کہ اگر یہ جھوٹ نبوت سے پہلی ہو تو جائز ہے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ
اس محل میں جھوٹ واجب ہووے۔ اور اگر نبوت کے بعد ہو تو عمداً و سہواً کبیرہ جائز نہیں ہو سکتا مگر کلام ماول جو تاویل کیا جا سکے۔ اور خدا بہتر ہی راہ صواب کو خوب
جانتا ہے۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

یعنی مسلوبات لازمہ مخصوصہ محمدی صلعم متقدمہ و متاخرہ آنش معطوف علیہ و معطوف حال از مسلوبات لازمہ است ای آن سلب کمال است بعدم متقدم و متاخر ھد فارقہ نش صفتہ ذوالحال مع الحال ھد بین العبد والمعبود عموماً بنا بر جامعیتہ نش ای آنکہ در غیر او صلعم نیز یافتہ شود ھد و خصوصاً بنا بر مانعیتہ است نش ای آنکہ در غیرش صلعم نیافتہ شود و است مربوط است بہ معلل تہ حاصل آنکہ این فتح کامل علت مغفرت ما تقدم و ما تاخر از ذنب است ھد یا تقدم و تاخر بر حکم حضور جامع و مانع نش اشارت بطوریکہ در غیر او صلعم است جامعاً من وجہ و مانعاً من وجہ ھد پس بہر وجہ این ذنب و مغفرت شامل خواہد شد بوجود انبیاء و اولیاء تضمناً بثبوتیاً نش از روے وجود تضمنی انبیاء و اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بصفات ثبوتیہ در تحت ہر مرکز ھد و التزاماً سلبیاً نش ای از روے وجود التزامی انبیاء و اولیاء ہم از صفات سلبیہ در تحت ہر مرکز ھد پس مغفرتش با وصف لزومش اشارت است بقطع نظر ازان باختلاف آوان منفصلاً بدلالۃ عمومیہ مضارع و اتمام نعمت عبارتست بمظہریۃ تامہ فی اختلاف الآوان اتصالاً

ترجمہ مراد میری ذنب مذکورہ سے وہ اگلے اور پچھلے مسلوبات لازمہ محمدی ہیں جو عابد اور معبود کے درمیان فارق ہیں بنا بر جامعیت عام طور سے کیونکہ جامع ہونیکے سبب وہ آپکے غیر میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور بنا بر جامعیت خاص طور سے اسلئے کہ مانع ہونیکی وجہ سے آپکے غیر میں وہ نہیں پائے جاتے۔ اس عبارت میں مصنف شرح میں مسلوبات لازمہ ذنب متقدمہ و متاخرہ معطوف علیہ و معطوف ملکر حال ہیں ذوالحال و حال ہوکر موصوف فارقہ صفت اور بین العبد والمعبود اسکے متعلق فارقہ پھر موصوف و صفت متعلقات ملکر تفسیر ذنب کی کہ معلل ہے فتح کامل معلل بہ کا پس فتح کامل مبتدا اور معلل بہ اپنی صفت لفظ متقدم مع متعلقات اسکے اور مع معلل ذر اسکے متعلقات کے خبر ہوئی مبتدا کی کہ است جو آخر جملہ میں ہے مربوط ہے معلل بہ کو جیسا مصنف رہ نے اسکی تشریح فرمائی جسکا ماحصل یہ ہے کہ یہ فتح کامل علت مغفرت ہے اگلے اور پچھلے گناہ کی کہ وہ حسب مراد مصنف رحمتہ اللہ علیہ اگلے اور پچھلے مسلوبات لازمہ محمدی صلعم ہیں کہ یہ سلب کمال ہی ہے بسبب نفی مسلوبات کی اول و آخر میں مطلب اس تمام کا یہ ہے کہ فتح کامل کو علت مغفرت حضور صلعم کی اگلے اور پچھلے گناہ کا گردانا گر توجہ تقدیم شریف اول بیان کیا اسوجہ سے کہ وجود قدیمہ کو اظہار و متعین ہی تقدیم شریف مقصود خاص ہے کہ جسکے علت وجود حادث اول ہے مراد ہے جس سے مقصود ظاہر کرنا موجودات قدیمہ کا اور یہی حدوث حادث اول سبب ہے معرفت موجودات قدیمہ کا پس مقصود معرفت بھی ہے لیکن اسکے پر آگہی حادث اول ہے کیونکہ ظہور تام تفصیلی صفت بالغہ کا استجماعی طور پر انطباق کیساتھ صانع سے مصنوع اول کو نسبتاً حاصل کرنیکی جا پر جو اول ہی متحقق ہے اپنی تعین و تخصیص میں تاکہ مصنوع اول حادث ہوکر موجود اول ہو پس اسکا کشف مجابرت ہے فتح کامل سے جو علت خاص مغفرت مخصوصہ کو ذنب خاص کیلئے ہے یہ مراد مصنف کی اس سے مسلوبات لازمہ مخصوصہ محمدی صلعم ہیں جو عبد و معبود میں فارق ہیں یا ذنب کا اول و آخر ہونا بطور جامع و مانع کے حکم پر ہے جس سے اشارہ اس طرح کی طرف ہے جو آنحضرت صلعم کے غیر میں ایک وجہ سے جامع اور ایک وجہ سے مانع ہے پس یہ ذنب و مغفرت بوجود انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو ہر وجہ سے شامل ہونگا اگر وجود تضمنی ہی سے بذریعہ صفات ثبوتیہ کے جو ہر مرکز کے تحت میں اور وجود التزامی انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو بذریعہ صفات سلبیہ کے جو تحت میں ہر مرکز کے پس مغفرت ذنب کی با وصف لزوم ذنب کے اشارہ اس سے قطع نظر کیطرف ہے بسبب اختلاف اوان کے جو بطور انفصال کے

جیسے عمومیت مضارع سے ہو وقتاً ظہور ہی باستمرار زمان آوان پر اور اتمام نعمت عبارت ہے پوری مظہر ہونیکی طرف اختلاف آوان میں بطور اتصال۔

بیان معنی ذنب متقدم و متاخر و معنی ... مراد ... و غیرہ

وہدایت صراط مستقیم رسانیدن بی زیغ است بدلالۃ جامعیۃ مظہریۃ تامہ بحقیقت واجبہ آناً فاناً در اختلاف آوان اتصالاً ونصر موکد عبارتست ازتاکید یعنی تاکید سبحانہ در وجود انوار ظلی واجب سبحانہ درنفس مبارک صلعم علی الدوام حالاً واستقبالاً وہم اگر بقلب سلیم تدبر کنی بر مفہوم ما تأخر من الآیات مشیر است بہ تبیین محبوبیتش صلعم کہ خدای بے نیاز قطع نظر از فارق میفرماید و محقق است کہ بملاحظہ موجودات تخصیصاً قطع نظر از مسلوبات است و بحرمتہ کسی کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی ایما فرما است بانتساب ذنب غیر ممنوع الاشتراک مستلزم الوہن چہ جا است ش چنانکہ فرمودند از ذنبک ذنب امتہ مقصود است ۵ و نیز مخالفت لفظی ش ای اضافۃ لامی کہ مقتضی ذنب خاص است نہ ذنب غیرہ ۵ و معارضت اصل شرعی یُعَذِّبُ مَنْ یَشَآءُ ظاہر ش چنانکہ فرمودند ہرگاہ ذنب امتہ منسوب بحضرت محبوب مرحوم مطلق است ہمہ مغفور است مؤید آن اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا است پس معارض شود و یُعَذِّبُ مَنْ یَشَآءُ ۵ و جای دیگر فرمود وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ این خود مفارق ہمدگر است پس والا تکرار معنوی مہمل ع ببیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا

تا بکجا

ترجمہ۔ اور ہدایت صراط مستقیم وہ پہنچا دینا ہے کجی راہ کو جامعیت مظہریت تامہ کی رہنمائی سے حقیقت واجبہ کی طرف آناً فاناً اوان مختلفہ میں کہ ہر ایک آن آپس میں ایک دوسرے سے متصل ہو۔ اور نصر موکد یعنی تاکید مدد کرنا یہ عبارت ہے مدد کرنے سے یعنی حق سبحانہ کو وجود انوار ظلی واجب سبحانہ میں حضور صلعم کو نفس مبارک میں دوامی طور پر زمانہ حال و استقبال میں اور اگر تو بھی قلب سلیم سے اسپر جو کہا گیا سوچ کریگا تو معلوم کریگا کہ مفہوم جو آیات سے متاخر ہوتا ہے۔ وہ اسپر اشارہ کر رہا ہو دیکھ کہ خدائے بے نیاز محبوبیت حضور صلعم کو قطع نظر کر کے اسکو ذکر فرماتا ہے۔ اور یہ بات محقق ہے کہ تخصیص کے طور پر موجودات کو ملاحظہ میں مسلوبات سے قطع نظر ہے اور قسم ہے حرمت اس کی کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی جبکہ ذنب غیر ممنوع الاشتراک کے نسبت ہونیکی طرف ایما فرمارہا ہے یعنی وہ غیر کا ذنب جسکی شریک ہونیکی ممانعت ہے وہاں مستلزم ابوہن یعنی سستی کی مستلزم ہونیکا کیا موقع ہے جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ ذنبک یعنی آپکے ذنب سے یہاں ذنب امت مقصود ہے۔ علاوہ اسکے مخالفت لفظی بھی ہے یعنی اضافت لامی ہے جو ذنب خاص کی مقتضی ہے نہ ذنب غیر کی اور اصل شرعی کی معارضت بھی کہ کریمہ یعذب من یشاء ہے جو سورۂ بقر کے رکوع آخر میں ہے یعنی جسکو چاہے عذاب کرے ظاہر ہے جیسا کہ مفسرین نے اسی مضمون کو بیان کیا ہے جبکہ ذنب امت حضرت محبوب مرحوم مطلق کیطرف منسوب ہے تو سب مغفور ہے کہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا جو سورۂ زمر رکوع چھ میں ہے یعنی بیشک اللہ تمام گناہ اسکے بخشدے گا۔ اسکی تائید کر رہی ہے پس یہ آیت معارض ہوگی کریمہ یعذب من یشاء کی اور دوسری جگہ فرمایا سورۂ محمد رکوع دو میں وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اور آپ مغفرت طلب کیجئے اپنے گناہ خاص کے لئے اور مومنین کے لئے یہ خود آپس میں ایک دوسرے کی فارق ہے تاکہ معلوم ہو کہ ذنب حضور صلعم اور ذنب امت میں تفاوت ہے ورنہ تکرار معنوی مہمل ہے ع ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ ترجمہ راستہ کا فرق تو دیکھو کہاں سے ہے کہاں

ازیں جا بدیدن محمد صلعم دیدن خدا است تعالیٰ شانہ واللہ دیدنش را صلعم دیدہ جاں بیں باید اللہ سبحانہ جزاد ہا وانرا کہ گفت **شعر**۔

دیدن روی ترا دیدۂ جاں بیں باید ؛ ایں کجا مرتبہ چشم جہاں بیں من است

ہر کس بحقیقۃ مغفرت و ذنب آں معصوم از مسلوبات غیر مخصوصہ محمدی صلعم نرسد و نیز تواند شد کہ ایں بشارت است بدلجوئی حبیب خود تعالیٰ صلعم در اندوہ ذنب ما عبدناک حق عبادتک و حق عبادت آنست کہ مقابل شود با لوہیت کاملہ غیر محصورہ در ظہور موجودات و مسلوبات لازمہ مخصوصہ محمدی صلعم و آں بلزوم عدمین و ظہور آوانی بوجوب نقص و حصر است فکیف بتحقق حق العبادت بلا تکلیف و ہو صلعم معصوم ظاہراً و باطناً و ایں ہمہ گفتہ شد از روئے حقیقۃ مجملۃ التفصیل است و نیز شامل بشارت کشور کشائی بزمان حال و مستقبل تفصیل و ینصرک اللہ نصراً عزیزاً موکد

ترجمہ یہیں سے ثابت ہے کہ محمد صلعم کے دیکھنے ہیں خدائے تعالیٰ شانہ کا دیکھنا ہے اور البتہ آنحضرت کے دیکھنے کو دیدہ جاں بیں چاہئے یعنی وہ آنکھ چاہئے جس سے جان کا نظارہ ہوتا ہو۔ اللہ سبحانہ اُسے جزا دیجیو جسنے یہ کہا **شعر** دیدن روئے ترا دیدۂ جاں بیں باید ؛ ایں کجا مرتبہ چشم جہاں بیں من است **ترجمہ** تجھکو کیا دیکھوں کہ جان سے دیکھنے کی آنکھ ہو ؛ تو کہاں اسے جان جاں یہ آنکھ دنیا کی کہاں ؛ ہر شخص اُس معصوم کی مغفرت اور ذنب کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے جبکہ وہ ذات پاک ان مسلوبات سے کہ اس کو مخصوص نہیں ہیں معصوم ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خود خدائے تعالیٰ کے حبیب صلعم کی دلجوئی کے لئے بشارت ہے جو اس ذنب ما عبدناک حق عبادتک کے اندوہ کی نسبت میں ہے۔ یعنی ہم نے تیری عبادت کے لایق تجھکو بندگی نہیں کی اور حق عبادت یہ ہے کہ یہ مقابل ہوئے الوہیت کاملہ غیر محصورہ کے ساتھ موجودات اور مسلوبات کے ظہور میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوصہ لازمہ ہیں۔ اور وہ بسبب لازم ہو جانے عدم سابق اور لاحق کے اور بسبب ظہور آوانی کے یعنی اوقات مختلف میں ظاہر ہونیکے سبب نقص اور حصر کے واجب ہو جانے سے ہے۔ پس اس صورت میں حق عبادت کیونکر متحقق ہو سکتا ہے۔ ورنہ پھر کیسے ہو گا جبکہ حضور صلعم ظاہر و باطن میں معصوم ہیں۔ اور یہ سب کہ کہا گیا حقیقت کی رو سے مجملۃ التفصیل یعنی بالاجمال ہے اور یہ آیت بشارت فتح ولایت کو بھی شامل ہو زمانہ حال اور مستقبل میں باعتبار تفصیل کہ آیت آگے ہے اور وینصرک اللہ نصراً عزیزاً تاکید کر رہا ہے

نش بمفعول مطلق ھد و فتح مکۂ مبارکہ بقرینۂ محل نزول کما سُئل صلعم أفتح
هُوَ اے مکۃ قال نعم و مغفرتِ ما تقدم وما تأخر من الذنب عموماً و آیں قصد تعبیر مصرح
بوحی تواند شد و اینجا است کہ صلح حدیبیہ کہ بدؤ اسباب خفیہ فتح مکہ است ماوّل
بفتح باشد نہ محمول برخلاف العیاذ باللہ تعالیٰ منہ قال اللہ تعالیٰ لقد صدق اللہ رسوله
الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام إن شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون
فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحاً قریباً ۵ پس ایں قصد و صلح حضرت حبیب کبریاء
صلعم کہ متضمن وقائع ظاہر و باطن است از اسرار علم ما لم تعلموا است و بعد صحتہ مقصود
نش ای ابتلاءِ عام کہ از اسرارِ علم ما لم تعلموا است ھد اخبار صداقت و اوصاف حضرت
رسول مقبول خود تعالےٰ و اصحابش صلعم چنانکہ فرمود تا آخر رکوع خود ظاہر است واللہ
تعالےٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ
وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ بسبب مفعول مطلق اور بشارت فتح ہے مکۂ مبارکہ کی قرینہ محل نزول سے جیسا کہ پوچھا گیا حضور
صلعم سے کیا وہ فتح کیا جائیگا یعنی مکہ فرمایا آپ نے ہاں اور بشارت ہے مغفرت اگلے اور پچھلے گناہوں کی
عام کر کے اور یہ تعبیر کا قصد وحی سے مصرح ہو سکتا ہے اور یہیں سے ظاہر ہے کہ صلح حدیبیہ جو
فتح مکہ کے پوشیدہ اسباب کے ابتدا ہے ماوّل ہوگی فتح کے ساتھ نہ محمول ہوگی خلاف پر اللہ تعالیٰ
اس سے پناہ دے فرمایا خدا نے برتر نے سورہ فتحنا آخر رکوع میں لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا
بالحق ج لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون
فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلک فتحاً قریباً ۵ یعنی البتہ تحقیق سچا کر دیا اللہ
نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے موافق کہ البتہ تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر خدا نے
چاہا بےخوف اس حالت سے کہ اپنے سروں کو منڈائے ہوئے اور بالوں کو کتروائے ہوئے کترتے ہوگے پس
جان لی اس نے وہ بات جو تم نے نہ جانی پھر اسکے سوائے قریب ہی ایک فتح اس نے بنادی پس یہ قصد اور
صلح حضرت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقائع ظاہر اور باطن کو متضمن ہے علم ما لم تعلموا کے اسرار سے
ہے اور بعد صحت مقصود ہے یعنی ابتلائے عام ہے کہ علم ما لم تعلموا کے اسرار سے ہے اخبار سچائی اور اوصاف اپنے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کے جیسا کہ فرمایا خدا نے برتر نے آخر رکوع تک جو ظاہر ہیں اور خدا ہی بہتر جانتا ہے حقیقت
حال کو اور اسی کی طرف پھر جانا اور انجام پانا ہے۔ اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر الکیفیۃ فی معنی سورۃ النصر والفاتحۃ والکافرون علی کما ہدی الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اعلم انما ہدی الی معنی سورۃ النصر بان اذا عامۃ زمانا حقیقۃ تتضمن الشرط مجازا وجاء بمعنی ماض تقتضی لمفعول لتعدیتہ والضرورۃ تخصیص ما ہو المقصود للنصر والفتح متوسعا بحذفہ فہو کم لا غائبا لاستغنائہ صلعم منہ فیشیر الی معنی اذکر والنصر ہو فی ایجاد الموجد اثرا تمیز بین الایجاد ومن النصر ہو لفعل اللہ حمید الفعال باللطف ثم یتعلق بالایجاد والنصر ہو والفتح ہو انکشاف الحقیقۃ ظلا القدم تضمینا منطبقا باصلہ التزاما منہ ثم یتعلق کانما والضمیر المجرور الی القدم ہو علی تفاوت الدرجات فخصص صلعم بشرف الخطاب لاظہار رتبۃ العلیاء صلعم

ترجمہ۔ ذکر بیان معنی سورۂ نصر وسورۂ فاتحہ وسورۂ کافرون برانچہ کہ رہنمودہ شد سوی او

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ بداکہ خدا این نیست کہ رہنمودہ شد سوی معنی سورۂ نصر بانیکہ لفظ اذا عام است از روی زمان در حقیقت کہ متضمن شرط است بطور مجاز و جاء بمعنی ماضی است کہ بنا بہ تعدیہ یعنی تجاوز کردن خود مفعول را میخواہد و بسبب ضرورت تخصیص بانچہ کہ برای نصرت و فتح مقصود است متوسع از حذف خود پس او ضمیر مخاطب کم خواست نہ ضمیر غائب است از آنکہ آنحضرت صلعم از و مستغنی است پس اشارت میکند این استغنا بسوی معنی اذکر یعنی یاد دارید و نصر بمعنی یاری دادن کہ او در ایجاد موجد یعنی ایجاد کردہ شدہ لطف اثر است فعل خدائی حمید الفعال را بلطف او یعنی یاری فعل خدائی کہ بسیار ستودہ و بلطف است بکار بطور اثر است بلطف او در وجود آوردن نو آوردہ شدہ یا این آوردن کہ بہ نو آوردہ شدہ است بطور بلطف او باشد از فعل خدای کہ بسیار ستودہ بلطف است بکار پس لفظ اثر در عبارت مصنف رحمۃ اللہ تمیز است از ایجاد یا از نصر و بلطف متعلق است نیز با ایجاد و یا بنصر و فتح او انکشاف حقیقت است بنا بر تفاوت درجات از سوی ظل قدم را ست با آنکہ ظل قدیم خود کہ اصل او است منطبق باشد بطور تضمن و با آنکہ ظل بطور التزام باشد از ان قدیم پس خاص کردہ شد صلعم بشرف خطاب برای ظاہر نمودن رتبہ بلند او صلعم

ورایت بمعنی بصرت حال للمفعول المخصوص من التوسیع و الناس مفعول موصوف
و یدخلون حال صفتہ لا المفعول الثانی لمعنی علمت لفعلیتہ ش الضمیر راجع اسے
یدخلون ھ و دین اللہ عام فیستفاد منہ حقیقتہ المستجمعۃ التضمینیۃ صلعم و الاضداد
المسلوبۃ ملتزمۃ بہا ش الواو حالیۃ لبیان حالۃ الاضداد و المسلوبۃ بانہا ملتزمۃ
بحقیقتہ مستجمعۃ التضمینیۃ صلعم ھ و السبوحیۃ ہی التنزہ عن شوائب النقص
الحمد بمعنی مجہول اسے محمودیۃ علی افعالہ و الاستغفار طلب الستر
وحذف المفعول للتوسیع بمعنی لہم و لک و الامران بالاشتراک فطلب
و تاکید من غیرہ صلعم و تشریف بالخطاب لہ صلعم
و التوبۃ ہی رجوع مطلق فتقید
بمحل کما تاب العبد الی اللہ
و تاب اللہ علیہ فالمعنی

ترجمہ — ورایت بمعنی بصرت ای بچشم دیدی این حال است مفعول مخصوص راکہ از توسیع است و آن ضمیر جمع مخاطب کم است
کہ بسبب تخصیص و توسیعش مذکور آمد و لفظ الناس مفعول است و موصوف و یدخلون حال کہ صفت او ست نہ مفعول ثانی
از رایت بمعنی علمت از آنکہ فعلیتش مفعولیت را مانع آید کہ محل اسم است کہ دلالت بذات دارد و فعلیتش مانع صفت کہ فعل
صفت و حال نمیباشد پس یدخلون حال و صفت مفعول موصوف است و دین اللہ یعنی ملت خدا عام است پس از و
مستفاد می شود حقیقت او صلعم کہ مستجمعۃ التضمینیۃ است بحالیکہ اضداد مسلوبہ بآن حقیقت مستجمعۃ تضمینیۃ او صلعم
ملتزم آمدہ بدین اعتبار کہ حقیقتش صلعم تضمن باو تعالی بظلیت خودش دارد و عکس و رنگ و ملت او کنند کہ عام
است لہذا این حقیقت ظلیت او صلعم گردانندہ جمال و کمال موجودات ذی ظل برا و تضمن است پس مستجمعۃ تضمینیۃ
آمدہ حالانکہ اضداد مسلوبہ باین حقیقت ملتزم است از انکہ این حقیقت بعدم سابق در وجود و ظہور آمد نا چار مسلوب بود لازم
پس جمیع اضداد کہ مسلوب از و تعالی است بدو ملتزم است و سبوحیۃ او تنزہ از شائبات نقص است یعنی پاک و صاف آمدن
از شک و شبہات نقصان و کمی و حمد بمعنی مصدر مجہول محمودیت است برائے افعال خود یعنی ستودہ شدن بر کارہائے خویش
و استغفار طلب ستر است و آن خواست پوشیدن گناہ است و حذف مفعول درین امر بنابر توسیع بمعنی لہم و لک یعنی طلب
ستر کن برائے شان و برائے خود و این دو امر یعنی تسبیح و استغفار کہ باشتراک آمد پس این طلب تاکید است از غیر او صلعم و برائے
او صلعم تشریف بخطاب است۔ و توبہ او رجوع مطلق است پس مقید آمد بمحل چنانکہ گفتہ شود تاب العبد الی
اللہ و تاب اللہ علیہ یعنی رجوع نمود بندہ سوی خدا و رجوع نمود خدائی بر بندہ و توبہ بمحل مقید برجوع او تعالی است پس ازین بنا بریں معنی کہ [illegible]

اذکر حبیبی اذا جاءکم نصر اللہ والفتح فی وقت الازل وبصرت الناس یدخلون
فی دین اللہ انصافاً افواجاً من ادم علیہ السلام الی آخر الزمان فیہ ش ای
وقت الازل یتعلق ببصرت ھ ہذا تذکیر لہ صلعم بما وقع فی وقت الازل من رتبتہ
صلعم ہو شرح الصدر فالم نشرح لک صدرک اشارۃ الیہ وما ذکرہ فی القرآن
المجید و بعضہ مبین لبعضہ ش قال صلی اللہ علیہ وسلم انما نزل کتاب اللہ یصدق
بعضہ بعضاً فی المشکوۃ ھ ما ہو شرح الصدر الا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجاً تخصیصاً علی المراد ش ای مراد اختیار الآیۃ علی ما ذکر بیان مراد ذکر
دین اللہ المقصود لتضمنہ بالموجودات والاضداد والمسلوبۃ ملتزمۃ بہا فلا حاجۃ الی
ذکرہا بخصوصہا ھ فہذا ہو ش ای شرح الصدر ھ واخبارہ بما وقع و یقع
فی عالم الشہود من دخول الناس فی دین اللہ افواجاً
من کل جہۃ

ترجمہ اذکر حبیبی ای یا حبیبی اذا جاءکم نصر اللہ والفتح فی وقت الازل وبصرت الناس یدخلون
فی دین اللہ انصافاً افواجاً من آدم علیہ السلام الی آخر الزمان فیہ ای وقت الازل یتعلق ببصرت
یعنی یاد کن ای حبیب من کہ تحقیق شدہ است ہرگاہ کہ بیاید شمار النصرت خدا و فتح او در وقت ازل وحال شما این است
کہ دیدن تو ای حبیب بچشم در زمان ازل آدمیان را ثابت آمدہ و این خطاب بتو لتشریف تست باظہار علو مرتبت تو آنکہ
در می آیند در ملت خدا بتو متصف شدہ گروہ در گروہ از آدم علیہ السلام تا آخر زمان این یاد دہانی است برای او صلعم بانچہ
کہ در زمان ازل واقع شدہ از رتبہ او صلعم کہ او شرح صدر است یعنی کشادن سینہ مبارک صلعم پس الم نشرح لک صدرک
اشارت بسوی او است یعنی آیا نکشادیم برای تو سینہ تو و در نہ ذکر کردہ شدہ در قرآن مجید آنچہ کہ او شرح صدر است حالانکہ بعض او بیان است
بعض او را کہ در مشکوۃ است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضاً یعنی جز این نیست کہ فرود آمد
کتاب خدا کہ بعض او بعض را تصدیق میکند مگر این کریمہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجاً کہ از روی تخصیص برای مراد است کہ آنچہ ما بتو اہم از بن اختیار آیت کہ بیان شرح صدر
است یا مراد ذکر دین خدا است کہ مقصود است و آن حقیقت او صلعم است از آنکہ او متضمن موجودات است در حالیکہ ضدہا
مسلوبات بموجودات او صلعم ملتزم آمدہ پس سوی ذکر اضداد مسلوبات بخصوص شان در او صلعم حاجت نباید پس این ہا
شرح صدر است کہ گفتہ آمد۔ و ہم آگاہ نمودن است بانچہ کہ واقع شد و واقع می شود در عالم شہود و از در آمدن آدمیان در
دین خدا گروہ در گروہ از ہر جہت

فسبّح بحمد ربّک ای سبّح بمحمودیۃ ربک فی جمیع الافعال فی جمیع الاحوال تتعلق بالمربوب
علی النصر والفتح جزاء الشرط فی وقت جعل الجاعل المطلوب والموکد من غیرہ صلعم والتشریف بالخطاب
لہ صلعم واستغفرہ جزاء الشرط تفاوتًا وغیرہ شئ ای غیر الجزاء ہو ای استتر من اللہ
الستار للمسلوبات الموجودۃ الملتزمۃ علی تفاوت حال لک ولہم من الانبیاء والاولیاء والمومنین
فالاستغفار اعلی الاستغفار فہو شفاعۃ عامۃ منہ صلعم وتشریف بالخطاب بہا لہ صلعم ومن
غیرہ صلعم لنفسہ ولغیرہ مطلوبۃ او موکدۃ ولما تستر ما ہی من المسلوبات فانظر
ماذا تری من الموجودات انہ ہو الرب السبحان المحمود کان توّابًا راجعًا ای
متوجہًا فی الدارین بمبالغۃ التوجہ علیک وعلیہم لیستر ما یستر باستغفارک یا حبیبی
فالمغفرت اعلی المغفرت والمعنی یشتمل ما ہو شامل فی النصر والفتح فیمکن ان یختار
جاء ماضیا والنصر والفتح فی افتتاح
الممالک عمومًا ازلیًا

ترجمہ ۔ فسبّح بحمد ربّک یعنی پاکی دہندہ کن بستودگی پروردگار خود در تمام کارہا و در ہمہ احوال آنکہ بر یاری
و فتح بمربوب یعنی پروردہ تعلق دارند۔ این جملہ جزاء است مطلوب بشرطیکہ در وقت جعل جاعل یعنی ساختن سازندہ آن
یعنی این امر تسبیح جزائے است خواستہ ہمان زمان کہ زمان شرط است وآن وقت جعل جاعل است۔ یا این جملہ
موکد است از غیر او صلعم یعنی امر تسبیح از راہ تاکید است غیر او را صلعم و برائے او صلعم تشریف بخطاب است کہ از راہ شرف او صلعم
خطاب نموده شد نہ از راہ شمول تاکید و استغفرہ نیز جزائے ہمان شرط است مطلوب بطور لف ونشر یا غیر
جزاء است یعنی موکد است یعنی آنکہ از خدائے ستار کہ بسیار عیب پوش است برائے نقائص و عیوب مسلوبات
موجودہ ملتزمہ ستر و پوشیدگی بخواہ بر حسب تفاوت حال خود و ایشان را از انبیاء و اولیاء و مومنین۔ پس این
استغفار برترین استغفار است و شفاعت عامہ از و صلعم و تشریف بخطاب بدو است او را صلعم و شفاعت
است از غیر او صلعم نفس او را و غیر او را کہ مطلوب است یا موکد است و ہر گاہ پوشیدہ شد آنچہ او از مسلوبات
است پس نظر کن چیست این کہ می بینی از موجودات۔ بتحقیق آنکہ ہموست پروردگار کہ منزہ و ستودہ است
تواب آمد یعنی بسیار رجوع شوندہ ای رو آرندہ در ہر دو جہان بکثرت و غلبہ توجہ بر تو و بر شان برائے پوشیدن
آنچہ کہ باستغفار تو پوشیدہ شد۔ ای حبیب من پس این مغفرت برترین مغفرت است و این معنی
شامل می شود بآنچہ کہ او شامل است در نصر و فتح پس می تواند کہ لفظ جاء بمعنی ماضی
اختیار کردہ شد و نصر و فتح در کشودن کشورہا دلالتہا از روی معنی عموم بطور دوام

وخصوصاً مرئیاً علی نزول السورۃ بعد افتتاح مکۃ المبارکۃ فدین اللہ باول اسلاماً
علی المحل والشرط یصح علی وقت جعل الجاعل لتحقق الواقع فی الزمان الماضی وعلی
نزولہا قبل افتتاحہا ان یکون جاء مستقبلاً متحقق الوجود باذا والماضی فکانہ جاء
والشرط یصح علی الوقوع بجعل الجاعل لتحقق الوقوع فی الزمان المستقبل وہکذا رایت
فیدخلون حال للناس فہو تحقق بتحقق الفعل للمفعول فیمکن ان یکون رایت وبمعنی
مستقبل متوسعاً للاستمرار العموم المفعول الموصوف بوصف عام نظراً الی خلقتہ صلعم واجبۃ
التوسع شئ کما یظہر وجوب التوسع فی ذکر کیفیۃ تخلیق نور محمد صلعم من نور اللہ سبحانہ
والمخلوق کلہ من نورہ صلعم والکمالات النبوتیۃ للہ سبحانہ فیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
والنقائص المسلوبۃ من اللہ سبحانہ فیہ صلعم فما من النصر والفتح المستقبل عام
ازلیاً وخاص مرئیاً واستغفرہ لہم علی سوق الکلام لالک واعلم ان الجزاء الشرط ممکن
وقوعاً بتابع الشرط زماناً

ترجمہ۔ و از روئے خصوص بآنچہ کہ دیدہ شد بنابر بنائے نزول سورۃ شریفہ کہ بعد فتح شدن مکہ مبارکہ نزولش باشد
پس دین خدا بر بنائے محل باسلام تاویل کردہ شد وشرط درست آید بر وقت جعل جاعل از آنکہ واقع بزمان ماضی متحقق آمدہ
و بر بنائے نزول این سورہ شریفہ پیش از فتح شدن مکہ مبارکہ آنکہ جاء بمعنی مستقبل باشد و متحقق الوجود
بدلالت اذا و ماضی پس گویا کہ او جاء ماضی است وشرط درست آید بر وقوع بجعل جاعل
بنا بر تحقق وقوع در زمان مستقبل از صیغہ ماضی۔ و ہمچنین حال رایت است و یدخلون حال
است برائے الناس پس او متحقق است بسبب تحقق فعل کہ برائے مفعول است یعنی رایت بصیغہ
ماضی۔ و می تواند اینکہ رایت اگرچہ بمعنی مستقبل باشد متوسع شود برائے استمرار بنا بر عموم
مفعول کہ موصوف بوصف عام است نظر کردہ سوئے خلقت او صلعم کہ توسعش واجب است چنانکہ
وجوب توسع در ذکر کیفیت تخلیق نور محمد صلعم است آنکہ نورش صلعم از نور خدائے سبحانہ است و مخلوق
تمام او از نور او است صلعم و کمالات نبوتیہ کہ برائے خدا سبحانہ است در و است صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم و نقائص کہ مسلوبہ از خدائے سبحانہ است در و است صلعم پس آنچہ از نصر و فتح آیندہ
است عام است از راہ ازل کہ دوام را خواہد و خاص است باعتبار دیدہ شدہ کہ او پیش چشم بوقوع پیوست و استغفرہ
یعنی و مغفرت بخواہ از خدائے غفار۔ این خواست مغفرت بر بنائے سوق کلام ایشان را است نہ برائے تو و بدانکہ
ہر آئینہ جزائے شرطے کہ ممکن است وقوعا و متابعت میکند شرط را از روئے زمان آن جزا را

الرحمٰن الرحیم ۝ مالک یوم الدین ۝ الوصفان باستدلال النقل ذکر صفتی الرحمۃ قبل ذکر مالک یوم الدین لاطمینان قلب الرؤف الرحیم بالمومنین صلعم ش ہو صلعم ھ فالرحمٰن خاص لاسمہ تعالےٰ لخصوصیت الوصف بہ تعالےٰ لمبالغۃ فمنعہ لغیرہ تعالےٰ اسماً فبالوصف خاص بامتہ صلعم علی مربوبیتہ الاولی صلعم علی الرحمانیۃ فعام لغیر باسے علےٰ استجماعہ صلعم وفیہ اشارۃ الی مقاصد الرحمٰن علی العرش استوٰی تعلقاً بصفۃٍ تقدمتہ ش ای تعلقاً بصفۃ رب العالمین التی تقدمت علی وصف الرحمٰن ھ بدلالۃ وجودہ صلعم کما ہو فی حدہ صلعم الیہا ش ای مقاصد الرحمٰن علی العرش استوٰی ھ فانظر ما فاتری من عظمتہ صلعم والرحیم عام بمقابلۃ خصوص الرحمٰن فلا یجوز الخصوص وخاص بمقابلۃ عموم الرحمٰن فلا یجوز لہ العموم فلما تحقق الایمان بالوصفین المقصودین ای معرفۃ اللہ تعالےٰ من ربوبیتہ والیوم الآخر اجمالاً الا بالاستدلالین من العقل بالعالم من مربوبیتہ ودلالۃ عامۃ والنقل صح الاقرار ایاک نعبد

ترجمہ یعنی بس مہربان بجیدو مہربان بسیار کہ مالک روز آخرت است این دو وصف یعنی رحمٰن رحیم و مالک یوم الدین اے خدائے کریم وعظیم باستدلال نقل ندکہ از ذکر ہر دو وصف رحمت پیش از ذکر مالک یوم الدین مذکور آمدند تا اطمینان قلب حضور صلعم باشد کہ او صلعم بمومنین رؤف و رحیم اند پس دریں ہر دو صفت رحمت وصف رحمٰن خاص است برائے اسم او تعالیٰ بسبب خصوصیت این وصف باو تعالےٰ کہ از روئے مبالغہ است از آنکہ لفظ رحمٰن صیغہ مبالغہ است بنا بریں بغلبہ رحمت باسم او تعالیٰ خصوص آمدہ پس غیر او تعالیٰ را اسم و وصف از و منع آمد پس او تعالیٰ باین وصف خاص است و رحمٰن است او صلعم بر بنائے مربوب اولیٰ بودن او صلعم بریں وصف رحمانیت یعنی چونکہ بر بنائے این وصف رحمانیت مربوب و پرورده اولیٰ ذوات پاک سرور عالم صلعم آمدہ بامتش صلعم باین وصف او تعالےٰ خاص شد و غیر امت او را صلعم باین وصف عام آمد بر بنائے استجماع او صلعم کہ رحمۃ للعالمین است و دریں وصف رحمٰن بنا بر تعلقیکہ او را بصفت رب العالمین است کہ پیش از و است اشارت است سوئے مقاصد این کریمہ الرحمٰن علے العرش استوٰی است یعنی ایں بیان است کہ مر تحت استوا آمد بدلالت وجود او صلعم چنانکہ در حدیث صلعم سوئے مقاصد این کریمہ الرحمٰن علی العرش استوٰی وارد پس نظر کن چیست این کہ می بینی از عظمت او صلعم و وصف رحیم عام است بمقابلہ خصوص رحمٰن پس جائز نشود خصوص برائے او و وصف رحیم خاص است بمقابلہ عموم رحمٰن پس جائز نشد او را عموم پس ہرگاہ کہ ایمان بہر دو وصف مقصود متحقق شد یعنی ایمان بمعرفت خدائے برتر از ربوبیت او تعالیٰ و ایمان بروز آخرت بطور اجمال نہ و استدلال کیا و آں از عقل بواسطہ عالم از مربوبیت او از رو دلالت عامہ و دوم از نقل یکر ہر دو وصف بتقدیم تا خیر نشان گفتہ شد تحقیق شد اقرار بہ ایاک نعبد

التخصیص بالعبادت الخاصۃ لہ تعالے من حیث انہ سبحانہ خالق لاتشمل العامۃ
الآیت ان اشکر لی ولوالدیک مع واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ٥
واسجدوا لآدم مع اسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون ٥
واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ٥ وضمیر المتکلم مع الغیر
متوضح ان کل لہ قانتون بکل قنوت وفی اشتراک الغیر
فی الفعل مسائل للنبی لا یسعھا المحل منھا ایصال
نفع عمل عامل بغیر فھی نش ای العبادت
الخاصۃ لہ تعالے من حیث انہ سبحانہ خالق لاتشمل
العامۃ ھ ثابتت مع تقدم تعریفھا وتصدیقھا
علی اقرارہا من الحمد للہ الی یوم الدین والا الاقرار
علی المجھول

ترجمہ یعنی خاص ترا پرستش می کنیم۔ ایں تخصیص کہ بعبادت خاصہ است بہ او تعالیٰ ازیں حیثیت است کہ ہر آئینہ او سبحانہ خالق است پس ایں عبادت خاصہ عبادت عامہ را شامل نہ شود ورنہ پس ایں آیات چگونہ است یعنی اگر کریمہ مذکورہ بعبادت خاصہ و عامہ ہر دو شامل شود بجز او تعالیٰ مع غیر گفتہ شود پس بنسبت ایں آیات کہ عبادت عامہ از وے برآید چہ گفتہ شود در آں کریمہ است ان اشکرلی ولوالدیک کریمہ واشکروا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی اینکہ شکر بجا آرید مارا و پدر و مادر خود را۔ و شکر بجا آرید خدا را اگر شما مر او را می پرستید و کریمہ اسجدوا لآدم کریمہ اسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون یعنی سجدہ کنید آدم را تحیت۔ و سجدہ کنید خدا را آنکہ آفرید شان را اگر شما مر او را می پرستید۔ و کریمہ اعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون است یعنی بندگی کنید خدا را اگر شما مر او را می پرستید۔ ازیں آیات دلالت است بر عبادت مشترک العام خدائے را و غیرش را ورنہ تخصیص عبادت در آیات بر آخذ ایں نیز تخصیص یعنی وارد ربہ آنکہ شکر ہم از جملہ عبادات است البتہ فرق بہ استقلال و اضافت است کہ آخر تحیہ و تعظیم نامیدہ شد بنا بر تعلق اضافت کہ فلق است و تفصیلش فریب در وکر کیفیہ صحبۃ اشتراک و صفی با سمی باللہ سبحانہ اگر خواہی بہ بیں۔ و ضمیر متکلم در نعبد کہ مع الغیر است وامی نماید آنکہ ہمہ او تعالیٰ را سر نہندہ اند بہ تحیہ تام و سرنگونی تام و در اشتراک غیر دریں فعل بندگی مسئلہا اند کہ ایں محل با آنہا گنجایش نمی پذیرد۔ از آنجملہ رسانیدن نفع عمل عامل است بغیر او را کہ تفصیلش در ذکر کیفیہ جواز امتثال لغیر اللہ تعالیٰ بہ تحیہ و غنا است آنجا نگر پس ایں عبادت خاصہ برائے او سبحانہ کہ شامل عامہ نباشد ازیں حیثیت کہ ہر آئینہ او سبحانہ خالق است۔ آں خبر است کہ ثابت شدہ است مع تقدم تعریفش و تصدیق او برا اقرارش از الحمد للہ تا یوم الدین۔ ورنہ ایں اقرار است بر مجہول پس چگونہ است از آنکہ اقرار بر مجہول مجہول است کہ صحت نہ پذیرد و ایاک نستعین یعنی و خاص از تو یاری میخواہیم۔ ایں تخصیص یاری خواستن از او تعالیٰ از حیثیتے کہ ہر آئینہ او سبحانہ خالق است ایں استعانت غیر او تعالیٰ را شامل نمی شود ورنہ پس چگونہ است ایں کریمہ

فكيف وإياك نستعين التخصيص بالاستعانة التي منه تعالى من حيث انه سبحانه خالق
لا تشمل غيرها والا فكيف ومن يتول الله ورسوله والذين آمنوا فان حزب الله هم الغالبون
وضمير المتكلم مع الغير كما وضح اهدنا الصراط المستقيم الاستهداء الى الصراط المستقيم
الذي هو ايمان بربه بمعرفة رب نبيه ورب شيخه كما قال سبحانه قالوا آمنا برب العالمين
رب موسى وهارون والا بطل التقليد ففي الجاهلية ولا ايمان ولو كان به
مع انكار نبيه كما قال سبحانه قال آمنت برب الذي آمنت به بنوا اسرائيل
فرب محمد صلعم تخصيصاً بخصوصية على مركزيته العامة على مظهريته الرحمانية
التي هي مبدء ومعاد والا بطل الاستجماع المقصود وضمير المتكلم مع الغير
كما وضح وحذف الى لقرب المفعولين اشارة الاتصال
بينهما واللام للعهد الذهني
فتوافق البدل

ترجمہ من یتول الله ورسوله والذین آمنوا فان حزب الله هم الغالبون یعنی کسیکہ دوستی گرفت
خدا را و رسول او را و آنان را کہ گرویدند پیش ایشان نعمتمند آمدند از آنکہ تحقیق گروہ خدا پس ہمانان غالب شوندگانند. پس استعانت نیز از و
ثابت آمد بر وصف جواز عام تخصیص اینجا ہمان فرق استقلال و اتصال است کہ درمیان خلق و خالق است کہ از خطبۂ فاتحۃ الکتاب ظاہر است
و تفصیلش در تفسیر این آیہ در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ والمشیخۃ مذکور و ضمیر متکلم در ستانیدن مع الغیر است ہم چناں است کہ واضح اهدنا
الصراط المستقیم یعنی راہ نما ما را راہ راست استہدا آنکہ صراط مستقیم یعنی خواست رہنمائے براہ راست آنکہ او گرویدن است بہ پروردگار خود و بمعرفت
ربّ نبی خود و ربّ شیخ خود چنانکہ گفت سبحانہ قالوا آمنا برب العالمین ۝ رب موسی وهارون گفتند ایمان آوردیم بر پروردگار جہانیان کہ رب موسی
و ہارون است ورنہ تقلید باطل شد پس نمی ماند در جاہلیت. و نیست ایمان اگرچہ بر نبی باشد مع انکار نبی او چنانکہ گفت سبحانہ قال آمنت
برب الذی آمنت به بنوا اسرائیل ۝ یعنی گفت ایمان آوردم بہ پروردگارے کہ بنی اسرائیل بدو
ایمان آوردند پس ایمان آوردن بہ پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم از روے تخصیص است بسبب خاص شدن او صلعم
بر مرکزیت خود کہ عامہ است. بر آنکہ او مظہر رحمانی است چنانکہ او مبدء و معاد است یعنی مقام آغاز و انجام. ورنہ
باطل شد استجماع مقصود یعنی اینچنین گرداوردن کہ در وجہ جمال و کمال محبوبیت جمع آمدند کہ مقصود اظہار
ربوبیت از واست بر حیثیت صلعم صحبت نہ پذیرد حالانکہ ضروری است کہ تخلیق خلق بدو منحصر آمد و ضمیر متکلم در آنجا کہ
مع الغیر است ہمچنان است کہ باظہار آمد. و حذف الی حرف جار بر صراط مستقیم کہ بسبب قرب ہر دو مفعول است
اشارہ اتصال و پیوستن است درمیان ہر دو. و لام بر مفعول برائے عہد ذہنی است پس موافق آمد بدل از مبدل.

ای صراط الذین انعمت علیھم لان انعام ھو ایمان بربہ بمعرفۃ رب نبیہ ورب شیخہ فبرب محمد صلعم کما قال سبحانہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۰ فالانعام علیھم وعلی من تبعھم والافکیف تخصیص الملت لواجب بعموم البدل فی وجہ الاحکام واستحصال حاصل فی وجہ معرفۃ اللہ تعالی غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۰ فی الوصفین اشارۃ الی تنزہ ایمانھم وعاقبتھم فی الدارین و اشارۃ الی مغضوبیۃ وضلالت من ضل عن الصراط المستقیم عموما و یشیر الی الخصوص بانہ یشیر والی الیھود والنصاری ھ والافکیف استفادۃ الاستثناء لغیر المخصوص وکیف اشتمالہ بصراط الذین نعمت علیھم این ھذا ماکتب اجمال بالاشارت التی تشتمل مفصلات القرآن المجید یا ایھا المرء لا تفھم الاجمال الا بمعرفۃ حقیقۃ الرسالۃ المحمدیۃ ولا تفھما الا علی قدر الوصول حقیقۃ الولایۃ الصدیقیۃ او الولایۃ الاحتیاجیۃ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ۔ یعنی صراط الذین انعمت علیھم ۰ را کہ تابع اوست۔ یعنی راہ آنان کہ تو بر شان رحمت نعمت فرمودی، مراد از انعام اینجا ایمان است برب خود بمعرفت رب نبی خود و رب شیخ خود۔ پس مراد انعام ایمان است برب محمد صلے اللہ علیہ وسلم چنانچہ فرمود حق سبحانہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ یعنی یاد کن اے حبیب من ہرگاہ خدائے برتر بگرفت استوار داری عہد از انبیاء بآنچہ کہ ہر آئینہ چون بدہیم شما را از کتاب وحکمت باید کہ برسانید وعمل کنانید آدمیان را باید باز پس چون بیاید رسولی کہ راست دانمایندۂ آنچیز است کہ ہمراہ شما است ہر آئینہ باد ایمان آوردن والبتہ اورا یاری کردن ضروری است پس این انعام است برایشان وبر آنکہ پیروی کردہ شانرا و تخصیص ملت واجب پس چگونہ شود از آنکہ عموم بدل در وجہ احکام است واستحصال حاصل است در وجہ معرفت خدائے برتر غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی غیر آن کسان کہ بر آنہا غضب کردہ شدہ و نیستند گمراہ شوندگان۔ و درین ہر دو وصف اشارت است بسوئے تنزہ و پاکیزگی ایمان شان و عاقبت شان درین ہر دو جہان و اشارت است بسوئے مغضوبیت و گمراہی کسے کہ عموما از راہ راست گمراہ آمد اگرچہ از راہ راست بسوئے خصوص اگرچہ یہود و نصاری باشند اشارت میکند۔ ورنہ پس چگونہ برآید استفادۂ استثنا یعنی از استثنا نفع گرفتن برائے غیر مخصوص آنکہ عام از کسیکہ از راہ راست برگشتہ باشد چگونہ اشتمال شود بصراط الذین انعمت علیھم یعنی قبول کن چنین باد این آنچہ نوشتہ شد اجمال است باشارات کہ شامل می شوند مفصلات قرآن مجید را۔ اے آن کس این اجمال را نفہمی مگر بمعرفت حقیقت رسالت محمدیہ و نخواہی فہمید او را مگر باندازۂ وصول حقیقت ولایت صدیقیہ یا ولایت احتیاجیہ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ثم سُئل فی معنی سورۃ الکافرون قال اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک
اشد کفراً من الکافرین لا اعبد ما تعبدون ہو مخالفتہ بمرضات اللہ تعالےٰ
ہی الجہاد الاکبر فالاصغر منہ لکم دینکم ہو المخالفۃ المخصوصۃ المقصود بہ مرضات
اللہ تعالےٰ فالام الجاہدات التفصیل منہ ای من الدین د فالجہاد
بالکفار منہا و ان لم یستقم المعنی فکیف تحقق لا اعبد ما تعبدون
ولکم دینکم ولی دین ٥ وہذے الیٰ اظہار کسرۃ نون دین
لانہ علامۃ حذف الیاء للوقف فی اللفظ و لا الوقف علی الوقف
ولا البعد فی المعنی علے تعریف الدین المخصوص فان لم یظہر الکسر
فالدین منکر فلا یتحقق الدین المعروف المخصوص المقصود فعلے ہذہ
القرأۃ لتفسد صلوٰۃ من
لم یظہر الکسر

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۔ باز پرسیدہ شد در معنی سورۃ کافرون فرمود اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک اشد کفرا
یعنی دشمن ترین دشمن تست نفس تو کہ در میان ہر دو پہلوی تست کہ سخت تر است در انکار از کافران لا اعبد ما تعبدون
یعنی نمی پرستم آنچہ شما می پرستید ۔ او مخالفت نفس دشمن ترین است برضای یعنی بذریعہ پسندیدگی خدای برترین جہاد اکبر است پس اصغر از
داست یعنی او کما از دو خورد تر است جہاد اصغر است لکم دینکم یعنی برای شما دین شما است او مخالف مخصوص است کہ مقصود است بغیر رضای خدا
تعالی یعنی آنہا کہ پسندیدہ خدا نیستند ولی دین یعنی و برای من است دین من است و مخالف مخصوص است کہ مقصود است برضای خدای تعالی یعنی آنہا کہ
پسندیدہ خدا ہستند پس این امر جہادات تفصیل از ذات یعنی تفصیل است این دین پس جہاد کہ بکفار است ہم ازین جہادہا است و اگر
این معنی استقامت نیابد پس چگونہ متحقق شود اینکہ لا اعبد ما تعبدون ۔ و لکم دینکم ۔ ولی دین یعنی نمی پرستم آنچہ شما می پرستید شما
و برای شما است دین شما و برای من است دین من و رد نمودہ شد سوی اظہار کسرہ نون دین از آنکہ این کسرہ در لفظ علامت است بر
خلاف یا برای وقف درین لفظ تا کہ دلالت شود بر حذف یا ازین کسرہ و نیست وقف بر وقف از حذف یا آمدہ نہ از کسرہ تا آنکہ وقف بر وقف
گفتہ شود و کہ چنان نیست و نہ وقف است بعد وقف از آنکہ چون وقف از حذف یا کردہ شد وقف دیگر پس چگونہ شود ۔ و این کسرہ در معنی
علامت است بر تعریف دین مخصوص کہ با ضافت یای متکلم خاص کردہ شدہ معرفت آمد کہ بنا بر وقف این یا حذف آمدہ از کسرہ بر دلالت
ماند پس اگر این کسرہ ظاہر نکردہ شود پس این دین منکر شود کہ بسبب نکردہ بودنش از تعریف تخصیص بر آمدہ دلالتش بر جنس دین
شود کہ غیر از مقصود است پس متحقق نباشد دین معروف مخصوص کہ مقصود است پس بر بنا این قرأت فاسد شود نماز کسی کہ کسرہ را اظہار نکردہ۔

فان قیل لاتفسد علی قرءۃ بتنوین الرفع المادل
بالتخصیص قلنا نعم ولکن الحکم بالفسا د علی قرءۃ
بالیاء لا علی القرءۃ بالرفع فلو لم تکن القرءۃ بالرفع الفسدت ویقال الاولی ولی ش
لان الصراحۃ اولی من التاویل ھ ولا دلیل علی حذف الیاء تخفیفاً ثم متن
علی حذف ھ الکسر وقفاً بل الوقف یفید فائدتی
ش ای التخفیف والوقف ھ لا التخفیف ش
ای لا یفید التخفیف الفائدتین ھ وکذا الاظہار
فی مثلہ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ
وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا و
ترحمنا بہ

و اگر گفتہ شود کہ نماز فاسد نمی شود بر بنا ے قرا ے کہ بسبب تنوین رفع است کہ دال بر
تخصیص است باوجود حذف تنوین پس اینجا چہ است گوئیم آرے چنیں است۔ ولیکن
ایں حکم بفساد نماز است بر بنا ے قرا ے است کہ بیا ء است۔ نہ
بر بنا ے ایں قرأت کہ برفع است پس اگر ایں قرأت
برفع نبا مدی البتہ نماز فاسد شدی و گفتہ شود کہ
اَوْلی اَوْلیٰ است یعنی اول مناسب تر است
از انکہ صراحت از تاویل اَوْلیٰ است۔ و نیست
و دلیلے بر حذف یا کہ از راہ تخفیف
است و نہ دلیلے است نیز پس
بر حذف کسرہ کہ او از راہ وقف
است بلکہ ایں وقف دو فائدہ مید ہد یکے تخفیف
دیگر وقف را نہ تخفیف ایں ہر دو فائدہ مید ہد و ہمچنیں است
اظہار در مثل او اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی اٰلہ کما تحبہ
و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ ۱۸

ذکر کیفیة تفسیر الآیة کریمة اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ واقعةٌ فی سورة المائدة

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا الآیة لابد من مصداق الثلثة المذکورة فی الآیة الکریمة ای دینکم ونعمتی والاسلام دینًا فان لم یفرق بینہم فالتکرار معنًا وان یفرق بالتصدیق فی الباب وزمانًا حالًا فکیف الیوم اکملت لکم دینکم وتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا تحقیقًا فالیوم اکملت لکم دینکم ہو الاعتقاد بما ہو الحق عمومًا عما سبق الی ما لحق زمانًا حالًا لانما اللہ دینٌ واحدٌ ش ای من شریعة آدم الی شریعة محمد صلعم دینٌ واحدٌ قال سبحانہ للہ الدین الواحد ای ما سبق الی ما لحق

ترجمہ (ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا)

کہ در شروع سورۂ مائدہ واقع است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ میفرمود سبحانہ در رکوع اول سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا الآیہ یعنی امروز بانجام رسانیدم برائے شما دین شما و نعمتم بر شما تمام نمودم و برائے شما از روئے دین اسلام را پسندیدم تا آخر دریں آیت کریمہ از مصداق این سہ امور یعنی دینکم و نعمتی و الاسلام دینا کہ مذکور آمدہ چارہ نیست پس ہر واحد را ازیں ہر سہ امور مصداقے جداگانہ باید یعنی دین شما را۔ و نعمت خدا را و اسلام را کہ دین قرار دادہ شد۔ و اگر درمیان شان فرق نکردہ شد پس ایں تکرار است از روئے معنی۔ و اگر فرق کردہ شد بانچہ کہ دریں باب مقصود نیست و نہ مقصود است از روئے زمان حال پس چگونہ ایں امر متحقق شد کہ امروز دین شما بر شما بتکمیل رسانیدم و بر شما نعمت خود تمام نمودم و برائے شما از روئے دین اسلام را پسندیدم تا گفتہ شود کہ ایں از راہ تحقیق است پس امر اول کہ امروز بتکمیل رسانیدم برائے شما دین شما و اعتقاد است بانچہ کہ او عموماً حق آمدہ از زمانہ ماسبق تا زمانہ مالحق یعنی از شریعت آدم علیہ السلام کہ سابق شدہ تا شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ لاحق آمدہ ہمہ از روئے زمانہ بطور حال است زیرا کہ ہر دو زمانہ سابق و لاحق بانچہ کہ حق است دین واحد است خدا را کہ فرمود سبحانہ للہ الدین الواحد یعنی برائے خدا ایک دین است ہمہ از انچہ کہ سابق آمد تا انکہ لاحق شدہ از آدم تا نبی آخر الزمان علی نبینا وعلیہم الصلوٰة والسلام

بیان ... از ... شامل دین اعتقاد

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ہو اتمام نعمة النبوة ہی العلیا متوقفة علیہا لما من اللہ تعالیٰ والبیہ تعالیٰ بمحمد صلعم و رضیت لکم الاسلام دینًا بالتخصیص ہو دین محمد صلعم مستجمع لما سبق وان لم یکن کذا فما الفرق وکیف اکمال الدین بدون اتمام النبوة ہی موقوفة علیہا للاسلام دینًا فکیف الرضا بالاسلام دینًا ہو الموقوف علیہ لکمال الدین علی اشتمالہ فالکریمة تدل علی ختم الرسالة بمحمد صلعم رتبةً وزمانًا اذ لا یبقی بعد الکمل والتمم شیٔ منہ اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیة تفسیر آیة کریمہ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ واقع سورہ بقر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

ترجمہ۔ وامروزتمام کردم برشما نعمت خود را از اتمام نعمت این نبوت است کہ از برترین نعمتہا است کہ برین نعمت علیا نبوت ہمہ نعمتہائے عظمی موقوف آمدہ زانکہ جدا برتر دادہ است بہ آن برمومنین ازین نعمت منت نہاد کہ ببعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم است وحصول است منت محمد صلعم وازتان بنا بر تخصیص برائے شما اسلام از راہ دین پسندیدیم۔ و دین محمد است صلعم کہ مستجمع دیگر وارندہ است ہمہ ادیان متقدمہ را از آنچہ کہ سابق شدہ اگر چنین نیست پس چیست فرق و چگونہ است تکمیل دین بغیر تمام نمودن این نبوت از آنکہ ہمو است کہ دین بر موقوف است برائے اسلام تا آنکہ ختم نبوت بانجام نرسد اکمال دین نیاید برائے اسلام قرار نہ پذیرد قرار او را اطاعت کردہ شود برائے او سر نہادہ شود پس چگونہ آمد این رضا کہ باسلام نام نہادن است دین را از آنکہ اسلام است کہ دین اکمال ہمانید بدو موقوف آمدہ برنبائے اشتمال او ہمہ ادیان را بر حقہ پس این کریمہ دلالت میکند بر ختم رسالت از روئے رتبہ و زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم زیرا کہ پس از تکمیل و تتمیم چیزی از و باقی نمی ماند و آنچہ ماندہ بود بکمال رسانیدہ و تمام نمودہ شد۔ اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا

ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ کہ واقع سورہ بقر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

قال اللہ تعالے وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ٥ بایدِ دانست کہ ذکر میرساند بمذکور بنا بر ربط و مضاف بمضاف الیہ بنا بر اضافۃ و درینجا اضافۃ حادث بسوے قدیم مفید آں ربط تواند شد و نعمۃ اللہ محمد است صلعم بر رسالۃ بمظہریۃ تضمن صفات ثبوتیہ قدیمہ و التزامی صفات مسلوبہ مخصوصہ محمدیہ صلعم بقرینۃ ما لحق ای ما انزل علیک من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ ط انا کہ توقف نزول و تحصیل ذکر کتاب و حکمۃ برسول است و استثناء حضرت مظہر اطہر صلعم کہ علی النعما است از عموم نعمۃ چوں تواند شد کہ فرمود سبحانہ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ط وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٥ خصوصاً ازین محل کہ و لا لق از ما لحق برخلاف استثنا راست و یاد فرمود اللہ تعالی محمد رسول اللہ تعالی را بنعمت اللہ کہ شامل جمیع نعما الہی است مقصداً و اصلاً کہ و ما انزل من الکتاب والحکمۃ

ترجمہ فرمایا خدا برتر نے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ ط واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم ٥ یعنی اور یاد کرو خدا کی نعمت کو جو تم پر ہوئی اور خدا سے تم پر کتاب اور حکمت اتاری جس سے وہ تمکو سکھاتا ہے۔ اور خدا کا خوف کرو۔ اور جان لو کہ خدا ہر بات سے واقف ہے سمجھنا چاہیئے کہ ذکر مذکور کو ربط کے سبب پہنچا دیتا ہے۔ اور مضاف مضاف الیہ کو اضافت کے سبب اور یہاں نسبت حادث کی قدیم کی طرف مفید ہو سکتی ہو انہی ربط کیلئے جو موصل ہو۔ اور خدا کی نعمت محمد صلعم ہیں بسبب رسالت کے صفات ثبوتیہ قدیمہ کو تضمنی مظہر ہونیکی وجہ ہیں اور التزامی اُن صفات کے کہ مسلوبہ مخصوصہ محمدی صلعم ہیں اس قرینہ سے جو لاحق ہوا ہے یعنی ما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ سے کیونکہ کتاب کا نازل ہونا اور ذکر کتاب اور حکمت کا حاصل کرنا رسول پر موقوف ہے اور استثنا مظہر اطہر صلعم کا عموم نعمت سے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آپ انعام الہی ہیں سب سے اعلیٰ نعمت ہیں کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ آل عمران رکوع سترہ میں خاصکر اسی محل سے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی البتہ تحقیق احسان رکھا خدا تعالی نے مومنین پر جس سے کہ اُنکے درمیان پیغمبر بھیجا انہیں کی جنس بشریت سے کہ اُنپر بیان کرتا ہو آیات اسکی جو دلیلیں ہیں صانع کی معرفت پر اسکی مصنوعات سے اُن چیزوں میں کہ وہ دلیل ہونیکی لائق ہیں۔ اور اُنکو پاک کرتا ہو جس چیز سے کہ چاہیئے اور اُنکو سکھاتا ہو کتاب کہ علم و عمل ظاہر کا اور حکمت کہ وہ حقیقت کار کو پہنچتا ہی۔ حالانکہ تحقیق وے قبل بعث و تلاوت اور تزکیہ اور تعلیم کے البتہ ایسی گمراہی میں تھے جو ان سب سے بدتر ہو والی تھی یا جو گمراہی ظاہر تھی پس یہ آیہ خاصکر اسی مقام و محل کی نسبت ہے کہ آپ انعام خدا ہیں بہترین نعمت ہیں کیونکہ ایک لا لق اس مضمون سے جو لاحق کر دینہ مفسر ہو خلاف استثنا ہے اور خدا برتر نے محمد رسول خدا تعالی صلعم کو نعمت اللہ یعنی خدا کی نعمت یاد فرمایا جو از رو مقصد اور سلوک اصل ہے خدا کی تمام نعمتوں کو شامل ہے اور ما انزل من

تفسیر نعمت اللہ است بعطف تفسیری فی العوارض مع عطف تفسیری فی العوارض حکمت بر کتاب بنا بر تخصیص و تاکید پس منشاء استفادہ نعمۃ محمد رسول اللہ تعالےٰ است صلعم خصوصاً بظہورہ و عموماً بوجودہٖ در صحیح بخاری در کتاب المغازی از حضرت ابن عباسؓ در انطباق کریمہ الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفراً مروی است قال ہم واللہ کفار قریش و محمد صلعم نعمۃ اللہ ھ پس باید دانست کہ ذکر محمد رسول اللہ تعالےٰ صلعم باانچہ نازل کرد اللہ تعالےٰ از کتاب و حکمت فرض موبد است بدلالۃ نص عبادتاً للہ تعالیٰ و شکراً و معرفۃً لہ تعالےٰ و بر مخالفہ امر تحذیر است بہ اتقوا اللہ و تنبیہ است بر نفاق بہ اعلموا ان اللہ بکل شیئ علیم و این ذکر فرض مطلق نتواند شد بملاحظہ کیفیات عطف تفسیری فی العوارض بلکہ ذاکر بدین ذکر دائم الوصف خواہد شد و ذکر را انواع است بہ تنوع اذکار و مقاماتش و اصل الاصل آنہمہ ذکر روح است و ذکر قلبِ بسیط و قلب کبّ و جوارح تابع و فرع

ترجمہ۔ یہ تفسیر ہے نعمت اللہ کی بذریعہ عطف تفسیری کے کہ عوارض میں نعمت خدا کے یہ تفسیر واقع ہوئی ہے مع ایک اور عطف تفسیری کے کہ حکمت کا ہے کتاب پر کہ جو عوارض میں ہے یہ عطف و عطف کر کے تفسیر کرنا تخصیص و تاکید کی بنا پر ہے تاکہ مقصود نعمت اللہ واضح ہو جائے پس منشا استفادہ نعمت محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم ہیں خاصکر بسبب آپکے ظہور کے اور عام کر آپکے وجود کیونکہ آپکا ظہور خاصکر نعمت خدا کے حاصل کرنے اور فائدہ پانیکا منشا واقع ہوا اور وجود مبارک عام طور پر فائدہ ہے نعمت اوٹھانیکا صحیح بخاری شریف میں کتاب مغازی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وجہ انطباق میں اس کریمہ کے الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفراً یعنی وے لوگ جنہوں نے نعمت کو خدا کی کفر سے بدل دیا مروی ہے کہ فرمایا آپنے ھم واللہ کفار قریش و محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ یعنی قسم خدا کی وہ کفار قریش ہیں جنہوں نے نعمت خدا کو بدلا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمت خدا ہیں پس معلوم کرنا چاہیے کہ ذکر محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم کا مع اُسکے جو خدا نے کتاب و حکمت سے نازل کیا فرض موبد ہے یعنی دوامی فرض ہے دلالۃ النص سے خالص خدا تعالیٰ کی عبادت کیلئے اور شکر کیلئے اور اسکی معرفت کیلئے اور اس امر کی مخالفت پر تحذیر یعنی خوف دلانا ہے الفاظ اتقوا اللہ سے یعنی ڈرو اللہ سے اس فرض کے ترک کرو شکر و عبادت و معرفت کی مخالفت کر نیسے اور اعلموا ان اللہ بکل شیئ علیم سے تنبیہ ہے نفاق پر یعنی جب خدا ہر شے کا دانا ہے تو تمہارے ظاہر و باطن سے بھی خبردار ہے اسکو بخوبی سمجھ لو اور نفاق سے بچو اور یہ ذکر فرض مطلق نہیں ہو سکتا۔ باعتبار ملاحظہ کرنے کیفیات عطف تفسیری کے کہ یہ تفسیر عوارض میں ہے بلکہ ذاکر اس ذکر میں دائم الوصف رہیگا اور ذکر کے اقسام ہیں اذکار اور انکے مقامات کے تنوع ہونیکے سبب اور ان سبمیں اصل الاصل ذکر روح ہے اور ذکر قلب بسیط اور قلب کب اور جوارح کا تابع اور فرع اسکی ہیں۔

پس بانعدام ذکر روح قلب بسیط و قلب مرکب و جوارح از حقیقت ذکر محروم است و ہر چہ یافتہ شود بعد
سقوط ذکر روح در حکم نسیان بہ بدن روح است و در حکم انکار بانکار روح لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و ذکر جوارح
را انواع است بتنوع جوارح و اذکار مع ربط بذکر قلب مرکب قلب بسیط و تبع ذکر روح و ذکر قلب مرکب را انواع است
بتنوع اذکار مناسب کہ مع ربط بقلب بسیط و تبع بذکر روح و درجات نا متناہی است بہ تنوع اذکار مناسب بسیط مع ربط و تبع
بذکر روح و ذکر روح را تنوع است بہ تنوع مقاماتش و بہ تنوع نعمت و نہایتی نیست از کمال بسیط و بے نہایتی نعمۃ اللہ
والبتہ قلب بسیط کہ یکی از مقامات روح است از فضل تنوع ذکر روح بہرہ بر قدر وسعت خود میابد الی ماشاء اللہ تعالیٰ و مرتبہ
قلب مرکب و جوارح اینہمہ کہ گفتہ شد تفسیر ما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ است کہ تفسیر فی العوارض از نعمۃ اللہ است پس ہمہ
اسباب قربت الٰہی تعالیٰ شانہ بذکر محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلعم بموافقت کتاب و حکمت پس ہر کہ از شخصیں ذکر محمد رسول اللہ تعالیٰ
صلعم مشرف نشود بحقیقت معرفت و شکر نعمت نبرد ہیہات ہیہات اضافت مضاف بمضاف الیہ غایت المقصود چون رسد و بدین
ذکر مشرف نشود مگر بعنایت حق تعالیٰ بواسطہ خاصانش و در ضمن تقلید بر قدر مقدر۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ
کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ پس ذکر روح کے نہ ہونیکے سبب قلب بسیط اور قلب مرکب اور جوارح حقیقت ذکر سے محروم ہیں اور بعد ساقط
ہونے ذکر روح کے جو کچھ پایا جائیگا روح کے نسیان کے سبب حکم نسیان میں ہے اور روح کے انکار کے سبب حکم انکار میں ہے
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم یعنی نہیں قدرت و طاقت ہے مگر خدائے برتر و بزرگ کی مدد سے اور ذکر جوارح کی
بھی کئی قسمیں ہیں جوارح اذکار کے تنوع ہونیکے سبب مع ربط کے ذکر قلب مرکب اور قلب بسیط کیساتھ اسکو ہو اور مع ربط تبع
کے کہ ذکر روح کیساتھ انکو ہو اور تنوع اذکار میں جو مناسب بسیط ہیں بحد درجہ ہیں مع ربط اور تبع کے کہ ذکر روح کیساتھ اسکو ہو اور ذکر
روح کا نوع بنوع ہو اسکے مقامات کے نوع بنوع ہونیکے سبب اور نعمت کو نوع بنوع ہونیکے سبب اور روح کے کمال بسیط اور نعمت اللہ کو
بے نہایت ہونیکے سبب کوئی انتہا نہیں ہے اور البتہ مرتبہ قلب بسیط کا کہ مقامات روح سے ایک مقام ہے ذکر روح کے نوع بنوع ہونیکی فضیلت
سے اپنی وسعت کے اندازہ پر حصہ پالیتا ہے جہانتک مرضی خدا ہو نہ مرتبہ قلب مرکب اور جوارح کا یہ سب کہا گیا تفسیر ما انزل علیکم من الکتاب
والحکمۃ کو شامل ہے کیونکہ نعمت اللہ کے عوارض کی تفسیر ہے پس قربت الٰہی تعالیٰ شانہ کے تمام اسباب محمد رسول خدائے برتر صلعم کے ذکر میں ہیں موافقت
کتاب اور حکمت کے پس جو کوئی محمد رسول خدا تعالیٰ صلعم کے ایسے ذکر سے مشرف نہوگا وہ معرفت کی حقیقت اور نعمت کے شکر کو رستہ نہ
لیجا سکیگا یعنی نہیں پہنچیگا۔ پس ہیہات ہیہات یعنی افسوس ہے افسوس ہے کہ اضافت مضاف تو مضاف الیہ کو کہ انتہائی مقصود کیسے پہنچیگا اور
اس ذکر کو مشرف ہوگا مگر خدائے برتر کی عنایت سے اسکے خاصوں کے واسطے سے ضمن تقلید میں مقدر کے
اندازہ پر اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما
تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

اور قلب مرکب کا ذکر بھی کئی طرح کا ہے اذکار جو مناسب مرکب ہیں انکی نوع بہ نوع ہونیکے سبب مع ربط کہ قلب بسیط کیساتھ اور مع تبع کہ ذکر روح کیساتھ اسکو ہے

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥

واقع سورۃ آل عمران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال اللہ تعالیٰ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً ترجمہ ہر آئینہ تحقیق منت نہاد اللہ تعالیٰ بر مومنان بانکہ فرستاد میان شان پیغمبر یرا انکہ فائق از ہمہ نعمائے الٰہی عم احسانہ بعث ہر پیغمبر است عموماً صلی اللہ تعالیٰ علی انبیاء و علی جمیع الانبیاء وسلم کہ منت است بر ہمہ عالم و مومنین را بالخصوص خطاب این منت بشرف معرفۃ فرمودہ است مقصود آنچہ آں سبب وجود و حصول خیرات معاش ومعاد در حد مرکزیۃ خود است خصوصاً بظہورہ وعموماً بوجودہ متعلقاً علی الصفات

ترجمہ۔ ذکر بیان تفسیر آیت کریمہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ کہ سورہ آل عمران رکوع سترہ میں ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا خدائے برتر نے رکوع سترہ میں سورۂ آل عمران کے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً یعنی البتہ تحقیق احسان رکھا خدا تعالیٰ نے مومنوں پر اس سبب سے کہ بھیجا انہیں رسول معلوم ہو کہ خدا کی تمام نعمتوں سے بڑھکر جسکا احسان عام ہے عموماً بعثت ہر پیغمبر ہے کہ یہ احسان ہے سارے جہانوں پر درود ہو جیو خدائے برتر کا ہمارے نبی پر اور سب نبیوں پر اور سلام ہوجیو اور اس منت کا مخصوص خطاب مومنین کیلئے شرف معرفت کے سبب بغرض مقصود فرمایا ہے اسلئے کہ پیغمبر علیہ السلام سبب وجود اور حصول ہیں تمام معاش اور معاد کی خوبیوں کے اپنے مرکز ہونیکی حد میں خاص کر اپنے ظہور سے اور عام کر اپنے وجود سے جو متعلق ہیں ساتھ صفات پر انکے ظہور ہونیکے سبب

وتخصوصاً بعثت محمد رسول اللہ تعالیٰ است صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی جمیع الانبیاء وسلم خصوصاً بظہورہ وعموماً بوجودہ مطلقاً علی الذات پس احتیاج از یکدگر میان انبیا ہم است چنانکہ ذات را در حصول واظہار کمالات احتیاج بصفات است وصفات را در حصول کمالات احتیاجی بذات وہم بصفات وہر امتیان را بانبیاء تا آنکہ ملائکہ نیز دریں منت واحتیاج بسوی انبیاء شمول دارند مِنْ اَنْفُسِهِمْ ترجمہ۔ از جنس بشریت شان اینجا مقصود ایں صفت جامعہ تاثر ومحبت ومعرفۃ است واستثناء بدیں تخصیص از غیرش نہ مثلیت نہ ابتلاء، والا شامل منت نبودے اگر نبودی ایں صفۃ جامع تاثر ومحبتہ را گنجایش نبودی پس بشرایت معنوی کہ محتاج تاثر ومحبت است تشرف نمیشد ونہ پیغمبر شفیع وانیس دردمندان زہی منت برمنتہ است الحمد للہ علےٰ منتہ یتلو علیھم ایاتہٖ ترجمہ۔ بیان میکند برشان دلائل از صنائع برمعرفۃ صانع وراچہ شاید۔ باید دانست کہ از آیات صنائع مراد نشود تکرار مہمل بمقابلہ کتاب است وایں صفت استثناء از غیر مخصوص البعث است ویزکیھم

ترجمہ۔ اوران نعمتوں میں خدا کی سب سے بڑھکر نعمت خاصکر بعثت محمد رسول اللہ تعالیٰ ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی جمیع الانبیاء وسلم خاصکر آپ کے ظہور سے اور عام کر آپکے وجود سے جو بسبب مظہر .... ہونے ذات کو مطلق ہے یعنی صرف مقید بصفات نہیں ہو مثل اور انبیاء کے بلکہ مطلق بربنائے ذات ہی شامل جمیع صفات پس انبیاء کے درمیان بھی آپس میں ایک دوسرے کی احتیاج ہے جیسا ذات کو کمالات کے حصول واظہار میں صفات کی احتیاج ہے اور صفات کو کمالات کے حصول میں ذات کی بڑی احتیاج ہے اور صفات کی بھی اور امتیوں کو خاص انبیاء کی یہانتک کہ ملائکہ بھی اس منت واحتیاج میں انبیاء کی جانب شمول رکھتے ہیں مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی انکی جنس بشریت سے یہاں اس صفت جامعہ یعنی بشریت سے مقصود ہے تاثر اور محبت اور معرفت اور اس تخصیص سے استثنا ہے غیر صفت جامعہ کا نہ مثلیت مقصود ہے نہ ابتلا ہے ورنہ شامل منت نہ ہوسکیگی البتہ اگر صفت جامعہ ہوتی تاثر ومحبت کی گنجائش ہوتی تو معنوی شرافت سے جو تاثر ومحبت کے محتاج ہیں شرف حاصل ہوتا اور نہ پیغمبر دردمندونکا شفیع اور انیس ہوتا کیا ہی احسان پر احسان ہے الحمد للہ علیٰ منتہ یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ یعنی بیان کرتا ہے انپر دلیلیں صنعتوں کی معرفت صانع پر اس چیز میں کہ وہ لائق دلیل ہو یہاں سمجھنا چاہئے کہ آیات سے صنائع مراد نہوں تو کتاب کے مقابلہ میں تکرار آیات مہمل ہو اور اس صفت سے غیر مخصوص البعث کا استثنا ہو یعنی اس صفت کے سبب وہ صفات جو پیغمبر کے سبب سے نہیں مخصوص نہیں ہیں وہ اس سے علیحدہ ہوگئیں ویزکیھم یعنی اور انکو پاک کرتا ہے جس چیز سے کہ چاہئے بیباک کرنا انکو ایمان کیساتھ بذریعہ دلائل آیات مذکورہ کے کہ وہ صنائع معرفت الٰہی میں اپنی ہمت اختیاریہ ہی جو اضافیہ ہے از روئے اعجاز کے زمانہ حال میں عالم شہود سے اور زمانہ مستقبل میں عالم برزخ سے کہ محض رحمت ورافت کی بنا پر ہو جہانتک مرضی خدا ہو اسی صفت جامعہ کی اقتضا سے ہے

بیان ہو تحقیق آیات صنائع معرفت الٰہی میں

ترجمہ پاک صیا زد شاں را از انچہ باید این تزکیہ با ایمان بدلائل ایاوت بہت اختیار یہ باضافہ اعجازًا از عالم شہود حالًا و از عالم برزخ مستقبلًا و رحمۃً و رافۃً است ما شار اللہ تعالے کما قال صلعم رحمۃً و رافۃً یا رب امتی امتی پیش از تعلیم کتاب و حکمت منتی است کہ از اقتضاے صفۃ جامعہ است و دریں منت بوجہی منت رسول ہم است از آنکہ رحمۃ و رافۃ چنیں است بنگر کہ بذل ہمت علیا عاجز نوازش در رستہ گرفتاران ضلالت جہل چہا باشد ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ترجمہ می آموزد شان را کتاب یعنی علم عمل ظاہر و می آموزد حکمۃ ای بحقیقۃ کار رسیدن باید دانست کتاب بمعنی عمل دون العلم نتواند شد مگر بمعنی علم عمل مقصود و این تعلیم کہ انیہم اعجاز یست از عالم شہود حالًا و از عالم برزخ مستقبلًا پس تزکیہ بایمان بدلائل آیات نتواند شد نہ پیش و کتاب خود شامل حکمۃ است پس این تفسیر فی العوارض بنا بر تخصیص تاکید است وظاہر است کہ عمل ظاہر بی باطن بحقیقت

کار نارسیدہ است و بعطف غیر تفسیر عموم حکمۃ مراد شد

ترجمہ یعنی بزرگی صیغۂ مضارع مشیر استمرار ہے لہذا آپ زمانہ حال ہیں کہ عالم شہود ہے اور استقبال ہیں کہ عالم برزخ ہے بطور اعجاز اس صفت پاک کرنیکو اپنی ہمت اختیاریہ سے کہ وہ باضافت اللہ ہے بذریعہ دلائل آیات یعنی صنائع معرفت الہی رحمت و رافت کے تقاضے سے جاری رکھتے ہیں جبتک یا جہانتک مشیت خدا تعالی ہے جیسا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے از روی رحمت اور رافت یارب امتی امتی وقت ولادت شریف وغیرہا جو پہلے ہے تعلیم کتاب و حکمت سے کیا کچھ احسان ہے جو انہی صفت جامعہ بشریت کا اقتضا ہے اور اس منت حسنیت میں ایک وجہ سے منت رسول بھی ہے جسکو کہ ایسی رحمت و رافت ہے خیال کر کہ اسکی عاجز نواز بلند ترین ہمت کا خرچ گمراہی جہل کے گرفتاروں کی نسبت میں کس قدر ہوگا ویعلمہم الکتاب والحکمۃ یعنی اور سکھلاتا ہے اُن کو کتاب یعنی عمل ظاہر کا علم۔ اور سکھلاتا ہے حکمت یعنی حقیقت کار کو پہنچنا سمجھنا چاہئے کہ کتاب کے معنی عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتے مگر معنی اُسکے وہ علم ہے جس سے عمل مقصود ہے اور یہ تعلیم کہ یہ بھی ایک اعجاز ہے عالم شہود کا زمانہ حال کی نسبت اور عالم برزخ کا زمانہ مستقبل کی نسبت بدلالت صیغۂ مضارع کہ مشیر استمرار ہے بعد تزکیہ ایمان کے بذریعہ دلائل آیات کہ وہ صنائع الہی ہیں ہو سکتی ہے نہ پہلے اور کتاب خود شامل حکمت ہے پس یہ تفسیر جو عوارض کی نسبت میں ہے تخصیص اور تاکید کی بنا پر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ظاہر کا عمل بغیر باطن کے حقیقت کار کو نارسیدہ ہے یعنی اُس کام کی حقیقت کو پہنچا ہوا نہیں ہوتا اور درصورت عطف غیر تفسیری کے عموم حکمت مراد ہوگی

بیان اینکہ کسے تفسیر میں ایک وجہ ...
بیان اینکہ معنی کتاب علم عمل ظاہر

وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ ترجمہا حال این است کہ تحقیق بودند پیش از بعث و تلاوت و تزکیہ و تعلیم ہر آئینہ در گمراہی جدا کنندہ از ہمہ یا ظاہر۔ واو حالیہ است و اِن مخففِ اِنَّ مشدد و بدلالۃ لام تاکید واستقامت معنی او بحذف مضاف الیہ نوعش مقصود است ای قبل بعث یا تلاوت آیات و تزکیہ یا قبل تعلیم کتاب و حکمۃ یا ازہمہ پس بر آمد از ضلال متخالف الوجوہ بہ توافق مضاف الیہ است و فراغت تام ازین مراتب ضلال بہ تعلم حکمۃ است و این جا است کہ ہر کہ بذریعہ تعلم بدین صفات پیغمبر اتصاف نیافتہ خلیفہ نتواند شد و چون متصف شود خلافتش در حکم لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم الخ است اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہا۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ یعنی حال یہ ہے کہ تحقیق بعث و تلاوت اور تزکیہ اور تعلیم سے پہلے وے البتہ گمراہی میں تھے ایسے جو ان سب سے جدا کرنیوالی تھی یا جو ظاہر گمراہی تھی اُس میں واو حالیہ ہے اور اِنْ مخفف ہے اِنَّ مشدد کا جس پر لام تاکید اور استقامت معنی سے دلالت ہورہی ہے اور قبل کے مضاف الیہ کے حذف سے اسی مضاف الیہ کا نوع مقصود ہے یعنی قبل بعث کے یا تلاوت آیات اور تزکیہ کے یا قبل تعلیم کتاب اور حکمت کے یا ان سب کے پس ان متخالف وجوہ گمراہیوں سے نکلنا مضاف الیہ کے توافق کی صورت میں ہے اور پوری فراغت گمراہی کے ان مرتبوں سے حکمت کے سیکھنے میں ہے اور یہیں سے یہ مسئلہ ہے کہ جس کسی نے تعلیم کے ذریعے سے پیغمبر کے ان صفات کیساتھ اتصاف نہ پایا خلیفہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اور جب متصف ہو جائیگا اُسکی خلافت حکم میں اس کریمہ کے ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۔ آخر تک اللّٰہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ذکر کیفیت تفسیر کریمہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال سبحانہ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ۝

ذکر بیان تفسیر کریمہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ کا شروع سورہ جمعہ میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُ اللہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَنَسْتَشْفِعُہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن فرمایا حق سبحانہ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ آن آنست کہ فرستاد در آنانکہ منسوب باصل اند پیغمبری را کہ از ایشان است یعنی اُمّی چنانکہ بیان میکند بر ایشان دلائل از صنائع بر معرفۃ صانع ہرچہ شاید و پاک بسازد ایشانرا از ہرچہ باید و می آموزد ایشانرا کتاب یعنی علم عمل و حکمۃ ای بحقیقۃ کار رسیدن و تحقیق بودند پیش از ین ہمہ ای بعثت و تلاوت و تزکیہ و تعلیم در گمرہی جدا کنندہ از ینہمہ یا ظاہر و دیگران از ایشان ہرگاہ از پس بپیوندند بایشان سابقین و حال این است کہ او سبحانہ غالب و صاحب حکمت است باید دانست اُمّی بیای نسبت یعنی منسوب باصل ہر چیز است پس اینجا دو نسبتہ حاصل شد نسبتی بذات واجب تعالی شانہ ہر معین را از روی منشاء انتزاع بقیام حقیقی یا مجازی و در مجازی ذات محمد رسول اللہ تعالی صلعم منتزع اول است و نسبتی بذات محمد رسول اللہ تعالی صلعم ہر معین را از روی منشاء انتزاع بقیام حقیقی یا مجازی و در مجازی امتش صلعم منتزع اول است و بدینواسطہ تعلقی باصل الاصل دارد پس اُمّی او است صلعم و اُمّیین امتش صلعم ۔

ترجمہ ۔ یعنی وہ وہی ہے جس نے اُن لوگوں میں جو اصل کیساتھ منسوب ہیں ایک پیغمبر بھیجا جو انہیں میں سے ہے یعنی اُمّی و اصل ہی ایسا کہ اُنپر صانع کی صنعتوں سے صانع کی معرفت پر دلیلیں بیان کرتا ہے ہر ایک چیز سے کہ وہ لائق دلیل ہیا جیسی و جسقدر کہ چاہئیں ۔ اور اُنکو جس چیز سے کہ چاہیئے پاک کرتا ہے اور اُنکو کتاب یعنی علم عمل کامل کا جاننا ہے اور حکمت کہ حقیقت کار کو پہنچنا ہے سکھلاتا ہے اور بیشک اس سب سے پہلے یعنی رسول کے بھیجنے اور اُسکی دلیلیں بیان کرنے اور صاف کرنے اور سکھلانے سے پہلے وہ البتہ ایسی گمراہی میں تھے جو ان سب سے جدا کرنیوالی تھی یا جو علانیہ گمراہی تھی اور اور لوگ بھی اُنمیں سے جنکو پیچھے سے آکر لگے انہوں کے ساتھ ملنے جاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ حق سبحانہ غالب اور حکمت والا ہے سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اُمّی یائے نسبت کے ساتھ معنی میں ہر ایک چیز کے ہے جو اصل کیساتھ منسوب ہو پس یہاں سے دو نسبتیں حاصل ہوئیں ایک تو نسبت بذات واجب تعالی الشانہ کیساتھ ہر معین کو اُسی ذات واجب کے منشاء انتزاع ہونیکے سبب اسطرح کہ اُس معین کو اس انتزاع میں ذات واجب کے ساتھ جو منشاء انتزاع و اخذ واقع ہوئی ہے قیام حقیقی ہے یا مجازی اور اس انتزاع قیام مجازی میں ذات پاک محمد رسول خدا تعالے صلی اللہ علیہ وسلم اول منتزع ہیں اور دوسری وہ نسبت ہے جو ہر معین کو ذات محمد رسول خدا تعالی کے ساتھ ہے اس راہ سے کہ یہ ذات منشاء انتزاع و اخذ واقع ہوئی ہے قیام حقیقی یا مجازی کے ساتھ ہر معین کے لیئے اور اس انتزاع قیام مجازی میں امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منتزع اوّل ہے اور اسی واسطہ کے سبب ایک تعلق اصل الاصل کے ساتھ رکھتی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی ہیں اور آپکی امت اُمیین ۔

وبدیں نسبتہ شرافتش صلعم بر پیغمبران عم وشرافت امتش صلعم بر امم واضح است وبدینمعنی الف

ولام جنس باشد یا استغراق یا عہد ذہنی یا معرفہ وامیین

ونبی مفید تخصیص بابعث عام زماناً وتخصصاً در مرکز

واحد است آمد وعطف آخرین منہم لما یلحقوا بہم بالعموم

زمان بدلالۃ لما بر امیین سابقین بالتضمن

عموم عطف بر ضمائر متصلہ مجرور ومنصوب بنا بر تاکید

اثبات استمرار تلاوت وتزکیہ وتعلیم اعجاز نسبت

بوجود صوری ومعنوی از عالم شہود وروح نسبتہ بہ بعض

بلا واسطہ ونسبتہ ببعض بالواسطہ کہ ہر کس

حسب حال تواند

دانست

ترجمہ۔ اور اس نسبت سے آنحضرت صلعم کی شرافت تمام پیغمبر علیہم السلام پر اور آپکی امت کی شرافت تمام امتوں پر واضح ہے اور باعتبار اس معنی کے لفظ امیین پر الف ولام جلس کا ہوگا یا استغراق کا یا عہد ذہنی کا یا معرفہ کا۔ اور امیین اور نبی دونوں لفظ تو مفید تخصیص ہیں بعث عام کیساتھ کہ اسکا عام ہونا از روئے زمانہ اور تشخص کے ہے۔ مرکز واحد میں راست وٹھیک آئی ہیں اور عطف جملہ آخرین منہم لما یلحقوا بہم کا بسبب لفظ لما کے زمانہ کے عام ہونے پر دلالت حاصل ہے۔ یہ عطف امیین سابقین پر جو متضمن ہے عموم عطف کیساتھ ضمائر متصلہ مجرور ومنصوب پہ بنا بر تاکید ہے استمرار تلاوت وتزکیہ وتعلیم کے اثبات کیلئے مطلب یہ کہ اس نبی امی کو اپنی امت امیین کیلئے رسول بنا کر بھیجا اسکی مرکز ثابت کی تخصیص کر رہا ہے لیکن امیین کی زمانہ غیر مقید ہونیکے سبب بعث رسول ہر زمانہ میں ہر امتی کیلئے عام ہے جیسا آخرین کا سابقین امیین کے ساتھ بواسطہ عطف الحاق پایا جو لفظ لما کے زمان خاص میں مقید نہ ہونیکے سبب اسطرح کہ جب بھی پچھلے اگلے امیوں کے ساتھ لاحق ہونگے عام ہونیکی دلالت کر رہا ہے۔ اور ضمائر مجرور یعنی رسولاً منہم۔ یتلو علیہم۔ وآخرین منہم۔ یلحقوا بہم۔ اور ضمائر منصوب یعنی یزکیہم اور یعلمہم بھی چونکہ بسبب رجوع مرجع کے ضمن امیین سابقین ہی ہیں۔ یہ عموم عطف بواسطہ ان ضمائر کے تمام اگلے اور پچھلے امیوں کیلئے استمرار تلاوت اور تزکیہ تعلیم کے اثبات کی تاکید کرتا ہے۔ حاصل یہ کہ جیسے آنحضرت امی صلعم کی بعث رسالت ایک ہی مرکز کے اندر ہر زمانہ میں ہر امتی کیواسطے عام ہے اسیطرح آپکا صنعت کی دلیلیں صانع کی معرفت پر امیین کیلئے بیان کرنا اور انکا پاک وصاف کرنا اور عمل سکھلا کر حقیقت کا رنگ انکو پہنچانا ہر زمانہ میں ہر امتی کیلئے بطور استمرار ہے اور بار بار انہی کو بضمائر غائب کور ذکر فرما کر شمول عطف کرنا اور مذکورہ کی تکلیف بلا استمرار ثابت ہونیکی تاکید کر رہا ہے اور عطف کے ایک پر خاص ہونیکی صورت میں بعث کا مقصود حاصل نہ ہوگا پس یہ تلاوت تزکیہ وتعلیم آپکے اعجاز ہے بسبب آپکے وجود ظاہری وباطنی عالم شہود اور عالم روح کے بعض کی نسبت بلا واسطہ اور بعض کی نسبت بواسطہ جسکو حسب حال ہر شخص جان سکتا ہے

وتبقاء ہمیں بعث خاتم حیات البنی صفۃ بالغہ است خلاف حیات انبیاء و اولیا صفۃ
جامع صلی اللہ تعالےٰ علی نبینا وعلیہم وسلم و او سبحانہٗ غالب و صاحب حکمۃ است عموماً
وخصوصاً در وقوع اینچنیں اعجاز بہما ناکہ کریمہ ھو الذی بعث الخ نوید شرافت وکرامت
است نسبۃ بحضرت سرور انبیا صلعم وامتانش صلعم ونیز باید انست اگر گرفتہ شود امی
بمعنی ناخواندہ وناویسندہ تغلیباً شائعاً بمقصد عموم بعث ثابت زماناً وشخصاً وعطف
کردہ شود وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بر امیین پس اخرین منہم لما یلحقوا بہم باعتبار تاخر
زمانی تنبیہ واقع شود بر بعث عام زمانا آرے در صورت احتمال این تغلیب شائع
متحمل العموم است زماناً وشخصاً ولیکن مصرح الخصوص است شخصاً بلفظ فی الامیین
بعدم ثبوت دعویٰ این تغلیب شائع بنا بر فصاحت وبلاغت کلام الٰہی
اعجاز مقابل وقت ثابت قطعی
ونیز دلالۃ آیہ لاحقہ

ترجمہ اور بسبب اسی بعث خاتم کے نبی صلعم کی حیات صفت بالغہ ہے بخلاف انبیاء اور اولیاء کی حیات کے کہ صفت جامعہ ہے۔ درود ہو خدائے برتر کا ہمارے نبی پر اور ان پر درود ہو اور سلامتی ہو سب پر وھو العزیز الحکیم اور وہ حق سبحانہٗ ایسے اعجاز کے وقوع میں عام وخاص طور پر غالب اور حکمت والا ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت سرور انبیاء صلعم اور آپ کی امت کی نسبت یہ آیت کریمہ ھو الذی بعث آخر تک خوشخبری ہے شرافت وکرامت کی اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ اگر لفظ امی غلبہ رواج کی بنا پر بے پڑھے لکھے ہوئے کے معنی میں مان لیا جاوے اسی عموم بعث کی مراد پر جو ازروئے زمانہ وشخص عام ثابت ہے اور جملہ اخرین منہم لما یلحقوا بہم کا امیین پر عطف کیا جاوے تو جملہ اخرین منہم لما یلحقوا بہم تاخر زمانی کے اعتبار سے بعث عام پر کہ اس کا عموم ازروئے زمانہ ہے جملہ مذکور تنبیہ واقع ہوگا۔
ہاں احتمال کی صورت میں یہ تغلیب شایع یعنی لفظ امی کا بے پڑھے لکھے ہوئے پر
غلبہ رواج پانا باعتبار زمانہ وشخص کے عام ہونیکا احتمال رکھتا ہے۔ لیکن
لفظ فی الامیین کے سبب ازروئے شخص خاص ہونیکی تصریح کرتا ہے جو
کلام الٰہی کی فصاحت وبلاغت کی بنا پر کہ قابل وقت یعنی بروقت مقابلہ
اعجاز ثابت قطعی ہے اس غلبہ رواج کا دعوےٰ
ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِینَ حُمِّلُوا التَّورٰۃ الخ اگرچہ بر امیین الف و لام جنس یا استغراق گرفتہ شود و آں باطل است بہ ثبوتِ عموم بعث زماناً و شخصاً پس بنگر چہ حال است ایں احتمال عموم را بصراحۃ خصوص و صراحت خصوص را بثبوت عموم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ ترجمہ ایں بعث نبی امی فضل خدا است مر امیین را بہرۂ ازلی بتقابل دیگراں می بخشد ش ہر کہ خواہد و حال ایں است کہ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم است از آنچہ متقابل باشد بدانکہ فضل و عظمت جز در تقابل ممتاز نہ شود و ہر گاہ سخن در ابناء فضل است مناسب محل امیین بمعنی اول است نہ ثانی کہ منظور فیہ است۔ اللّٰہم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علےٰ جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ اور آیت لاحقہ مَثَلُ الَّذِینَ حُمِّلُوا التَّورٰۃ الخ کی دلالت کی بناء پر بھی اگرچہ امیین پر الف و لام جنس یا استغراق مان لیا جاوے اس دعوے کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ اور یہ دعویٰ عموم بعث کے باعتبار زمانہ و شخص ثابت ہونے کے سبب باطل ہے۔ پھر دیکھ کہ اس احتمال عموم کا صراحت خصوص کے مقابلہ میں کیا حال ہے اور صراحت خصوص کا مقابلہ میں ثبوت عموم کے اور خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے۔ صواب و درستی کو ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ یعنی یہ بعث نبی اُمّی خدا کا فضل ہے کہ دوسروں کے مقابلہ میں خاص امیین کو اس فضل سے جس کو چاہتا ہے بہرۂ ازلی یعنی حصہ دائمی بخشش فرماتا ہے۔ اور حال یہ ہے کہ خدائے برتر بہت بڑھ کر فضل والا ہے اس چیز سے کہ متقابل میں ہووے۔ معلوم ہو کہ فضل و عظمت یہ دونوں صفتیں بجز تقابل یعنی بجز مقابلہ میں ہونے کے کسی دوسرے مقابل سے تمیز نہیں کیجا سکتیں۔ اور جبکہ کلام فضل کی آگہی میں ہے تو مناسب اس محل کے لفظ امیین معنی اول میں ہے یعنی معنی اسکو وے لوگ ہیں جو اصل سے منسوب ہیں نہ معنی دوم میں یعنی بے پڑھے لکھے ہوؤں کے معنی میں کہ یہ معنی منظور فیہ ہیں یعنی اس میں گنجایش نظر و اعتراض ہے۔ اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ و شفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ اسرار تعین قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ فی عالم الشہود والتولیۃ الیہا واتمام النعمۃ بہا وما ہو النعمۃ

مع مطالب اخرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ہذا الکلام فی اسرار تعین قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ فی عالم الشہود والتولیۃ الیہا واتمام النعمۃ بہا وما ہو النعمۃ مع مطالب اخری اعلم ان نور الذی فی الکعبۃ الشریفۃ حجاب حدث بقدرتہ تعالی من مرتبۃ مستجمعۃ الربوبیۃ الذاتیۃ الالٰہیۃ الاصلیۃ القدیمیۃ المسجودۃ لہا التی ہی منشاء لتعین وجود محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مبدأۃ الربوبیۃ من المرتبۃ الفعالیۃ التی ہی علۃ الظہور الی الحادث وعلۃ العروج معرفۃ الی القدیم اذ ہی تستحق علیۃ

ترجمہ ذکر بیان معین کردن قبلہ کعبۂ شریف را در عالم شہود و روآوردن سوئے قبلہ و بسبب او تمام نمودن نعمت و آنکہ چیست نعمت

مع مطالب دیگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ایں کلام در بیان اسرار معین کردن قبلہ است کعبہ شریفہ را در عالم شہود و روآوردن است سوئے قبلہ و بسبب او تمام نمودن نعمت است۔ و آنکہ چیست امر نعمت با دیگر مطالب۔ بداں کہ ہر آئینہ نوریکہ در کعبہ شریف است۔ حجابی است کہ بقدرت او تعالی حادث یعنی نو آمدہ از مرتبہ مستجمعہ کہ ایں مرتبہ گرد آرندۂ ربوبیت ذاتیہ۔ الٰہیہ۔ اصلیہ۔ قدیمہ است کہ او را سجدہ کردہ شدہ و آنکہ ایں مرتبہ مستجمعہ منشا راست یعنی محل نشو برائے تعین یعنی معین شدن وجود محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ و مبدا است ربوبیت را از مرتبہ فعالیہ کہ ابتدائے ربوبیت آمدہ از آنکہ فعالیہ مرتبہ ایست از قوۃ بفعل در آوردن کہ ہوا است علت ظہور سوئے حادث و علت عروج معرفت را سوئے قدیم از ایں رو مرتبہ فعالیہ بعلت بودن سزاوار است

فہو ظہور مرتبۃ الربوبیۃ الذاتیۃ والانتزاعیات التنزیہیۃ معہا فی عالم الشہود فی البیت المعمور کما قال سبحانہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ثم رفع الی السماء ثم اقیمت الکعبۃ الشریفۃ مقامہ کما قال سبحانہ جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس الآیۃ ونور الذی فی بیت المقدس حجاب حدث بقدرتہ تعالی من مرتبۃ التنزیہ المنتزعۃ من المرتبۃ المستجمعۃ المذکورۃ فی جنبہا فی مرتبۃ القدیمۃ وظہور الحجاب والمعروفۃ معہا بہا التی ہی منشاء التعین وجود عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ولیست بعلۃ الظہور والعروج اذ ہی لاحق علیہ فہو ظہور مرتبۃ الربوبیۃ التنزیہیۃ الانتزاعیۃ والماہیات المنزہیۃ معہا فافاضتہ منہا من الماہیۃ ففرق بین نور الذی فی الکعبۃ الشریفۃ ومناسبتہ بمحمد صلعم ونور الذی فی بیت المقدس و مناسبتہ بعیسیٰ عم مبین بما تبین و فاستبقوا الخیرات

ترجمہ پس آں نور حجابی کعبہ شریف ظہور مرتبہ ربوبیت ذاتیہ است وظہور انتزاعیات تنزیہیہ ہمراہ او در عالم شہود در بیت معمور چنانکہ فرمود حق سبحانہ در ابتدا سیپارہ چہارم اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی یقینی خانہ نخستین کہ نہادہ شدہ ادمیان را البتہ ہماں است کہ در مکہ آمدہ با برکت است ورہنما نیکو است برائے جہانیاں بعد پس برداشتہ شدہ بآسمان این بیت معمور باز بجائش کعبہ شریفہ قایم کردہ شد چنانکہ فرمود سبحانہ در سورۃ مائدہ رکوع دوازدہم جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس الآیۃ یعنی خدائے بزرگ کعبہ را بیت حرام گردانید یعنی خانہ با حرمت و بزرگ جائے قیام است برائے آدمیاں تا آخر آیت۔ و نورے کہ در بیت المقدس است حجابے است کہ بقدرت او تعالی حادث شدہ از مرتبہ تنزیہ کہ منتزع از مرتبہ مستجمعہ مذکورہ است در پہلوے او در مرتبہ قدیم و ہم ظہور ایں حجاب است از آنکہ ظہور مرتبہ ربوبیۃ ذاتیہ ہمراہ انتزاعیات تنزیہ است و ایں مرتبہ تنزیہ معرفہ است یعنی بشناخت آمدہ ہمراہ مرتبہ مستجمعہ مذکورہ بواسطہ ہمیں مرتبہ مستجمعہ چنانکہ او منشا است برائے تعین وجود عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ و ایں مرتبہ علت ظہور و عروج عیسویت ازیں رو کہ مرتبہ تنزیہ بعلت شدن سزاوار نباید پس ایں نور حجابی ظہور مرتبہ ربوبیت تنزیہ انتزاعیہ است و ماہیات منزہ ہمراہ او است پس افاضہ از وا ز ماہیت است یعنی افاضہ از ماہیت ہماں افاضہ است از مرتبہ ربوبیت تنزیہ انتزاعیہ از آنکہ ماہیت ہمراہ او ہست۔ پس فرق درمیان نوری کہ در کعبہ شریفہ است و درمیان مناسبت او بہ محمد صلعم و نوری کہ در بیت المقدس است و مناسبت او بہ عیسیٰ علیہ السلام مبیّن و ظاہر است بآنچہ کہ در بیان بالا وا نمود و فاستبقوا الخیرات یعنی پس خیرات و خوبیہا را سبقت کنید

بیان فرق درمیان نور کعبہ و نور بیت المقدس
[illegible]

اشارۃ الی خیریۃ نور الذی فی الکعبۃ الشریفۃ باستجماعہ الخیرات لعلیۃ اصلہ فیا من یہ المعرفۃ والمحبۃ اعلم الحکمۃ التی فی ظہور مرتبۃ الربوبیۃ فی عالم الشہود ان الروح یشرف بنورہم اتصافا فالی غایۃ مثالہ لا الجسد ولو کان الجسد بشرف آخر معہ فظہرت الربوبیۃ الحجابیۃ عینیہا فی عالم الشہود ولتشریف خاص الجسد ولو کان الروح بشرف آخر معہ کما یشیر الیہ النص المجید ان اول بیت وضع للناس الی آخرہ و اول الناس محمد رسول اللہ تعالی حبیبہ تعالے صلعم و مع ہذہ حکمۃ اخری وہی اظہار محبۃ من ربہ تعالی وعظمتہ لہ صلعم فی مرادہ مہما تکن اکن کما ورد فی الحدیث القدسی لولاک لما اظہرت الربوبیۃ وفی روایۃ الحاکم ربوبیتی ثم قال من یہدینی ہذا حدیث النبی صلعم وقالوا ما حصلنا روایۃ لکنہ موافق معنا لما حصلنا روایۃ کما روی الدیلمی عن ابن عباس مرفوعا اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار

ترجمہ۔ ایں اشارت است سوے خیریت وخوبی آن نور کہ در کعبہ شریفہ است بہ استجماع او خیرات را بنا بر علیت اصل او یعنی اصل ایں نور علت ظہوری و عروج آنست پس مستجمع بجوبیہا گشت ظہور و عروج است پس آنکہ معرفت و محبت را میخواہی بدان آں حکمتے کہ در ظہور مرتبہ ربوبیت است در عالم شہود کہ ہر آئینہ روح بنور قدیم در اتصاف شرف می شود تا نہایت مثال خود نہ جسد اگرچہ ایں جسد بشرف دیگر است با روح یعنی گو ایں جسد را ہمراہ روح بشرف دیگر تشریف حاصل ست پس عین ربوبیت حجابیہ یعنی نفس او در عالم شہود برائے تشریف خاص ایں جسد ظہور فرمود اگرچہ ایں روح بشرف آخر است با ایں جسد چنانکہ سوئے او ایں نص مجید اشارت میکند ان اول بیت وضع للناس الی آخرہ یعنی اول خانہ کہ برائے آدمیان نہادہ شد در مکہ مبارکہ ہمیں بیت معمور است با برکت و ہدایت و اول آدمیان محمد رسول خدائے تعالی است حبیب او تعالی صلعم۔ و با ایں حکمت دیگر است و او اظہار محبت او است صلعم از پروردگار او تعالی و اظہار عظمت آنست برائے او صلعم و ریں مراد کہ مہما تکن اکن یعنی ہر جا کہ تو باشی من باشم چنانکہ وارد شدہ دریں حدیث قدسی لولاک لما اظہرت الربوبیۃ یعنی اگر نبودے تو ہر آئینہ ربوبیت را اظہار نکردمی و در روایت حاکم بجائے الربوبیۃ ربوبیتی بیا متکلم وارد شدہ کہ اظہار عین ربوبیت است در عالم شہود یعنی اگر تو نبودے البتہ ربوبیت خود را ظاہر نکردمی۔ گفت مصنف رحمۃ اللہ اینجا کسیکہ مرا رہ بنماید فرمود کہ ایں حدیث نبی است صلعم و ہرگاہ قرار یافتہ است کہ حضرت حدیث نبی صلعم بنماید پس بعض حدیث را روایتش بدست نیا وردن از مرتبہ حدیث نبی صلعم ہرگز او را بیرون نیارد و گفتند یعنی محدثین و شارحین کہ ما اگرچہ روایتش حاصل نکردیم لیکن ایں حدیث از روے معنی موافق است با آنچہ کہ روایتش بر آوردیم چنانچہ روایت کرد دیلمی از ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بطریق مرفوع اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار

وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ماخلقت الدنیا فیؤیدہ معناً انتہی و ماہو بہ بعدم استقامۃ معناہ علی توافق معنی الماحصلوہ بل ہو مستقل فی معناہ کما ہو یظہر من المتن مع اد علی غیرہ فاعلم ان الربوبیۃ مصدر جعلاً من فاعل علی فعول کصبور وشکور فہی صفۃ لذاتہ سبحانہ کفعالیۃ فلیست بمعنی مربوبیۃ المربوب وان کانت بمعناہا فعلیہا ما ورد فی المتن فسوف یظہر واضافتہا الی یاء المتکلم علی روایۃ الحاکم بمعنی المربوبیت مہ بینہا فی عالم الشہود ومہما افلت تقعد کما قال صلعم یسد بنینی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش فی الآخرۃ

ہذا مقام محمود فلذلک رسول اللہ تعالے صلعم

یحب قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ

ویرضاہا کما قال سبحانہ

قبلۃ ترضاہا الآیۃ

وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ماخلقت الدنیا یعنی جبرئیل نزدش آمد وگفت ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نبودے جنت نیا فریدے ودر روایت ابن عساکر است اگر نبودے تو دنیا نیا فریدے پس این احادیث مرویہ معناً ارواح انتہی آخر آمد قول محدثین وشراح۔ ولیست او بہ موید خود بسبب عدم استقامت معانی خود بر توافق معنی برائے آنچہ کہ ایشان حاصل نمودند ادرا یعنی این حدیث کہ بر توافق معانی ادا احادیث مرفوعہ ایشان بروایت بدست آوردہ اند این تائیدات برینا توافق معنی بدترین غرض نیستند کہ معنی این حدیث استقامت نیافتہ بلکہ او در معنی خود مستقل ست واحتیاج برائے این معنی بدین مؤیدات ندارد البتہ بنا بر عدم حصول روات این حدیث با مؤیدات احادیث مرفوعہ مرویہ توافق معنی کردہ شدہ دستی بر نفس حدیث او بعدم حصول روایتش جرح نکردہ شود چنانکہ این استقلال معنی ظاہر خواہد شد ازین متن کتاب مع ارادیکہ بر غیر او است بر معنی کہ غیر این معنی مستقل اند۔ پس بدان کہ ہر آئینہ کہ در حدیث است مصدر جعلی است کہ از صیغہ فاعل بر وزن مفعول مصدر ساختہ شد چون صبور و شکور از صابر و شاکر پس این ربوبیۃ صفت است ذات حق سبحانہ را ہمچو فعالیہ فاعل حقیقی را پس نیست ازین ربوبیۃ بمعنی مربوبیۃ المربوب یعنی پروردہ شدن پروردہ۔ واگر باشد بمعنی او پس بر دا آنچہ وارد شد درین متن عنقریب ظاہر میشود۔ واضافت او بسوئے یای متکلم بر روایت حاکم او را باز سپارد بمعنی مربوبیت کہ گفتہ ربوبیتی یعنی ربوبیت من کہ در اظہار عین وی است در عالم شہود۔ واین اظہار محبت و عظمت کہ برائے او است صلعم از پروردگار او ہم درین مراد است مہما افعل تقعد یعنی ہر جائیکہ می نشینی بنشینی چنانکہ فرمود صلعم یلبنیی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش یعنی نزدیک خواہد کرد مرا خدا برتر پس بنشاند مرا با خود بر عرش کہ در آخر این مقام محمود است پس بنا برین رسول خدا تعالی صلعم دوست میداشت قبلہ کعبہ شریفہ را ومی پسندید او را چنانکہ فرمود سبحانہ قبلۃ ترضاہا الآیہ

واعلم ان ہذا الاظہار غیر اظہار الذی بوجود محمد حبیبہ تعالیٰ صلعم لان اظہار الربوبیۃ
فعل الرب فہو علۃ متقدمۃ لوجود مربوب فہو معلول متاخر ولابد لکن اول فیہ وحینئذٍ
اظہار الربوبیۃ لیس اظہار مربوب فکیف تحقق شرط متقدم بوجودہ الواقع ش
علی الجزاء ھ بوجود مربوب ش الذی معلول متاخر ھ وجزاء متاخر بوجودہ الواقع
ش علی الشرط ھ باظہار ربوبیۃ ش الذی علۃ متقدمۃ ھ ولان الاول ظہور الربوبیۃ
فی نفسہ تحت الامر کن من حیث انہ المربوب الذی کان اصلاً لکل ما انتزع منہ وحینئذٍ
المربوب لیس عین ظہور ربوبیۃ ش الذی غیر مربوب ھ فلا یمکن ان یکون الوجود شرطاً
بوجودہ الذی ہو اجزاء ش ای جزاء الشرط ہو الوجود ھ ومتقدماً بوجودہ الذی متاخر
ش ای متاخر بوجودہ ھ اذ ہما متغایران فی واقعیۃ وجودہما ش بقید واقعیۃ وجودہما
ارتفع الزعم عن تجرد والتغایر فی مفہوم الشرط والجزاء قطعاً عن الوجود الواقع ھ والشرط متقدم علی جزاء
بوجودہما الواقع فلا یستقیم المعنی الا بظہور الربوبیۃ الحجابیۃ علیہا فی عالم الشہود من تفکر فلہ اللباب ومن تعصب فعلیہ الجواب

ترجمہ۔ یعنی قبلہ کہ قومی پسندی اور آنا آخرت۔ و بدانکہ ہر آئینہ این اظہار مراد معنی مذکورہ غیر آں اظہار است کہ بوجود محمد حبیب
او تعالیٰ است صلعم از آنکہ اظہار ربوبیت فعل رب است و این فعل علت متقدم است برائے وجود مربوب پس او یعنی مربوب معلول متاخر است۔ و چارہ نیست
از اول دریں مرتبہ۔ و ایں ہنگام کہ مفہوم ش مذکور است در وے اظہار ربوبیت است نیست اظہار مربوب پس چگونہ متحقق خواہد شد شرط متقدم بوجود واقع
خود کہ متقدم است بر جزائے بوجود آن مربوب کہ معلول متاخر است۔ و چگونہ متحقق شود جزا متاخر است بر شرط با اظہار ربوبیت کہ او علت
متقدم است یعنی در ہنجا حدیث ربوبیہ کہ جملہ شرطیہ است شرط وجود مربوب است متقدم کہ وجود واقع است بر جزا ہا از آنکہ او معلول متاخر است و جزا با اظہار
ربوبیت است متاخر کہ وجود ش واقع متاخر است بر شرط ہا از آنکہ او علت متقدم است پس معلول متاخر بوجود واقع خود علت متقدم کہ شرط
است چگونہ شود و علت متقدم بوجود واقع خود معلول متاخر کہ جزا است چگونہ پس تحقق شرط و جزا ہا چگونہ۔ و بدلیل دیگر از آنکہ ہر آئینہ اول
ظہور ربوبیت است در نفس خود تحت امر کن است از حیثیتے کہ تحقق اول البتہ آن مربوب است کہ او اصل است برائے ہر آنچہ کہ ازو
منتزع شد و ایں ہنگام چنانکہ مفہوم ش مذکور است مربوب عین ظہور ربوبیت نیست کہ آں غیر مربوب است پس نتواند کہ ایں وجود شرط
شود وجود خود را آنکہ او جزا او است یعنی جزا آں شرط ہماں وجود شرط شود۔ و دیگر آنکہ ایں وجود متقدم شود بوجود خود آنکہ متاخر ا
ازو یعنی ہماں وجود کہ متاخر است بوجود خود متقدم شود۔ زیرا کہ ہر دو در واقعیت وجود خود متغایر اند۔ ازیں قید واقعیت ہر دو وجود
آں زعم کہ از تجرد و تغایر در مفہوم شرط و جزا بقطع نظر از وجود واقع بود رفع شد۔ و شرط متقدم است بر جزائے خود در صورت
ہر دو وجود واقع۔ پس معنی ایں حدیث استقامت نیابد مگر بظہور ربوبیت حجابیہ علیہا او در عالم شہود۔ ہر کہ بیاندیشید
پس برائے او لباب یعنی چیزے است خالص۔ ہر کہ تعصب گرفت پس بر وے است جواب۔

وان اول بلولاک مرادی فاین الدلیل من لفظٍ وقرینةٍ علی تقدیره بل بعموم الخبر بجواز غیره یجب ذکره لمنع غیره بخلاف تقدیر موجودٍ اذ ہو مدلولٌ خاصٌ باسمه لعینیة المنطبقة به مانع غیره فاتمام النعمة لتشریف الروح والجسد باشرف محمد رسول الله تعالی حبیبه تعالی صلعم فلذلک قصد صلعم لنفسه صلعم ورافةً ورحمةً لامته صلعم بقبلة الکعبة الشریفة ولمناسبته صلعم لها فالانبیاء وتابعیهم والملائکة کلہم طفیلیون فی ہذه النعمة بحبیبه تعالی علی نبینا وعلیہم الصلوٰة والسلام قال سبحانه فول وجهک شطر المسجد الحرام الجملة جزاء جملة مقدرةٍ اذ کان الامر کذا ای قد نری تقلب وجهک فی السمآء فلنولینک قبلة ترضها والخطاب الخاص استرضاءً بحبیبه تعالی صلعم وتشریفاً بالکلام له صلعم واظهاراً للعلامة الخاصة بذی القبلتین وابتلاءً لغیره صلعم کما قال سبحانه وما جعلنا القبلة التی کنت علیها قبلةٌ ہی مفعولةٌ ثانیةٌ محذوفةٌ یقتضیها جعلنا وان کانت التی فی مقام محذوفةٍ قبلها مفعولةٌ ثانیةٌ فلیعف اللام

علی

القبلة

ترجمہ۔ واگر دریں حدیث به لولاک مرادی تاویل کرده شود یعنی اگر بودی تو مرادمن پس دلیل کجا است از لفظ وقرینه بر تقدیر او بلکه دلیل است بعموم خبر بجواز غیر او که ذکرش واجب شود برائے منع غیر او بخلاف تقدیر موجود زیرا که او مدلول خاص باسم او است بسبب عینیت منطبقه بدو که مانع غیر او است پس تمام نعمت تشریف روح وجسد است بانچه که شرف داده شد محمد رسول خدائے تعالی حبیب اوتعالی صلعم پس بنا بریں قصد وارادہ نمود صلعم بقبله کعبه شریفه را برائے نفس خود برائے امت خود صلعم از راه رافت ورحمت۔ وبسبب مناسبت او صلعم که بکعبه است او را پس ہمه انبیاء وتابعان شان وملائکه ہمه طفیلی ہستند دریں نعمت که حبیب اوتعالی را است علی نبینا وعلیہم الصلوٰة والسلام۔ فرمود سبحانه فول وجهک شطر المسجد الحرام۔ ایں جمله جزائے جمله مقدره است یعنی اذ کان الامر کذا بدیں معنی ای ہرگاه که امر چنین است پس بازگرداں روئے خود جانب مسجد حرام۔ ومراد ازیں امر کریمه ماقبل است که قد نری تقلب وجهک فی السمآء فلنولینک قبلة ترضها ص یعنی بتحقیق می بینیم گردیدن روئے تو در آسماں پس ہر آئینه بازگردانیم ترا بقبله که می پسندی او را۔ وایں خطاب خاص دریں کریمه بخواست خوشنودی است حبیب اوتعالی را صلعم۔ وبنا بر تشریف است بکلام برائے او صلعم۔ واز راه اظہار است علامت خاصه را بصاحب قبلتین یعنی با وصلعم که صاحب دو قبله است وبغرض ابتلا است غیر او را صلعم چنانکه فرمود سبحانه وما جعلنا القبلة التی کنت علیها یعنی ونه ساختیم ایں قبله آنکه تو بروبودی از روئے قبله۔ لفظ قبله دریں کریمه مفعول دوم محذوف است که لفظ جعلنا او را بخواہد۔ واگر در مقام مفعول محذوف که قبله است مفعول ثانی قبلها بودی پس مفعول اول القبلة ایں التی لام بجلوته

الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ وقد نری تقلب وجهك فی السماء
ای انتظارك الی اللہ تعالی لوجہ تعالی لتولیۃ الی قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ ولانسلها رضاء علی
حکمتہ تعالی التی فی الخروج من مکۃ وامر التوجہ الی صخرۃ بیت المقدس فلنولینك قبلۃ
ترضها بعد التوجہ الی صخرۃ بیت المقدس کما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یصلی بمکۃ الی الکعبۃ ثم امر بالصلوٰۃ الی صخرۃ بیت المقدس بعد الهجرۃ تالفاً للیهود و
ثم حول الی الکعبۃ بقول الخبرین تالفاً للیهود ظاهراً واستجماعہ وتبرکہ صلعم بالنورین فی
البیتین المقدسین باطناً واللہ تعالی اعلم بحقیقتہ والمسجد الحرام هو الحریم المحترم فیہ قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ
والامر للمطلوب لغیرہ صلعم تشریفاً بالقبلۃ واتباعاً بہ صلعم لحصول شرف بما شرف رسولہ
حبیبہ تعالی صلعم کما قال سبحانہ وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطرہ ط فحیث توجهت
نظر فیها بما وکنتم محقق للمستقبل اذ الماضی بمقابلۃ الجزاء منظور فیہ والتوجہ الی المسجد الحرام
علی مجاز تسهیلاً للعوام توسع جهت کرا والمظروف من الظرف

ترجمہ۔ الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ مگر تا آنکہ بدانیم کہ کیست کہ پیروی کند
این رسول را از کیست کہ باز گردد بر پاشنہ خود وقد نری تقلب وجهك فی السماء تحقیق می بینیم گردیدن روئے تو در آسمان یعنی انتظار تو بسوئے خدا سبحانہ برتر براستے وجہ او تعالی بغرض گردانیدن روئے تو
سوئے قبلہ کعبہ شریف وسوال نمی کنی تو این مر را بنا بر خوشنودی بحکمت او تعالی داد در بیرون آمدن است از مکہ وحکم رو آوردن
سوئے صخرہ بیت المقدس فلنولینك قبلۃ ترضها پس البتہ باز گردانیم ترا بقبلہ کہ می پسندی او را یعنی رو آوردن
سوئے صخرہ بیت المقدس چنانکہ روایت کردہ شد کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز میخواند بمکہ سوئے کعبہ مبارک باز بحکم کردہ
شد بہ نماز سوئے صخرہ بیت المقدس پس هجرت بنا بر تالف یهود را کہ با صلعم الفت گیرند باز بگرویدند سوئے کعبہ بگوید در دشمنی کہ گردیدن
صلعم بنا بر تالف یهود سوئے صخرہ بیت المقدس این امر از روئے ظاهر است۔ و در حقیقت از راہ باطن استجماع یعنی گرد آوردن
و تبرک یعنی برکت گرفتن او صلعم است بہ دو نور کہ در این هر دو خانہ مقدس و پاکیزہ است۔ و خدا سبحانہ برتر داناتر است بحقیقت او
و مسجد حرام او حریم محترم است کہ در وے قبلۃ البیت کعبہ شریف و این امر کہ برائے مطلوب است غیر او را صلعم بغرض تشریف آن بقبلہ و بغرض پیروی آن
با او صلعم بنا بر حصول شرف بانچہ کہ شرف دادہ شد رسول او حبیب او تعالی صلعم چنانکہ فرمود سبحانہ وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم
شطرہ ط یعنی هر جا کہ شما باشید پس باید کہ روہائے خود را باز گردانید بسمت مسجد حرام پس بلفظ حیث توجہ دادہ شد
بہ لفظ ما ظرفیت خود را۔ و لفظ کنتم برائے مستقبل تحقیق میکند زیرا کہ صیغہ ماضی بمقابلہ جزا منظور فیها یعنی جائے نظر و اعتراض است۔ و
این رو آوردن سوئے مسجد حرام کہ در این کریمہ است بنائے مجاز بغرض تسهیل عوام آن توسع جهت را بیچو مراد مظروف از ظرف۔

بیان توجہ او صلعم بسوئے صخرہ بیت المقدس ... از روئے ... او تعالی ... بامر ... ... آیات ... ... در ذیل ... آمدہ۔

وعلى حقيقة الى النور الذى هو الحجاب المذكور الذى حاولته الكعبة الشريفة التى فى المسجد الحرام
وخطاب لئن اتبعت اهواءهم بعد الذى جاءك من العلم انك اذاً لمن الظالمين
مخصوص لغيره صلعم على مراد المعاملة تنبيهاً على اقتضاء المحل بالامر السابق وتبعيض وانه
صلعم لمعصوم من اتباع الاهواء وعالم باسرار كلها التى فى التولية ويرجوها فالية صلعم على مراد
المكالمة تشريفاً بلطفه تعالى ومحبوبيته صلعم واستيناف الخطاب ومن حيث خرجت فول
وجهك شطر المسجد الحرام الى حبيبه تعالى صلعم بمقصد آخر اعلم ان حيث مستغرقة
للسببية بمن وبالماضى على قرينة محل الذى يظهر بتضمنها الشرط لسببية الجملة الاولى
لما بعد والماضى فى معناه لا بمعنى تخرج تحقيقاً لامكان ش التعليل للنفى
ه جواز خلاف الشرط الذى يمنع الجزاء الثابت ش اى
قول وجهك الخ ه فى الخروج ش يتعلق بامكان
ه على معناه مع تحقيقه للمستقبل

ترجمہ۔ وبربنائے حقیقت این توجہ سوئے آن نور است کہ او حجاب است مذکور آنکہ کعبہ شریف کہ در مسجد حرام است او رخود ادرا
بازگرفتہ است وخطابی کہ درین کریمہ لئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جاءک من العلم انک اذا
لمن الظالمین است یعنی ہرآئینہ اگر تو بعد آنکہ ترا از علم آمد خواہشہای شان را پیروی کنی یقینی تو در آن وقت البتہ از ظلم
کنندگانی۔ این خطاب مخصوص برای غیر او صلعم است بر مراد معاملہ از روئے تنبیہ بر خواست محل بسبب امر سابق وبتقاضا تبعیض است وبخوا آنکہ او صلعم
ہرآئینہ معصوم است از پیروی خواہشات وہرآئینہ عالم است اسرار را انجام او کہ در بازگردیدن سوئے کعبہ است وبازگردیدن امید میکرد و صلعم پس این
خطاب سوئے او صلعم بر مراد مکالمہ است بغرض تشریف بسبب لطف او تعالی ومحبوبیت او صلعم۔ واستیناف این خطاب کہ بطور تجدید باشد سوئے
کہ گفت ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام سوئے حبیب او تعالی است صلعم بمراد دیگر یعنی
دانیم روکہ تو از آنجا برآمدی پس بازگردان روئے خود را سمت مسجد حرام بدانکہ ہرآئینہ لفظ حیث بحرف من برای معنی سببیت فرا گرفتہ
واین استغراق حیث برائے سببیت باین ماضی خرجت بربنائے قرینہ محل است کہ بسبب تضمن او شرط را ظاہر میکند جملہ اولی
راکہ برائے ما بعد است یعنی قرینہ کہ متضمن شرط است بربنائے قرینہ این محل ماضی بسببیہ جملہ اولی وامی نماید کہ این برائے ما بعد است
واین ماضی در معنی ماضی خود است نہ بمعنی تخرج مضارع مستقبل از روئے تحقیق از آنکہ امکان جواز خلاف شرط آنکہ جزائی ثابت
راکہ قول وجھک تا آخر است باز میدارد۔ درین خروج است بربنائے معنی خروج کہ بالتحقیق خود است مستقبل را
پس خرجت کہ بمعنی ماضی است۔ بمعنی تخرج نمی تواند از آنکہ خلاف شرط کہ آن جزائے ثابت را مانع آید نتواند کہ
در خلاف خروج جائز باشد کہ بربنائے معنی تخرج مستقبل را است با تحقیق معنی او از ماضی۔

و المقصد الآخر ہو استمالۃ حبیبہ تعالی صلعم فی تألم الخروج من بیت محبوبہ صلعم کما قال صلعم والله انک لخیر الارض واحب ارض الله ولولا انی اخرجت ما خرجت منک وقال سبحانہ قبلۃ ترضاھا وتشریف بالخطاب بمحبوبیتہ صلعم ففی سببیتہ حیث مع اشتمالہا الظرفیۃ بلاغۃ المرام بالمقصد الآخر المذکور وان لم کذلک فینبغی ان یقال حیث ما کنت محققاً للمستقبل لامتناع جواز خلاف الشرط الذی صف یمنع الجزاء الثابت ش اے قول وجہک الخ ہ فی الکونیۃ ش یتعلق بامتناع ہ علی معناہا ولانہا حیث الظرفیۃ مع الماضی بمقابلۃ الجزاء منظور فیہا و مع ہذا یکتفی للتولیۃ الامر السابق ولا حاجۃ لتاکید النسخ وارتفاع الشبہۃ عنہ بتکرار الامر لہ صلعم ولغیرہ صلعم باتباعہ صلعم فالاستیناف مہمل واستیناف الامر وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ لغیرہ صلعم لاظہار مقصد آخر کالعلل المبینۃ بقولہ تعالی لئلا یکون للناس علیکم حجۃ ق

ترجمہ۔ وآں مقصد و مراد دیگر کہ اشارت بدو بایں خطاب تو باستیناف درآمدہ استمالت است یعنی دلجوئی حبیب او تعالی صلعم در تألم ایں خروج از خانہ محبوب خود صلعم چنانکہ فرمود صلعم والله انک لخیر الارض واحب ارض الله ولولا انی اخرجت ما خرجت منک یعنی بخدا بتحقیق تو بہترین زمین است و محبوب ترین زمین خدا است و اگر بتحقیق نبودمی آنکہ بیرون کردہ شدمی بیرون نیامدمی از تو۔ و فرمود سبحانہ قبلۃ ترضاھا یعنی قبلہ کہ تو او را می پسندی۔ و تشریف بخطاب محبوبیت او صلعم است پس در سببیت لفظ حیث مع اشتمال و ظرفیت را بلاغت مرام است بمقصد آخر مذکور۔ و اگر چنیں نیست گفتہ شد پس سزاوار باشد آنکہ گفتہ شود حیث ما کنت تا آنکہ مستقبل را تحقیق گرداند از آنکہ امتناع جواز خلاف شرط آنکہ مانع گردد جزائے ثابت قول وجہک الخ را در ین کونیت آن بر بنائے معنی پس جواز خلاف شرط آنکہ مانع گردد جزائے ثابت را ممتنع باشد در یں کونیت بر بنائے معنی او۔ و از آنکہ لفظ حیث کہ ظرفیت است با ماضی بمقابلہ جزا منظور فیہ است و گنجایش اعتراض نمی دارد۔ و باوجود ایں امر سابق کہ برائے تولیت است کفایت میکرد۔ و نیست حاجتے برائے تاکید نسخ و بر داشتن شبہ از نسخ بتکرار ایں امر برائے او صلعم و برائے غیر او صلعم باتباع او صلعم۔ پس ایں استیناف مہمل شود۔ و استیناف ایں امر کہ فرمود وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ یعنی ہر جائے کہ شما باشید پس روئے خود را باز گردانید۔ سمت او۔ ایں برائے غیر او صلعم بنا بر اظہار مقصد دیگر ہمچو علتہائے مبینہ است بقول او تعالی لئلا یکون للناس علیکم حجۃ ق یعنی تا کہ آدمیاں را بر شما حجت و نزاع نباشد

علی سیاق کلامہم اے اعترض بان لاتحولوا مع تحویل النبی صلعم الی قبلة الکعبة الشریفة
الا بمعنی غیر اذ الاستثناء الصریح یقتضی اللام علی الذین والجملة المثبتة المعللة بہا
لتعلیل التولیة ولیس کذلک فالغیر بالاضافة حالٌ للناس فکان مختصّاً لیستقیم
المعنی ش ای فکان الناس مختصّاً بالحال لیستقیم المعنی اذ النکرة لایستقیم
المعنی الا بالتخصیص ھ ویمکن ان یکون الناس معہوداً ذہنیاً علی خصوص الزمان
فہم علماء الیہود والعرب الذین ظلموا انفسہم وغیرہم المؤلین لتوسع المفعول بحذفہ فالظلم
لخصوص المحل عدم معرفتہ بشرف القبلة وبالنبی ذی القبلتین صلعم علی انفسہم الاحتجاج علی
المؤلین فبالمغایرة ظہران الناس ہم الذین لم یظلموا بما ظلموا بعضہم کما قال سبحانہ ان الذین
اوتوا الکتاب یعلمون انہ الحق من ربہم ویعرفونہ کما یعرفون ابناءہم وہم علماء العرب والیہود
فلا تخشوہم الذین ظلموا باعتراضہم واخشونی بعذابی بمخالفة امری باتباع اہوائہم
ولاتم

ترجمہ۔ بر بنائے روانگی کلام شان است یعنی اعتراض است بآنکہ مگردانید روئے خود با گردانیدن نبی صلعم سوئے قبلہ کعبہ شریف است الا الذین ظلموا منہم یعنی غیر آنانکہ ظلم نمودند نفسہائے خود و غیر شان را۔ از ایشان۔ در اینجا
الا بمعنی غیر است از آنکہ استثناء صریح بر الذین لام میخواہد یعنی الا للذین و جملہ مثبتہ متعلقہ کہ بلام تعلیل کردہ شدہ تولیت
را تعلیل میشود حالانکہ چنان نیست پس الا بمعنی غیر باضافت مابعد خود برائے ناس ماقبل حال است پس این ناس
با حال خود مخصوص شدہ معنی مستقیم شود زیرا کہ نکرہ استقامت معنی نیابد مگر بہ تخصیص و ممکن باشد کہ این ناس معہود
ذہنی باشد بر خصوص زبان وایشان علمائے یہود و عرب اند آنانکہ ظلم کردند جانہائے خود را و غیر شان مؤلین را کہ گردانیدن
اند بنا بر توسیع مفعول بحذف او از ظلموا پس این ظلم بنا بر خصوص محل عدم معرفت است بشرف قبلہ و بشرف این نبی کہ صاحب
دو قبلہ است صلعم کہ بہ نفس شان است۔ و حجت گرفتن است این ظلم بر مؤلین گردندگان سوئے غیر نفس شان پس بدین مغایرت ظاہر شد کہ
ہر آئینہ مراد از الناس ایشان آنانکہ ظلم نکردند یا بجز کہ بعض شان ظلم کردند چنانکہ فرمود سبحانہ ان الذین اوتوا الکتاب
یعلمون انہ الحق من ربہم۔ یعنی بتحقیق آنانکہ کتاب دادہ شدند البتہ میدانند کہ او حق است از پروردگار شان ویعرفونہ
کما یعرفون ابناءہم۔ یعنی میشناسند او را ہمچنانکہ میشناسند اولاد خود را۔ وایشان علمائے عرب و یہود اند کہ
بعض شان ظلم کردند بر جانہائے خود و بر غیر خود شان فلا تخشوہم پس شما مترسید شان را کہ آنان ظلم نمودند
باعتراض و روگردانی خود شان واخشونی بلکہ بترسید از من بعذاب من بمخالفت امر من از سبب پیروی
خواہشات خود شان ولاتم نعمتی علیکم و تاکہ تمام کنم نعمت من بر شما۔

انما الاتمام یقتضی نقصاً فی البدایۃ وکمالاً فی النہایۃ نعنی النعمۃ رسالۃ محمد رسول اللہ تعالے الذی وجودہ مستجمع الدلائل باستجماعہ فضائل الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام الی حقیقتہ ہی الذات تعالت مستجمعۃ حقائق الانبیاء علی التعینات الذاتیہ علی الصفات فی القدم ومظہر الخیرات کلہا من اللہ تعالیٰ الے الخلق فای نعمۃ خرجت من ضمنہا وفضلت منہا کما تبینت من قولہ تعالے لاحقاً بش ای کما ارسلنا فیکم رسولاً ہ علیکم ای اتمام النعمۃ علیکم تشرف بمعرفۃ رسالتہ صلعم وانصافکم بکمالات رسالتہ صلعم الی باشاء اللہ تعالیٰ ولعلکم تہتدون الی النعمۃ فالترشفقۃ وارفۃ علی حوالۃ اختیار العباد الذی سلم بقولہ تعالیٰ ما تعلمون کما ارسلنا بیان النعمۃ التی سبق ذکرہا لا التشبیہ باتمام النعمۃ اذ المشبہ بہ یقتضی الوجود باتمام النعمۃ فالاتمام بعد الاتمام باطل الا بغیرہا وہو لا یدری ولا دلالہ من لفظ وقرینۃ علی التشبیہ الاتمام وتاویل النظم الشریف فی التشبیہ ای کما اتممنا بارسال الرسول منظور فیہ بان لا حاجۃ الی التاویل بوجود الطرح الصحیحۃ

ترجمہ ولاتمہ ای تا کہ تمام کنیم جز این نیست کہ این اتمام در بدایت نقص میخواہد و در نہایت کمال نعمتی یعنی نعمت من۔ این نعمت رسالت محمد رسول خدا تعالیٰ است آنکہ وجود مبارکش مستجمع یعنی گرد آرندہ دلائل است بسبب گرد آوردنش فضائل انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سوئے حقیقتش کہ او ذات تعالیٰ شانہ است کہ مستجمع حقائق انبیاء است بر بناے تعینات ذاتیہ بر صفات در قدم کہ مذکور شد۔ در ذکر کیفیت وجود اول ظہور آنحضرت صلعم و فضائل بعض انبیاء بر بعض الخ مفصل آمدہ آنجا باید دید۔ و دیگر آنکہ وجود مبارکش صلعم مظہر خیرات است از خداے تعالیٰ سوئے خلق کہ ظہور یکنید بواسطہ او پس کدام نعمت است از ضمن نعمت رسالت بیرون آمدہ و از و فاضل بر آمدہ چنانکہ این نعمت ثابت است از قول او تعالیٰ کہ لاخواست یعنی کما ارسلنا فیکم رسولاً ہ منکم الخ واضح شد کہ بیان آمدہ علیکم یعنی اتمام نعمت بر شما تشرف یعنی شرف یافتن شما بمعرفت رسالتش صلعم وانصاف شما است بکمالات رسالتش صلعم تا آنچہ کہ خواست خدا تعالیٰ ولعلکم تہتدون و امید است کہ شما راہ یابید سوئے این نعمت۔ پس این امیدواری براہ شفقت در افت بر حوالہ اختیار بندگان است آنکہ سپرد کردہ شدہ بقول او تعالیٰ ما تعلمون یعنی آنچہ شما عمل میکنید کہ این اختیار عمل از فعل بندگان بسپردگی او است کما ارسلنا چنانکہ فرستادیم ما۔ این بیان نعمت است آنکہ ذکرش سابق آمدہ۔ نہ تشبیہ است باتمام نعمت زیرا کہ مشبہ بہ میخواہد وجود را کہ باتمام نعمت است۔ و اتمام پس تمام باطل مگر بغیر او یعنی بغیر آن نعمت و او نمی دانستہ شود و نہ دلالتے است از لفظ و قرینہ بتشبیہ این اتمام۔ و تاویل نظم شریف در معنی تشبیہ بدین عبارت ای کما اتممنا بارسال الرسول یعنی ہمچنانکہ تمام کردیم بفرستادن رسول این نعمت را اتمام موہوم منظور فیہ است کہ در وے گنجایش نظر و اعتراض است بہ آنکہ بوجود طرح صحیحہ سوے تاویل حاجتی نیست

بیان آنکہ اتمام نعمت بر شما الخ تشریف بمعرفت رسالت و انصاف بکمالات رسالتش صلعم است

بیان تاویل نظم شریف کما ارسلنا فیکم رسولاً در معنی تشبیہ

وفرضناه فبان ینبغی النظم الشریف کما بارسال الرسول فیکم یتلی وفرضنا التاویل فمنظور فیہ بان ینبغی النظم الشریف کما بارسال الرسول صلعم فالسبب قائم مقام المسبب الذی مدلول بالمشبہ ومقتضی لتعلق المجرور لا کما ارسلنا فیکم رسولاً فالمجرور متعلق بنعمتی فقط لا باتم ولا باذکرونی اذ تحمل الفاء وینقطع النظم من نظم سابق فلا یقع الشکر علی امر التولیۃ التی ہی علۃ اتمام النعمۃ علیکم فعلیک الفکر فالحاصل لاتم نعمتی علیکم بمعرفۃ کمالات الرسول وتشرف بآثار من روحہ وجسدہ صلعم فتطابق نفوسکم بہ صلعم بقدر سعتہا ما شاء اللہ تعالی بتوجہکم الی قبلۃ الکعبۃ الشریفۃ لعلیۃ حقیقتہا المذکورۃ فیکم الخطاب بالوقم فکونہ صلعم فیکم موجوداً حقیقۃ بذاتہ صلعم وحکمیۃ ببقاء رسالتہ صلعم وباتصافکم باوصافہ صلعم فانہ صلعم حی حقیقۃ بحیات التی خصت للانبیاء والاولیاء والشہداء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وحکماً ببقاء رسالتہ صلعم فمنہ معنی حیات النبی بالمبالغۃ بالمصدر والاضافۃ بمن ولام استغراق علی الجنس فہی صفۃ بانفۃ رسولاً ہو الذی ارسلہ اللہ تعالی اصطلاحاً شرعیاً وہو محمد الذی سبق ذکر جمالہ وکمالہ صلعم

ترجمہ۔ وفرض کردیم این تاویل را پس او ظاہر است کہ منظور فیہ است بآنکہ نظم شریف چنان باید کما بارسال الرسول فیکم یعنی بفرستادن این رسول کہ درمیان شما است پس این سبب است کہ قائم بجای مسبب است آنکہ مدلول مشبہ است یعنی نعمتی و آنکہ مقتضی است یعنی خواستہ شدہ است برای تعلق مجرور نہ آن نظم کہ در کریمہ آمدہ کما ارسلنا فیکم پس مجرور درین نظم مقرر و متعلق فقط بلفظ نعمتی متعلق میشود نہ باتم نہ باذکرونی زیراکہ فای فاذکرونی این تعلق را زایل میکند و این نظم از نظم سابق جدا میشود پس واقع نمیشود شکر بر امر تولیت آنکہ او علت اتمام نعمت بر شما است پس فکر کردن بر تو لازم است پس حاصل لاتم نعمتی علیکم این ست کہ تا تمام کنم نعمت من بر شما بمعرفت کمالات این رسول و تشرف بآثار از روح وجسد او صلعم پس تطبیق شود نفس ہای شما باو صلعم بحسب اندازہ وسعت نفس ہای شما ہر قدر کہ خواہد اللہ تعالی حاصل شما بسبب رو آوردن شما سوی قبلہ کعبہ شریفہ از آنکہ حقیقت اسباب مذکور را علت آمدہ فیکم یعنی درمیان شما این خطاب عام است پس بودن او صلعم درمیان شما از روی حقیقی موجود بودن بذات او است صلعم و حکمی بقای رسالت صلعم و بسبب متصف شدن شما باوصاف او صلعم پس تحقیق او صلعم البتہ زندہ است بحقیقت حیاتی کہ مخصوص است انبیاء و اولیاء و شہداء را علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام والثنا و صلعم زندہ است باعتبار حکم بسبب باقی ماندن رسالت او صلعم پس ازو معنی حیات النبی بغرض مبالغہ بمصدر حیات و اضافت درین ترکیب بمعنی از است۔ ولام استغراق است بر جنس نبی۔ یعنی زیست از انبیاء ہمچنان است گویا زیست از ایشان عین حیات است پس او معنی حیات نبی صفت بانفہ است انبیاء را رسولاً آنکہ فرستاد او را خدا ے برتر کہ این معنی از روے اصطلاح است شرعی و او محمد است صلعم آنکہ ذکر جمال او و کمال او صلعم سابق آمدہ چنانکہ

بیان معنی حیات انبیاء و اولیاء و شہداء

منکم ای من جنسکم اشارۃ الی نعمۃ اشتملت فی النعمۃ فلو لم یکن صلعم من جنسکم ما تحققت مرتبۃ اتحاد الذی
بالجامعیۃ الجنسیۃ التی ہی واسطۃ معرفۃ وجذب ومراحم یتلو علیکم آیاتنا یبین علیکم دلائل من الصنائع من نفسہ وغیرہ
صلعم علی معرفۃ الصانع وان لم یرد الآیات الصنائع فاہمال التکرار بالکتاب فالتلاوت نعمۃ منہا ش
انتزاعیۃ ہ ویزکیکم ای باطنکم لانہ اصل لرجس الطغیان والعصیان بالایمان والاحسان بالہمۃ علیا
صلعم فالتزکیۃ نعمۃ منہا ش انتزاعیۃ ہ ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ای علم عمل ظاہر من عبادت
ومعاملۃ اذ العمل لا یدرک الا بعلمہ واصابۃ بحقیقۃ فالتعلیم نعمۃ منہا ش انتزاعیۃ ہ والحکمۃ عطف
تفسیر یفید التخصیص والتاکید لتعلیمہا اذ العمل دون الحکمۃ لیس مقصوداً او نسق یفید تعمیمہا ویعلمکم ما لم
تکونوا تعلمون ۰ ای اسرار النظم الشریف ش کما فاما یاتینکم منی ہدی الخ ہ واسرار حقائق
امکانیۃ والہیۃ فی ابطان القرآن المجید التی لم تکونوا تعلمونہا اذ علمہا لا یحصل الا بتعلیم النبی
صلعم اصلاً ثم من غیرہ تبعاً ش بیان اسرار حقائق امکانیۃ والہیۃ طویل لا یسعہا المحل لکنہ یفہم
من بعض بیان فی الکتاب ہ فالتعلیم نعمۃ منہا ش انتزاعیۃ

ترجمہ یعنی از جنس شما کہ اشارت سوئے نعمتے است کہ دریں نعمت شمول یافتہ۔ و آن مرتبۂ اتحاد است بجامعیت
جنسیت پس اگر او صلعم از جنس شما نبودی مرتبۂ اتحاد آنکہ بسبب جامعیت جنسیت است متحقق نشدی کہ ہمیں جامعیت
جنسیت واسطۂ معرفت یعنی شناختن و جذب یعنی کشش و مراحم است یعنی رحمتہا یتلو علیکم آیاتنا یعنی بیان میکند
بر شما دلائل صنعتہا از نفس خود و از غیر خود صلعم بر معرفت صانع و اگر از آیات صنائع مراد نشود پس تکرار بلفظ کتاب اہمال
است یعنی این تکرار اہمال واقع شود پس این تلاوت نعمت است کہ انتزاعش از دست....... و یزکیکم و پاک میکند
باطن شما با یمان و احسان بہمت بلند خود صلعم از آنکہ او اصل است پلیدے طغیان و عصیان را پس این تزکیہ نعمت
است کہ انتزاعش ازو...... است. و یعلمکم الکتاب والحکمۃ و می آموزد شما را کتاب یعنی علم عمل ظاہر از
عبادت و معاملت زیرا کہ عمل دریافت نشود مگر بعلمش۔ و درسیدن است بحقیقت عمل پس
این تعلیم نعمت است کہ انتزاعش ازو است....... و لفظ حکمت عطف تفسیر است کہ فائدہ میدہد تخصیص و
تاکید را برائے تعلیم حکمت از آنکہ عمل بدون حکمت مقصود نیست یا این عطف نسق است کہ مفید است تعمیم حکمت را و یعلمکم ما لم تکونوا
تعلمون و می آموزد شما را آنچہ نبودید شما میدانستید یعنی اسرار نظم شریف چنانکہ در کریمۂ فاما یاتینکم منی ہدی است کہ در سورۂ بقرہ رکوع
چہارم و در سورۂ طٰہٰ رکوع ہفتم آمدہ یعنی ہمین است کہ ہر آئینہ بیاید شما را از من رہنمائی تا آخر آیت و اسرار حقیقتہائے امکانیہ و الٰہیہ کہ در بطنہائے قرآن
مجید اند کہ شما نمی دانستید آنہا را زیرا کہ علم آنہا حاصل نمیشود مگر بتعلیم نبی صلعم باصل نبی صلعم و بتبع غیر او صلعم و بیان راز ہائے حقائق امکانیہ والہیہ دراز است
کہ این محل گنجائش ندارد لاکن از بعض جاہا فہمیدہ میشود از بعض جاہا کہ درین کتاب است پس این تعلیم نعمت است کہ انتزاعش ازو است. و اگر چنین باشد پس سبب تعلیم و تقاعطفاں
واقع شود پس صفہا ہم مفاسع در کریمہ بنابر مشتمل اند ... سبب ... ذکر سابق

ﻫ وان لم کذا فاہمال بالتکرار واتحاد والعطف فصیغ المضارع للاستمرار بعموم فیکم باشتماله فی خطاب سابق نش ای فولوا وجوہکم ﻫ والا نعزل صلعم من رسالته وخرجتم من الخطاب فکیف یتحقق الایمان برسالته صلعم بانکم من امته صلعم الان نعوذ بالله تعالی من سوء الفہم والخذلان فالتلاوة والتزکیة وتعلیم اعجاز علانی من صراحة النص لبعض ومرئی فی حجاب الکرامة متعا من اشارته لبعض کیف یشاء الله تعالیٰ قدرته ومحروم النعمة لا یدرک حقیقتہا فمنت النعمة استدامته برسالته صلعم شعر فکیف یدرک فی الدنیا حقیقته قوم نیام تسلوا عنه بالحلم فاعلم ان الافاضة من القدیم الی الحادث بواسطة فعل قدیم فالحادث وال الی فعل قدیم والفعل الی مرتبة ذاتیة معبرة بفعالیة التی ہی مبدء ربوبیة ذاتیة وحقیقة نور الکعبة فوجود محمد رسول الله تعالی المظہر لحقیقته صلعم ہی مرتبة الذات تعالت مستجمعة اعتبارات ذاتیة بالصفات مرئی تحت حقیقة نور الکعبة بالذی فوقہا معہا فالتوجہ الی حقیقة نور الکعبة علة لاتمام آثار نور حقیقة محمد صلعم فی نفس المتوجہ بدلالة وجوده صلعم الیہا لقدست مع احتیاج وجوده الیہ صلعم فلما تحقق اصل حصول معرفة وآثار المعروف بالدلالة التی ذکرت

ترجمہ یعنی فولوا وجوہکم ورنہ او صلعم عزل گرفت یکسوئی آورد وشما از خطاب بیرون آمدید پس چگونہ متحقق شود ایمان برسالت او صلعم بانکہ ہر آئینہ شما اکنون از امت او است صلعم پناہ میخواہیم بخدا سے برتر از خرابی فہم وخذلان پس این تلاوت وتزکیہ وتعلیم عجائب ظاہرہ آمدند از صراحت نص بعض را وبرائے بعض اعجاز مرئی شد یعنی پوشیدہ در پردہ کرامت آمدند ازا شارت بہر نہج کہ میخواہد خدا کہ بلند شان بر تر است ومحروم نعمت حقیقت این نعمت در نیابد پس این نعمت مستور ماند اتمام یافت برسالت او صلعم شعر فکیف یدرک فی الدنیا حقیقته قوم نیام تسلوا عنه بالحلم ترجمہ پس کے رسد حقیقت او را درین سرا قومی نشستہ بہ تسلی بخوابہا پس بدانکہ ہر آئینہ افاضت یعنی پیوستن فیض وفائدہ از قدیم سوی حادث بواسطہ فعل قدیم است پس این حادث بسیار رسانندہ است بسوی فعل قدیم وفعل سوئے مرتبہ ذاتیہ کہ تعبیر کردہ شدہ است بفعالیة آنکہ او مبدء ربوبیت ذاتیہ است کہ ابتدا سے ربوبیت از وآمدہ۔ وآنکہ او حقیقت نور کعبہ است۔ پس وجود محمد رسول خدا سے تعالیٰ کہ مظہر یعنی نمایندہ است حقیقت خود را صلعم کہ او مرتبہ ذات برتر است کہ مستجمع است یعنی گرد آرندہ اعتبارات ذاتیہ بصفات است۔ او مرئی است یعنی دیدہ شدہ صلعم تربیت یافتہ است تحت حقیقت نور کعبہ بانکہ بالا سے او کہ با او است۔ آنکہ حقیقت نور کعبہ پس این رو آوردن سوی حقیقت نور کعبہ علت وسبب است از برائے تمام نمودن آثار نور حقیقت محمد صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم در نفس رو آرندہ را بدلالت وجود او صلعم بسوی نور حقیقت او صلعم کہ پاک است مع احتیاج وجود وی متوجہ بسوئے او صلعم یعنی روبسوی حقیقت نور کعبہ آوردن رو آرندہ را از برائے تمام نمودن آثار نور حقیقت او صلعم در نفس خود علت سبب است۔ بدلالت وجود او صلعم بسوئے نور حقیقت مقدسہ او صلعم با دلالت احتیاج وجود خود بسوی او صلعم پس ہرگاہ متحقق شد قاعدہ معرفت وآثار معروف بدلالت آنکہ ذکر کردہ شدہ۔

قال سبحانه فاذكروني بالصفات الثبوتية والسلبية ذكراً يعقبهُ الدلالة بنفس الرسول صلعم التي توقفت
عليها معرفة المذكور ومفعولية يا المتكلم تشير الى اخلاص المفعول مقصوداً واعلم ان الذكر
لايحصل الا بتوفيقه تعالى فالتوفيق نعمة سرية يلزم شكراً لاجزاءً افقدم فعلكم
لالتزام جزائه احساناً كما قال سبحانه اذكركم فهو نعمة اخرى ومفعولية ضمير الخطاب تشير الى
اخلاص المفعول رحمة فمن كان لله سبحانه كان الله سبحانه
له فالجزاء خير الجزاء فطوبى لمن ذكر افضل الذكر ش اى
لفظاً ومعناً هو لا اله الا الله عبادتاً مع محمد رسول الله
ولالتاً ذكراً منه له معه سبحانه واعلم ان هذا ش اى اذكركم
هو جزاء شرط محذوف اى ان تذكروني فبطلت
فرضية الذكر المحتاجة بالامر الذي لايجوز جواز
اختيار الشرط الذي يجوزه ٥

ترجمہ۔ فرمود سبحانہٗ فَاذْكُرُوْنِيْ پس یاد کنید مرا بصفات ثبوتیہ و سلبیہ یاد کردنے کہ از پس بگیرد ایں دلالت را بنفس رسول صلعم آنکہ
توقف آمدہ و باز ماندہ است بریں دلالت معرفت مذکور و مفعولیت یائے متکلم اشارہ میکند بسوئے اخلاص مفعول بودہ و مقصود از آں کہ
مقصود بودگی او تعالیٰ است پس بسوئے اخلاص خود رہ مینماید باشارت یائے متکلم مفعول و بدانکہ ہر آئینہ ایں ذکر حاصل نمی شود مگر
بتوفیق او تعالیٰ و ایں توفیق نعمتے است سریہ یعنی پوشیدہ کہ شکر را لازم آرد۔ نہ جزا را پس او تعالیٰ فعل شما را بامر ذکر مقدم نمود
بغرض لازم شدن جزائے او از روئے احسان چنانکہ فرمود سبحانہٗ اُذْكُرْكُمْ یاد کنم شما را پس بعد توفیق ایں نعمت دیگر است
و مفعول آمدن ضمیر خطاب اشارت میکند بسوئے اخلاص مفعول کہ اشارت اخلاص از او رحمت است فمن کان للہ سبحانہٗ
کان اللہ سبحانہ لہ پس کسی کہ خدائے سبحانہٗ را میشود خدائے سبحانہٗ او را میشود۔ ؏ ہر کہ حق را میشود حق ہر او است
پس ایں جزا بہتر جزا است پس مژدہ باد کسے را کہ یاد آورد افضل ذکر کہ او بطور لفظ باشد و معنی باینکہ لا الٰہ الا اللہ از روئے
عبادت با محمد رسول اللہ از روئے دلالت بغرض یاد آوردن از وا و را با او سبحانہ یعنی ذکر لفظی لا الٰہ الا اللہ بمعنی و
آنکہ ہیچ معبودے نیست بجز اللہ بہر عبادت مع ذکر محمد رسول اللہ بمعنی او آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرستادہ خدا
است بہر دلالت یاد از و سبحانہ کہ برا ہمراہ او است سبحانہ با او صلعم کہ رسالت مشتمل ہمیں است باصل او کہ مرسل فرستندہ است
او۔ و بدانکہ تحقیق ایں یعنی اُذْكُرْكُمْ جزائے شرط محذوف است باین طور کہ اِنْ تَذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ یعنی اگر شما مرا
یاد کنید من شما را یاد کنم پس فرضیت ایں ذکر کہ متعلق بامر است آنکہ جواز اختیار را جائز نمیدارد و باحتمال شرط آنکہ جواز اختیار را جائز دارد
باطل شدہ یعنی بسبب احتمال جواز و عدم جواز اختیار بوجہ امر و شرط فرضیت ایں ذکر باطل شدہ است۔

بیان باطل شدن فرضیت ذکر باحتمال امر و شرط در جواز و عدم جواز اختیار

واشكروا لي المفعول المذكور بلام تخصيص ومفعول له متوسّع بحذفه فلزم شكر على كل نعمة تقدم ذكرها صراحتاً واشارتاً باستلزام التوفيق بالذكر فلا تكفرون اي اذا انعمت عليكم بهذه النعماء فلا تكفروني بها اي بعدم معرفة منزلت الكعبة الشريفة بنور الذي فيها وسببيته حقيقته لاتمام النعمة علة ورسوله الاعظم نعمة وعظمة وسببيته لاتمام النعمة ودلالة الى المقصود وتقديم فعلكم ونسيان توفيقه تعالى فيا ايها المؤمن قال سبحانه احسن كما احسن الله اليك فالفعل الاول متوسّع للمعاني على توسع مفعوليه بحذفهما اي احسن الى الله واحسن الى الخلق وعموم ما به الاحسان والثاني متوسّع للمعاني على توسع احد مفعوليه بحذفه وهو عموم ما به الاحسان فان اصبت بالتوسع لقد اصبت فصاحة الكلام الشريف وبلاغة المرام اللطيف . اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى اجماله كما تحبه وترضاه وتشفعه فينا وترحمنا به

ترجمه . واشكروا لي وشكر كنيد مرا . درين جمله مفعول بلام تخصيص مذكور است . ومفعول له بحذف خود متوسع پس شكر لازم آمد بر هر نعمت كه ذكرش بطور صراحت واشارت متقدم شد بسبب لازم شدن توفيق بدين ذكر فلا تكفرون پس كفران مكنيد مرا يعني هرگاه كه بخشيدم بر شما اين نعمتها پس بايد كه انكار مكنيد مرا بدين نعمتها يعني بسبب نشناختن منزلت كعبهٔ شريف بنورے كه دران بود است وسبب آمدن حقيقت آن نور اتمام نعمت را كه علتش آمده . وبسبب عدم شناخت منزلت رسول كه بزرگ‌ترين اوشان است در نعمت وعظمت وسبب شدنش از بهر اتمام نعمت واز بهر دلالت سوے مقصود . وبسبب مقدم نمودن شما فعل خود را . وبسبب نسيان يعني سهو نمودن توفيق او تعالى كه ذكرش بدون توفيق او تعالى حاصل نيايد كه اين همه نعمتها شكر را لازم اند وياد او تعالى را تازه وارند موجب مزيد نعمت شونده . پس اے مومن فرمود او سبحانه احسن كما احسن الله اليك . يعني احسان كن هم چنانكه خداے بر تو سوے تو احسان كرده . پس فعل اول درين كريمه متوسع است معاني را بر بناے توسع هر دو مفعول بحذف هر دو يعني نكوئي كن سوے خداے بر تر و نكوئي كن سوے خلق . و هم چنين عموم آنچه به و احسان حاصل آيد . فعل دوم هم متوسع است معاني را بر بناے توسع يكے از دو مفعول او بوجه حذف او . و آن يك مفعول محذوف عموم آن چيز است كه باو احسان است پس اگر تو بدين توسع رسيدي هر آئينه تحقيق فصاحت كلام شريف و بلاغت مرام لطيف را رسيدي

اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى آله كما تحبه وترضاه وتشفعه فينا وترحمنا به

بجاى تغيب سبحانه احسن كما احسن الله اليك

ذکر کیفیة تخلیق نور محمد صلعم من نور اللہ سبحانہ والخلوق کلہ من نورہ صلعم و الکمالات الثبوتیة للہ سبحانہ فیہ صلعم والنقائص المسلوبة من اللہ سبحانہ فیہ صلعم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انا من نور اللہ والخلوق کلہ من نوری الحدیث اعلم واقع تنازع من بین شی من حیث انہا لتبیین ومن حیث انہا للانتزاع ھد فبطل لتبیین لمنافات بین قدیم وحادث بتوحد الذی فی تبیین وحقق انتزاع الذی غیر تحلیلی باتحاد مجازی بان اللہ سبحانہ خلق محمدا صلعم فی معرض مسلوباتہ تعالی بانتزاع نفسی فی حصول شبہ خلقہ صلعم من موجوداتہ القدیمة لقیامہ المجازی بہا شی ای بموجوداتہ النفسیة ھد فان لم یک حصول الشبہ لزوم جہل عن عبد صنعہ وکیف شی ای وکیف یمکن الجہل والصنع اذ لا یجوز الجہل ولا یقدر المجہول

ترجمہ۔ ذکر بیان آفریدن نور محمد صلعم از نور خدائے سبحانہ وآفریدن ہمہ مخلوق وسبحانہ از نور وے صلعم
(وکمالات ثبوتیہ خدائے سبحانہ کہ در وے است صلعم) بسم اللہ الرحمن الرحیم (ونقائص مسلوبہ خدائے سبحانہ کہ در وے است صلعم)

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ فرمودہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انا من نور اللہ والخلوق کلہ من نوری الحدیث یعنی من از نور خدایم وہمہ مخلوق از نور من است تا آخر حدیث۔ بدانکہ تنازع واقع شد از حرف من کہ درین حدیث است۔ از این حیثیت کہ این من برائے تبیین است واین کہ برائے انتزاع است۔ پس تبیین این من باطل شد بنا بر منافاتے کہ درمیان قدیم وحادث است کہ باہم نفی میکنت یکے را از دیگرے بسبب توحدے کہ آن در تبیین است یعنی بغیر مضمون واحد بیان یکے از دیگرے بر بنا یہ وثابت وتحقق شد کہ این من برائے انتزاع است آنکہ غیر تحلیلی است بسبب اتحاد مجازی۔ باینطور کہ خدا سبحانہ بیافرید محمد صلی اللہ علیہ وسلم را در معرض مسلوبات خود یعنی جائیکہ مسلوبات خود را ظاہر فرمود بصورت انتزاع نفسی بغرض حصول شبہ خلق او صلعم از موجودات قدیمہ خود لقیام مجازی است باین موجودات قدیمہ او را صلعم۔ واگر حصول شبہ نشود جہل لازم آید [illegible] وچگونہ ممکن باشد [illegible] حاصل نیاید پس صنع چگونہ شود وحالانکہ ممتنع ظاہر است۔

ه وان کان لقیامه الحقیقی بها فبطل التنزه بلزوم مسلوبات مخلوقه او الخلق من مسلوبات
وبها ثابتات وخلق غیره صلعم فی معرض مسلوباته صلعم بانتزاع تضمنی بحصول شبه خلقه عن موجوداته
صلعم او التزامی بحصول نفسه خلقته عن مسلوبات اللازمة صلعم لقیامه المجازی بموجوداته صلعم فی کونه
ش ای التضمن والالتزام او وجه الالتزام متعلق بوجوده ه فی حد احاطة مرکزیته صلعم فان
کان لقیامه الحقیقی بها فوقع اجتماع متناقضین بوجود الموجودات ووجود المسلوبات خارجاً
فی حد من تعیینه صلعم وغیره صلعم وبقاؤها غیر محتاج الی موجدها الا من وفی ماهیتها حادثة حالیة
فارة الی فنائها لا مهلها لاستقرارها وانتقالها فان اجتماع المتناقضین فی آن واحد ممتنع
وفی آن مختلف لمبطل عصمة فی المعصومین [illegible] ش ای اجتماع المتناقضین فی آن
مختلف ه جائز فی غیرهم وبقاؤها غیر محتاج الی موجدها یخالف العقل ویستلزم الشرک من
انحائها فالی ذاتها بالله سبحانه فاحتیاج وجود غیره صلعم الیه صلعم من حیث احتیاج حصول شبه
خلقه عن موجوداته صلعم وعن مسلوباته صلعم

ترجمه - واگر او صلعم را بموجوداتش قیام حقیقی است پس تنزه باطل شود بسبب لزوم مسلوبات مخلوق وتعالی یا خلق که از مسلوبات است باطل گردد وبا تنزه
حالانکه تنزه او تعالی وخلق از مسلوبات هر دو ثابت اند وبا فرید حدا سبحانه غیر او صلعم را در معرض مسلوبات او صلعم چنانکه او صلعم را در معرض مسلوبات خود آفریده است
واین آفرینش غیر او صلعم یا بانتزاع تضمنی است بغرض حصول شبه خلق غیر او را صلعم از موجودات او صلعم یا بانتزاع التزامی است بغرض حصول
شبه خلق غیر او را صلعم از مسلوبات لازمه او صلعم - واین آفرینش غیر او صلعم را بموجودات او صلعم قیام مجازی است در حد احاطه مرکزیت او صلعم
در هر دو وجه یعنی در تضمن والتزام زیرا که وجه التزام متعلق می باشد بوجود آنکه مسلوبات لازم الهی بوجود او صلعم بنابر خلق طرز عدم مطلق
در وجه ضروری است - آفرینش بوجود او صلعم آمده پس تعلق التزام بوجود آمده - لهذا در وجه التزام غیر او را صلعم بموجودات او صلعم قیام مجازی آمد
پس اگر این غیر را بموجودات او صلعم قیام حقیقی شود پس اجتماع متناقضین واقع شود یعنی بسیار متناقض در خارج جمع آید به وجود موجودات ودیگر بوجود
مسلوبات در حد واحد از تعین او صلعم وغیر او صلعم حالانکه اجتماع نقیضین ممتنع است - ونیز در صورت قیام حقیقی بقاء موجودات او صلعم واقع
شود که موجد خود غیر محتاج باشد - آیا نمی بینی در ماهیت حادثه که حالیه است فارّه یعنی گریزنده سوی فنای خود که آن حالت بنا بر آن ماهیت
حادثه را برای استقرار وانتقال خود مهلت وفرصت نمی دهد پس بگر دیدن از جا بجا چگونه قرار یابد که احتمال بقا باشد پس بتحقیق
اجتماع این همه متناقضین در آن واحد البته ممتنع است ودر آن مختلف البته مبطل یعنی باطل کرده شده از ره عصمت در معصومین یعنی اجتماع این همه
متناقضین در آن مختلف در انبیاء [illegible]
واقع آمده [illegible]
وشرک لازم آید [illegible] سبحانه از افعال موجودات او صلعم [illegible] حصول شبه خلق [illegible] از موجودات او صلعم
وا ز مسلوبات او صلعم [illegible]

وان قیل تخصیص التعینات علماً مع وجوده بالخارج وتقسیم التعینات وجوداً خارجاً مع تخصیصها
علماً فهذا مطلب آخر منهما ولزوم بقاء غیر محتاج الی موجد ه الکنه ش ای وجود غیره صلعم ه مأخوذ
علی اصل عشبه خلقه عن نوره صلعم تضمناً والتزاماً والالزم ما ذکر فی المناقضات و
ان قیل کیفیة الخلق مجهولة نعم لاکنها مجهولة من حیث الخلق من عدم بغیر مادة لا من نوره سبحانه و
من نوره صلعم ومن قایل بالتخصیص والتقسیم لا یستطیع ان یقول مجهولیتهما ش اذ هما معلومان
بقوله التخصیص والتقسیم ه فمن لم یصل فهمه الی ما قیل فیکفی له الاعتقاد والمجهولیة بلا حکم ش التخصیص
والتقسیم ه والله تعالی اعلم بحقیقته و قال سبحانه لقد جاءکم من الله نور
وکتاب مبین ه ش هذا تایید علی قوله صلعم انا من نور الله ه والاحسن ان المجرور
حال مقدم لتخصیص ذی حال فی تضمن موجودات وتحرزه من تضمن مسلوبات وتخصیصه
ویمکن ان یتعلق بجاء فاعلم انه لما کان شبه خلق الاول صلعم من خالقه المقدس بکمالاته
الثبوتیة فمسلوبات لازمة فیه صلعم مثبتة علیها من وجوده صلعم علی عدم سابق له وهلیة ضروریاً

ترجمہ - واگر گفته شود که تخصیص تعینات ثابت از روئے علم است مع وجود خود که آں خارج است و تقسیم تعینات از روئے وجود خارج ثابت است
مع تخصیص خود که از روئے علم است پس این مطلب دیگر است از آن هر دو حال این است که بقائے غیر محتاج سوئے موجد هم در بلازم آمده ولیکن حق این
است که وجود غیر او صلعم ماخوذ است بر بنائے اصل شبه خلق خود از نور او صلعم از روئے تضمن والتزام ورنه آنچه در مناقضات مذکور شد لازم شود - واگر گفته
شود کیفیت خلق مجهول است - آرے لیکن او مجهول است از حیثیت این خلق که از عدم بغیر ماده است نه از نور او سبحانه و از نور او صلعم
و کسیکه قائل به این تخصیص و تقسیم تعینات است او نمی تواند که گوید مجهولیت او یعنی تواند که کیفیت مجهولیت خلق بگوید - زیرا که هر دو یعنی کیفیت
مجهولیت و کیفیت خلق معلوم او است بقول او بتخصیص و تقسیم واگر نسبت تخصیص و تقسیم در خلق از کجا آورده که این هر دو از کیفیت خلق باشد
پس هر که فهم او سوئے چیزے که گفته شد نرسد پس برائے او اعتقاد مجهولیت بلا حکم تخصیص و تقسیم کافی شود - و خدا برتر و دانا است بحقیقت او
و فرموده سبحانه در سوره مائده رکوع سوم لقد جاءکم من الله نور وکتاب مبین یعنی البته یقینی آمده شما را از خدا نور و کتاب
ظاهر با بیان کننده این کریمه تائید است بر قول او صلعم انا من نور الله یعنی من از نور خدا ایم و نیکوتر ترکیب این کریمه این است که متعلق
مجرور که من الله است حال است مقدم بنا بر تخصیص ذو الحال که نور است تا دانسته شود که این نور در تضمن موجودات است
و بنا بر تحرز نگاه داشتن ذو الحال مذکور است از تضمن مسلوبات و بسبب خاص نمودن ذو الحال بحال است تا در تخصیص ذو الحال کمال
تخیر او گنجد - و تواند که این مجرور متعلق بجائی باشد که او فعل جاء آمده است پس بدانکه تحقیق او صلعم هرگاه شبه خلق است
اول از خالق مقدس او بکمالات ثبوتیه خالق که بدو ثابت اند - پس مسلوبات لازمه در وے صلعم که از وجود او صلعم بر و آگهی
آمده است بر بنائے عدم سابق است که وجود او را است صلعم یعنی وجود او را که از عدم بوجود آمده بسبب عدم سابق مسلوب در وجود و ذهن ضروری

ولا یمکن وجودها بالخارج فیه صلعم اذ لم یوجد ثبوت متقدم بحصول شبه خلقه من خالقه المقدس لامتناع حصول المسلوبات تعالی بمقابلة موجودات القدیمة فمن هنا کانت بصفاته صلعم سعة لاتنتهی علی حد الاعلی حد حدث کسعة سویة رؤیته صلعم فی ضوء وظلمة ش حکی بقی بن مخلد عن عائشة رض کان النبی صلی الله علیه وسلم یری فی الظلمة کما یری فی الضوء هـ ومن خلف وامامه ش قال صلعم انی اری من خلفی ومن امامی کذا فی المشکوة وفیها روایات کثیرة هـ ومن قریب وبعید من مکان من شهود ش کرؤیته النجاشی حین مات حتی صلی علیه ورؤیته ببیت المقدس حین وصفه لقریش ورؤیته الکعبة حین

بنی

مسجده

ترجمہ - و ممکن نباشد وجود مسلوبات آنکه خارج اندر و صلعم زیرا که یافته نمیشود ثبوت متقدم حصول شبه خلق وجود این مسلوبات را از خالق وجود که مقدس است از آنکه امتناع است حصول مسلوبات او تعالی بمقابله موجودات قدیمه او یعنی بمقابله موجودات قدیمه حاصل شدن مسلوبات او تعالی ممتنع است که از این نقائص او پاک و مقدس است پس حصولش از کجا آید بلکه وجود این مسلوبات از وجود او صلعم آن گاهی داده شود چنانکه گفته شد که عدم وجود او را صلعم سابق آمده پس باستلزام عدم ضیر و ثنا در ذهن باین مسلوبات آگهی شده نه آنکه وجود این مسلوبات خارج از ذهن در وی صلعم یافته شود زیرا که وجود نورانیش صلعم در تضمن موجودات او تعالی است حق سبحانه او را از تضمن مسلوبات نگاهداشته معصوم داشته است پس وجود مسلوبات در وی صلعم در خارج ممکن نباشد البته بنا بر عدم سابق بوجود او صلعم التزام یافته آگهی میشود پس از اینجا است که صفات او را صلعم وسعت و فراخی است که به هیچ حد منتهی نشود دیگر به حد حادث نرسد مثل سویت رویت او صلعم که وسیع بود برابر و یکسان دیدن در روشنی و تاریکی که حکایت کرد بقی ابن مخلد از عائشه رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم یری فی الظلمة کما یری فی الضوء یعنی نبی صلی الله علیه وسلم می دید در تاریکی چنانکه در روشنی میدید یکسان بود دیدن او صلعم از پس و پیش که فرمود صلعم انی اری من خلفی ومن امامی یعنی بتحقیق می بینم من از پس من و از پیش من که همه جا در مشکوة است و یکسان بود با وسعت دیدن او صلعم از قریب و بعید بنسبت مکان از عالم شهود یعنی از عالم دنیا چون دیدن نجاشی را وقتیکه مرد تا آنکه نماز خواند صلعم بر وی و دیدن بیت المقدس وقتیکه وصف کرد او را برای اهل قریش را وصف بیت المقدس چنانکه او وسعت او صلعم بچشم دیده بیان فرمود و دیدن کعبه مبارک وقتیکه مسجد شریف خود بنا فرمود۔

ویری فی الثریا احد عشر نجماً ای فی النہار تخصیص الثریا علی وصفا لبعید اولویۃ الرؤیۃ غیرہا ؃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ رواہ الطبرانی وہذہ کلہا والۃ علی رؤیۃ العین لعدم اقتضائہا المفعول ثانی و ورد فی بعض الروایات انی لا انظر ولا ابصر من الکلام اشارۃ الی استدلال رؤیۃ العین وہکذا قول احمد بن حنبل وغیرہ ولا احالۃ فی ذلک ای رؤیۃ العین ؁ و مثال ؃ عطف علی شہود ؁ کرؤیۃ الملائکۃ والمغیبات المثالیۃ وکذا سمعہ وعلمہ وقدرتہ صلعم کاستماع صوت فتح باب السماء وتصلیۃ المصلی علیہ صلعم وعلم المغیبات والتصرف علی الاشیاء ؃ کلہا مذکورۃ فی اذکار اعجازہ صلعم ؁ فکلہا علی السعۃ دائمۃ خلفاً ؃ ای ہذہ السعۃ دائمۃ خلفا لا فی حین من الاحیان خرقاً عادتاً

ترجمہ ۔ ومیبد بدر ثریا یازدہ ستارگان در روز تخصیص ثریا در دیدن بر بناے وصف ثریا ست کہ مفید بعید دارد لو یت دیدن را غیر او را یعنی تخصیص دید ثریا بر ستارگان غیر او باعتبار وصف مفید اولویت از آن است کہ ثریا مشتق از ثروی بمعنی کثرت صیغہ تصغیر تانیث اسم تفضیل است از ثروی او وزن فعلی کہ بوجہ کثرت وکوچکی ستارگانش مسمّی باین اسم آمدہ و بپارسی پروین نامیدہ شدند کہ مشہور آنان ششش اند بنابرین در دید تخصیص بہ النجم بوصف کثرت وصغیر آنہا کردہ شدتا بر دید غیر ایشان اولویت آنہا حاصل آید ۔ و بخلاف شب در روز بمقابلہ دیگران با وصف صغر وکوچکی ایشان از تعداد معروف بالا دیدن وسعت دید وصلعم ایشان دامی نماید ۔ پس غیر او را ہمبرین قیاس باید کرد ۔ فرمود رسول خداے تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ تحقیق خداے برتر ظاہر فرمود دنیا را پس من نگرم او وانچہ کہ او شوندہ است در وے تا بروز قیامت می بینم تحقیق ہمچنان کہ سوے این کف خود ہمی بینم ۔ روایت کردہ است او را طبرانی و این ہمہ روایتہا دلالت میکنند بر دید چشم از انکہ آنہا مفعول ثانی را نمیخواہند ۔ و وارد شد در بعض روایات اِنّی لَا نظرُ ولَا بصرُ این کلام اشارت است سوے استدلال دید چشم ہمچنان است قول احمد بن حنبل رضہ وغیر او رضہ احالت درین نیست کہ گفتہ شود محال است و وسعت دید ہمچنان چنانکہ او صلعم را از عالم شہود است ہمچنان از عالم مثال است کہ فروتر از عالم ارواح و از شہود بالا است در میان این ہر دو کہ مثال او در ولیش پیش آیند کہ مثال گویند ہمچو دید ملائکہ و مغیبات مثالیہ و چنان است سمع او وعلم او وقدرت او صلعم ہمچنان کہ رویت او صلعم چون شنیدن آواز کشودن در آسمان ۔ و درود خواندن درود خوانندہ بروے صلعم و دانستن مغیبات و تصرف بر اشیاء کہ ہمہ آنہا در اذکار اعجاز او صلعم مذکور است

وفی الاثبات استدلالاتٌ نقلاً من الروایات التی ذکرت فی الشرح
علی دلالتہا علی الاستمرار بغیر مانع خصوص محلٍ قرینۃً وصریحۃً فان
انکر منہا فما قیل لی روایۃٍ فی الضوء و من امامی اذ ہذہ باستمرار ولعین و
العطف فی مقصودٍ واحدٍ وعقلاً من کیفیۃ خلقہ صلعم کما لایخفی علی عارف
کمالات خلقہ صلعم ھ وان معارض الثابت لماؤل لاثابت
مثل کما قیل من قولہ صلعم انی لااعلم ماوراء جداری
ماؤل بنفی العلم المستقبل وقال فی المواہب
انی لااعلم الحدیث ذکرہ ابن الجوزی
فی کتبہ بغیر اسنادٍ ھ فانظر ماذا
تری فی خلقہ من قدرہ
صلعم

ترجمہ - پس ہمہ ایں صفات او صلعم بر وسعت آمدند از روئے دوام در خلق او صلعم یعنی ایں وسعت دائمہ است در خلق او صلعم نہ در وقتے از
اوقات از روئے خرق عادت بطور اعجاز - و در ایں اثبات اختیار دلائل آمدہ از روئے نقل ازیں روایتہا آنکہ دریں شرح ذکر کردم بر بنائے
دلالت آنہا بر استمرار کہ خصوص محل را مانع نیامدہ نہ از روئے قرینہ و نہ از روئے صراحت - و اگر انکار کردہ شود - ازیں ہر دو کہ رویت باستمرار
و رویت بچشم است پس چہ گفتہ شود در روایتے کہ فرمود صلعم فی الضوء ومن امامی یعنی آنکہ در روشنی است از پیش من
است و دیدا و با صلعم زیرا کہ ایں دید باستمرار است و بچشم است - و ایں عطف در مقصود واحد آمدہ پس بر بنائے مقصود
عطف روئیتے کہ در تاریکی از پس است ہمچنان است کہ در روشنی واز پیش است - و دریں اثبات
استدلالات اند از روئے عقل - از کیفیت خلق او صلعم چنانکہ بر عارف کمالات خلق او صلعم پوشیدہ نخواہد
ماند و تحقیق معارض ثابت البتہ تاویل کردہ شود نہ ثابت - چنانکہ گفتہ شد یعنی روایت کردہ شد از قول او صلعم انی
لااعلم ماوراء جداری یعنی تحقیق من نمیدانم آنچہ پس دیوار من است - ایں قول او صلعم تاویل کردہ شود نفی
علم مستقبل کہ خاص خدائے راست زیرا کہ استقلال او را سزا است - پس ایں نفی علم از پس دیوار کہ از و است صلعم از
تحرز استقلال بنا بر عظمت خدائے برتر است کہ در درونش صلعم ممکن و در حال پیش نظر او صلعم می بود - و
گفت در کتاب مواہب انی لااعلم الحدیث یعنی ایں حدیث را تا آخر ابن جوزی در کتابہائے
خود بغیر اسناد بیان کرد - پس بمقابلہ ادعائے ثابت چگونہ دلیل آوردہ شود - باوجود عدم اسناد او پس بنگر چیست
ایں کہ می بینی در خلق اول صلعم از قدر و مرتبہ آں اول صلعم -

ومن ہنا ان لایکن وجود ظلمۃ مسلوبۃ من خالقہ المقدس خارجاً فیہ صلعم الا لزوماً ذہناً علی اصل مذکور و وجود عنصرہ صلعم تابع لروحہ صلعم تضمناً مافیہ فی معرض مسلوبہ کان اولاً من مقابلہ للمتبع فعدم ظلمۃ فیہ ایضاً علی تبعہ الروح فہذا وجہ عدم ظل ظلمۃ فی عنصرہ اللطیف صلعم بثش کما فی عدم الظل روایات الروات فما رواہ عبداللہ ابن المبارک وابن الجوزی عن عبداللہ ابن عباس قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوئہ ضوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوئہ ضوئہ الحدیث قالوا عدم الظل بغلبۃ ضوئہ علی ضوء غیرہ انتہی وبہذا لایثبت عدم الظل حقیقتاً وقالوا عدم الظل بوجودہ نوراً روحاً وجسداً وانہ جرم نوری یقتضی ظلاً حسبہ فلا نفی عن الظل مطلقاً والحقیق انہ لا ظل ظلمۃ لعنصرہ اللطیف حقیقتاً صلعم کما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الخ ولا مع سراج الخ

مقصد آخر

ترجمہ۔ وازینجا است کہ وجودِ ظلمتِ مسلوبہ از خالقِ مقدس بہ اول صلعم از روے خارج در وے صلعم امکان ندارد۔ دیگر از روے لازم ذہنی بر قاعدۂ مذکورہ۔ و وجودِ عنصر اول صلعم تابع است روح اول را صلعم از روے تضمن از آنچہ کہ در وے ... است در معرض مسلوب او۔ پس این وجودِ عنصرِ مبارک اول است از مقابل خود کہ وجودِ عنصری دارد و بنابر تبع کہ از روح مبارک است او را۔ پس ظلمت نبودن درین وجودِ مبارکِ عنصری ہم بر تبع این وجودِ مبارک است روح او۔ پس ہمین وجہ است نبودن ظل ظلمت در عنصرِ مبارکِ لطیفِ او صلعم چنانکہ در نبودن این ظل و سایہ روایتہا است از راویان پس آنچہ روایت کرد او را عبداللہ ابن مبارک وابن جوزی از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ گفت لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوئہ ضوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوئہ ضوئہ الحدیث یعنی نبود رسولِ خدا را صلعم سایہ و نہ ایستادہ او صلعم بہ آفتاب مگر غالب آمد روشنی او صلعم روشنی آفتاب را و نہ ایستادہ با چراغ مگر غالب آمد روشنی او صلعم روشنی چراغ را تا آخر حدیث۔ گفتند این سایہ نبودن بنابر غلبۂ روشنی او است صلعم بر روشنی غیر او آخر شد این قول۔ و این قول کہ نبودن بنابر غلبۂ روشنی است تا آخر ثابت نمیکند نبودن سایہ را از روے حقیقت۔ و نیز درین حدیث گفتند کہ نبودنِ سایہ ازین سبب است کہ وجود او صلعم نور بود از روے روح و جسد آخر شد این قول حال این است کہ تحقیق ایشان وجود جرم است نوری کہ سایہ را حسب وے یعنی موافق جرم خود میخواہد کہ پس نفی نہ شد از سایہ مطلقاً لائق مراد آنکہ تحقیق شان این است کہ در حقیقت سایہ نیست از راہِ ظلمت عنصرِ لطیف او را صلعم یعنی وجودِ مبارکِ عنصری را بسبب لطافت او در حقیقت سایہ نبود کہ این ظلمت است نہ ظلمت را کہ از مسلوبات است در وجودِ مبارک وے گنجایش نیست از آنکہ نسبۂ خلق او صلعم باعتبار اختراع تضمنی از نور اللہ است کہ از نقائص پاکیزہ است پس در خلق او صلعم ظلمت چگونہ در آید حالانکہ ظلمت بسبب عدم لزوم عدم سایہ است بلند وجود مبارکش ذہناً گی می باید خارجاً کہ کند

ه و ذالک عدم الظل حجۃ علی نوراول فالعنصر فی ثانویتہ من حیث منشاء شبہہ من ثابت الروح ومسلوبہ وفی اولیتہ من حیث مقابلتہ بجنسہ وان قیل حصول شبہہ وجود المسلوبات خارجاً فی الاول صلعم من ثبوت متقدم مبنی علیہ من وجود ہ صلعم فلزمت منافات فی السعۃ وعدمہا واجتمعت ثانویتہ باولیتہ من حیث حصول شبہہ من ثبوت متقدم اخر من اول خالق فهده صلعم نش وہما لایجوزان ه او من غیرہ صلعم علی علم الخالق الاول مع غیرہ فلزمت المنافات والاجتماع المذکوران و وقع دور بینہما نش اے اول وغیرہ ه فی اولیتہ بحصول شبہہ خلق بعضہما من بعضہما وبطلان اولیتہ فما یوجد فیہ صلعم من مسلوبات التی لہا وجود خارجی

کمتشابہات

لما قیل

ترجمہ۔ وہمیں مضمونِ حدیث مذکور است کہ فرمود لم یکن لرسول اللہ صلعم ظل ۔ یعنی رسولِ خدا صلعم سایہ نبود وازیں الفاظِ حدیث کہ لم یقم مع شمس الخ ولامع سراج المقصد ومراد دیگر است وایں سایہ نبودن حجت است بر عنصر در دوی بودن ازیں حیثیت کہ منشار شبہ عنصر از ثابت ایں روح ومسلوب اوست ازانکہ عنصر را بعرض شبہ خود منشار درکار است تا از و نشو شبہ شود واز ثابت روح ومسلوب اوست در مرتبہ اولیت وایں عنصر ازو در مرتبہ ثانویۃ۔ وایں عنصر مبارک کہ از حیثیت مقابلہ بجنس خود در مرتبہ اولیت است یعنی دیگر عناصر ایں عنصر مبارک اول است پس مرتبہ اولیت اورا است۔ واگر گفتہ شود کہ حصولِ شبہ وجود ایں مسلوبات کہ از روئے خارج است دریں اول صلعم کہ نور اول است۔ ازاں ثبوت متقدم است کہ بروآگہی از وجود او صلعم حاصل نشود پس دریں صورت منافات لازم آید دریں وسعت عدم وسعت صفات او صلعم حالانکہ بدلائل نقلی وعقلی اثباتش محقق آمدہ نفیش چگونہ شود ومجتمع شود ثانویۃ با ولیۃ ازیں حیثیت کہ حصول شبہ وجود ایں مسلوبات مذکورہ کہ از ثبوت متقدم آخر است از اول خالق شود در حد او صلعم۔ وہر دو جائز نباشند۔ یا حصول شبہ از غیر اول صلعم شود بر بنائے علم ایں خالق اول را مع غیر او۔ پس ایں منافات واجتماع مذکورہ ہر دو لازم شوند۔ ودرمیان ہر دو کہ اول وغیر او است دور واقع شود در اولیۃ بسبب حصول شبہ خلق بعض ہر دو از بعض ہر دو۔ و واقع شود بطلان اولیۃ باحتیاج یکے بدیگرے در حصول شبہ خلق پس انچہ گرفتہ شود در و صلعم از مسلوبات آنکہ اورا است وجود خارج او ہمچو متشابہات است ازاں کہ گفتہ شد

فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء
تاویله ج وما یعلم تاویله الا الله م والراسخون فی العلم یقولون
اٰمنا به کلٌ من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۝ وفی غیره
صلعم جاز وجود خارج لمسلوبات بحصول شبهه من ثبوت
متقدم مبنیٌ علیه من وجوده صلعم ولولاه لم یوجد او وجد
انه م فیه فالاصل علی ما شاء الله تعالے من عصمته فی
الانبیاء وحفظ فی الاولیاء ومعونة فی المومنین غیرهما
فقط فانظر ما ذا تری فی امتناع نظیره صلعم
فی موجوداته ومسلوباته صلعم اللهم
صل وسلم علی محمد النبی نور رسالت و علی انواره
کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا

ترجمہ- فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء
الفتنة وابتغاء تاویله ج وما یعلم تاویله الا الله م والراسخون
فی العلم یقولون اٰمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۝
که در شروع آل عمران است- یعنی ولیکن آنانکه در دلهائے شان کجی است پس پیروی میکنند چیزے را که از و متشابه
است بنا بر خواست فتنه و بنا بر خواست تاویل او- حال این است که تاویل او نمیداند مگر الله- و آنانکه استوار اند در علم
میگویند که ایمان آوردیم باو همه که از نزد پروردگار ما است و یاد نمیکنند مگر دانشمندان- و در غیر او صلعم یعنی در غیر وجود عنصری
از عنصر او صلعم بهائے مسلوبات وجود و خارج جائز است که حصول شبه او از ثبوت متقدم است که آگهی بود از وجود او صلعم
می شود اگرچه بتحقیق آں وجود خارج مسلوبی در غیر او صلعم نیافته شد- پس این اصل است برانچه که خواسته
است خدائے برتر از عصمت که در ین انبیاء است و از حفظ که درین اولیاء است و از معونت که
درین مومنین است غیر هر دو انبیاء و اولیاء فقط- پس بنگر چیست آنکه می بینی در امتناع نظیر وجودِ عنصری
او صلی الله علیه وسلم در موجودات و مسلوبات آن وجود عنصری او صلعم
اللهم صل وسلم علی محمد النبی نور رسالت و علی انواره کما تحبه وترضاه وشفعه
فینا وترحمنا به یعنی خدایا درود و سلام برسان بر محمد آنکه نبی است نور تو بر انوار او
چنانکه دوست میداری او را و می پسندی او را و شفیع گردان او را در میان ما و رحمت کن ما را بطفیل او صلی الله علیه وسلم

ذکر کیفیت تفسیر کریمہ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا باثبات شفاعت اختیاری حضرت رحمۃ للعالمین صلعم وتفسیر کریمہ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا ۝ ترجمہ روزیکہ استادہ خواہند شد روح انسان وملائکہ صف زدہ کلام شفاعت نکنند مگر آنکہ اذن کلام شفاعت فرمود یا فرماید آنرا رحمن و آنکہ گفت سخن صواب شفاعت باید دانست یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا ظرف مقدم لا یتکلمون بعدش است نہ قبلش ورنہ اہمالی ظاہر تر است پس این جملہ مستغنی از جملہ سابق است ولا یتکلمون استثنا مفرغ نتواند شد بنا بر ضمیر جمع پس اگر روح وملائکہ ہمہ ملک مراد است جائے نظر است کہ سخن در شفاعت انبیاء عم واقع نشود

ذکر بیان تفسیر کریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا ۝

ترجمہ۔ کا اثبات شفاعت اختیاری میں حضرت رحمۃ اللعالمین صلعم کے۔ اور بیان تفسیر کریمہ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمایا حق سبحانہ نے آخر سورہ نبا میں یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا ۝ یعنی کہ جس دن روح انسان اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے کلام شفاعت نہ کریں گے مگر وہی جس کو کلام شفاعت کی رحمن نے اجازت فرمائی یا فرمائے گا۔ اور جس نے کہ سخن درست وصواب شفاعت کی نسبت کہا۔ سمجھنا چاہیے کہ آیت کریمہ میں یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا ظرف مقدم ہے۔ اور لا یتکلمون اس کے بعد ہے نہ اس کے پہلے ورنہ اہمال ظاہر تر ہے۔ پس یہ جملہ جملہ سابق سے مستغنی ہے اور جملہ لا یتکلمون کا بسبب ضمیر جمع استثنا مفرغ نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر روح وملائکہ سب سے فرشتے مراد ہیں تو جائے نظر اور مقام غور ہے کہ اس صورت میں یہ کلام شفاعت انبیاء عم میں واقع نہ ہوگا۔

وحال آنکه عموم محل ش باآنکه این نفی واثبات شفاعة در مقابله دعوی شفاعة ملائکه نیست بل عموماً هست هـ وخیریت مراد ش باآنکه تعلق کاروبار دارین بانبیاء خیر الخلق عم مراد شده است هـ مقتضی آنست ش ای سخن شفاعة انبیاء عم هـ ماذون بشفاعة جز شاهد حق نتواند شد ش کما قال سبحانه لا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون ٥ هـ بدا آنکه جمله وقال صوابا عطف بر جمله شرطیه است ش یعنی یتکلم من اذن له الرحمن هـ به تقدیر جزاء ش یعنی یتکلم هـ ولفظ متضمن شرط ش یعنی من بقرینه کلام سابق ش یعنی یتکلم من اذن له الرحمن هـ وتغایر جزاء به نسبتش تغایر شرط معنی بلفظ متضمن شرط مفید تکثر ش یعنی من هـ ومشروطه ش یعنی قال صوابا چنانکه فرمود سبحانه والذی جاء بالصدق الآیه بتقدیر الذی ای الذی صدق بعدم صحت عطف بر جاء تو حد فاعل لازم اجمال

ترجمہ اور حال یہ کہ عموم محل باوجود اس بات کے کہ نفی واثبات جو شفاعت کی نسبت ملائکہ کے دعوی کے مقابلہ میں نہیں ہے بلکہ بالعموم ہے اور خیریت مراد یعنی وہ بہتری جو مقصود ہے باوجود اسکے کہ دونوں جہان کے کاروبار کا تعلق انبیاء عم کے ساتھ جو بہترین مخلوق ہیں مراد رہا ہے یہ عموم محل اور خیریت مراد کلام مذکور میں دونوں اسی کلام شفاعت انبیاء کی نسبت تقاضا اور خواہش کرتے ہیں ماذون شفاعت وہی ہوگا جو شاہد حق ہوگا یعنی شفاعت کی اجازت انکو ہوگی جو حق کیساتھ شاہد ہوگا جیسا کہ حق سبحانہ نے ارشاد کیا سورۂ زخرف رکوع ہفتم میں لا یملک الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون ٥ یعنی جو لوگ خدا عز وجل کے سوا کسی اور کو پوجتے ہیں انکو اختیار شفاعت نہ ہوگا مگر اسکو اختیار شفاعت ہوگا جسنے حق کی گواہی دی یعنی اُس چیز کی جو حق ہے۔ اور وہ پوچھے جاتے ہیں کہ شفاعت اختیاری شاہد حق کو سوا نہیں ہے یعنی جو سچے حق کے نگران ہیں دوسرے کو اختیار شفاعت نہیں یا دو قیامت میں معلوم کر لینگے۔ معلوم ہو کہ جملہ وقال صوابا کا عطف جملہ شرطیہ یتکلم من اذن له الرحمن پیہ ہے جو بعد الا حرف استثنا کے ہے مع تقدیر جزا کی ہے کہ اسمیں یتکلم جزا مقدم مقدر ہے۔ اور مع شرط موخر بلفظ من کی جو متضمن شرط ہے کلام سابق کے قرینہ یعنی یتکلم من اذن له الرحمن ہے اور بقرینہ تغایر جزا کی اپنی نسبت کے بسبب تغایر شرط کو لفظ من کے سبب سے کہ متضمن شرط مفید تکثر ہوا اور بسبب تغایر مشروطہ کے یعنی جیسے ساتھ شرط لگائی گئی ہے کہ وہ قال صوابا ہے عطف صحیح ہونیکے سبب سے جملہ مشروطہ سابق پر کہ من اذن له الرحمن ہے پس یہ عطف قال صوابا کا جملہ شرطیہ پر بوجوہ مذکورہ کے سبب ان تقدیرات مذکورہ کا اس نظم کریمہ میں مستلزم ہے جیسا ان آیات میں حق سبحانہ نے سورۂ زمر رکوع چہارم میں والذی جاء بالصدق وصدق به الآیہ یعنی اور جو سچائی کو لایا اور جسنے اُس سچائی کو سچ مانا وہی لوگ متقی ہیں کہ اسمیں لفظ صدق پر الذی مقدر کیا گیا کیونکہ بسبب فاعل متوحد ہونیکے کہ لازم اجمال ہے اسکا عطف جاء پر صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ دونوں فعلوں کا ایک فاعل ہونیسے جملہ مہمل ہو جائیگا۔ اور عطف صدق کا جاء پر صحیح نہ آئیگا لہذا تقدیر الذی لازمی ہوگی۔

وفرمود سبحانہ یا حسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت من السٰخرین۝ او تقول لو ان اللہ ہدانی لکنت من المتقین۝ الآیہ بتقدیر نفس ای تقول نفس غیر التی قالت یا حسرتیٰ بعدم صحۃ تردید بفاعل واحد از بہر آنکہ کلام بعلم واقع است نہ بجہل و تردید بفاعل واحد لازم جہل است و نیز تردید بر قول است کہ مقتضی فاعل خاص مشار از جنسیۃ نفس است نہ بر مقولہ و اگر تردید بر مقولہ شود تکرار قول فضول خلاف فصاحت است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وفرمود سبحانہ فمنہم شقی وسعید الآیہ بتقدیر منہم ای ومنہم سعیدٌ بعدم صحۃ عطف بر شقی بنا بر اجتماع ضد و چنانکہ گوئی اکرم من اکرمنی واہانی بتقدیر من ای من اہانتی ازین نظائر استدلال است بر صحۃ تقدیر بعدم صحۃ عطف و تردید ہد بعدم صحۃ عطف بر جملۂ مشروطہ سابق شی یعنی من اذن لہ الرحمٰن

ترجمہ۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ زمر رکوع چھ میں ان تقول نفسٌ یا حسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ وان کنت من السٰخرین۝ او تقول لو ان اللہ ہدانی لکنت من المتقین۝ الآیہ یعنی یہ کہ کہیگا نفس اے افسوس اسپر جو میں نے کمی کیا خدا کیطرف میں کہ میں مسخرہ پن ہی کرتا رہا۔ اور پشتار رہا یا یہ کہیگا کہ اگر خدا یقینی مجھکو راہ بتاتا میں ضرور متقین سے ہوتا۔ اسمیں بعد تقول لفظ نفس مقدر ہے یعنی تقول نفس غیر التی قالت یا حسرتیٰ لو ان اللہ کہ کہیگا یہ نفس جو غیر ہے اسکا جسنے یا حسرتیٰ کہا تھا کہ اگر خدا یقینی مجھکو راہ بتاتا آخر تک۔ کیونکہ ایک ہی فاعل میں تردید صحیح نہیں ہوسکتی اسلئے کہ کلام علم میں واقع ہے نہ جہل میں اور ایک ہی فاعل سے تردید جہل کو لازم ہے۔ اور عدم صحت تردید اسوجہ میں بھی ہے کہ تردید قول پر ہے کہ مقتضا خاص فاعل کا ہے کہ مشار ہے جنسیت نفس کا یعنی وہ قول کہ خاص فاعل جسکو چاہتا ہے کہ جسکی طرف جنسیت نفس سے اشارہ ہو رہا ہے۔ اور اگر تردید مقولہ پر ہوئے تو اس قول تقول کی تکرار فضول فصاحت کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ ہود رکوع نو میں فمنہم شقی وسعید الآیہ پس انہیں سے بعض بدبخت ہیں اور بعض انہیں سے نیک بخت۔ کہ اسمیں پہلے لفظ سعید سے منہم مقدر ہے کیونکہ اجتماع ضد کے سبب سعید کا شقی پر عطف صحیح نہیں آتا پس بنا بر تقدیر عبارت کے یہ یوں ہے فمنہم شقی ومنہم سعید اور جیسا کہ کہنے میں آتا ہے اکرم من اکرمنی واہانی یعنی میں عزت کرونگا اس کی جو میری عزت کرے گا اور جو میری اہانت کرے گا۔ ان نظیروں اور مثالوں سے تقدیر عبارت کے صحیح ہونے پر۔ عطف اور تردید کے صحیح نہونیکی وجہ میں دلیل اختیار کی ہے تاکہ قال صوابا مشروطہ کا عطف جملہ مشروطہ سابق من اذن لہ الرحمٰن پر صحیح ہو جاوے

ھ پس تقدیر نظم چنیں باشد الا یتکلم ممن اذن له الرحمن و یتکلم و من قال صوابا
بدانکه توجیه عدم صحت عطف بر جمله مشروط به ش یعنی من اذن له الرحمن
ھ این است اگر من اذن له الرحمن شاهد بحق است و قائل صواب نیز ش
شاهد بحق است ھ باتحاد معنوی اهمال عطف اظهر است و اگر قول صواب
مغایر شهادت بحق است زیادت قول صواب بر شهادت بحق موقوف الیه شفاعة
و اذن شفاعة شرط بی فائده است چه قائل صواب بغیر شهادت بحق تشفیع
و مشفوع له نتواند شد و اذن شفاعة بشاهد بحق خود کافی است ورنه مهمل باشد
باحتیاجش بقول صواب پس ناچار رجوع افتد بعطف بر جمله ش ای یتکلم من اذن
له الرحمن ھ و تقدیر ش جزا یعنی یتکلم ھ و شرط ش بلفظ من ھ و تغایر ش جزا به نسبتش
بتغایر شرط بلفظ من متضمن شرط مفید تکثر و مشروط به یعنی قال صوابا ھ مذکور ش و در صدد متن چنانچه
در شرح گفته شد ھ و اگر واو حالیه گرفته شد مفید معنی خصوص اذن بقائل قول صواب تواند شد

ترجمہ - پس تقدیر نظم کریمہ مذکور کی اسطرح ہوگی لا یتکلمون الا یتکلم من اذن له الرحمن و یتکلم
من قال صوابا ۔ معلوم ہو کہ توجیہ جملہ مشروط بہ من اذن له الرحمن پر عطف صحیح نہ ہونیکی یہ ہے اگر من اذن له الرحمن شاہد
بحق ہے۔ اور قائل صواب بھی شاہد بحق ہے تو معنوی اتحاد کے سبب عطف کا اہمال بخوبی ظاہر ہے۔ اور اگر قول صواب
شہادت بحق کا مغائر ہے تو شہادت بحق پر کہ اسی پر شفاعت اور اذن شفاعت موقوف ہے قول صواب کی زیادتی
شرط بیفائدہ ہے اسلئے کہ صواب کہنے والا بغیر شہادت بحق کے شفیع اور مشفوع لہ نہیں ہو سکتا یعنی نہ وہ
شفاعت کر سکتا ہے نہ اسکی شفاعت ہو سکتی ہے۔ اور اذن شفاعت خود شاہد بحق کیساتھ کافی ہے ورنہ قول
صواب کیطرف اسکی احتیاج ہونیکے سبب اذن مہمل ہوگا۔ پس ناچار رجوع کرنا پڑے گا عطف بر جملہ یعنی یتکلم
من اذن له الرحمن کی جانب اور تقدیر جزا کی طرف کہ یتکلم ہے۔ اور شرط کی جانب لفظ من سے اور تغائر مذکور
کی جانب یعنی یہ کہ تغائر جزا کا اپنی نسبت میں شرط کے تغائر کے ساتھ ہو۔ لفظ من سے کہ متضمن شرط مفید تکثر
ہے اور تغائر مشروط بہ یعنی قال صوابا کے ساتھ ہو رجوع کرنا ہوگا ورنہ عطف اس مشروط بہ کا مشروط بہ
سابق پر صحیح نہ ہوگا۔ جیسا کہ شرح میں کہا گیا اسی طرح کہ اب تشریح میں بیان کیا گیا۔ اور اگر و قال
صوابا میں واو حالیہ مانا جاوے تو قول صواب کے قائل کے سبب
خصوص اذن کے معنی کو مفید ہو سکتا ہے یعنی قول صواب کے
کہنے والیکے سبب اذن کے خاص معنی ہونیکا نفع حاصل ہو سکتا ہے۔

و در یں صورت نہ عطف است و اہمال ولکن صحۃ نفی ش لایتکلمون ھ بعدم ثبوت متقدم نتواند شد و نیز اگر یتکلمون تقدیر کردہ شود ش در جملۂ مستثنیٰ ھ و من مفعول لہ نبودن لام بر مفعول لہ ش در ینجا ھ خلاف اصل است و حذف مضاف مع لام ای لشفاعۃ من ش اذن لہ الرحمن تطویل بی دلالت و بی ضرورت است و زیادت بی فائدہ قول صواب و اہمال اذن ش باحتیاج بقول صواب ھ ہمچنان ش کہ مذکور شد ھ و اگر یتکلم تقدیر کردہ شد باقتضای فعل ش یعنی یتکلم مر فاعل را بمراد تشفیع مانع مفعولیۃ لہ من بمراد مشفوع لہ است لکن ش چہ نتواند شد کہ ہمان تشفیع باشد و ہمان مشفوع لہ و نیز قول صواب بہر وجہ توافق و تخالف شرط مفعولیۃ لہ من را مانع ش چہ مشفوعیۃ موقوف بر شہادت بحق است نہ بر قول صواب ھ و فاعلی دیگر معلوم نہ و سخن در لام ش بر مفعول لہ ھ و حذف ش مضاف ای شفاعۃ من اذن لہ ھ و زیادت ش بیفائدہ قول صواب ھ و اہمال ش اذن ھ ہمچنان ش کہ بالا مذکور شد ھ و نیز بدانکہ صواب در مرتبۂ ابتغاء ش مجوز جواز ھ است کہ خالفش خاطی است و شہادت بحق در مرتبۂ وجوب ش مانع جواز ھ کہ خالفش عاصی پس صواب بمعنی شہادت بحق نتواند شد

ترجمہ: اور اس صورت میں عطف و اہمال دونوں نہیں ہیں ولیکن لایتکلمون کی نفی کی صحت ثبوت متقدم ہونیکے سبب نہو سکیگی۔ اور اگر جملۂ مستثنیٰ میں یتکلمون ہی مقدر کر لیا جاوے اور مَنْ اسکا مفعول لہ تو یہاں مفعول لہ پر لام کا نہونا اصل کے خلاف ہوا اور حذف مضاف مع لام اس تقدیر پر کہ الا لایتکلمون بشفاعۃ من اذن لہ الرحمن محض تطویل یعنی طول کلامی بے دلالت و بیضرورت ہے۔ اور قول صواب کی بیفائدہ زیادتی اور اذن کا اہمال اسکے محتاج ہونے سے قول صواب کیطرف ویسا ہی ہے کہ مذکور ہوا۔ اگر یتکلم مقدر کیا جاوے بسبب خواہش کرنے فعل یتکلم کے خاص فاعل کو مراد تشفیع پر تو یہ فعل مَنْ کے مفعول لہ ہونے کا مراد مشفوع لہ پر مانع ہے کیونکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہی تشفیع ہووے وہی مشفوع لہ اور قول صواب بھی ہر وجہ موافقت اور مخالفت شرط میں مَنْ کے مفعول لہ ہونے کا مانع ہے کیونکہ مشفوع ہونا شہادت بحق پر موقوف ہے نہ قول صواب پر۔ اور کوئی دوسرا فاعل معلوم نہیں۔ اور کلام لام میں مفعول لہ پر اور حذف مضاف یعنی بشفاعۃ من اذن لہ اور زیادت بیفائدہ قول صواب کے اور اذن کا اہمال اسیطرح ہے جیسا اوپر مذکور ہو چکا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ صواب مرتبۂ ابتغاء و تلاش میں مجوز جواز ہے یعنی ایسے مرتبہ میں ہے جو جواز کا جائز کرنیوالا ہے کہ اسکا خلاف کرنیوالا خاطی یعنی بھولنے والا ہے۔ اور شہادت بحق مرتبۂ وجوب میں مانع جواز ہے۔ یعنی ایسے مرتبہ میں ہے جو جواز کو منع کرتا ہو کہ اسکا خلاف کرنیوالا عاصی یعنی گنہگار ہے۔ پس صواب شہادت بحق کے معنی میں نہیں ہو سکتا ہے۔

ونیز بتقدیر تکلم اخراج بعض ملائکہ از قول صواب بمراد شہادت بحق کہ باشارت خلاف شرط است باطل مگر اخراج روح انسان آنجا است کہ از روح روح انسان مراد است واز صواب کلام شفاعت ومصیب بقول یارب امتی امتی حضرت رحمۃ للعالمین صلعم وشفاعتش صلعم نیز بعطف برجملہ بالاختیار نش نہ باذن ھ وثبوت متقدم مرنفی لایتکلمون را واز فصاحت وبلاغت این کریمہ است کہ جواب مدعیان نش است آنکہ اعتقاد کند شفاعت را از غیر شاہد بحق وآنکہ اعتقاد کند شفاعت را از شاہد بحق بی شفاعت حضرت نبی الرحمۃ صلعم ھ ازان پیدا است کہ نفی کلام شفاعت از غیر شاہد بحق است بنا بر تحصیر اذن بشاہد بحق وثبوت کلام شفاعت بشاہد بعد شفاعت اختیاری حضرت نبی الرحمۃ صلعم است بنا بر اقتضائے نفی مر ثبوت متقدم را واز ذکر رحمٰن اشارت است برحمۃ بیشتر بواسطہ شفاعتی یا بواسطہ تقمنی بر مستحقان آمرزش تم المرام بالسلام وگفتہ شد کہ روح ملکی عظیم الجسد ونیز جبرئیل عم ونیز خلقی غیر ایشان

ترجمہ: اور تکلم کے مقدر کرنے پر بھی بعض ملائکہ کا قول صواب سے نکلنا شہادت بحق کی مراد پر کہ خلاف شرط کی اشارت پر ہے۔ باطل ہے مگر روح انسان کا اخراج یہیں سے ہے یہ بات کہ روح سے مراد روح انسان ہے اور صواب سے مراد کلام شفاعت اور مصیبت یعنی شفاعت کرنیوالے یارب امتی امتی کے قول سے حضرت رحمۃ للعالمین صلعم ہیں اور آپکی شفاعت بھی بنا بر عطف برجملہ الاختیار ہے نہ باذن اور یہ خاص نفی لایتکلمون کیلئے ثبوت متقدم ہے اور اس کریمہ کی فصاحت و بلاغت سے یہ ہے کہ ان مدعیوں کا جواب جو اعتقاد کرتے ہیں شفاعت کا غیر شاہد بحق سے اور جو اعتقاد کرتے ہیں شفاعت کا شاہد بحق سے جیسے شفاعت حضرت نبی رحمت کے صلعم۔ اسی کریمہ سے ظاہر ہے کیونکہ کلام شفاعت کی نفی غیر شاہد بحق سے ہے بسبب اذن کے منحصر ہو جانیکے شاہد بحق کے ساتھ اور ثبوت کلام شفاعت کا شاہد بحق سے بعد شفاعت اختیاری حضرت نبی الرحمت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ کیونکہ نفی ثبوت متقدم کے خاص متقاضی ہے اور لفظ رحمٰن کے ذکر سے اشارہ ہے زیادتی رحمت پر کسی شفاعت کے واسطہ سے یا کسی تقمن کے واسطہ سے بخشش کے مستحقوں پر مقصود سلامتی کے ساتھ پورا ہوا اور کہا گیا کہ روح ایک عظیم الجسد فرشتہ ہے اور یہ بھی کہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور یہ بھی کہ غیر ان کے کوئی مخلوق ہے۔

پس ایں اختلاف منتخب درومند ہم در جنس اختلاف سلف با فارق ولیل است واللہ سبحانہ
یعلمہم الحق بالصواب وہو الغفور الرحیم باید دانست کریمہ یومئذٍ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ
الرحمٰن ورضی لہ قولاً ۝ با کریمہ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون الخ متوافق المعنی و
متوافق الوارد است تنبیہ مخصوص کریمہ یومئذٍ لا تنفع الشفاعۃ الخ باید دانست کہ صلہ رضی
بعن مستعمل است و درینجا بلام است پس مقتضی تخصیص قائل بقول رضا است و قائل بمقولہ رضا ای شاہد
بآنچہ اعتقاد اہل سنۃ وجماعۃ است عام است و قائل بمقولہ رضا اعنی شفاعۃ
باقتضائے محل خاص است وثبوت متقدم برائے صحۃ نفی و عموم مقولہ بعموم
قول ہم نافی تخصیص قائل نیست و از رضی لہ قولاً ظاہر است کہ استغفار برائے
مومن از مرضیات غفار است و نیز باید دانست کہ دریں کریمہ اگر وا و حالیہ گرفتہ شود
مفید معنی خصوص اذن بقائل قول رضا تواند شد و درینصورت نہ عطف است نہ اہمال
ولکن صحۃ نفی نفع لا تنفع الشفاعۃ بعدم ثبوت متقدم نتواند شد و نیز باید دانست صورت تقدیر نظم

ترجمہ۔ پس یہ اختلاف درومند کا بھی سلف کے جنس اختلاف میں فارق دلیل کیساتھ ہے واللہ سبحانہ
یعلم الحق بالصواب وھو الغفور الرحیم یعنی اور خدا پاک درستی کیساتھ حق کو جانتا ہے اور وہی
بخشنے والا مہربان ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ یہ کریمہ جو سورہ طٰہٰ رکوع چھ میں ہے یومئذٍ لا تنفع الشفاعۃ الا
من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولاً ۝ یعنی اسدن شفاعت نفع نہ دیگی۔ مگر اسکو جسکو رحمان نے اجازت دی اور
راضی ہوگیا۔ اسکے لئے قول کو یا جسکی بات پسند کی۔ کریمہ مذکور یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون
آخر تک کیساتھ متوافق المعنی اور متوافق الوارد ہے یعنی ان دونوں کے معنی میں بھی موافقت ہے اور وارد یعنی جو کچھ اُن پر
اعتراض ہوتے ہیں اسمیں بھی موافقت ہے۔ تنبیہ کہ اسی آیت کریمہ یومئذٍ لا تنفع الشفاعۃ الخ کو مخصوص ہے
جاننا چاہیئے کہ رضی کا صلہ عن کیساتھ مستعمل ہے اور یہاں لام کیساتھ ہے پس یہ صلہ لام قول رضا کی قائل کی تخصیص کا مقتضی ہے
اور مقولہ رضا کا کہنے والا عام ہے جبکہ مراد اس سے شاہد ہو اس چیز کا کہ اعتقاد اہل سنت وجماعت ہے اور قائل مقولہ رضا کا جبکہ مراد اس
سے شفاعت ہو اقتضائے محل کے سبب خاص ہے۔ اور صحۃ نفی کیلئے ثبوت متقدم اور عموم قول کیساتھ عموم مقولہ بھی قائل کی تخصیص کا
نافی نہیں ہے۔ اور رضی لہ قولاً سے ظاہر ہے کہ مومن کیواسطے مغفرت چاہنا غفار کی مرضیات یعنی پسندیدگیوں سے ہے اور یہ بھی معلوم
ہو کہ اس کریمہ میں اگر واؤ کو حالیہ مان لیا جاوے تو بسبب قائل قول رضا کے خصوص اذن کے معنی کا مفید ہوسکتا ہے اس
صورت میں نہ عطف ہے نہ اہمال ہے ولیکن نفی لا تنفع الشفاعۃ کی صحت ثبوت متقدم نہونیکے سبب نہیں ہوسکتی
اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ تقدیر نظم جبکہ یوں ہے کہ۔

بدلا تنفع الشفاعة لاحدٍ الا تنفع لمن اذن له الرحمن وهو رضی له قولاً خصوص مفعول ای من اذن له الرحمن است لاکن عموم فاعل است از قائل مقوله رضا و غیر ان که در استثنا، و طرف غیر قائل مقوله رضا معارض ثابت شرعی نش اعنی که غیر قائل مقوله رضا ای غیر شاہد بحق مشفع نتواند شد ھ است فکیف العموم و دلیلی بر خصوص قائل مقوله رضا یافته نمیشو و فکیف الخصوص و مقوله رضا ہم عام است از ینجا است که فاسق بفعل خلاف رضا مشفوع له تواند شد نه فاسق بقول خلاف رضا نش و دریں اشارتست به تردید قول معتزله که باستدلال ایں کریمه گفتند که فاسق بفعل مشفوع له نخواهد شد ھ و در صورت تقدیر نظم به لا تنفع الشفاعة من احدٍ الا تنفع ممن اذن له الرحمن و ہو رضی له قولاً خصوص فاعل ای من اذن له الرحمن است لاکن عموم مفعول است از قائل مقوله رضا و غیر آں که در استثنا، و طرف غیر قائل مقوله رضا معارض ثابت شرعی نش اعنی که غیر قائل مقوله رضا ای غیر شاہد بحق مشفوع له نتواند شد ھ است فکیف العموم

ترجمہ لا تنفع الشفاعة لاحدٍ الا تنفع لمن اذن له الرحمن وهو رضی له قولاً ٥ یعنی شفاعت نفع نہ دیگی کسیکو مگر نفع دیگی اس خلق کو جسکو رحمن نے اجازت دیدی اور وہ جسکی بات پسند آئی، تو اس صورت میں مفعول یعنی مَن اَذِنَ لہ الرحمن کا خصوص ہے لیکن مقولہ رضا کے کہنے والے اور نہ کہنے والے فاعل کا عموم ہے کہ وہ استثنا میں مقولہ رضا کہنے والیکی طرف میں ثابت شرعی کا معارض ہے۔ مراد یہ ہے کہ مقولہ رضا کا نہ کہنے والا جبکہ شاہد بحق نہیں ہے شفیع نہیں ہوسکتا ہے تو عموم کیسے ہوسکتا ہے اور مقولہ رضا کے کہنے والیکے خصوص پہ کوئی دلیل پائی نہیں جاتی ہے تو خصوص کیسے ہے اور مقولہ رضا بھی عام ہے یہیں سے یہ امر ہے کہ فاسق خلاف رضا فعل کے سبب مشفوع لہ ہوسکتا ہے نہ فاسق خلاف رضا قول کے سبب۔ اسمیں قول معتزلہ کی تردید کیطرف اشارہ ہے کہ انھوں نے اسی کریمہ کو دلیل لیکر کہا کہ فاسق فعل کے سبب مشفوع لہ نہوگا۔ اور تقدیر نظم اسصورت میں کہ لا تنفع الشفاعة من احدٍ الا تنفع ممن اذن له الرحمن وهو رضی له قولاً ٥ یعنی شفاعت نفع نہ دے گی کسی سے مگر نفع دیگی اس سے جسکو خاص رحمن نے رخصت دیدی ہے اور وہ جسکی بات اسنے پسند کی فاعل یعنی مَن اَذِنَ لہ الرحمن کا خصوص ہے لیکن مقولہ رضا کہنے والے اور نہ کہنے والیکے سبب مفعول کا عموم ہے کہ وہ استثنا میں مقولہ رضا کہنے والیکی طرف میں ثابت شرعی کا معارض ہے۔ مراد یہ کہ مقولہ رضا نہ کہنے والا کہ شاہد بحق نہیں ہے مشفوع لہ نہیں ہوسکتا تو عموم کیسے ہوسکتا ہے۔

ودلیلی برخصوص یافتہ نمی شود فکیف الخصوص وعموم مقولہ رضا ہم بعموم قول ازینجا است
کہ مومن فاسق بفعل خلاف رضا شفیع تواند شد مگر بعد مغفرت خودش نہ فاسق بقول
خلاف رضا ودر صورت تقدیر نظم بہ لا تنفع الشفاعۃ من احدٍ لاحدٍ الا اذن لہ الرحمٰن و
ہو رضی لہ قولاً خصوص فاعل ومفعول است لاکن صحۃ نفی مثل لا تنفع الشفاعۃ ھ
بعدم ثبوت متقدم نتواند شد پس ناچار رجوع شود بتوافق معنی کریمہ یوم یقوم الروح
الخ چنانکہ مذکور شد وباید دانست یومئذٍ عام است ولکن بمراد روز قیامت
مخصوص المحل است ومفعول ثانی ای مشفوع بحذفش متوسع است ولیکن
بمراد نجات درکات وترقی درجات مخصوص المحل است مثل اگر بعموم یومئذٍ وتوسع
مفعول ثانی نظر کردہ شود شفاعۃ عامۃ الزمان وعامۃ المشفوع است ھ واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب اللّٰہم صل وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ۔ اور قائل مقولہ رضا کے خصوص پر کوئی دلیل پائی نہیں جاتی تو خصوص کیسے ہے اور عموم قول کے سبب
مقولہ رضا کا بھی عموم ہے یہیں سے یہ مسئلہ ہے کہ مومن فاسق باوجود فعل خلاف رضا کے شفیع ہوسکتا ہے مگر اپنی آپکی مغفرت
کے بعد نہ وہ فاسق جسکا قول خلاف رضا ہوا اور تقدیر نظم کی اس صورت میں کہ لا تنفع الشفاعۃ من احدٍ لاحدٍ
الا تنفع من احدٍ لاحدٍ الا اذن لہ الرحمٰن وھو رضی لہ قولاً یعنی شفاعت نفع نہ دیگی کسی سے کسیکو مگر نفع دیگی ہر ایک سے
ہر ایک کو واسطے جسکے لیے رحمٰن رخصت دیدے اور وہ جسکی بات اس نے پسند کی۔ فاعل اور مفعول دونوں کا خصوص
ہے لیکن نفی لا تنفع الشفاعۃ کی ثبوت متقدم ہونیکے سبب صحیح نہیں ہوسکتی۔ پس ناچار معنی کریمہ یوم یقوم الروح الخ
کے توافق یعنی موافق ہونیکی طرف رجوع ہوگا جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور جاننا چاہیے لفظ یومئذٍ عام ہے لیکن دن
قیامت کی مراد پر مخصوص المحل ہے۔ اور مفعول دوم یعنی مشفوع اپنے حذف کے سبب متوسع ہے ولیکن نجات
جنت دوزخ کی مراد پر اور ترقی درجات جنت کی مراد پر مخصوص المحل ہے۔ اگر عموم یومئذٍ اور توسع مفعول
ثانی پر نظر کیجاوے تو شفاعت عامۃ الزمان اور عامۃ المشفوع ہے یعنی عام زمانہ میں عام مشفوع
کے لیے شفاعت ثابت ہے۔ اور خدائے برتر ہی
صواب و درستی کو خوب جانتا ہے۔ اللّٰہم صل
وسلم علی محمدٍ نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ الی آخر الآیہ فاولئک ہم الفاسقون ۔ باثبات عظمۃ و فضل حضرت نبی الانبیاء بر غیرش علیہ و علیہم الصلوٰۃ و السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین شعر

ببین عظمت سرور انبیاء ۔ حبیب خدا مظہر کبریا

بدانکہ یاد دہانید اللہ تعالیٰ حبیب خود را تشریفاً بالخطاب و غیرش را تنبیہاً بالمراد از عظمتش بر غیرش باوصاف کاملش بنا بر مظہریۃ تامش و بسببیہ تکمیل معرفۃ اللہ تعالیٰ بمعرفۃ ذاتش صلعم و ظاہر کردش ای آن عظمۃ را در عالم شہود چنانکہ ظاہر کردش در وقت میثاق

ترجمہ۔ ذکر بیان تفسیر کریمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ کا آخر تک جسمیں حضرت نبی الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ و السلام کی عظمت و فضل کا اثبات ہے آپ کے غیر پر ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین شعر ببین عظمت سرور انبیاء ۔ حبیب خدا مظہر کبریا ۔ ترجمہ ۔ سردار انبیاء کی عظمت کو دیکھ تو تو ۔ مظہر حبیب حق کی شوکت کو دیکھ تو تو ۔ معلوم ہو کہ خدائے برتر نے اپنے حبیب کو تشریف خطاب عنایت کرکے اور مقصود و مراد میں آپ کے غیر کو بطور تنبیہ یاد دہانی فرمائی ۔ آپ کی عظمت کی نسبت جو آپ کے غیر پر آپ کو اپنے اوصاف کامل میں حاصل ہے بسبب آپ کے مظہر تام ہونے کے اور آپ کی ذات کی معرفت کو معرفت خدائے تعالیٰ کی تکمیل کا سبب واقع ہونیکے ۔ اور ظاہر فرمایا آپکی عظمت کو عالم شہود میں جیسا کہ میثاق کیوقت میں اُس کو ظاہر کیا کہ فرمایا خدائے برتر نے سورہ آل عمران

رکوع نو

میں

قال اللہ تعالےٰ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أ اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین ٥ فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ٥ بآید دانست اخذ موکد باصل لغت ممنوع الجواز است ش پس خلاف اخذ جائز نباشد ھ میثاق مصدر میمی بمعنی استوار داشتن است پس مخصوص باشد بذکر مضاف الیہ ش فاعل یا مفعول کہ مقتضائے مصدر است ھ پس بدلالۃ نظم ش اے اخذ ھ بمعنی استوار داشتن عہد است و آیں اخذ میثاق خاص از انبیاء غیر رسول جائے است ش چنانکہ از استثناء بلکہ در معنی جاءکم مذکور خواہد شد ان شاء اللہ تعالےٰ واضح است ھ نہ از غیر شان چہ دلالتی بر غیر شان نیست نہ از صراحۃ نظم چنانکہ ظاہر است نہ از وجہ فصاحت و بلاغت کما فی قولہ تعالیٰ

ترجمہ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ قال أ اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین۔ فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون یعنی یاد کیجئے اے حبیب جبکہ خدا نے عہد و اقرار کی مضبوطی انبیاء سے لی اس چیز کی کہ البتہ جب ایسا ہو کہ میں تمکو کتاب و حکمت دوں تو ضرور ہے تم انکو لوگوں کو سکھلاؤ پھر جب ایسا ہو کہ ایک رسول ایسا کہ مصدق ہوگا اس چیز کا جو تمھارے ساتھ ہوگی آئے تو تم اسپر ضرور ایمان لانا اور اسکی ضرور مدد کرنا تو فرمایا جب ایسا ہی تو کیا تمنے اسپر اقرار کرلیا اور اسپر میرے عہد کی مضبوطی کو مان لیا یا قبول کیا۔ بولے کہ ہمنے اقرار کیا تو فرمایا اب تم شاہد ہو اور میں بھی تمھارے ساتھ شاہد ہوں پھر جو کوئی اسکے بعد پھرا تو وہی لوگ ہیں فاسق و نافرمان۔ سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اخذ آیت مذکور میں باعتبار اصل لغت مؤکد ممنوع الجواز ہے۔ پس اخذ کا خلاف یعنی خلاف عہد و قرار جائز نہوگا۔ اور لفظ میثاق مصدر میمی ہے جسکے معنی استوار داشتن یعنی مضبوط رکھنے کے ہیں پس یہ مصدر بسبب اقتضاء و خواہش فاعل یا مفعول کے ذکر مضاف الیہ کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ پس دلالت نظم یعنی اخذ سے مضاف الیہ میثاق کا لفظ عہد ہے جس سے مراد مضبوط رکھنا ہو عہد و قرار کا اور یہ اخذ میثاق یعنی عہد کی مضبوطی کا قبول کرانا۔ خاص انبیاء سے ہے سوائے آنیوالے رسول کے جیسا کہ اسکا حال واضح ہے اس استثناء سے جو معنی جاءکم میں اگر خدا نے چاہا تو مذکور ہوگا۔ نہ اخذ میثاق غیر انبیاء سے ہے اس لئے کہ ان کے غیر پر کوئی دلالت نہیں ہے۔ نہ صراحت نظم سے جیسا کہ ظاہر ہے کہ اخذ میثاق انبیاء سے ہے نہ فصاحت و بلاغت کیوجہ سے غیر انبیاء پر دلالت ہوتی ہے جیسا کہ خدا کے تعالیٰ کے قول میں۔

بیان معنی آیۂ میثاق

الا انہا قربۃ لہم بحذف مضاف اے وسیلۃ قربۃ فصلاً للمضاف ونیز از وجہ
خصوصیۃ خطاب باللطف کما فی قولہ تعالے یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء الایۃ
تخصوص الخطاب بالمعاملہ بغیر حضرتش صلعم است بدلالۃ ضمیر جمع مخاطب ش فی
طلقتم ہو ولئن اشرکت لیحبطن عملک ط تخصوص الخطاب باللطف حضرت حبیب
الرحمن است صلعم بدلالۃ عصمتش صلعم و مخصوص المعاملہ بغیرش صلعم بدلالۃ امکان شرک
نہ بخطاب فرضاً و تقدیراً مخالف عظمتش صلعم و نیز تحقیق شرط و جزا ش بدلالۃ ازماضی
ای اشرکت و مضارع بالام تاکید و نون ثقیلہ ہو مانع فرض و تقدیر ش چہ
فرض و تقدیر در غیر محقق تواند شد نہ در محقق ہو بخلاف ومن یقل منہم انی الہ
من دونہ فذلک نجزیہ جہنم ش کہ مانع فرض و تقدیر نیست ہو چہ ایں
کلام است بمقابلہ آنانکہ ملائکہ را الہ گفتند نہ آنانکہ خطاب است بملائکہ پس فرض و تقدیر
را گنجایش است در معارضہ و بصیغہ غیر محقق

ترجمہ ـ الا انہا قربۃ لہم یعنی آگاہ ہو کہ وہی رحمت وسیلہ قربت تحقق الحقیقت ان کے لئے ہو یہاں لفظ وسیلہ بغرض مبالغہ مذکور نہوا یعنی یہ وسیلہ کہ
گویا قربت ہی ہے اس قربت سے حاصل کرنیکو بایہ فصل مضاف مذکور نہوا تاکہ اس قربت کا متحقق ہونا ثابت ہو اور یہ کہ وسیلے کی فضیلت پر دلیل ہو جائے
چنانچہ اسکی تفصیل ذکر شفاعت میں تفسیر کریمہ من الاعراب من یؤمن الخ میں کہ آخر سورۂ توبہ رکوع بارہ میں ہے مذکور ہو وہاں دیکھو اور نیز خصوصیت خطاب
کی وجہ سے دلالت ہو غیر انبیا پر انکی لیاقت کی جیسا کہ خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ سورۂ طلاق میں ہے دلالت غیر پر یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء الآیۃ یعنی کہ
تم عورتوں کو طلاق دو آخر تک کہ اسمیں مخصوص خطاب بلطف حضرت حبیب رحمان صلعم ہیں۔ اور مخصوص خطاب بمعاملہ آنحضرت صلعم کے سوا آپکے غیر ہیں کہ ضمیر جمع مخاطب جو
فعل طلقتم میں موجود ہے اس آپکے غیر کیطرف خطاب معاملہ ہونیکی دلالت ہو رہی ہے۔ اور اس قول جلشانہ میں جو سورۂ زمر رکوع سات میں ہے لئن اشرکت لیحبطن
عملک یعنی ضرور اگر تو شرک کریگا تو تیری عمل ضرور حبط و برباد ہو جائینگے۔ اسمیں بسبب لطف مخصوص خطاب حضرت حبیب الرحمن صلعم ہیں بسبب آپکی دلالت عصمت
کے کہ مخاطب آپ سا مطہر اور بری ہونا چاہیئے۔ حالانکہ آپکی عصمت ایسے خطاب کی مانع ہو پس یہ خصوصیت خطاب برلطف ہے۔ اور مخصوص المعاملہ اس خطاب
میں آپکے غیر ہیں بدلالۃ امکان شرک کیونکہ آپکے غیر میں شرک کا امکان پر دلالت ہو سکتی ہو بسبب عدم عصمت کے نہ یہ کہ فرضاً و تقدیراً آپ ہی مخصوص المعاملہ بھی ہیں
کہ یہ امر حضرت صلعم کی عظمت کی مخالف ہے۔ اور نیز اسکی اس کلام میں شرط و جزا کا تحقق و موکد کرنا کہ فعل ماضی یعنی اشرکت ہے اور مضارع جو لام تاکید اور
نون ثقیلہ کیساتھ آیا ہو اسکے تحقق و تاکید پر دلالت ہو رہی ہے۔ فرض و تقدیر کا مانع ہو اسلئے کہ فرض و تقدیر غیر محقق میں ہو سکتی ہے نہ محقق میں بخلاف اس کے جو
کہ سورۂ انبیا رکوع دو میں ہے ومن یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم یعنی اور جو کوئی ان میں سے کہیگا کہ تحقیق
میں معبود ہوں اسکے علاوہ جنکو وے معبود مانتے ہیں پس یہ قول ایسا ہے جسکی جزا ہمنے جہنم مقرر کی ہے کیونکہ یہ کلام ان لوگوں کا مقابلہ
ہے جنھوں نے ملائکہ کو معبود کہا نہ یہ خطاب ملائکہ سے ہے پس اس کلام میں فرض و تقدیر کی گنجایش ہے کہ معارضہ میں واقع ہوا اور یہ کلام بصیغہ غیر محقق ہے

و ایتاء کتاب اصالتاً بالذات باشد یا اصالتاً بالعرض بہ تبع دون الاحتیاج
و ایتاء حکمۃ ہر اصالتاً بالذات است و بس مثل بدانکہ ایتاء کتاب بانبیاء
اصالتاً بالذات چنانست کہ تورات بحضرت موسیٰ عم و اصالتاً بالعرض بہ تبع
دون الاحتیاج چنانست کہ توراۃ بحضرت عزیز و غیرہ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام
و ایتاء حکمۃ اصالتاً بالذات است و بس نہ اصالتاً بالعرض و بغیر انبیاء بتبع مع
الاحتیاج است ھذا از خصوصیات انبیاء است پس بغیر شان کہ عرضاً بتبع مع الاحتیاج
است بی دلالتی منسوب نتواند شد مثل ای ایتاء کتاب و حکمۃ ھد چنانکہ در کریمہ
ان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم الایہ دلالۃ بقرینۂ محلی بر غیر انبیاء
است و در کریمہ الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و ان فریقاً
منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الایہ دلالۃ از نظم بر غیر انبیاء
است

ترجمہ — اور ایتاء کتاب یعنی کتاب کا دینا دو طرح پر ہے یا اصالتاً یا بالذات ہوتا ہے یا اصالتاً بالعرض تبع ہی اس بالذات کے بغیر احتیاج یعنی عرض جو بہ تبع ذات ہو بطور اصل ہو بغیر محتاج ذات ہو نیکے ہے اور ایتاء حکمت یعنی حکمت کا دینا کہ یہ اصالتاً بالذات ہی ہے اور بس چنانچہ معلوم ہو کہ انبیاء کو کتاب کا دینا اصالتاً بالذات اسطرح ہے جیسا توراۃ حضرت موسیٰ علیہم السلام کو کہ یہ کتاب اصل میں ذات موسیٰ علیہ السلام کو ہی مرحمت ہوئی۔ اور اصالتاً بالعرض بہ تبع دون الاحتیاج اسطرح ہے کہ حضرت عزیر وغیرہ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبع میں ملی کہ ان انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کو باعتبار انکی اصل نبوت کے بنی ہونیمیں احتیاج موسیٰ علیہ السلام کی نہیں ہوئی یعنی واقع ہوئی پس یہ تبع بالعرض ہے کہ اصل میں بدون احتیاج ہے اور حکمت کا دینا کہ اصالتاً بالذات ہی ہے اور بس یعنی اصالتاً بالعرض نہیں ہے جیسا مذکور ہوا۔ اب انکے سوا غیر انبیاء کو کتاب حکمت کا دینا بہ تبع مع الاحتیاج ہے انہیں اصل نبوت نہ ہونیکے سبب لہذا غیر انبیاء کتاب و حکمت حاصل کرینگی تبع انبیاء میں انبیاء کے محتاج ہیں پس لامحالہ یہ ایتاء حکمت بہ تبع انبیاء مع الاحتیاج ہے پس یہ ایتاء کتاب و حکمت کہ اصالتاً بالذات و اصالتاً بہ تبع دون الاحتیاج جو مذکور ہوئی خصوصیات انبیاء سے ہے پس انکے غیر کیطرف جو بطور عرض تبع ہیں مع احتیاج انبیاء ہے یہ ایتاء کتاب و حکمت بغیر کسی دلالت کے منسوب نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس کریمہ میں جو سورہ بقر رکوع سترہ میں ہے ان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم یعنی اور تحقیق وے جو کتاب دیئے گئے ہیں البتہ جانتے ہیں کہ بیشک یہ کتاب حق ہے کہ ان کے پروردگار کیطرف سے ہے آخر آیت تک۔ کہ غیر انبیاء پر قرینہ محلی سے دلالت موجود ہے اور اس کریمہ میں کہ سورہ بقر رکوع مذکور میں ہے الذین اٰتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و ان فریقاً منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون الآیہ یعنی وے جنکو ہمنے کتاب دی وے ویسا ہی پہچانتے ہیں اسکو جیسا اپنی اولاد کو اور بیشک انہیں سے ایک فریق البتہ حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں تا آخر کہ نظم کتاب سے غیر انبیاء پر دلالت ایتاء کتاب و حکمت موجود ہے۔

واین میثاق غیر است از میثاق ربوبیۃ و عبودیۃ کہ ظهورش معین و موقوف
عالم شهود و محل تکلیف است نہ عالم برزخ مثل پس ایمان بربوبیۃ و عبودیۃ بحالت
باس کہ ابتدائے عالم برزخ است معتبر نباشد و این خاص است بانبیاء غیر رسول
جای و میثاق ربوبیۃ و عبودیۃ عام است وانبیاء وغیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
پس خصوص رانخواہد و نیست بمعنی قسم چہ لفظ میثاق ولالۃ از لغۃ وہم از قرینہ نظم بر معنی
قسم نمیکند و نہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ساد مسد جواب قسم چہ در جواب قسم لام بر لتؤمنن کافی بود
پس بر لتنصرنہ زائد خلاف فصاحۃ بل بلاغۃ است و مفعول بضمیر جمع علیہا بدیہی چو والکم لاحق و
چون ساد مسد مشیر معنی ماسد مسدہ است استفهام لاحق از بہر چیست النبیین جمع نبی اسم صفۃ
عام است والف ولام عهد ذہنی بران باقتضاء استثناء معنوی فاعل مضاف الیہ مصدر است
و تواند شد کہ ازین عهد مراد انبیاء اولو العزم باشد بدلالۃ ایتاء کتاب وحکمۃ اصالتاً بالذات
پس دیگران در تبع ایشان باشند بالصالۃ

ترجمہ - اور یہ میثاق جو آیت مذکورہ اخذ میثاق میں انبیاء سے واقع ہوا ہے یہ غیر ہو اُس میثاق سے جو ربوبیت اور عبودیت کی نسبت واقع ہوا ہے کیونکہ میثاق ربوبیت وعبودیت کا ظهور معین ہے اور موقوف عالم شهود پر کہ یہی محل تکلیف ہے نہ عالم برزخ کہ محل تکلیف کا نہیں پس ایمان ربوبیت اور عبودیت کیساتھ حالت باس میں معتبر نہوگا کیونکہ حالت باس عالم برزخ کی ابتداء ہے جو محل تکلیف نہیں پس میثاق مذکورہ انبیاء کیساتھ خاص ہے سوائے رسول جائی یعنی آنیوالیکے - اور میثاق ربوبیت وعبودیت عام ہے انبیاء اور غیر انبیاء کیساتھ ہمارے نبی پر اور انبیاء پر درود وسلام ہو جیسے پس خصوص کو نہیں چاہتا ہے - اور نہ میثاق بمعنی قسم ہے کیونکہ لفظ میثاق باعتبار اصل لغت کے اور بسبب قرینہ نظم کے بھی معنی قسم پر نہیں دلالت کرتا ہے - اور نہ لتؤمنن بہ اور لتنصرنہ جواب قسم کے ساد مسد یعنی قائم مقام ہیں کیونکہ در صورت جواب قسم لام لتؤمنن پر کافی تھا اور لتنصرنہ پر لام کا آنا خلاف فصاحت بلکہ بلاغت زاید ہے اور مفعول انکا ضمیر جمع کیساتھ ذلکم لاحق کیطرح چاہیئے تھا - اور چونکہ ساد مسد یعنی قائم مقام ماسد مسدہ کے معنی کا مشیر ہے یعنی جبکہ قائم مقام اُس جواب قسم کے معنی کا جسکی جگہ یہ قائم ہوا ہے اشارہ کر رہا ہے تو استفهام لاحق أأقررتم پھر کس واسطے ہے - اور لفظ النبیین کہ جمع نبی کی ہے اسم صفت عام ہے - یعنی صفت عام کا نام ہے - اور الف لام اسپر عهد ذہنی کا بسبب اُس تقاضا کرنے استثناء معنوی فاعل کو کہ مصدر کا مضاف الیہ ہے یعنی الف ولام کے عهد ذہنی ہونیکو مصدر میثاق کے مضاف الیہ کے ہیں کا معنوی استثناء خود مقتضی ہے کہ یہ جنہیں انبیاء سے ہو جو مخصوص العهد معهود ذہنی ہیں - اور ہو سکتا ہے کہ اس عهد سے مراد اولو العزم انبیاء ہوں اس دلالت سے کہ کتاب حکمت کا دینا بالذات اصالتاً انہیں پر واقع ہوا ہے - پھر دوسرے اُن کی تبع میں بالعرض ہونگے کہ اُن کی نبوت بھی باصالت ہوگی بلا احتیاج -

بیان آنکہ میثاق بمعنی قسم در نیست … از دلالت لغۃ ونہ از قرینہ نظم

ولام تاکید متجاوز است از فعل اتیت فصاحةً و بلاغةً برائے تحکیم تخصیص مفعول مقدم از فعل
و ما موصوله مع متعلقات لاحق مفعول مصدر میثاق ش ای یثاق ھ متنازع و ہمیں ما موصول
احد المفعولین مقدم از فعل اتیت و ضمیر واحد متکلم فاعل مشیر بر مرتبه اعتبار تجرد ذات بحت
است که منشاء تعین وجود باجود حضرت محمد است صلعم و کم خطاب بسوی نبیین که منشاء تعین
وجود و شان صفات است ش حقیقة این معامله عارفان حقائق بیدانند ھ مفعول دیگر
اتیت ش ای صیغه ماضی بجائے مضارع ھ بمراد تحقیق وقوع فعل بزمان مستقبل است
ورنه مستقیم المعنی نتوانند شد و این فعل از فاعل واحد در مفاعیل متخالف الاوقات خبر دیگر
است و از من تبیین است امر ما موصوله احد المفعولین را کتاب و حکمة و این جمله لما اتیتکم
متضمن شرط معنًا ناچار متقاضی جزا مستقیم المعنی است بقرینه جمله ثم جاءکم بالنون به و لتنصرنه پس
محذوف است ش آن جزا ھ برائے اختصار کلام و بلاغه بتوسع مرام ہمچو لتعلمن به و لتبلغنه
و غیر ہم ش بوجود دلالت بر حذف بتقاضای شرط و قرینه مذکور که از آداب فصاحت است

ترجمہ: اور لما اتیتکم میں لام تاکید فعل اتیت سے متجاوز ہے بطور فصاحت و بلاغت مفعول ما کی تحکیم یعنی تاکید تخصیص کیلئے
کہ فعل سے مقدم ہے۔ یہ ما موصولہ مع متعلقات لاحق مصدر میثاق کا بھی مفعول ہے کہ تنازع مفعولیت ہو کیونکہ یہی ما موصولہ فعل
اتیت سے دو مفعولوں کا ایک مفعول ہے جو فعل پر مقدم ہے اور اسی فعل اتیت کا فاعل ضمیر واحد متکلم ہے جس سے مرتبہ اعتبار
تجرد ذات بحت پر اشارت ہو رہی ہے کہ یہ مرتبہ منشاء تعین ہے حضرت محمد صلعم کے وجود باجود کا۔ اور کم خطاب ہے نبیوں کو تعین جیسے تعین
وجود کا منشاء صفات ہیں اور اس معاملہ کی حقیقت جو عارف حقائق ہیں وہی لوگ خوب جانتے ہیں پس یہ کم خطاب دوسرا مفعول
ہے فعل اتیت کا اور یہ صیغہ ماضی بجائے مضارع ہے اس مراد پر کہ زمانہ آئندہ میں فعل کے واقع ہونے کی تحقیق ہو جائے یعنی اس فعل کا
بجائے مضارع ماضی آنا اور لفظ کم کا مفعول واقع ہونا اس مراد کے ثابت کرنے کیلئے ہے کہ فعل دینے کا واقع ہونا مفاعیل
متعددہ متخالف الاوان پر زمانہ آئندہ کیلئے متحقق ہے باعتبار تحقیق صیغہ ماضی ورنہ معنی استقامت نہ پا سکیں گے اور یہ فعل
فاعل واحد سے متخالف الاوقات مفعولوں کے مقابلہ میں دیگر دیگر ہے یعنی دوسرے کا دوسرا وہ ہر ایک کیلئے اگر کا آخر ہوا۔ اور
من سے تبیین ہے خاص ما موصولہ کی جو ایک دو مفعولوں میں سے اتیت کے ہے کتاب و حکمت سے یعنی من بیانیہ
ہے اور کتاب و حکمت ما موصولہ کا بیان ہے۔ اور یہ جملہ لما اتیتکم کہ معنا متضمن شرط ہے چار جزا مستقیم المعنی کا متقاضی
ہے اس جملہ کے قرینہ پر جو ثم جاءکم سو لتؤمنن به و لتنصرنه کے ساتھ ہے۔ پس وہ جزا اختصار کلام اور مقصود
کے متوسع ہونے میں بلاغت کی غرض سے جیسے لتعملن به و لتبلغنه وغیرہم کے محذوف
ہے کیونکہ حذف پر شرط کے تقاضے اور قرینہ مذکورہ سے کہ آداب فصاحت سے ہے دلالت پائی جاتی ہے۔

ھ پس ہمین ما موصولہ بمفعولیتش تحت مصدر ش ای میثاق ھ معطوف علیہ است نہ در تحت فعل اخذ ش ای اتیت ھ وثم برائے تعقیب بالمہلت مفید عطف است تحکیماً وجاء ش ای ماضی بجای مضارع ھ بمراد تحقیق وقوع فعل بزمان مستقبل است ورنہ عدم استقامۃ معنی خود ظاہر است وضمیر متصل جمع مخاطب مفعول و رسول بہ تنوین معرفہ فاعلش معروف فی المیثاق ش فی وجہ المحبیۃ ھ موصوف بصفۃ مصدق لما معکم مستثنی از اشتمال مفاعیل جاء ش چہ فاعل جاء مشتمل مفعولش نتواند شد اصلاً ھ پس بنابر اقتضایش مستثنی است از اشتمال فاعل مصدر ش اعنی انبیین ھ و مفاعیل فعل اتیت ش اعنی انبیین ھ واگر مستثنی نباشد مخصوص المحبیۃ متحقق نشود ونہ بتنوین نکرہ چہ منکر غیر مختص مہمل المعنی است ومختص بالمحبیۃ مجہول فی المیثاق ش فی وجہ المحبیۃ ھ وحال آنکہ انبیاء در وقت میثاق عارف ہمدگر اند بشہادت ہمدگر کما قال سبحانہ فاشہدوا الآیۃ فکیف کہ حضرت نبی امی عارف ومعروف نباشد در وقت میثاق وہم بسبب استشہاد وحال آنکہ فرمود سبحانہ شاہد ومشہود الآیۃ

ترجمہ — پس یہی ما موصولہ اپنے مفعول ہونیکے سبب تحت مصدر میثاق معطوف علیہ ہے نہ تحت فعل اخذ اتیت میں اگرچہ اور ثم کہ بالمہلت تعقیب کیلئے ہے تحکیماً یعنی بطور تاکید بقید عطف ہے اور جاء صیغہ ماضی کہ بجائے مضارع ہے زمان مستقبل میں تحقیق وقوع فعل کی مراد پر ہے مانند فعل اتیت کہ مذکور ہوا ورنہ معنی کا استقامت نہ پانا خود ظاہر ہے اور ضمیر جمع مخاطب متصل کہ لفظ کم ہے اس فعل جاء کا مفعول ہے اور اسکے بعد رسول جو سبب تنوین معرفہ ہے اس فعل کا فاعل ہے کہ معروف ہے میثاق میں وجہ محبیت یعنی آنے میں اور مصدق لما معکم کی صفت کیساتھ موصوف ہے اور مستثنی ہے جاء کے مفعولونکے اشتمال یعنی انکیں شامل ہونے سے اسلئے کہ جاء کا فاعل اسکے مفعول کا ہرگز مشتمل نہیں ہو سکتا پس یہ فاعل بسبب اقتضاء اسکے مستثنی ہے مصدر میثاق کے فاعل نبیین کے اشتمال سے اور فعل اتیت کے مفعولوں کے اشتمال سے کہ وہی نبیین ہیں اور اگر یہ فاعل کہ رسول ہے اس اشتمال میثاق سے مستثنی نہوگا خصوص المحبیت متحقق نہ ہوگا یعنی اسمیں آنکی خصوصیت کا ہونا ثابت نہوگا نہ بسبب تنوین یہ رسول نکرہ ہے اسلئے کہ منکر غیر مختص مہمل المعنی ہے یعنی جو نکرہ ہے خاص نہوگا تو معنی مہمل ہوجاینگے اور نظم کریمہ مستقیم نہوگا اور مختص بالمحبیت مجہول ہے میثاق میں کہ وجہ محبیت میں ہے یعنی جو رسول کہ اپنی آمد کیساتھ خاص کیا گیا ہو وہ درصورت نکرہ میثاق میں کہ یہ میثاق وجہ آمد میں ہے خاص ہونیکے سبب مجہول رہیگا اور حال یہ ہے کہ انبیاء میثاق کے وقت میں شہادت باہمدگر کے سبب آپس میں ایکدوسرے کے عارف ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے فاشہدوا الآیہ یعنی اب تم سب شاہد رہو آخر تک پس کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت نبی امی صلعم وقت میثاق اور نیز بسبب استشہاد عارف ومعروف نہوویں حالانکہ فرمایا ہے خدا سبحانہ نے سورہ بروج قرآن کے آخر میں وشاہد ومشہود الآیہ

واگر مستثنیٰ نباشد لازم است انتظار واخبار جائی پس نباشد ختم انبیاء صلعم و چہ حال باشد
فرمودہ حق تعالیٰ را ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۰ ختم نبوتاً بدلالۃ لفظ نبیین و فرمودہ حضرت
صلعم را انا عاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ فی المشکوۃ و تسلسل نامتناہی لازم
گردد و گر خبر محقق و قوع مجیئیہ بعد من بعد غیر محقق ۞ این استثناء مقتضی میثاق خاص از انبیاء
غیر رسول جائی است کہ در متن سابق مذکور شدہ و این سریست کہ در ضمیر مستتر و متصل آتیتکم
مذکور شد ۞ یعنی فاعل جاء مظہر مرتبہ اعتبار تعین ذات بحت است کہ فاعل آتیت است و مفاعلیش
کہ ہمان مفاعیل آتیت است مظہر ات تعینات صفات ۵ و تحقق وقوع فعل واحد از فاعل واحد بر مفاعیل جنابت
کہ ہمین فعل و فاعل و رتقابل ہر مفعول است تنبیہ بدالکہ از جاء اگر مراد شود جاء احدکم دلالتی از نظم عبارت
و برین مراد این است کہ مجیئیان رسول قید در حیات احدی از انبیاء بود پس آن کداماند والبتہ نظر در تعقیب
بالمہلت و ضمیر جمع لتومنن و لتنصرن است پس نخواہی بایست نہ ثم جاء و لتومنن و لتنصرن بضمیر واحد جمع
با این است کہ مجیئیہ واقع شد بر احدی از اہل برزخ بمہلت پس آن کداماند

ترجمہ — یعنی آپ شاہد ہیں اور شہادت دیتے گو۔ پس شہادت دینا اور دیا ہوا بغیر معرفت کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ رسول آنیوالا
انبیاء میں اس میثاق سے مستثنیٰ ہوگا تو اس نبی کا انتظار واخبار لازم آئیگا اور آپ ختم انبیاء نہوں گے اور اس فرمودہ حق تعالیٰ کی کیا
کیفیت ہوگی جو سورہ احزاب رکوع پنجم ہیں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی ولیکن آپ خدا کے رسول ہیں اور نبیوں کے
ختم کرنیوالے کہ یہ ختم از راہ نبوت ہے جسپر لفظ نبیین سے دلالت ہو رہی ہے اور اس فرمودہ حضرت صلعم کا کیا حال ہوگا
کہ انا عاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی یعنی میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جسکے بعد نبی نہو یہ حدیث متفق علیہ
ہے کہ سبکا اسپر اتفاق ہے مشکوۃ میں موجود ہے اور تسلسل نامتناہی لازم ہو جائیگا جبکہ اس رسول کا استثناء نہ تسلیم کیا جائیگا اور
آمد رسول کے واقع ہونیکی یکے بعد دیگرے جو خبر محقق ہے وہ غیر محقق ہو جائیگی پس یہ استثناء میثاق خاص کا مقتضی ہے انبیاء سے
سوا اس رسول کے جو آنیوالا ہے کہ متن میں پہلے مذکور ہو چکا ہے اور جسکے ذکر کرنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور یہ ایک بھید ہے جو
آتیتکم کی ضمیر مستتر اور متصل میں مذکور ہو چکا یعنی جاء کا فاعل رسول جائی مظہر ہے مرتبہ اعتبار تعین ذات بحت کا کہ وہ
فاعل متکلم ہی آتیت کا اور اسی کے مفعول کہ وہ آتیت کے مفعول ہیں مظہر ہیں تعینات صفات کی مراتب کے اور فاعل واحد
سے فعل واحد کا مفعولوں پر واقع ہونیکا تحقق اسطرح ہے کہ یہی فعل و فاعل ہر مفعول کے تقابل میں ہے تنبیہ۔ معلوم ہو کہ
جاء سے اگر مراد جاء احدکم ہووے یعنی کوئی تم میں کا آویگا تو اسپر کوئی دلالت نظم عبارت سے نہیں ہے۔ اور
اس مراد پر یہ مقصود و مراد ہے کہ اس رسول کا آنا نبیوں میں سے کسی ایک
نبی کی حیات کیوقت میں ہو وہ لیس وے کونسے ہیں۔

وتعذر برجع اہل برزخ و در ایمان ونصرت از ایشان چرا است پس چہ وقوع محلیت بر احد از اہل
برزخ و ایمان ونصرت از وے جمیع از ان برابر است ھ و این اخبار بشارت از کتب اللہ تعالیٰ و
نسبت در پس آئندہ چرا است تا آنکہ از کریمہ کان مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الایہ
ظاہر است و از ختم نبوتش صلعم پیدا است کہ مراد از ثم جاءکم ہمانست صلعم پس اگر دریں دو حال یعنی
در وقت حیات یا برزخ چنانکہ مذکور شد محلیت واقع نشد باطل شد خبر محقق الوقوع محلیت و اگر مراد
شود فعل دگر دگر از فاعل واحد بر ہر مفعول از مفاعیل متخالف الاوان پس اگر بعد فناء فاعل بوجود
دیگرش است لزوم تناسخ است خلاف تحقیق و اعتقاد اہل سنۃ وجماعۃ و اگر ببقای فاعل است
فعل دگر دگر باطل و اینکہ باعتبار وجود در زمان متوسط خاتم الانبیاء نباشد و باعتبار وجود در زمان آخر خاتم
الانبیاء باشد پس واقع شد ہر دو اعتبار در شخص واحد پس بآن ایمان آوردہ شود کہ خاتم الانبیاء نیست
و ہم ایمان آوردہ شود کہ خاتم الانبیاء است فکیف الایمان بہ و دیگر احتمالات مشوش خاطر دریں محلیت از فاعل واحد
بر مفاعیل ہمہ راجع شود بہمان دو احتمال سابق

ترجمہ۔ اور البتہ جائز نظر ہو تعقیب بالمہلت اور لتؤمنن اور لتنصرن کی ضمیر جمع ہیں پس فجاء فا کے ساتھ چاہیے تھا نہ ثم جاء اور لتؤمنن ولتنصرن
ضمیر واحد کے ساتھ چاہیے نہ ضمیر جمع کے یا یہ کہ یہ آمد واقع ہوئی ہو مہلت کے ساتھ تو کیا اہل برزخ پر یہ دکون ہیں ور اہل برزخ کو صیغہ جمع ہونے کی وجہ
ہونے کی معذوری کیا ہے اور ایمان ونصرت میں انہیں تعذر کس لئے ہے اس لئے کہ آمد کا کسی ایک احد پر اہل برزخ میں سے واقع ہونا اور اس کو ایمان و نصرت اور انکی تغییر
اہل برزخ میں سے جماعت پر وقوع محلیت دونوں برابر ہیں پھر تعذر رجوع اہل برزخ کس لئے ہے۔ اور یہ بشارت کی خبریں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اور خدا تعالیٰ
کے رسولوں کے ذریعہ آنیوالی نسبت کس لئے ہیں یہاں تک کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہو جو سورہ صف کا اول رکوع میں ہے و مبشرا برسول یاتی
من بعدی اسمہ احمد الایہ یعنی عیسی علیہ السلام کہ خوشخبری دینے والا تھا ایک رسول کا کہ میرے بعد آئیگا جنکا نام پاک احمد ہے صلی اللہ علیہ
وسلم اور آنحضرت صلعم کی ختم نبوت سے ظاہر ہے کہ ثم جاءکم سے مراد وہی حضرت صلعم ہیں پس اگر ان دونوں قسموں یعنی وقت حیات یا برزخ میں جیسا کہ
مذکور ہوا آمد واقع نہ ہوئی تو اس وقوع آمد کی خبر محقق باطل ہوئی حالانکہ خبر محقق نص کا ابطال نہیں ہو سکتا اور اگر فاعل واحد سے ہر مفعول پر وقوع
آمد مختلف زمانوں کے مفعولوں سے فعل اور کا اور ہوگا پس اگر فاعل کی فنا کے بعد اسکے دوسرے وجود سے ہو تو لزوم تناسخ ہے جو
تحقیق کا اور اعتقاد اہل سنت وجماعت کا خلاف ہے اور اگر بقائے فاعل سے ہو تو فعل دگر دگر باطل ہے اور یہ کہ باعتبار وجود زمانہ متوسط میں
خاتم انبیا نہ ہوگا۔ اور زمان آخر میں باعتبار وجود خاتم انبیا ہوگا پس ایک ہی شخص میں دونوں اعتبار واقع ہو گئے پس اس بات کا ایمان
لایا جائے گا کہ خاتم انبیا نہیں ہے اور یہ بھی ایمان لایا جائے گا کہ خاتم انبیاء ہے۔ پس کیسے ایمان ہوگا اس کے ساتھ
اور اور احتمالات مشوش خاطر اسی آمد میں فاعل واحد سے سب مفعولوں پر
راجع ہو جائینگے انہیں دو احتمال سابق کے ساتھ

واگر مراد شود ازیں مجیئۃ بعض پس بعض مناسب نظم چناں بود و جاءکم بعد بعض مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ بصیغہ واحد نہ جمع و بعد بعض مفعول فیہ است و مفعول بہ بضرورت
محذوف خواہد شد و ایں معنی جاءکم نیست و ایں در وقت حیات پیغمبر سابق باشد یا بعد حیات
در تشاہد اولوالعزمان نسخ معطل اولوالعزم مخالف عظمتش و عظمۃ ملتش واقع شد یا تبع بالاصالۃ
وانجا است کہ بعث اولوالعزم بعد امتداد زمان فترت است باید دانست کہ ایں مجیئۃ فارغ از انبیاء
(ورازی ۱۲)
سابق نتوانند شد بہ فراغ در فاعل و مفعول نتوانند شد چنانکہ بعث ہر پیغمبر فارغ از پیغمبر سابق است
پس مدار رجوع بصراحت نظم یعنی وقوع فعل واحد از فاعل واحد بر مفاعیل کند و ایں لازم عالم
برزخ است و اگر ایں میثاق از ہر واحد در وقت نبوت عالم شہود است شامل احتمالات
سابق است لتؤمنن بہ ولتنصرنہ مضارع موکد محقق بلام تاکید و نون ثقیلہ استمرار اخبار را
تشیر معنی امر است و اقتضای استفہام نیز نقش تشیر امر است و الا استفہام معارض شد
مرخبر محقق را و نفرمود بامر بنابر نبودن عالم تکلیف ازلا در برزخ را۔

ترجمہ۔ اور اگر اس سے مراد ہوگا بعض کا آنا بعض کے پیچھے تو مناسب نظم کا اسطرح ہوگا و جاءکم بعد
بعض مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ یعنی اور آویگا بعض تمہارا بعض کے بعد کہ تصدیق ہوگا اس چیز کا کہ تمہارے ساتھ
ہے تاکہ ضروری ہے کہ تو انکا ایمان لاوے اور انکی مدد کرے بصیغہ واحد نہ جمع۔ اور اس نظم میں۔ بعد بعض مفعول فیہ ہے
اور مفعول بہ بضرورت محذوف ہوگا۔ اور یہ معنی جاءکم کے نہیں ہیں۔ اور یہ امر پیغمبر سابق کی حیات کے وقت میں ہوگا۔
یا حیات کے بعد۔ اور اولوالعزموں سے تشاہد یعنی باہم روبرو ہونا نہیں نسخ معطل اولوالعزم کا اسکی عظمت کے اور اسکی
عظمت ملت کے مخالف واقع ہوگا یا تبع بالاصالت کے اور یہیں سے ہے کہ اولوالعزم کی بعثت امتداد زمان فترت کے بعد ہے
سمجھنا چاہیے کہ یہ آمد رسول انبیاء سابق سے فارغ نہیں ہوسکتی اسلئے کہ فراغ فاعل و مفعول میں نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہر ایک
پیغمبر کی بعثت فارغ ہے پیغمبر سابق سے پس مدار صراحت نظم کی طرف رجوع کرے گا یعنی فعل واحد کا وقوع
فاعل واحد سے مفعولوں پر ہوگا۔ اور یہ عالم برزخ کو لازم ہے۔ اور اگر یہ میثاق واحد سے عالم شہود کی نبوت
کے وقت میں ہے تو انہیں احتمالات سابق کو شامل ہے لتؤمنن بہ ولتنصرنہ مضارع جو موکد و محقق لام تاکید
و نون ثقیلہ سے ہیں بطور استمرار اخبار تشیر معنی امر ہیں۔ اور تقاضا ہے استفہام بھی مشیر امر ہے ورنہ استفہام خلاف
خبر محقق کا معارض ہوگا۔ اور ایمان ونصرت کی نسبت بصیغہ امر نہیں فرمایا کیونکہ عالم تکلیف بطور ازل برزخ کے
نہیں ہوتا اور امر عالم تکلیف سے متعلق ہے بلکہ بصیغہ مضارع بطور
موکد و محقق ارشاد ہوا کہ بطور ازل و برزخ کے نمایاں ہو۔

پس ایمان انبیا علیہم بکمالات آنحضرت صلعم در حالات شہود شان علما گوجود صلعم بنا بر میثاق است کہ مفید
تکمیل معرفۃ اللہ تعالیٰ بمعرفۃ ذات و صفات آنحضرت صلعم است عروجاً الی الحقیقۃ المحمدیۃ و نزولاً بہ و زائل نمیشود
در عالم برزخ پس ہمان ایمان و نصرت از عالم برزخ علما بشہود صلعم بنا بر محل است کہ مفید ترقی بعض درجات
فاضل ایشانست و این فائدہ بلاغۃ باستمرار از مضارع است و این ایمان و نصرت باصالت است
نہ باحتیاج و جمع نمیشود اصالت باحتیاج و غیر است از ایمان بربوبیۃ و عمل بعبودیۃ کہ معین و موقوف عالم
شہود است چنانکہ خود از لتؤمنن بہ و لتنصرنہ وا می نماید و ضمیر متصل مفعول بہ ای در لتؤمنن بہ و لتنصرنہ
راجع برسول است نہ بما موصولہ در تحت مصدر بہ ای میثاق یا فعل بہ ای آتیت
چہ نبی را بوصول مرتبہ نبوت انکشاف کتاب و حکمت بمجرد اینباد دفعۃ است نہ تدریجاً ورنہ لازم منقصت
در مرتبہ نبوت است پس لتؤمنن بہ و لتنصرنہ جزا محقق الوقوع از شرط محقق الوقوع ثم جاء است و اگر
راجع شد بما موصولہ تحصیل حاصل بانکشاف مذکور است و جملہ ثم جاءکم مہمل التعلق و اگر شامل باشد
بما موصولہ بنا بر تعقیب پس ضمیر جمع می بایست

ترجمہ - پس ایمان انبیا علیہم کا آنحضرت صلعم کے کمالات پر اُن کے شہود کی حالتوں میں بسبب جاننے کے ہو میثاق کے سبب سے
علم حضرت صلعم کے وجود کے جو مفید ہے تکمیل معرفت خدائے تعالیٰ کو آنحضرت صلعم کی ذات و صفات کی معرفت کیساتھ حالت
عروج میں حقیقۃ محمدیہ کیطرف اور در صورت نزول اُسی حقیقت محمدیہ سے - اور یہ ایمان انبیا سے عالم برزخ میں زائل نہیں
ہوتا ہے بلکہ وہی ایمان و نصرت عالم برزخ کا از روئے علم حضرت صلعم کے شہود کیساتھ بنا بر محل ہے جو اُنکے بعض درجات
فاضلہ کی ترقی کو مفید ہے اور یہ فائدہ بلاغت مضارع کے استمرار سے حاصل ہے اور یہ ایمان و نصرت باصالت
ہے نہ باحتیاج - اور اصالت احتیاج کیساتھ جمع نہیں ہوتی ہے - اور یہ ایمان غیر ہے اُس ایمان سے جو ربوبیت کیساتھ اور
عمل میں عبودیت کے ساتھ ہے کیونکہ ایمان و عمل ربوبیت و عبودیت موقوف و معین عالم شہود سے ہے جیسا کہ خود
لتؤمنن و لتنصرنہ سے ظاہر ہو رہا ہے اور اس میں ضمیر متصل مفعولی رسول کیطرف راجع ہے نہ ما موصولہ کیطرف
جو تحت مصدر میثاق ہے یا فعل آتیت کے تحت میں - اس لئے کہ نبی کو مرتبہ نبوت پر پہنچنے کے ساتھ ہی کتاب
اور حکمت کا انکشاف بمجرد ان دونوں کے دینے کے دفعتاً ہے نہ تدریجاً ورنہ مرتبہ نبوت میں منقصت کو
لازم ہے پس لتؤمنن و لتنصرنہ جزا ہے محقق الوقوع ہے - شرط محقق الوقوع ثم جاءکم کی - اور
اگر ضمیر متصل مذکورہ مفعولی ما موصولہ کی طرف راجع ہوگی تو انکشاف مذکور میں تحصیل حاصل ہے اور جملہ
ثم جاءکم کا تعلق مہمل - اور اگر یہ جملہ ما موصولہ کو بسبب تعقیب شامل ہو
تو ضمیر جمع چاہیئے -

کما قال سبحانه ذٰلکم أقررتم واخذتم مشیر امر است بنا بر استفهام و از ذٰلکم اشارت است بعمل بکتاب و حکمت
و ایمان و نصرت مذکور و اقررنا بحذف مفعول فصاحةً بنا بر دلالت نظم بران باید دانست که از صراحت نظم این کریمه نظر بوحدت
فعل محبتیه و تحقیق وقوع آن از فاعل واحد بر مفاعیل بجمیعه این محبتیه برای لتؤمنن به و لتنصرنه و استثنا ر فاعلش از مفعولش
واضح است که محبتیه رسول بر انبیاء اهل برزخ واقع شد و آن رسول برتبه علیا خاتم الانبیاء و نبی الانبیاء است یعنی آن
سید عالم محمد رسول الله تعالی است صلی الله تعالی علیه وسلم کما قال سبحانه ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول الله وخاتم النبیین الآیه نبوتاً و رتبةً وقال صلی الله تعالی علیه وسلم فضلت علی الانبیاء بست الی
آن قال ختم بی النبیون رواه مسلم فی کتاب المساجد و تعلق اهل عالم برزخ با اهل عالم شهود است و بقائی اوصاف ذاتیه
و فعلیه در عالم برزخ و انتفاع و انفاع اهل عالم برزخ و اهل عالم شهود از یکدیگر و این محبتیه رسول الله تعالی صلعم
با انبیاء اهل برزخ و ایمان و عمل ایشان بدین تخصیص که لتؤمنن به و لتنصرنه وامی نماید بنا بر تکمیل بعض درجات فاضله
ایشان است که تعلقی بوجود شهودی حضرت نبی امی میداشت و تشریف شان بشرف آن پس مخصوص الوجه است
بانچه مذکور شد نه بخصوصیت تکلیف ملة و تبع بالاحتیاج

ترجمہ: جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے ذٰلکم أأقررتم واخذتم مشیر امر ہے بسبب استفہام اور ذٰلکم سے اشارہ ہے عمل کتاب و حکمت کی طرف اور ایمان
و نصرت مذکور کا اور اقررنا جو اسکے بعد مقولہ انبیاء بحذف مفعول واقع ہوا یہ بنا بر فصاحت ہے کہ نظم سے اسپر دلالت ہو رہی ہے
سمجھنا چاہیے کہ صراحت نظم سے اس کریمہ سے اسکی فعل محبتیت کی وحدت پر نظر کرکے اور اسکے فاعل واحد سے مفعولوں پر اسکے واقع ہونیکی تحقیق پر
نظر کرکے اور اس محبتیت کو لتؤمنن و لتنصرن کیلیے سبب ہونے پر نظر کرکے اور اسکے فاعل کو استثنا پر اسکے مفعول سے نظر کرنیکی حالت میں واضح ہے
کہ محبتیت رسول انبیاء اہل برزخ پر واقع ہوئی اور وہ رسول بہت ہی اونچے رتبہ میں خاتم الانبیاء اور نبی الانبیاء ہیں اور وہ رسول وہی سید عالم محمد رسول
خدا تعالی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں اسیواسطے فرمایا حق سبحانہ نے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و
خاتم النبیین الآیہ یعنی نہیں ہیں محمد صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن خدا کے رسول ہیں اور نبیوں کو ختم کرنیوالے آخر آیت تک اور یہ
ختم بطور نبوت و رتبہ کے دونوں طرح ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فضلت علی الانبیاء بست الی ان قال
ختم بی النبیون رواہ مسلم فی کتاب المساجد یعنی مجھکو انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت حاصل ہے یہانتک کہ فرمایا مجھ سے انبیاء
ختم کر دیے گئے اس حدیث کو مسلم نے اپنی کتاب بحث کتاب مساجد میں روایت کیا ہے۔ اور برزخ کی دنیا والونکا اس دنیا والونکے ساتھ تعلق ہے اور اوصاف
ذاتیہ و فعلیہ کا عالم برزخ میں باقی رہنا اور عالم برزخ اور شہود والونکا آپس میں ایکدوسرے سے فائدہ اٹھانا اور پہنچانا۔ اور یہ آثار رسول خدا تعالی صلعم کا
انبیاء اہل برزخ کیواسطے انکا مصدق ہونا اور انکا ایمان و عمل اس تخصیص کیساتھ جو لتؤمنن بہ و لتنصرنہ سے ظاہر ہو رہا ہے یعنی انبیاء کے بعض درجات فاضلہ
کی تکمیل یعنی پورا کرنیکی بنا پر ہے کہ ایک تعلق نبی امی صلعم کے وجود شہودی کیساتھ رکھتے تھے۔ اور اس بنا پر کہ ایک شرف کیساتھ انکی تشریف ہے۔
پس بسبب ان چیزوں کے جو مذکور ہوئیں یہ محبتیت مخصوص الوجہ ہے نہ یہ خصوصیت تکلیف ملت اور تبع بالاحتیاج کی وجہ میں سے ہے۔

وازینجا است کہ حضرت سید الانبیا صلعم نبی الانبیا، و ممنوع النظیر است بختم نبوت و علو مرتبۃ الصلٰوۃ والسلام علی محمد افضل الرسل الصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم الرسل الصلوٰۃ والسلام علی محمد لم یخلق مثلہ الصلوٰۃ والسلام علی محمد لن یخلق مثلہ اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ بعظمتہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

باید دانست انبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بوجود نبوت در عالم برزخ زندہ و متصرف اند بماشاء اللہ تعالےٰ اعجاز اچنانکہ ایں عقیدہ مجمع علیہ اہل سنت وجماعت است کما قال سبحانہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولٰکن لا تشعرون

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ الآیہ ش تفسیر ایں ہر دو آیہ کریمہ در ذکر کیفیۃ الرسالۃ والنبوۃ است

ترجمہ اور یہیں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت سید الانبیا صلعم انبیا کے بھی نبی ہیں اور آپکی نظیر ممنوع ہے آپکی علو مرتبت اور ختم نبوت کے سبب الصلوٰۃ والسلام علی محمد افضل الرسل یعنی درود و سلام ہو حضرت محمد صلعم پر جو رسولوں میں افضل ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم الرسل یعنی درود و سلام ہو حضرت محمد صلعم پر جو رسولوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علی محمد لم یخلق مثلہ یعنی درود و سلام ہو حضرت محمد صلعم پر جنکا مثل پیدا نہیں ہوا۔ الصلوٰۃ والسلام علی محمد لن یخلق مثلہ یعنی درود و سلام ہو حضرت محمد صلعم پر جنکا مثل ہرگز پیدا نہوگا اللھم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ بعظمتہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا اے میرے خدا درود و سلام بھیج محمد صلعم پر کہ نبی ہیں تیرے نور ہیں اور انہی کے انوار پر سبب انکی عظمت کے جیسا کہ تو انکو چاہتا ہے اور انکو پسند کرتا ہے اور شفیع کر انکو ہم میں اور انکے طفیل سے ہم پر رحمت کر سمجھنا چاہیئے کہ انبیاء ہمارے نبی پر اور انپر درود و سلام ہو بوجہ وجود نبوت کیا تھا عالم برزخ میں زندہ اور متصرف ہیں اسقدر کہ خواہش خدا تعالیٰ ہو۔ اور یہ حیات و تصرف انبیاء کا از روئے اعجاز ہے جیسا کہ یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا مجمع علیہ ہے کہ اسپر سبکا اجماع اور اتفاق ہے اسلئے کہ فرمایا حق سبحانہ نے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولٰکن لا تشعرون یعنی اور مت کہو ان کیلئے جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں یا ہونگے مردے بلکہ وہ زندہ ہیں ولیکن تمہیں اسکا شعور نہیں اور ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ط بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ الآیہ یعنی ہرگز گمان مت کرو انکا جو اللہ کی راہ میں قتل ہوکر مردہ ہونیکا۔ بلکہ وے زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتے ہیں فرحاں و شاداں ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ نے اپنے فضل سے عنایت کی اور دی ہے الخ۔ ان دونوں آیت کریمہ کی تفسیر ذکر کیفیت رسالت و نبوت میں ہے۔

ھ قال صلعم الانبیاء احیاء فی قبورہم ویصلون الحدیث ہمچنانکہ ایں صلوٰۃ در عالم برزخ است
آں ایمان و نصرت نیز فمن تولی بعد ذلک الخ ایں جملہ شرطیہ جزا رشرط محذوف است
اذا کان الامر کذا ای المیثاق الذی یتعلق بمجیئہ رسول مصداق لما معہم وایمانہم ونصرتہم بہ فاز
من ربما نیاں حضرت خاتم الانبیاء مراد اند بنا بر تحقق تولی وعموم من بی تخصیص ش ای لفرمود
سبحانہ فمن تولی منہم ھ نہ انبیاء بنا بر عصمت شان وتحقق ایمان ونصرت از ایشان ع بدلالۃ
نظم ش چنانکہ بر سالکان طریق تصوف انجاز نصرت حضرت خاتم الانبیاء ودیگر انبیاء علی نبینا
وعلیہم الصلوٰۃ والسلام از عالم برزخ عیانست شعر

آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛؛ گر دلیلت باید از وی رو متاب

ھ وماضی بمراد تحقق ووقوع فعلست ومشار الیہ ذالک اخذ میثاق ست بنا بر تعلق جزا بشرط اذا کان
الامر وکذا چنانکہ مذکور شد ورنہ نظرہا باختلاف ضمائر ومعنی است کہ بہ متفکر مخفی نماند واسم اشارہ جمع ش ای
اولئک ھ کہ در جزا است مشیر است بمراد کثرت از جنسیت من وضمیر جمع ش ای ہم ھ موکد است بر فسق معرضین

ترجمہ۔ اور فرمایا حضور صلعم نے کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں آخر حدیث تک پس جس طرح سے کہ یہ نماز انبیاء کی عالم
برزخ میں ہے اسی طرح ایمان ونصرت بھی ہے جس کی نسبت انبیاء سے میثاق ہے فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی اب جو
کوئی اس کے بعد کہ پھریگا تو وہی لوگ ہیں کہ وہی فاسق ہیں۔ یہ جملہ مذکورہ جو شرطیہ ہے جزا ہے شرط محذوف (اذا کان الامر کذا) کی یعنی جبکہ ایسا امر ہوا
کہ میثاق انبیاء وہ کہ تعلق رکھتی ہوا ایسے رسول کی آمد سے کہ وہ مصدق ہووے اس چیز کا جو انکے ساتھ اور انکا ایمان اور انکی نصرت اسکے ساتھ ہووے
تو اسکی جزا یہ ہے کہ جو کوئی اسکے بعد پھریگا الخ۔ اور اس جملہ میں لفظ من سے حضرت خاتم الانبیاء کے زمانہ والے مراد ہیں صیغہ ماضی تولی کے متحقق
ہونیکے سبب حالانکہ عموم من کا بے تخصیص ہے یعنی حق سبحانہ نے فمن تولی منہم نہیں فرمایا کہ منہم سے تخصیص ہو جاتی نہ اس من سے انبیاء
مراد ہیں بسبب انکی عصمت کے اور انسے ایمان ونصرت کی تحقیق کے سبب کہ نظم سے دلالت ہو رہی ہے۔ جیسا کہ طریق تصوف کے
سالکوں پر حضرت خاتم الانبیاء اور دوسرے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نصرت کے اعجاز عالم برزخ
سے ظاہر ہیں شعر آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛؛ گر دلیلت باید از وے رو متاب۔ ترجمہ۔ آفتاب آپ دلیل آفتاب ہے گر
تجھے دلیل اس سے منہ کو تو نہ پھیر ؛؛ اور تولی صیغہ ماضی وقوع فعل کے تحقق کی مراد ہے اور ذلک کا مشار الیہ
اخذ میثاق ہے بسبب متعلق ہونے جزا کے شرط اذا کان الامر کذا کے ساتھ جیسا کہ مذکور ہوا ورنہ
ضمیر دلیل اور معنی کے اختلاف میں بہت سی نظریں اور خدشے ہیں جو متفکر پر پوشیدہ نہیں گے اور اسم اشارہ اولئک
جمع جو فمن تولی الخ شرط کی جزا میں آیا ہے مشیر ہے اس بات کا کہ اس سے جنسیت من کی کثرت مراد ہے۔
اور ضمیر جمع ہم سے تاکید ہو رہی ہے معرضین کے فسق پر۔

باید دانست کہ جملہ اذ اخذ الی قول من الشاہدین متضمن مقدمہ اثبات تعظیم وفضل حضرت معظم
وافضل مخلوقات است ومبنی ترتب امر باشارت مقدمہ چنانکہ قولہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ
یصلون علی النبی الآیہ مقدمۂ اثبات تعظیم وتصلیتہ است ومبنی ترتب امر ش ای یاایہا الذین
امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ھ وجملہ فمن تولی الی قول ہم الفاسقون متضمن امر بالاشارت
موافق مقدمہ شبتہ المراد وحکم معرض است و دریں کریمہ اعجاز پیشین گوئی حال و مال معرضان
بسیار باشند باشارت تحقق تولی از ماضی واشارت جمعیۃ اولئک ھم الفاسقون بطرف
کثرت اجنبیہ من متنازع بسبب دلالۃ بر معنی قلت وکثرت میان تولی واولئک ورنہ
مشار الیہ ش اولئک ھ معدوم وتعارض میان شرط وجزا بوحدت وکثرت موجود وبعض
شان واجب العقاب است یعنی نافرمان بری وبعض شان جائز العفو ست یعنی فرمان بری بدلالۃ
فاسقون چہ فسق شامل ست کفر وکبیرہ وصغیرہ ومکروہ را بخلاف کفر ش کہ شامل نیست کبیرہ وصغیرہ ومکروہ را ھ وتواند شد کہ
بعض تولی کفر باشد پس واجب العقاب است وبعض تولی کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ پس جائز العفو ش ہر کرا خواہد انہ سبحانہ عفو کریم

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ جملہ اذ اخذ تا قول من الشاھدین تمامہ متضمن ہے ایسے مقدمہ کو جس میں حضرت معظم
اور افضل مخلوقات صلعم کی تعظیم وفضل کا اثبات ہے اور مبنی ہے ترتب اثر کا اسی مقدمہ کی اشارت سے یعنی آئندہ جو
امر مترتب ہونیوالا ہے گویا اسکی بنا اسی جگہ قایم ہوئی ہے جیسا کہ یہ قول خدا ہے برترکا ان اللہ وملائکتہ یصلون
علی النبی الآیہ مقدمہ ہے اثبات تعظیم وتصلیہ کا اور مبنی ہے اس ترتب امر یا ایہا الذین امنو
صلو علیہ وسلموا تسلیما کا اور جملہ فمن تولی تا قول ھم فاسقون کے متضمن امر بالاشارت ہے موافق مقدمہ کے ہے
جو مراد کا مثبت ہے اور معرض سے حکم کی بابت ہے۔ اور اس کریمہ میں اعتراض کرنیوالونکی حال ومآل کی پیشینگوئی کا
اعجاز ہے۔ اس بات کی طرف کہ اعتراض کرنیوالے بہت ہونگے جسکے تحقق کا اشارہ تولی ماضی سے۔ اور اولئک ھم الفاسقون
کے جمع ہونیکا۔ اشارہ کثرت کی طرف ہو رہا ہے جنسیت من متنازع سے جسکا تنازع بسبب دلالت کے قلت وکثرت
کے معنی پر موجود میان تولی اور اولئک کے ہے۔ ورنہ اس اولئک کا مشار الیہ معدوم ہے۔ اور درمیان شرط
وجزا کے وحدت وکثرت سے تعارض موجود ہے۔ اور ان کے بعض بسبب بعض حکم عدولی کے
واجب العقاب ہیں کہ ان پر عذاب واجب ہے۔ اور بعض ان میں سے جائز العفو ہیں کہ ان کی معافی جائز ہے
بعض حکم عدولی ہیں بدلالت فاسقون اس لئے کہ فسق شامل ہے کفر کبیرہ وصغیرہ ومکروہ کو بخلاف کفر
کے کہ وہ کبیرہ وصغیرہ ومکروہ کو شامل نہیں۔ اور ممکن ہے کہ بعض توفی یعنی اعراض کفر ہوتا ہے پس واجب العقاب ہو
اور بعض تولی کبیرہ یا صغیرہ یا مکروہ ہیں جائز العفو جسکو وہ چاہے کہ تحقیق خدای سبحانہ بڑا معاف کرنیوالا اور بڑا کرم والا ہے۔

و از انجاست کہ تعظیم محمد رسول اللہ تعالی صلعم با یان بجمیع وجوہ کمالات حضرتش صلعم
و نصرت بجمیع وجوہ مراد ات حضرتش صلعم است تکاسل بہ بجا آوریش فسق است
بر تفاوت درجات مومن مدام در حقوق حضرتش صلعم کوشیدہ بنا بر انجامی چنانکہ
باید مستغفر باشد ترکیب نحوی لما آتیتکم الخ متضمن شرط معنا با جزاء معنا
محذوف اے لتعملن بہ و غیرہ معطوف علیہ ثم جاء الخ متضمن شرط معنا با جزاء
معناً مذکور اے لتؤمنن بہ الخ معطوف پس معطوف علیہ با معطوف مفعول
مصدر مصدر با فاعل و مفعول مفعول اخذ اذ اخذ با فاعل و مفعول
شرط قال أ أقررتم الخ استفہام ۔ قالوا أقررنا جواب استفہام با جواب
متضمن شرط معنا ای اذا کان الامر کذا
قال فاشہدوا الخ متضمن جزاء معنا
جملہ شرطیہ جزاء شرط

ترجمہ یہی سبب ہے کہ تعظیم محمد رسول خدا ے تعالی صلعم کی حضرت کے تمام وجوہ کمالات پا کیساتھ ہو و نصرت آپکی تمام وجوہ مرادات حضور صلعم کی حضرت کے
ہو اس تعظیم و نصرت کی بجا آوری میں سستی کرنا حسب تفاوت درجات فسق ہے پس مومن کو چاہیے کہ ہمیشہ حضور صلعم کی حضرت کے حقوق میں کوشاں رہکر انکی طرف انجام نہ ہونے پر
استغفار کرتا رہے ترکیب نحوی آیت کریمہ مذکورہ کی۔ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما
معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ متضمن شرط معنا با جزاء معنا محذوف ای لتعملن بہ و غیرہ معطوف علیہ یعنی آتیتکم فعل متعدی ہے لام تاکید کا مفعول مقدم کی تاکید و تخصیص کیلئے اپنے فعل پر
متقدم ہوا ہے جو بمعنی مفعول ہے فعل مذکور اور مصدر اشتیاق کا اسکی تحت میں واقع ہوا تنازع ہے جسکا بیان کتاب بحث میں ہے جو سبب تنازع ہے پس فعل مذکور اپنے فاعل ضمیر
متکلم اور مفعول جمع حاضر کے ساتھ ملحق ساتھ مذکور ہے متعلقات کے ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر جملہ آئندہ بسبب عطف باعتبار متضمن معنی شرط ہوا جسکی جزا باعتبار معنی لتعملن بہ و غیرہ محذوف
بانحصار کلام اور مع مرایاتی کی غرض سے ہوا ہے شرط و جزا ملکر معطوف علیہ ثم جاء الخ متضمن شرط معنا با جزاء معنا مذکور ای لتؤمنن بہ الخ معطوف یعنی ثم حرف عطف بیان ترتیب مہلت
فعل ہے مفعول جمع مخاطب رسول فاعل ظاہر موصوف مصدق اسم فاعل لام جار ما موصولہ کا اسکے بعد ادنی فعل مقدر مع فاعل مستتر و مفعول
ملکر جملہ صلہ موصول ملکر متعلق اسم فاعل مذکور کا صفت فاعل ظاہر یعنی فعل ہو فاعل ہے متعلقات فاعل اور مفعول کیساتھ جملہ فعلیہ متضمن شرط معنا ہوا۔ لتؤمنن بہ
ولتنصرنہ ہر دو فعل مضارع موکد دخول مستقبل تاکید لام و نون در زبان آپکے فاعل مضمر مخاطب اور مفعول بہ کیساتھ ملکر معطوف علیہ معطوف باہم ہوکر جزا
معنا شرط معنا مذکور کی۔ پیر شرط و جزا جملہ شرطیہ معطوف۔ پس معطوف علیہ مع معطوف مفعول ہوا مصدر اشتیاق کا۔ مصدر اپنے فاعل مضاف الیہ و مفعول
کیساتھ ملکر مفعول ہوا اخذ کا۔ پھر فعل اپنے فاعل مظہر اور مفعول مع حرف اذا متضمن معنی شرط ہوا قال أ أقررتم و اخذتم علی
ذالکم اصری قالوا أقررنا قال فاشہدوا و انا معکم من الشاہدین قال أ أقررتم استفہام قالوا أقررنا جواب استفہام استفہام با جواب متضمن شرط
معنا ای اذا کان الامر کذا ۔ یعنی قال فعل با فاعل ضمیر مستتر کہ راجع ہے فاعل خدا کیطرف ہمراہ استفہام أقررتم و اخذتم ہر دو فعل ہے قال ضمیر مخاطب متعلق علی

ای اذا اخذ شرط با جزا مفعول اذکر محذوف جملہ فعلیہ نظر بہ متعلقات خود متضمن شرط معناً ای اذا کان الامر کذا فمن تولی بعد ذلک الخ جملہ شرطیہ جزا شرط ای جملہ فعلیہ اذکر باین تقریر و بہ مند کہ باثبات و ایراد و جواب ایراد است در اختلاف مفسرین اگر نظر توانی کرد توانی رسید بمراد و در مندان شاء اللہ تعالیٰ باید دانست اختلاف مفسرین ازالہ قطعیۃ از ہر جانب ساختہ توسیع اختلاف تا آنکہ خلاف عقائد محققہ اہل سنۃ و جماعۃ نباشد روا داشتہ و لیکن اختلافی کہ بدلائل راجحہ باشد اولیٰ

واحرے باجابت

است

ترجمہ۔ اقررتم معطوف علیہ معطوف استفہام مقولہ قول ہوا۔ قالوا فعل با فاعل ضمیر غائب متصل۔ اقررنا با فاعل ضمیر متکلم مع الغیر و مفعول محذوف فصاحۃً بدلالت نظم ہی جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ جواب استفہام ہوا۔ استفہام مع جواب متضمن شرط ہوا اس معنی کر کہ اذا کان الامر کذا یعنی جبکہ یہ بات کہ استفہام مع جواب ثابت و متحقق ہوگیا تو کیا ایسا ہونا چاہیئے۔ قال فعل ہو فاعل فا حرف جزا۔ اشہدوا فعل با فاعل و مفعول محذوف جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہ وانا معکم من الشاہدین جملہ اسمیہ معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مقولہ و قول متضمن جزا ہوا معناً شرط معناً مذکور کی۔ یہ جملہ شرطیہ جزا ہوا۔ جملہ اذ اخذ تا آخر شرط کی۔ پھر یہ شرط و جزا اذ اخذ سے من الشاہدین تک جملہ شرطیہ ہوکر مفعول ہوا فعل اذکر محذوف کا۔ یہ فعل امر مع فاعل اور مفعول مطول مذکور کی جملہ فعلیہ ہوکر متعلقات پر نظر کرتے ہوئے اس معنی کر متضمن شرط ہوا کہ اذا کان الامر کذا یعنی یہ کہ نبیوں سے عہد کی مضبوطی انکو کتاب و حکمت دینے کی بابت۔ اور ان کے پاس مخصوص و مقرر رسول کو آنے اور اسپر انکے ایمان لانے اور مدد کرنیکی بابت عہد و اقرار پکا لیلیا۔ اور اقرار کرا لیا اور اس عہد و اقرار کی پختگی کا انکو گواہ قرار دے لیا اور خود خداوند کریم انکے ساتھ گواہ بنگیا۔ تو اسکی یاد دلا کر یہ بیان حکم ارشاد ہوا کہ جب ایسی بات ہو تو اسکو حق تعالیٰ کی نسبت حکم ہے فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون ۝ جملہ شرطیہ جزا شرط ای جملہ فعلیہ اذکر یعنی فا حرف جزا من موصولہ متضمن شرط تولی فعل ماضی بضمیر مستتر فاعل راجع طرف من۔ بعد ذلک مضاف مضاف الیہ مفعول فیہ۔ یہ سب ملکر جملہ فعلیہ متضمن شرط فا حرف جزا اولئک اسم اشارہ راجع طرف من مبتدا ہم الفاسقون مبتدا خبر جملہ اسمیہ خبر مبتدا مذکور کی۔ یہ مبتدا و خبر جملہ اسمیہ ہوکر جزا ہوئی جملہ فعلیہ متضمن شرط مقدم کی پھر یہ شرط و جزا جملہ شرطیہ ہوکر جزا ہو جملہ فعلیہ اذکر متضمن شرط کا جو متعلقات پر نظر کرکے معنی میں اذا کان الامر کذا کے ہے۔ الحاصل کہ یہ مذکورہ جملہ متضمن شرط ہے۔ اس تقریر و در مند میں جو اثبات اور ایراد اور جواب ایراد اختلاف مفسرین کے باب میں ہے۔ اگر تو غور کر سکے گا اور اچھی طرح اسمیں نظر سے دیکھیگا تو در مند کی مراد کو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ سکیگا۔ سمجھنا چاہیئے کہ اختلاف مفسرین نے ہر طرف سے ازالہ قطعیت یعنی قطعی ہونا زائل کرکے توسیع اختلاف کو یہانتک کہ اہل سنت و جماعت کی عقائد محققہ کے خلاف نہ ہوگا جائز رکھا ہے۔ لیکن جو اختلاف دلائل راجحہ لیساتھ ہونا اچھا و مقبول ہے یعنی زیادہ اولیٰ یعنی مناسب تر اکثری یعنی لائق تر

وتجمع اختلافات تفسیر کبیر است و از انست قولی موافق مراد ورد مند ومن العلماء من التزام فی ہذہ الآیۃ اضماراً آخر و اراح نفسہ عن تلک التکلفات التی حکیناہا عن النحویین فقال تقدیر الآیۃ اذ اخذ اللہ میثاق النبیین للتبلغن الناس ما اتیتکم من کتاب وحکمۃ قال الا انہ حذف لتبلغن لدلالۃ الکلام علیہ لان لام القسم انما تقع علی الفعل فلما دلت ہذہ اللام علی ہذہ الفعل لاجرم حذفہ اختصاراً ثم قال تعالے بعدہ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم وہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ وعلی ہذہ التقدیر یستقیم النظم ولا یحتاج الی تکلف تلک التعسفات واذا کان لابد من التزام الاضمار فہذا الاضمار الذی بہ ینتظم الکلام ونظما بینا جلیاً اولے من تلک التکلیفات انتہی

اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلے
انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ اور مجمع اختلافوں کا تفسیر کبیر ہے اور انہی میں سے ایک قول ہے کہ مراد ور دمند کے موافق ہے اور وہ یہ ہے کہ علماء میں سے جس کسی نے اس آیت میں آخر کو پوشیدہ رکھنا لازم سمجھا اور ان تکلفات سے جو ہمنے نحویوں کے بیان کیے اسنے اپنے نفس کو آرام دیا تو اسنے تقدیر آیت کی یوں کہی اذ اخذ اللہ میثاق النبیین للتبلغن الناس ما اتیتکم من کتاب وحکمۃ یعنی اور جبکہ خدا نے نبیوں سے قسم وعہد لیا کہ تم کو ضروری لوگوں کو پہنچانا ہے اس چیز کا جو ہمنے تمکو دی ہے از قسم کتاب و حکمت کہا اسی مفسر نے کہ واقف ہونا چاہیے کہ تحقیق یہ بات کہ للتبلغن محذوف ہے اس بنا پر کہ اسی کلام سے اسپر دلالت موجود ہے کیونکہ لام قسم کا ضروری ہے کہ فعل پر واقع ہوتا ہے پھر جب یہ لام کہ اس فعل پر ہے دلیل ہے تو اسکا حذف از روئے اختصار نا چار ہے پھر فرمایا خدائے برتر نے اسی کے بعد ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم پھر البتہ آنے گا تمہارے پاس ایسا رسول کہ تصدیق کرنیوالا ہوگا اس چیز کا جو تمہارے ساتھ ہو اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ضرور ہے یہ کہ تم اسکے ساتھ ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اس تقدیر کی بنا پر نظم عبارت استقامت پا جاتی ہے۔ اور اس تعسفات یعنی خلاف راہوں میں بھٹکنے پھرنے کی تکلیف کیطرف احتیاج نہیں واقع ہوتی اور جبکہ التزام اضمار یعنی پوشیدہ کرنیکو لازمی ماننے سے چارہ نہیں ہے تو یہ اضمار کہ اس سے یہ کلام ظاہر اور روشن نظم کے طور پر منتظم ہو جاتا ہے۔ ان تکلفات سے اولیٰ ہے اور زیادہ مناسب ختم ہوا قول منقولہ تفسیر کبیر۔ اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ و شفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر الکریمہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکناج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال سبحانہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکناج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا ہ

اعلم ان الاستفہام لثبوت ثبت والرؤیۃ من قلب بدلالۃ الی رب فمفعولیہا رب یصلہ الی وکیف مد الظل فالی تشیر الی معرفۃ نظریۃ الرب بالدلالۃ وکیف لبیان الدلیل الذی بہ الدلالۃ والالف واللام علی الظل لعہد ذہنی +

ذکر بیان تفسیر کریمہ الم تر الی ربک کیف مد الظل ج ولو شاء لجعلہ ساکناج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا ہ کا کہ سورہ فرقان رکوع پنجم میں ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود سبحانہ در سورہ فرقان رکوع پنجم ۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ج ولو شاء لجعلہ ساکناج وجعلنا الشمس علیہ دلیلا لا ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا ہ
یعنی آیا ندیدی سوی پروردگار خود چگونہ سایہ را دراز فرمود ۔ واگر خواستی البتہ او را ساکن یعنی آرامندہ گردانیدی ۔ وما آفتاب را بر وی دلیل ورہنما گردانیدیم ۔ باز او را گرفتیم سوئے خود گرفتنی آسان واندک ۔
بدانکہ تحقیق این استفہام کہ درین کریمہ ہست برائے ثبوتے است کہ ثابت شد ورویت مراد از دیدہ قلب است بدلالت الی ربک ۔ وہر دو مفعول رویت یعنی دیدن کہ متعدی بدو مفعول است یکی ربک دیگر صلۂ الی ودیگر کیف مد الظل است ۔ پس صلۂ الی کہ بمعنی سوی است اشارہ میکند سوی معرفت نظریہ پروردگار بذریعۂ دلالت از انکہ معرفت پروردگار کہ نظری است نہ بدیہی دلالت را میخواہد ۔ ولفظ کیف بمعنی چگونہ برائے بیان دلیلی است آنکہ با و دلالت است ۔ والف ولام بر ظل برائے عہد ذہنی است یعنی این آن ظل است کہ در ذہن قرار یافتہ معروف شدہ است

بیان اشارات مرادات از استفہام در رویت وصلہ الی وکیف والف ولام ظل و ظل و سکون در وجہ الخ کہ درین کریمہ است

وان کانت لاستغراق علی الجنس فیکون ام مضافٌ الیہ وہو ذو ظل متوسعًا بحذفہ وحینئذ الشمس مع ظلہا مشتملۃٌ فی کلام الصدر فتکرارہا ودلالتہا علی البداہۃ مہمل والظل یقتضی ذا ظل ہو ربہ فمدلولٌ بذاتہ وصفاتہ بظلہ فالظل حادث لقدرتہ تعالیٰ زیادۃٌ علی صفاتہ الزائدۃ علی الذات قیامًا حقیقیًا بدلالۃ ولو شاء لجعلہ ساکنًا اذ السکون ش المعہود الذہنی ص یشیر الی انہ غیر ساکن فیکون متغیرًا وہو حجابٌ بین القدیم والحادث المخلوق ش کما فی ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق ص ویشیر علی ان المد والجعل اختیاریین ش لاہما اضطراریان ص والظل نظریٌ فلذا قال وجعلنا الشمس علیہ دلیلاً اعلم ان تعلق الدلیل بالمدلول بوجہ الدلالۃ التی ہی بینہما والا لا تحصل فانحصارہ فی مقصود تشبیہ ووجہ تشبیہ قیام الظل بذی ظل حقیقیًا ش لا مجازیًا ص وامتدادہ ودلالۃ الیہ فی حالۃ نظریۃ ش لا فی حالت بداہۃ ص ولا یوافق التشبیہ فی وجہ غیر المذکور فوجہ تشبیہ متعلقہ بین مشبہ ومشبہ بہ وجہ الدلالۃ

ترجمہ و اگر این الف و لام برائے استغراق است بر جنس پس او را مضاف الیہ شئ باد او ذو ظل است یعنی صاحب سایہ کہ بسبب حذف خود متوسع آمدہ ۔ و در ینحال شمس مع ظل خود در کلام صدر مشتمل باشد پس تکرار او و دلالت او بر بنائے بداہت مہمل شود بذات و صفات ذی ظل لہذا ذی ظل مدلول ظل است و ظل دلیل او ۔ پس این ظل حادث است بقدرت خدائی بر تر از روئے زیادت بر صفاتیکہ زائدہ بر ذات اند کہ قیام شان بذات از روئے حقیقت است ۔ و دلالت بر حدوث ش ازین جملہ است ولو شاء لجعلہ ساکنًا ۰ یعنی و اگر خواستے البتہ او را ساکن گردانیدی ۔ از انکہ این سکون اشارت میکند سوئے آنکہ او یعنی ظل غیر ساکن است چون ساکن نیست پس متغیر باشد و او حجاب است درمیان قدیم و حادث مخلوق چنانکہ در ذکر کیفیت اثبات مرتبۂ حجاب کہ درمیان قدیم و حادث و مخلوق است مذکور آمدہ کہ این حجاب کہ بظل تعبیر کردہ شود درمیان قدیم و حادث مخلوق حجاب واقع شدہ کہ حد طرفین نگاہدارد ۔ و این اشارہ میکند بر آنکہ مد یعنی کشیدن و دراز کردن و جعل یعنی کردن و گردانیدن ۔ ہر دو اختیاری اند نہ مد و جعل ہر دو اضطراری ۔ و این ظل نظری است پس بنا برین گفت وجعلنا الشمس علیہ دلیلاً یعنی و ما شمس را بر او دلیل گردانیدیم بدانکہ تحقیق تعلق دلیل بمدلول بوجہ دلالت است آنکہ درمیان ہر دو دائر است ورنہ دلالت حاصل نشود ۔ پس این جملہ مذکورہ در مقصود تشبیہ است یعنی مراد ازین تشبیہ است و وجہ تشبیہ قیام ظل بذی ظل است از روئے حقیقت نہ مجاز ۔ و دراز شدن ظل بذی ظل و دلالت یعنی رہنمائی ظل سوئے ذی ظل در دلالت نظری است نہ در حالت بداہت ۔ و در وجہ غیر این مذکور تشبیہ موافق نباید پس وجہ تشبیہ بنا بر تعلق او درمیان

وان قیل ان الظل تحت مرتبة الحجاب فیکون ظل الظل القیاسة المجازی به وامتداده به دلیل اسلے الی الذی هو ذو ظل فی الغایة مده فالخطاب یشیر الی ان المخاطب ظله فمعرفة ذی ظل الغالی لظل ظل الذی متضمن الموجودات والذی ملتزم بالموجودات متضمن المسلوبات والذی هو ماخذ بغیره وان کان المخاطب عاما فالاستفهام فثبوت ثبت لایصدق باختلاف حال بعض منه

ش ای العام **م** ولکن الاستدلال بغیر المخاطب عموما جعلنا الشمس علیه دلیلا فی وجه تشبیه من **ش** للتبعیض **م** مقاصد نظریة التی حولت فیه **ش** ای الظل **م** علیها اللّٰه تعالی لیصوابها فالقبض وقت البعث بمعنی الجمع فی مواقف القیامة ولکن قبضا یسیرا منظورة اذ الجمع دفعة فالترجیح لمعنی الظل لقیام حقیقی متضمن بذی ظل ففی الحال لاحاجة الی تاویل النظم متعلق الی بالظل والظل بالاسفار الذی هو شیئ متوسط بین ضوء خالص وظلمة خالصة والرویة برویة العین کما قیل **ش** ای التاویل النظر فی تفاسیر الآیة الکریمة **م** فان الاسفار لیس لظل اذ اذو ظل اذ لاذو ظل له ولیس مدلول الوجود بالشمس لفقدان تعلق بینهما بل هو مفقود لوجودها

ترجمه واگر گفته شود که بتحقیق این ظل تحت مرتبۂ حجاب است پس ظل ظل بود که قیامش مجازی لظل حجابی باشد - وامتداد ظل ظل لظل حجابی دلیل است سوی پروردگار آنکه او صاحب ظل است درین غایت مداو را پس این خطاب که در شروع کریمه باستفهام است اشاره میکند سوی آنکه بتحقیق مخاطب ظل او است - پس معرفت ذی ظل عالی که پایان کار است لظل ظل است آنکه متضمن موجودات است و آنکه ملتزم بموجودات متضمن مسلوبات است و آنکه او ماخذ است غیر او را - و اگر مخاطب عام باشد پس این استفهام که بثبوت ثابت آمد بسبب اختلاف حال بعض از عام صادق نشود - ولیکن استدلال برای غیر این مخاطبی که از روی عموم است است یعنی پس شمس را بر وی دلیل گردانیدیم - در وجه تشبیه از بعض مقاصد نظریه آنکه بتحویل آمدند درین ظل که میدانند آن مقاصد را خدای برتر لصواب ایشان پس این قبض وقت بعث آمده که بمعنی جمع است در موقفهای قیامت ولیکن قبضا یسیرا منظور است یعنی نظر کرده شده زیرا که این جمع دفعتاً است یعنی یکبارگی - پس ترجیح معنی آن ظل را است که بقیام حقیقی متضمن بذی ظل است - پس درینجا سوی تاویل این نظم حاجت نیست بسبب تعلق الی باین ظل - و بتاویل ظل باسفار آنکه او چیزی است متوسط درمیان روشنئ خالص و تاریکی خالص و بتاویل رویت برویت عین یعنی دیدِ چشم چنانکه این تاویلها گفته شده یعنی در تفاسیر این آیت کریمه - پس بتحقیق این اسفار ظل نیست زیرا که نیست او را ذو ظل - و نه این مدلول الوجود است لشمس که شمس دلیل او باشد و اسفار مدلول از آنکه درمیان هر دو فقدان تعلق است یعنی تعلق گم است بلکه اسفار بوجود شمس مفقود و گم شده است

ولمعرفة شئ بدیہی لاحاجة الیٰ غیرہ اذ ہو یعرف بنفسہ ولکن یمتاز لغیرہ الالمعرفة
نظری بالجامعیة **ش** ای حاجة الیٰ غیر لمعرفة شئ نظری بواسطة الجامعیة
ہی وجہ المعرفة **ص** ووجود الاسفار بدیہی قائم بنفسہ **بت** فلیس نظریا ومنتزعا
ص فمفہوم بنفسہ وہو من الصبح الذی قبل طلوع الشمس **ش** فلا یحتاج الیٰ دلیل فی
معرفتہ کما ہو ظاہر واذا لایکون بدیہی مدلولاً من بدیہی فلا یصح اصل ان معرفة شئ بضدہ
اذا البدیہی لایحتاج فی معرفتہ الیٰ غیرہ والنظری یحتاج فی معرفتہ الی غیرہ بالجامعیة
والضد مانعہا فالحاصل ان لاتکون معرفة الاسفار بدلالة الشمس **ص** ووجود المدلول نظری
فی حال دوران دلالة الیہ فلزم ان الاسفار وجودٌ نظریٌ ولیس کذا کما ذکر واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب - اللہم صلّ وسلّم علیٰ محمد النبی نورک
وعلیٰ انوارہ کما تحبہٗ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ وبرائے معرفت چیزے بدیہی سوئے غیر او حاجت نیست زیرا کہ او بنفس خود شناختہ میشود ولیکن ممتاز
شود بغیر خود - مگر حاجت بسوئی غیر برائے معرفت شئے نظری است بواسطہ جامعیت کہ او وجہ معرفت است
وجود اسفار بدیہی کہ قائم است بنفس خود - پس نظری ومنتزع نیست پس مفہوم است بنفس خود -
و او از صبح است کہ پیش از برآمدن آفتاب است - پس در معرفت خود سوئے دلیلے محتاج نباشد
چنانکہ او ظاہر است - و از انکہ بدیہی مدلول از بدیہی نباشد پس صحیح نباید این اصل کہ بتحقیق معرفت شئے
بضد او است زیرا کہ بدیہی در معرفت خود سوئے غیر خود محتاج نہ شود - و نظری در معرفت خود سوئے
غیر خود محتاج باشد بواسطہ جامعیت وضد مانع جامعیت است -
پس حاصل آنکہ معرفت اسفار بدلالت شمس نہ شود - و وجودِ مدلول نظری است در حال دوران
دلالت سوئے او - پس لازم شد آنکہ بتحقیق اسفار وجود نظری است حالانکہ نیست این چنین چنانکہ
ذکر کردہ شد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی و خدائے برتر داننده تر است بصواب اللّٰہم صلّ
وسلم علےٰ محمد النبی نورک وعلےٰ انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ - یعنی خدایا درود وسلام
برسان بر محمدی کہ نبی است نور تو و بر انوار او ہمچنانکہ تو او را دوست میداری
و او را تو می پسندی و شفیع گردان او را در میان ما یان
وبا و ما را رحم کنی -

ذکر کیفیۃ تفسیر الکریمۃ وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم الآیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین قال سبحانہ
وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ الآیہ

ای یسبح بمحمودیتہ تعالیٰ بافعالہ تعالیٰ بدلالۃ مفعول من خیر وشر والافعال من مبادی المعرفۃ الی ما فوقہ اعلم ان من التسبیح متضمن الموجودات وہو مقصود الایمان الذی بعث الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام فہو مشترک وصفی ومتضمن المسلوبات التزاماً بالموجودات وہو لیس مقصود الایمان الذی بعث الانبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام فہو مشترک اسمی مختص بالتسبیح متضمن الموجودات ما مختص تیرتب علیہ الحکم المختص کما للانس والجن والملائکۃ ھد مختص بالتسبیح متضمن المسلوبات التزاماً بالموجودات ما مختص

ش

ذکر بیان تفسیر کریمہ وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم الآیہ کہ در سورۂ بنی اسرائیل رکوع پنجم آمدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۝
فرمود سبحانہ در سورۂ بنی اسرائیل رکوع پنجم وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ الآیہ
یعنی ونیست از چیزے مگر پاکی میکنند بہ محمودیت یعنی ستودہ شدن او تعالیٰ ولیکن شما تسبیح شان را نمی فہمید کہ چگونہ پاکی او تعالیٰ بیان میکنند۔ یعنی این پاکی کہ بیان میکنند بہ محمودیت او تعالیٰ بہ فعلہائے او تعالیٰ است یا بکار کردن او تعالیٰ بدلالت مفعول کہ از خیر است واز شر۔ واین افعال بفتح وکسرہ ہمزہ در ہر دو معنی از مبادئے معرفت آمد سوئے ما فوق او از آنکہ ابتدائے معرفت افعالہا است یعنی آوردن تا آنچہ کہ از و بالاتر است۔ بدانکہ بتحقیق از تسبیح است متضمن موجودات واو مقصود ایمان است آنکہ برانگیختہ شدند انبیاء بر و۔ بر نبی ما و بر ایشان درود وسلام باد۔ پس او مشترک وصفی است واز تسبیح است متضمن مسلوبات کہ بموجودات لزوم یافتہ۔ واو نیست مقصود ایمان آنکہ بر و بعث انبیاء شد علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پس او مشترک اسمی است کہ بنام شرکت دارد۔ بوصف پس مخصوص آمدہ بہ تسبیح متضمن موجودات بانچہ کہ خاص گردانیدہ شد

بیان تحقیق تسبیح [illegible] اور در ترتیب حکم مختص بمتضمن موجودات و مسلوبات بالتزام مانند انس و جن و ملائکہ [illegible] آن یعنی کریمہ [illegible]

ویترتب علیہ الحکم المخصص **نش** کما لغیر الانس والجن والملائکۃ **ھ** وان لم یفرق فیہما لم یثبت الحکم المخصص فیجاز خلود مومن فی النار وخلود کافر فی الجنۃ لعدم الاستحقاق للحکم المخصص ولو لم کذا ویشیر الی ما فسرتہ قولہ تعالی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ الآیہ فالتفصیل بعد الاجمال لرفع احتمال ان یسجد من کان اہلہ کالملائکۃ والجن والانس وان لا یسجد من لیس اہلہ کالشمس والجبال وغیرہما ولو سجدوا فتفصل لتسبیح الذی من تضمن موجودات و **نش** الذی **ھ** من تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات بما **نش** عامۃ بذی عقل وغیر ذی عقل **ھ** تخصص بہ **نش** متضمن موجودات او متضمن مسلوبات ملتزم بموجودات

ترجمہ ومترتب شود بر این حکم مخصص چنانکہ انس وجن وملائکہ راکہ بموجودات تضمن دارند ۔ ومخصوص آمد بتسبیح متضمن مسلوبات کہ ملتزم بموجودات است بانچہ لہ او خاص کردہ شد **ھ** مترتب شود بر این حکم مخصص چنانکہ غیر انس وجن وملائکہ راکہ تضمن بمسلوبات دارند کہ ملتزم بموجودات آمدہ ۔ واگر درین ہر دو فرق نکردہ شود این حکم مخصص ثابت نہ شود ۔ پس خلود مومن در نار جائز شود خلود کافر در جنت از انکہ استحقاق حکم مخصص را نماند اگرچہ اینچنین نیست ۔ وانچہ تفسیر کردم سویش اشارہ میکند قول او تعالی کہ در سورۂ حج برکوع دوم است اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ الآیہ ۔

یعنی آیا ندیدی کہ بتحقیق خدا است کہ او را سجدہ میکند ہر کہ در آسمانہا است وہر کہ در زمین است ومہر وماہ وستارگان وکوہہا ودرخت وچارپایگان تا آخر کریمہ ۔

پس این تفصیل کہ بعد اجمال است در کریمہ مذکورہ بنا بر رفع احتمال آنکہ سجدہ کند کسیکہ اہل او است چون ملائکہ وجن وانس وآنکہ سجدہ نکند کسیکہ اہل او نیست چون آفتاب وکوہہا وغیر این ہر دو اگرچہ سجدہ کردند ۔ وجدا می شود تسبیح آنکہ از تضمن موجودات است وآنکہ از تضمن مسلوبات است کہ ملتزم بموجودات است بسبب تخصیص بہ زیرا کہ درین عبارت لفظ ما عام است صاحب عقل را وغیر صاحب عقل را کہ از پیش در تخصیص تسبیح این عبارت در متن بالا مذکور آورد کہ از اینجا اش فصل ہر دو تسبیح باہل او پیدا آید ۔ یعنی آنکہ خاص کردہ شد بہ متضمن موجودات تسبیحش از تضمن موجودات است وآنکہ خاص کردہ شد بہ متضمن مسلوبات کہ ملتزم بموجودات است تسبیحش از تضمن مسلوبات است کہ ملتزم بموجودات است

ص والحکم المختص ش ای یفصل الحکم المختص بما خصص من الملائکۃ والجن و
الانس والشمس والجبال وغیرہما ص ومن تسبیح الذی متضمن بمسلوبات ملتزم
بموجودات یتفیؤ ظلالہ عن الیمین و الشمائل سجدا للہ وہم داخرون الایہ
فمن التسبیح حالی وفیہ حالات و مقالی وفیہ مقالات و بالمعنی یکون حمدہ خاصا
بافراد شیئ نظرا الی شہود الافراد من منشاہم وتصل الی غیر منشاہم بمنشاہم والخطاب
خاص اذ یفقہہ البعض فعلی تغلیب فمقالاتہم بالتسبیح شیئ آخر وبغیر التسبیح شیئ
آخر کما کانت بالنبی و اصحابہ و اتباعہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم

واللہ تعالی اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد النبی
نورک وعلی الوارہ کما تحبہ و ترضاہ
وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

بیان تسبیح حالی و مقالی اشیاء

ترجمہ وجدا می شود حکم مختص بانچہ کہ خاص کردہ شد از ملائکہ وجن و انس و از مہر و کوہہا وغیر این
ہر دو و از تسبیح آنکہ متضمن بمسلوبات کہ ملتزم بموجودات است ازین کریمہ است کہ در سورہ نحل
بہ رکوع ششم است تتفیؤ ظلالہ عن الیمین و الشمائل سجدا للہ وہم داخرون الایہ۔
یعنی سایہائے او راست وچنان ہیرد وسجدہ کنان برائے خدا و آنان عاجزی کنندگانند۔ پس ازین
تسبیح یکی حالی است و در وحالہا ہستند۔ ویکی مقالی است و در و مقالہا ہستند۔ و باین معنی
حمد او خاص شود با فراد شئے نظر کردہ سوئے شہود افراد از منشاء شان۔ و رسی سوئے غیر منشاء
شان بمنشاء شان۔ واین خطاب خاص است زیرا کہ می فہمد او را بعض پس بربنائے تغلیب است
یعنی بتغلیبہ محاورہ کہ نافہمان کثیر اند۔ پس مقالات شان بہ تسبیح چیزے دیگر
است وبغیر تسبیح چیزے دیگر چنانچہ باین نبی و اصحاب او و پیروان
او صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم۔ و خدائے برتر داننده
تر است بصواب او اللہم صل وسلم علی محمد النبی
نورک وعلی الوارہ کما تحبہ و ترضاہ
وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیۃ تفسیر آیۂ کریمہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین قال اللہ تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ باید دانست امانۃ بدلالۃ الف ولام استغراق بر انواع ش تعریف نوع در ذکر کیفیۃ الاصول در اصل ذکر نوع توان دانست

ذکر بیان تفسیر کریمہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین ۔ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ احزاب کے آخر میں ۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ لِّیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

سمجھنا چاہیے کہ اس آیت کریمہ میں امانت الف ولام استغراق کی دلالت سے کہ کل انواع متخالف وصف امانت پر استغراق ہے یا دلالت سے الف ولام عہد ذہنی کے کہ تعیین امانت پر ہے ۔ مراد ہے معرفت توحید خدائے تعالیٰ کی اور اوسکی معبودیت اور مراد محبت و عبودیت سے اوسی خدائے تعالیٰ کیلئے ۔ تعریف نوع کی ذکر کیفیت الاصول میں اصل ذکر نوع میں معلوم کرنی چاہئے

بیان معنی امانت و انسان ظلوم و جہول مع متعلقات ۔

ھ تخالف وصف یا عہد ذہنی بر تعیین معرفة توحید الله تعالی و معبودیة او است تعالی و محبة و عبودیة برای او است تعالی و وجود عالم از مکلف و غیر مکلف متضمن موجودات واجبه است یا متضمن مسلوبات واجبه یا شامل موجودات و مسلوبات بغیر متعارض ش معرفة موجودات و مسلوبات در ذکر کیفیة العلم و المعرفة توان دریافت ھ و انسان مکلف است بالف و لام استغراق بانواع تخالف وصف پس ظلوم و جہول که وصف او است بمناسبة حالش متخالف بمعنی خاص ش متضمن موجودات یا مسلوبات یا شامل موجودات و مسلوبات بغیر متعارض چنانکه انسان است ھ است و ترتب احکام خاص متخالف که حاصل بتخالف وصف الانواع و تخالف بمعنی خاص مذکور است خواهد شد چنانکه نظم شریف ش لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ھ مشیر آنهه ش آنچه در بیان امانت و انسان و ظلوم و جہول گفته شده ھ است پس تفسیر کریمه چنین باشد تحقیق ظاهر کردیم این امانت را بر آسمانها و آسمانیان و زمین و زمینیان و کوهها و کوهیان بنابر ابتلا با جابت این امانتها

ترجمہ اور وجود عالم کا مکلف اور غیر مکلف سے متضمن ہے موجودات واجبہ کو یا متضمن ہے مسلوبات واجبہ کو یا شامل ہے موجودات و مسلوبات دونوں کو کہ وے غیر متعارض ہوں یعنی ان میں تعارض نہو معرفت موجودات و مسلوبات ذکر کیفیت علم و معرفت میں معلوم کر لی چاہیے۔ اور انسان مکلف ہے بسبب الف و لام استغراق کے مع کل انواع تخالف وصف کے پس ظلوم و جہول کہ اوسکا وصف ہے موافق اوسکے حال کی مناسبت کے تخالف سے معنی خاص میں یعنی متضمن ہے موجودات کو یا مسلوبات کو یا دونوں موجودات و مسلوبات کو شامل ہے کہ آپس میں متعارض نہوں جیسا کچھ کہ انسان ہے اس حیثیت سے متضمن ہیں۔ اور احکام خاص کا ترتب بھی متخالف ہوگا کیونکہ ان احکام خاص متخالف کا مترتب ہونا انواع کے وصف کے تخالف کے سبب حاصل ہوا۔ حال یہ ہے کہ تخالف معنی خاص میں ذکر کیا گیا ہے جو باعتبار تضمن موجودات و مسلوبات کے ہے اور دونوں کے شمول کے۔ جیسا کہ نظم شریف میں ہے لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ان سب کا مشیر ہے جو بیان امانت اور انسان اور ظلوم و جہول میں کہا گیا ہے پس تفسیر و معنی کریمہ اس طرح ہونگے بیشک ہمنے ان امانتوں کو آسمانوں اور آسمان والوں اور زمین اور زمین والوں اور پہاڑوں اور پہاڑ والوں پر ظاہر کیا ان امانتوں کو قبول کرنیکو آزمایش کی بنا پر۔

بیان تقسیم معنی کریمہ

بیان اقسام ظلوم و جہول

پس انکار کردند از اجابت آنہا و ترسید ند ازانہا بعدم معرفۃ و اجنبیۃ باٰنہا بعدم جامعیۃ ظلیۃ بموجودات واجبہ کہ منشار استعداد و اجابت امانتہا است نہ از استکبار و اجابت کرد آن امانتہا را انسان تحقیق او ظلوم و جہول است ۔ واز حمل بنا بر محاورہ اشارہ است بآنکہ آن امانت عظمی داشت و اجابت آن مشقتی باید دانست نوعی از انسان ظلوم و جہول ہنا فقانند کہ کافر و مشرک معنوید و مشرکانند کہ کافر و مشرک ظاہر نیند آنہمہ مومن مجازی بودند وقت عرض امانۃ ھ بجامعیۃ ظلیۃ التزامیہ بموجودات واجبہ متضمنہ مسلوبات واجبہ ھ بنا بر دلالۃ حملہا الانسان و منافقین کہ تبدیل کردند اجابت امانتہا را باختیار کفر و شرک حقیقی بغلبۂ اصل شان کہ مسلوبات واجبہ است پس درینجا ظلوم و جہول بمعنی خاص آنکہ ظالم باختیار کفر و شرک ش در قرآن مجید است ان الشرک لظلم عظیم الایہ فما للظالمین من نصیرہ

ترجمہ پس دہنوں نے ان امانتوں کے قبول کرنیسے انکار کیا اور انسے ڈر گئے انکو نہ پہچاننے اور اپنے اجنبی ہونیکے سبب کیونکہ یہ نہ پہچاننا اور اجنبی ہونا انکا تضمنی ظل ہونیکی موجودات واجبہ کے ساتھہ جامعیت نہونیکے سبب تھا حالانکہ موجودات واجبہ کے ساتھہ بذریعہ اوسکے عکس تضمنی ہونیکے جمع ہونا ہی منشار استعداد ہی امانتوں کی قبول کرنیکی اسلئے کہ جبتک عکس تضمنی موجودات واجبہ سے فیضیاب نہو گا اوسکو امانت قبول کرنیکی قابلیت کیونکر پیدا ہوگی ۔ نہ یہہ انکار اجابت کا استکبار و غرور کیوجہ مین تہا ۔ اور قبول کر لیا اون امانتونکو انسان نے بیشک وہ ظلوم و جہول ہے ۔ اور لفظ حمل سے بنا بر محاورہ جو بوجہہ اوٹہانیکے معنی مین مستعمل ہے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ امانت بڑی عظمت رکہتی تہی اور اسکا قبول کرنا خالی از مشقت نہ تہا یعنی اسکی اجابت مین بڑے مشقت تہی ۔ سمجہنا چاہئے کہ ایک نوع انسان ظلوم و جہول کی منافق لوگ ہین جو کافر و مشرک معنوی ہین اور ایک نوع اوسکی مشرک ہین جو کافر و مشرک ظاہر ہین ۔ اور یہ سب منافق و مشرک امانت کے عرض و ظاہر کرنیکے وقت مومن مجازی تہے بسبب جامعیت کی ظل التزامی ہونیکے اون موجودات واجبہ کیساتہہ جو متضمن ہین مسلوبات واجبہ کو ۔ اور یہہ ایمان مجازی دلالت حملہا الانسان کی بنا پر ہے یعنی نوع انسان نے اسکو اوٹہا لیا ۔ پس یہ الفاظ کریمہ بسبب شمول کل انسان کے اون کو ایمان مجازی پر الف و لام استغراق کیوجہہ مین دلالت کرتے ہین ۔ اور منافقین کہ اونہوں نے کفر و شرک اختیار کرکے امانتوں کے قبول کرنیکو تبدیل . . . . کر دیا اونکی اصل کے غلبہ کے سبب جو مسلوبات واجبہ ہین ۔ پس یہان ظلوم و جہول خاص معنی مین ہے کہ انسان ظالم ہے بسبب اختیار کفر و شرک کہ قرآن مجید مین ہے سورۂ لقمان کے رکوع دوم مین ان الشرک لظلم عظیم ۔ الآیہ یعنی بیشک شرک البتہ بڑا ظلم ہے ۔ اور سورۂ فاطر کے رکوع تیسرا مین ہے ۔ فما للظالمین من نصیرہ

ص و جاہل از کیفیۃ شرافت امانتہا و آفت عذابہا و تواند شد کہ ظلوم از ظلمۃ باشد پس سعنیش آنکہ بظلمۃ کفر و شرک رسیدہ س در قرآن مجید است یخرجہم من الظلمات الی النور ص و سبب عرض امانت اتمام حجۃ بود بر ان کہ عذاب کند اللہ تعالیٰ منافقان و مشرکان را و بشناسند سبب عذاب ش کہ تبدیل اجابۃ امانۃ است باختیار کفر و شرک ص و رفع تعذر ش بعرض امانت ص و رجوع کند اللہ تعالیٰ بر مومنان بمغفرت و رحمۃ و او سبحانہ غفور و رحیم است باید دانست نوعی از انسان ظلوم و جہول مومنانند بعض شان عاصیانند غفر اللہ لہم و آنہمہ مومن حقیقی اند باجابت امانتہا صدقًا کہ قصور در بجا آوری حق اجابت امانۃ بر مناسبۃ استعداد شان بوجود شامل از موجودات و مسلوبات غیر متعارض بروشود پس در ینجا ظلوم و جہول بمعنی خاص آنکہ ظالم باختیار عصیان س در قرآن مجید است فمنہم ظالم لنفسہ ج ص و غافل از شرف بجا آوری حق اجابت امانۃ و عذاب نافرمانی

ترجمہ یعنی ظلم کرنیوالون کیلئے پھر کوئی مددگار نہین ہے۔ اور یہ کہ انسان جاہل ہے امانتون کی شرافت کی کیفیت اور عذابون کی آفت سے اور یہ ہو سکتا ہے کہ ظلوم ظلمت سے ہووے۔ پس اوسکے معنی یہ ہین کہ یہ انسان کفر و شرک کی تاریکی کو پہونچگیا جیسا قرآن مجید مین سورۂ بقر رکوع چونتیس مین ہے یخرجہم من الظلمات الی النور یعنی اونکو تاریکیون سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور امانت ظاہر کرنیکا سبب حجت کا پورا کرنا تھا اس بنا پر کہ عذاب کرے خدائے تعالیٰ منافقون اور مشرکون کو اور یہ کہ پہچان لیوین وے عذاب کا سبب کہ امانت کے قبول کرنیکو بدل دینا ہے کفر و شرک اختیار کرنیسے۔ بسبب رفع تعذر کے یعنی عذر جاتے رہنے کے سبب امانت ظاہر کر دینے سے۔ اور تاکہ خدائے تعالیٰ مومنین پر رجوع فرماوے مغفرت اور رحمت کیساتھ اور حال یہ ہے کہ خدائے سبحانہ غفور و رحیم ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ ایک نوع انسان ظلوم و جہول کی ایمان والے ہین کہ بعض اون مین گنہگار ہین اللہ اونکو بخشے۔ اور یہ سب مومن حقیقی ہین بسبب قبول کرنے امانتون کے سچے دل سے کیونکہ قصور اجابت امانت یعنی امانت کے قبول کرنیکے حق کے ادا کرنے مین اونکی استعداد کی مناسبت پر بسبب شامل ہونے موجودات اور مسلوبات غیر متعارض کے ظاہر ہوگیا ہے پس یہان ظلوم و جہول خاص اس معنی مین ہے کہ یہ انسان ظالم ہے گناہ اختیار کرنیکے سبب کہ قرآن مجید مین ہے سورۂ فاطر رکوع چہارم مین فمنہم ظالم لنفسہ ج یعنی پھر بعض اون مین سے اپنے نفس کیلئے ظالم ہین۔ اور یہ انسان غافل ہے اوس شرف سے جو امانت کی قبول کرنیکے حق کے ادا کرنے مین ہے اور اوس عذاب سے جو نافرمانی مین ہے۔

وتواند شد کہ ظلوم از ظلمۃ باشد پس معنیش آنکہ بظلمۃ عصیان رسیدہ ومغفرت
ربطی بایشان وارد بنابر سعادت ایمان حقیقی بغلبۂ اصل شان کہ موجودات شامل
مسلوبات غیر متعارض است وبعض شان متقیانند آنان انبیا رو اولیا ر تابعان
سنۃ انبیا ہستند علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وآنہمہ مومن حقیقی ہستند باجابۃ
امانتہا صدقاً کہ بجا آمد حق اجابۃ امانۃ بر مناسبۃ استعداد شان بوجود تضمنی از موجودات
پس دریجا ظلوم وجہول بمعنی خاص آنکہ ظلم بر نفس خود کردہ باختیار مشقۃ مجاہدات **لش**
کہ مشار از لفظ حملہا است ھ دریجا آوری حق اجابۃ امانۃ وتواند شد کہ ظلوم از ظلمۃ
باشد پس معنیش آنکہ عارف حق بمرتبۂ ظلمۃ رسیدہ از جہل کیفیۃ وکنہ ذات وصفات اللہ
تعالیٰ **لش** در قرآن مجید است لا تدرکہ الابصار ھ وحکمۃ در امانتہا ورحمۃ
ربطی بایشان وارد بصحۃ معاملہ بغلبۂ اصل شان کہ موجودات است ۔

ترجمہ اور ممکن ہے کہ ظلوم ظلمت سے ہو ۔ پس اسکے معنی یہ ہین کہ یہ انسان گناہ کی تاریکی کو پہونچگیا ماوس
بسبب سعادت ایمان حقیقی کے ان گنہگار مومنین کے ساتھ مغفرت کو ایک ربط ہے اونکی اصل کے غلبہ
کی وجہ مین کہ وے موجودات ہین جو غیر متعارض مسلوبات کو شامل ہین ۔ اور بعض ان ایمان والون مین متقی
ہین کہ وے انبیاء اور اولیاء ہین ایسے اولیاء کہ سنت انبیاء کے تابع ہین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ۔ اور یہ
سب مومن حقیقی ہین امانتون کے سچے دل سے قبول کرنیکے سبب کیونکہ امانت کے قبول کرنیکا حق اونکی
استعداد کی مناسبت پر ادا ہوگیا بسبب وجود تضمنی کے کہ خالص موجودات سے اونکو حاصل ہو ۔ پس یہان
ظلوم وجہول اس معنی خاص مین ہین کہ اس انسان نے اپنے نفس پر ظلم کیا حق اجابت امانت کو ادا کرنے مین مشقت
مجاہدون کے اختیار کرنیسے کہ لفظ حملہا سے اسکا اشارہ ہورہا ہے ۔ اور ممکن ہے کہ ظلوم ظلمت سے ہو جسکے
معنی یہ ہین کہ عارف حق ذات وصفات خدائے تعالیٰ کی کیفیت وکنہ کے اور امانتون مین حکمت کی جہل یعنی
نجاننے کے سبب مرتبۂ ظلمت مین جا پہونچا جیسا جہل کیفیت وکنہ کی نسبت قرآن مجید مین ہے سورۂ
انعام کے رکوع تیرہ مین لا تدرک الابصار ۔ یعنی اوسکو آنکھین نہین پاسکتی ہین
اور صحت معاملہ کے سبب رحمت کو ان کے ساتھ ایک ربط
خاص ہے اون کے غلبۂ اصل کیوجہ مین
کہ وہ خالص موجودات ہین

باید دانست کہ بر المنافقین والمشرکین والمومنین الف ولام استغراق بانواع متخالف وصف است وتقدیم ذکر منافقان ومشرکان ومومنان عاصیان اشارت بران دارد کہ نزول این آیة کریمہ بر تنبیہ کیفیة ایشان است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وسخن در اثبات ثابت قطعی کہ عذاب کفار ومغفرت فجار ورحمة ابرار است نکردہ شد مگر در اختلافی کہ بتحقیق نرسیدہ - ای مستفہم بدانکہ اگر الف ولام استغراق یا عہد ذہنی بر امانة والانسان وتخالف بمعنی خاص ظلوم وجہول چنانکہ مذکور شد نگرفتہ شود اجتماع نقیضین بجمع موجودات ومسلوبات متعارض در وجود واحد خواہد شد وترتب احکام خاص متخالف کہ حاصل تخالف وصف انواع وتخالف بمعنی خاص است باشتراک عام فیما بینہم باطل گردد وامانة وجہی خاص مجہول گردد کہ ذکرش عبث است یا وجہی معلوم کہ دلالتی بران کجا وسخن در الف ولام ہم شدنی است **بس** من بعد سخنی دیگر متضمن تفصیل اجمال سابق برائے مستفہم است ھ واگر مراد از انسان ظلوم وجہول منافقان ومشرکان ومومنان عاصیان ہستند باشارت تعلق لیعذب الخ ویتوب الخ

بیان الف ولام المنافقین والمشرکین والمومنین والکلمہ بر امانة والانسان است

ترجمہ سمجھنا چاہیے کہ المنافقین اور المشرکین اور المومنین پر الف ولام استغراق ہے متخالف وصف انواع کے ساتھ کہ اوس وصف کی ساری نوع اس الف ولام کے سبب اس لفظ کو شامل ہو کر اسمین مستغرق ہے - اور ذکر منافقون اور مشرکون اور گنہگار مومنون کا مقدم کرنا ہی اشارہ کر رہا ہی کہ اس ایت کریمہ کا نزول انکی کیفیت وحالت کی تنبیہ پر ہے - اور خدائے برتر ہی صواب کو خوب جانتا ہے - اور کلام اس ثابت قطعی کے ثابت کرنے مین کہ کافرونکو عذاب اور گنہگارونکو مغفرت اور نکوکارون کو رحمت ہے نہین کیا گیا ہے مگر یہ کلام اوس اختلاف مین کیا گیا ہے جو تحقیق کو نہین پہونچا ہے - اے سمجھدار معلوم کر کہ اگر الف ولام استغراق یا عہد ذہنی کا امانت والانسان پر - اور متخالف ظلوم وجہول کا معنی خاص مین جیسا کہ مذکور ہوا نہ مانا جاویگا تو موجودات ومسلوبات متعارض کے جمع ہونیکے سبب اجتماع نقیضین وجود واحد مین ہو جاوے گا - اور احکام خاص متخالف کا مترتب ہونا جو وصف انواع کے متخالف ہونے اور اون کے معنی خاص مین تخالف کے سبب حاصل ہوا ہے بسبب عام اشتراک کے اوس چیز مین کہ اُن کے آپس مین ہی باطل ہو جائیگا اور امانت ایکو ںوجہ خاص مجہول ہوگی جسکا ذکر بسبب جہل عبث ہے - یا کوئی وجہ معلوم ہوگی کہ اوسپر دلالت کہان ہے یعنی اوس وجہ معلوم پر کوئی دلالت نہین ہے - اور گفتگو الف ولام مین ہی ہونے کے لائق ہے - لیکن اب ایک گفتگو اور مستفہم کیلئے ہے جو اجمال سابق کی تفصیل کو متضمن ہے - اور اگر مراد انسان ظلوم وجہول سے منافق ومشرک اور گنہگار مومن ہین باشارت تعلق لیعذب الخ اور یتوب الخ کے تو منافق اور مشرک اور مومن گنہگار ہین

ہذا انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام فکیف کہ انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام خیر المومنین و خیر الصالحین ہستند و دلالتی برین استثنا کجا و ظلوم و جہول بمعنی غیر متخالف بمعنی خاص منسوب بکفار و فجار ہم خواہد شد و حکم خاص باطل **بس** یعنی ظلوم و جہول بمعنی خاص کہ صفۃ انبیاء و اولیاء است علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام در معنی غیر متخالف بمعنی خاص بکفار و فجار ہم واقع شود و حکم خاص منسوب بانبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام و کفار و فجار باطل گردد **ہ** و اگر انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام مراد ہستند غیر **بس** ای منافقان و مشرکان و مومنین عاصیان **ہ** دلالتی برین استثنا کجا و ظلوم و جہول بمعنی غیر متخالف بمعنی خاص منسوب بانبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام ہم خواہد شد و حکم خاص باطل **بس** یعنی ظلوم و جہول بمعنی متخالف بمعنی خاص کہ صفت کفار و فجار است در معنی غیر متخالف بمعنی خاص بانبیاء و اولیاء ہم واقع شود علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام -

---

ترجمہ نہ انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام خیر المومنین اور خیر الصالحین ہیں یعنی ایمان والوں میں اچھے اور احکام خداوندی کے بجا لانیوالوں میں بہتر ہیں۔ اور اس استثنا پر کوئی دلالت کہاں پائی جاتی ہے۔ اور ظلوم و جہول غیر متخالف معنی میں معنی خاص کیسا تھہ کافروں اور فاجروں کو بھی منسوب ہونگے اور حکم خاص باطل ہو جائیگا مراد یہ کہ ظلوم و جہول متخالف معنی میں معنی خاص کیسا تھہ کہ صفت انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام ہے غیر متخالف معنی میں معنی خاص کیساتھہ کفار و فجار کو بھی واقع ہوگی اور حکم خاص کے منسوب ہے انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام کیساتھہ اور کفار و فجار کیساتھہ وہ حکم خاص باطل ہو جائیگا۔

اور اگر انسان ظلوم و جہول سے انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام مراد نہیں تو غیر یعنی منافق اور مشرک اور مومن گنہگار مراد نہیں ہیں تو اس استثنا پر کوئی دلالت کہاں پائی جاتی ہے۔ اور ظلوم و جہول غیر متخالف معنی میں معنی خاص کے ساتھہ انبیاء اور اولیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام کو بھی منسوب ہونگے اور حکم خاص باطل ہوگا مراد یہ کہ ظلوم و جہول معنی متخالف میں معنی خاص کیساتھہ جو صفت کفار و فجار کی ہے وہ معنی غیر متخالف میں معنی خاص کے ساتھہ انبیاء اور اولیاء کو بھی واقع ہوگی علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام

وحکم خاص منسوب بانبیار واولیار علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام وکفّار وفجار باطل گردد ھ ونفاق بی حمل امانت صحۃ نپزیرد ونہ عرض امانۃ اتمام حُجۃ باشد ونہ نفاق سببِ عذاب ونہ ایمان سببِ مغفرت ورحمۃ وربط لیعذب ویتوب بہ عرضنا وعموم استغراق منافقین ومشرکین ومومنین مہمل وبر غیر استغراق دلالتی کجا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وبر فضولی متعصب جواب ازین مختصر توان گفت البتہ دانائی باید وتدبّر در فصاحت وبلاغت این کریمہ کہ از اعجاز است ودر کلام در مند نہ تعصب وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ ش ازین کریمہ تائید سے بر مدعا ر کریمہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الخ می توان یافت ھ اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ الوارہ کما تحبّہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہ ۔

ترجمہ اور حکم خاص کہ منسوب ہے انبیار اور اولیار علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور کفار و فجار کو باطل ہو جائے گا ۔ اور نفاق بغیر اوٹھائے یا قبول کئے امانت کے صحت نہین پاتا ہے اور نہ امانت کا عرض و ظاہر کرنا اتمام حجت ہوتا ہے ۔ اور نفاق عذاب کا سبب ہوتا ہے اور نہ ایمان مغفرت و رحمت کا سبب ۔ اور ربط لیعذب اور یتوب کا عرضنا کے ساتھ ۔ اور منافقین اور مشرکین اور مومنین کا عموم استغراق مہمل ۔ اور غیر استغراق پر کوئی دلالت کہاں پائی جاتی ہے اور خدائے برتر ہی راستی و درستی امر کو خوب جانتا ہے ۔ اور متعصب کی فضولی پر اسی مختصر سے جواب دیا جا سکتا ہے ۔ البتہ کوئی دانا چاہئے ۔ اور اس آیت کریمہ کی فصاحت و بلاغت مین تدبر یعنی سوچ و فکر چاہئے کہ یہ فصاحت و بلاغت اعجاز سے ہے ۔ اور تدبر کلام در مند مین چاہئے نہ تعصب وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ

یعنی اور نہین گمراہ کرتا ہے اس سے مگر فاسق لوگونکو

جو خدا کے عہد کو مضبوط باندھکر توڑ ڈالتے ہین ۔ اس کریمہ سے کریمہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الخ کے مدعا پر کچھہ تائید مل سکتی ہے

اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ الوارہ کما تحبّہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہ ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر الحدیث الشریف یا سر سری یا نور نوری یا خزائن معرفتی أفدیت ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت أرضین کلهم یطلبون رضائی و أنا اطلب رضائک یا محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

قال صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وسلم عن اللہ تعالی یا سر سری یا نور نوری یا خزائن معرفتی افدیت ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت أرضین کلهم یطلبون رضائی وانا اطلب رضائک یا محمد الحدیث۔ اعلم أنّ ذات اللہ تعالی موجود مع صفاتها فصفاتها الی مرتبة حجابیة سرها ومتعلق الصفات تعلقاً تضمیناً وتعلقاً التزامیا فمن کیفیة التضمن و الالتزام مذکورة فی ذکر کیفیة الاصول فی اصل ذکر کیفیة الانتزاع والذی ظلها الحادث المخلوق علی شتبة الصنع من ذات اللہ تعالی وصفاتها سرها فاذا لہ مقصود فی الحدیث الشریف

ذکر بیان تفسیر این حدیث شریف یا سر سری یا نور نوری یا خزائن معرفتی أفدیت ملکی علیک یا محمد من لدن العرش الی تحت أرضین کلهم یطلبون رضائی الخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ علی آلہ واصحابہ اتباعہ اجمعین۔

فرمود آنکہ درود خدائے برتر بروی وبر آل او وسلام باد کہ او خدائے برتر است ای راز راز من۔ ای نور نور من۔ ای گنجینہائے معرفت من ملکم بر تو۔ فدا نمودم ای محمد از نزد عرش تا زیر زمینہا ہمہ شان خوشنودی من میخواہند ومن خوشنودی تو میخواہم محمد تا آخر حدیث۔ بدانکہ بتحقیق ذات خدائے برتر موجود است با صفات خود۔ پس صفاتش تا مرتبۂ حجابیۂ سرّ ور از ذات است ومتعلق صفات کہ بایشان تعلق بطور تضمنی وتعلق از روئے التزامی دارند۔ کہ کیفیت تضمن والتزام در ذکر کیفیت اصول در اصل ذکر کیفیت انتزاع مذکور است آنکہ ظل صفات اند حادث کہ بر شبیہ صنع از ذات خدائے برتر و از صفات او آفریدہ شدہ اند سر آن صفات اند۔ پس اول آنکہ سر کہ ظل سر صفات است مقصود است

دریں حدیث شریف

فاضافۃ الستر الی الستر مبنی بانتزاع تضمنی لقیام مجازی واضافۃ الستر الی المتکلم لامی بانتزاع تضمنی لقیام حقیقی مخصص بخطاب آخر یا نوری باضافتین مذکورتین تشبیہا ہو تعلقاً التزامیاً فالستر الذی من نور اللہ تعالیٰ لقیام مجازی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم علی دلالۃ الخطاب الصریح مخصص بخطاب آخر یا خزائن معرفتی لظہورہ من نورہ تعالیٰ

ترجمہ پس اضافت این ستر کہ سوئے ستر است منی است بمعنی از بانتزاع تضمنی بقیام مجازی۔ یعنی ستر اول مضاف کہ ظل است حادث مخلوق متعلق صفات منتزع است متضمن از ستر ثانی مضاف الیہ ذی ظل کہ صفات او تعالیٰ اند ستر ذات — درین انتزاع تضمنی اول را با ثانی قیام مجازی است باضافت من بمعنی از اے یا ستر من ستر — و اضافت ستر ثانی صفات کہ سوئے متکلم است بیالامی است بمعنی برائے بانتزاع تضمنی بقیام حقیقی۔ یعنی نسبت این ستر دوم کہ صفات اند تا مرتبۂ حجاب برائے ذات متکلم است کہ از و منتزع آمدہ متضمن باو قیام حقیقی دارند بذریعہ اضافت لام بمعنی برائے ای یا ستر من ستر لی۔ پس تخصیص فرمود بخطاب دیگر کہ اے نور نور من بہر دو اضافتہائے مذکورہ منی و لامی کہ نور اول حادث مخلوق منسوب بصفات است کہ ظل آنہا است منتزع متضمن بقیام مجازی با آنہا و نور دوم منتزع متضمن بقیام حقیقی منسوب بذات متکلم کہ این خطاب بنا بر تشبیہ است از انچہ کہ تعلق بالتزام دارد — تا معلوم شود کہ این نور حادث مخلوق از نور ذات مطلق قدیم منتزع است متضمن بواسطۂ صفات قدیمہ بجہت ظل حجاب نہ منتزع است متعلق التزام — بلکہ در انتزاع تضمنی از موجودات قدیمہ برائے حصول شبہ خود از التزام مسلوبات بری است اما در خلق خود کہ عدمش سابق است مسلوبات لازمش گردید زیرا کہ خلق در معرض مسلوبا آمدہ پس نور او صلعم از موجودات قدیمہ منتزع است بطور تضمن فقط و ہمہ مخلوق از نور او صلعم بطور تضمن التزام بحصول شبہ خلق از موجودات و مسلوبات لازمۂ او صلعم۔ پس ستری کہ آن از نور خدا است بر تر است کہ قیام مجازی دارد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم است کہ از خطاب صریح یا محمد بر و دلالت موجود است پس بخطاب دیگر خاص کردہ فرمود کہ ای گنجینہاے معرفت من۔ این خطاب بنا بر ظہور او صلعم است کہ از نور او تعالیٰ است یعنی این ذات مقدس ظل و مظہر ذات مطلق است کہ بظہور آورد تا بدین ظل بدی ظل حقیقی رہ بر آمد و معرفتش بدست آید پس این ظل محدود بصفات گنجینہاے معرفت آمد از ذات و صفات ذی ظل قدیم از انکہ ذات مطلق قدیم در و جواہر معرفت خود ودیعہ فرمودہ است و آگاہی و واقفیت اسرار و انوار خود بہ سجدہ روشن و در گنج سینہاش مکنون و مخزون ساختہ پس بحکم این ذات مبارک صلعم کہ ظل اللہ است و بحر عمیق دریاے معرفت است و گنجینہاے در انشہ سرمدی است تکمیل [illegible] گشت [illegible] ملاحش غوطہا زدہ شوند و بجان کندن و جانفشانی حجابہا گرد ذات ظل تضمنی از بر گرفت

فاعلم ان محمداً صلعم موجود مع صفاتہ فصفاتہ سرہ فالذی مدلولہ القدیم صفت سرہ مقصود لمعرفتہ
فہذا معنی خزائن معرفتی فاللہ تعالیٰ احب معرفۃ الکمالات الثبوتیۃ فی نفسہ الکریمۃ التی مقصودۃ
فی ظہورہا علی حکمۃ التی لا یعلمہا الا ہو فعرفہا فی سر سرہا محمد صلعم اذا عرف نفسہ الکریمۃ فعرف
الفاء للتعقیب متصل مع فیہا سر سرہ الذی مدلولہ قدیم وہذا من سر ان اعرف المجہوم
فاعلم مخاطب بخطاب آخر فدیث لکلی علیک والملک غیرہ صلعم فی توسعہ صلعم فغیر مقصود
مقصداً الا لہ صلعم کما فی الحدیث الشریف یا محمد انا وانت وخلقت سواک لاجلک فخاطب بخطاب
آخر یا محمد من لدن العرش الی تحت ارضین کلہم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد
اعلم انّ رضاء اللہ تعالیٰ کانہ ہو رضاء محمد صلعم باتحاد مجازی بینہما ظہوراً تضمنیاً فرضاء
محمد صلعم کانہ ہو رضاء اللہ تعالیٰ فی مرتبۃ التی تخیر بسر سری وبنو رہی وبخزائن معرفتی
فاعلم ان الصفات السلبیۃ سر الصفات تعلقاً التزامیاً فغیر مقصودۃ فی ذکر اتحاد
نور اول الذی من نور اللہ تعالیٰ اتحاداً مجازیاً

ترجمہ پس بدانکہ تحقیق محمد صلعم کہ موجود آمدہ با صفات خود پس صفاتش سر او صلعم پس آنکہ مدلول او کہ قدیم صفت سر آن سر ا
یعنی صفاتِ حادثِ مخلوق کہ انان او است صلعم سر اند برای او دلیل اند بجہت خود شان کہ مدلول قدیم کہ صفات قدیم اند پس این
صفات قدیم سر آن سر اند کہ صفاتِ حادث او است صلعم بنا برین سر حادثِ مخلوق معرفت سر قدیم را مقصود آمد پس این است
معنی گنجہای معرفت من پس خدا بزرگ محبوب بداشت معرفت کمالات ثبوتیہ را کہ در نفس کریم او ثابت اند آنکہ مقصودہ او تعالیٰ
در ظہور آنہا بحکمت او تعالیٰ آنکہ نمیداند است او را مگر او پس تعریف فرمود حکمت را در سر سر او - از آنکہ ظہور آن کمالات صفت
نفس کریم را کہ مقصودہ نفس کریم است و آن بحکمتے بود کہ بجز او تعالیٰ کسے آنرا نمیداند است پس تعریف کرد او را در سر سر او
پس محمد صلعم چون نفس کریم خود را شناخت پس با لفاتش در ان سر سر او را شناخت آنکہ مدلول قدیم است - و این مرد
از سر انا عرفت اند بجوم و فاعل او کہ صیغہ مجہول است لفہوا اینحدیث کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق
یعنی من خزانہ پوشیدہ بودم پس دوست داشتم آنکہ شناختہ شوم پس خلق را پیدا فریدم پس خطاب فرمود بخطاب دیگر کہ ملکم برتو فدا کردم یعنی قربان
نمودم - و این ملک غیر او است صلعم در توسیع خود کہ از نور او است صلعم پس بنا بر مقصدی کہ معرفت است او مقصود غیر است مگر
برائے او صلعم مقصود است چنانکہ در حدیث شریف است یا محمد انا وانت و خلقت سواک لاجلک یعنی ای محمد
و آفریدم سوا تو برای تو پس خطاب فرمود بخطاب دیگر کہ ای محمد از نزد عرش تا زیر زمینہا ہمہ شان خوشنودی مرا می خواہند و من خوشنودی
تو میخواہم ای محمد صلعم بدانکہ تحقیق خوشنودی خدا بزرگ گویا کہ او است او خوشنودی محمد صلعم بسبب اتحاد مجازی کہ در میان ہر دو است
بنا بر ظہوری کہ از راہ تضمن است پس خوشنودی محمد صلعم گویا کہ او است او خوشنودی خدا بزرگ در مرتبہ آنکہ خبر
بہ سر سرم و بہ نور نورم و بگنجینہا معرفتم پس بدانکہ تحقیق صفات سلبیہ سر صفات اند از راہ تعلقی کہ اند از راہ التزام

متن هذا دفع زعم زاعم الذی یری المسلوبات فی نور اول یعرفها فی ذکر کیفیة تخلیق نور محمد صلعم الخ

فمن لم یصل باسرار الحدیث الشریف فلیسکت ولا یکن من المعرضین ولیات بخیر منها

اللّٰهم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انواره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به

ذکر کیفیة تفسیر الآیة الکریمة فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق

خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید

واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ

فی اختلاف الذی اتصل الی صحته بسم اللّٰه الرحمن الرحیم وما اتصل الیها فی الاستثناء

نحمد اللّٰه ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین قوله سبحانه

فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق ـ خالدین فیها ما دامت السموات

والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید ـ

ترجمه این دفع است از زعم کننده آنکه می بیند مسلوبات را در نور اول و آنکه خواهد شناخت آنها را در ذکر کیفیت تخلیق نور محمد صلعم الخ پس آنکه نرسید باسرار حدیث شریف باید که او سکوت کند و خاموش بماند و نه شود از روگردانان و باید که بیارد بهتر ازین اللّٰهم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انواره کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به خدایا درود وسلام برسان بر محمد آنکه نبی است نور تو و بر انوار او چنانکه دوست میداری او را و می پسندی او را و او شفیع گردان او را در میان ما و رحمت کن ما را باو

ذکر بیان تفسیر این آیه کریمه که در سوره هود در رکوع نهم است فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق ۞ خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک در اختلاف آنکه سوی صحتش نزدیک آمده و آنچه نزدیک شده بسم اللّٰه الرحمن الرحیم سوی صحت در استثنا ـ

نحمد اللّٰه ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین قول او سبحانه است در سوره هود رکوع نهم فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر وشهیق خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید ۞ واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ ۝

یعنی پس لیکن آنانکه بدبخت شدند پس در آتش در آیند که اندر وی ایشان را فریاد و ناله باشد همچو اول و آخر بانگ خر حالانکه همیشه باشند درین آتش تا آنکه هستند آسمانها و زمین لیکن نه در آیند در نار تا وقت خواست و مشیت پروردگار تو یعنی محتاج باشند درین دخول نار بمشیت رب که بتحقیق پروردگار تو نیکو کردگار است هر آنچه را که میخواهد ـ ولیکن آنانکه

م وما ظرفیة وقتیا ش کما اولم نعمرکم ما یتذکر فیه من تذکر م فیما لحال مضاف الی شاء
بمعنی مصدر فحاصله لکن لا یدخلون فی النار وفی الجنة الی وقت مشیة الرب ای محتاجون
بمشیة الرب فی الدخول ومن ورائه ثبت ان دخول النار والجنة متفاوت زمانا علی التفاوت
عمل فیاول الاستثناء لبعض لضرورة صحة فحاصله الا لا یدخل بعضهم قدر وقت مشیة الرب
ویاول الاستدراک لبعض لضرورة صحة فحاصله لکن یدخل بعضهم وقت مشیة الرب فاعلم
ان کان الا الاستثناء من خالدین کما قالوا فتشویش فی عدم خلود مومن فی الجنة وفی
عدم خلود کافر فی النار خلاف الثابت المجمع علیه ولزوم ان یکون من خاصا لذی عقل الذی
مستحق للجنة والنار فی مقام ما عاما من ذی عقل وغیر ذی عقل الذی لا یستحق للجنة والنار فلا یصح العموم
فی دخول الجنة والنار وفی محل الکلام ش الذی فی کیفیة الذین شقوا وسعدوا م
الا الذی مخصوص ش بذی عقل وبالکلام م فما افاد العموم وان کان الاستثناء
من خالدین متعلقه بلهم فیها زفیر وشهیق کما قیل لا یصح اذ هما صفتان للداخلین الخالدین فیها
ولا یکون خالدین فیها حالا لهما خاصا تامل فی النظم الشریف علی النحو

ترجمہ وما ظرفیہ است برائے زمان چنانکہ در سورۂ فاطر رکوع چہارم این کریمہ آمدہ کما اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر
یعنی آیا نشدہ نگرداندیم شما را تا آن زمان کہ ہر کہ اندیشیدن است باندیشد درو۔ پس درین کریمہ ما برائے ظرفیت است بدلالت
ضمیر فیہ کہ تذکر مظروف موقت است بزمان حیات کہ ظرف است ہمچنین در کریمہ مذکورہ حرف ما در ما شاء ربک برائے
ظرف است موقت بمشیت۔ ودر موقت ما بمعنی وقت مضاف است سوئے شاء بمعنی مصدر مشیۃ پس حاصل الا ما شاء ربک
این است لکن لا یدخلون فی النار وفی الجنۃ الی وقت مشیۃ الرب ای محتاجون بشیۃ الرب فی الدخول۔ یعنی نہ درآیند در نار
وجنت تا وقت خواست رب یعنی محتاج اند بمشیۃ رب درین دخول۔ واز ورائے او ثابت شد کہ بتحقیق درآمدن در نار
وجنت متفاوت است بزمان بر تفاوت عمل۔ پس تاویل کردہ شود استثناء برائی لبعض بنا بر ضرورت صحت او کہ حاصلش این است
الا لا یدخل بعضہم قدر وقت مشیۃ الرب یعنی مگر نہ در آیند بعض شان باندازۂ وقت مشیۃ پروردگار۔ وتاویل کردہ شود
استدراک برائے بعض بنا بر ضرورت صحت او پس حاصلش چنین است لکن یدخل بعضہم وقت مشیۃ الرب یعنی لیکن آیند
بعض شان وقت مشیۃ رب۔ پس بدانکہ اگر الا برائی استثناء باشد از خالدین چنانکہ گفتند پس تشویش است در عدم
خلود مومن در جنت ... و عدم خلود کافر در نار خلاف ثابت کہ مجمع علیہ است ثابت او۔ ولازم شود آنکہ درین کریمہ
بجائی ما عام من باشد کہ خاص است برائے ذی عقل آنکہ جنت ونار را سزاوار باشد نہ ما کہ عام است از ذی
عقل وغیر ذی عقل آنکہ سزاوار نباشد جنت ونار را۔ پس این عموم صحت نہ پذیرد در دخول جنت ونار۔ ودر محل
این کلام آنکہ در کیفیت الذین شقوا وسعدوا آمدہ الا الذی مخصوص است بذی عقل واین کلام پس نفع داد عموم را

وان کان ش الاستثناء من خالدین مـ متعلقہ بالذین شقوا بالعصیان

کما قیل لزم خروج العاصی من النار فدخولہ فی الجنۃ سلمنا لکن لا یصح استثناء

الذی فی واما الذین سعدوا الخ اذ لا یصح خروج السعید من الجنۃ فلا دخولہ فی النار

وبمنعہ ش ای الاستثناء من خالدین فاعلاً کان او مفعولاً مـ عطاءً غیر مجذوذ

ش فاعلاً کان او مفعولاً مـ فبطل الاستثناء وان کان ش الاستثناء

من خالدین مـ متعلقہ بتوقف المواقف کما قیل بتقدم المستثنیٰ

علی المستثنیٰ منہ ولا یصح تقدیمہ فما الاستقیم المعنی بہ استثناء

من خالدین واللہ تعالیٰ اعلم بصوابہ ۔ اللھم صل

علی محمدِ النبی لوذرک وعلی الوازرہ کما تحبہ

وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا

ترجمہ واگر استثناء است از خالدین بسبب تعلق او بہ لھم زفیر وشہیق چنانکہ گفتہ شد صحیح نباید این قول زیراکہ زفیر وشہیق ہر دو صفت آمدند برائے داخلین خالدین فیہا ۔ ونباشد خالدین فیہا حال ہر دو زفیر وشہیق را بالخصوص ۔ نیکو در آورین نظم شریف برین نحو وطریق ۔ واگر این استثناء از خالدین بسبب تعلق او بہ الذین شقوا بالعصیان یعنی آنانکہ شقی شدند بگناہ چنانکہ گفتہ شد لازم شود خروج عاصی از نار پس دخول او در جنت ۔ گرفتیم یعنی تسلیم کردیم ۔ لیکن درست نباید استثناء آنکہ در کریمہ واما الذین سعدوا الخ است زیراکہ خروج سعید از جنت درست نباشد پس نیست دخولش در نار ۔ وبسبب منع استثناء از خالدین فاعل باشد یا مفعول فقرہ عطاءً غیر مجذوذ یعنی بخشش بی انتہا فاعل یا مفعول باشد ۔ پس استثناء باطل شد ۔ واگر استثناء از خالدین باشد بسبب تعلق او بتوقف مواقف چنانکہ گفتہ شد ۔ و رسید ورت مستثنیٰ بر مستثنیٰ منہ مقدم شود وتقدمش درست نباید ۔ پس چیست کہ استقامت نمی یابد این معنی با وار دوسے استثناء را از خالدین واللہ تعالیٰ اعلم بصوابہ وخدائے برتر بہتر داناند راست بہ راستی او ۔ اللھم صل علی محمدِ النبی لوذرک وعلی الوازرہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا ۔

ذکر کیفیت تفسیر حدیث شریف لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله فی الیوم مائة مرة رواه مسلم در مشکوٰة باب الاستغفار والتوبة۔

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد لله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین

قوله صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله فی الیوم مائة مرة

ترجمہ حجاب کرده می‌شود بر دلم و هر آئینه استغفار میکنم درین روز صدم مرتبه +

در مقصد این حدیث شریف اختلاف است گفته شد هر گاه آنحضرت صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم عین ذات الله تعالی است عین را چه حجاب است فقط درین نظر بی آنت ظاهر بمخالفت عقیده و نظم شریف و گفته شده در ترقی بر ترقی مرتبهٔ اولی در حکم حجاب میشود فقط این راز سالکان طریق کشف و شهود دانند۔

ذکر بیان تفسیر اس حدیث شریف کا لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله فی الیوم مائة مرة روایت کیا اسکو مسلم نے مشکوٰة باب استغفار و توبہ میں ہے

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد لله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین۔
قول حضور صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم کا لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله فی الیوم مائة مرة
یعنی میرے دل پر حجاب کر دیا جاتا ہے اور میں ضرور استغفار کرتا ہوں اس دن میں سو مرتبہ۔ اس حدیث شریف کے مقصد و مراد میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کہا گیا جب آنحضرت صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم عین ذات خدا کے برتر ہیں تو عین کا کیا موقع ہے یعنی اوس میں حجاب کی کیا گنجایش ہے فقط اس میں مخالفت عقیدہ اور نظم شریف کے سبب بظاہر بہت کچھ نظر و تامل ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ کہا گیا کہ ترقی کی صورت میں پہلا مرتبہ حجاب کے حکم میں ہو جاتا ہے فقط۔ یہ بھید وہی جانتے ہیں جو کشف و شہود کی راہ میں چلنے والے صوفیان باصفا ہیں۔

ذکر بیان تفسیر اس حدیث کا لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله فی الیوم مائة مرة

بیان اقوال و تاویلات در معنی حدیث باقوال مختلف و نظریات بود الخ

لاکن درین نظریست باینکہ ترقی بر ترقی در معرفۃ اللہ تعالیٰ در حال ابنیا علیٰ
نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام کہ لازم نقص بتدریج است نا روا است ہمانا علم ابنیا
علیہم در معرفۃ اللہ تعالیٰ بی تدریج است بنا بر ضرورت کمال شان نبوت و للآخرۃ
خیر لک من الاولیٰ عام در مرادات حضرت صلعم است نہ مخصوص بعدم دلالت
ش این کریمہ باین تفسیر گفتہ شد جواب مدعی است کہ باین کریمہ استدلال
بر ترقی بر ترقی دارد ھ وگفتہ شد کہ استغراق در ذات بحت لسبب عدم امتیاز ش
در حکم حجاب است فقط دران نظریست باینکہ استغراق در ذات بحت بی دلالت
از حادث و از اوصاف قدیمہ صحۃ نپزیر دپس تا وجود دلالت حجاب نتواند و بعد قطع
دلالۃ حالۃ باطلہ است فکیف الحجاب بالاستغراق وگفتہ شد حجاب بفنائی حادث
بانقطاع دلالۃ از حادث و از اوصاف قدیمہ ست فقط درین نظریست باینکہ حالت صحیحہ در معرفۃ اللہ تعالیٰ بہ بقائی
دلالۃ از حادث و از اوصاف قدیمہ است و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بہرہ در کمال معرفۃ صحیحہ بی تدریج است ابنا بر شان نبوت فکیف الحجاب

ترجمہ لیکن اسمین یہی جائے نظر و غور ہے اسطرح کہ معرفت خدا تعالیٰ مین ترقی پہ ترقی جو تدریج و ڈھیل کے سبب
نقص و کمی کو لازم ہے انبیا علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام کی حال مین نا روا ہے - بات یہی ہے کہ علم ابنیاء علیہم السلام کا
خدائے تعالیٰ کی معرفت مین بی تدریج یعنی بی ڈھیل ہے بسبب ضرورت کمال شان نبوت کے یعنی شان نبوت کا
کامل ہونا ضروری ہے اور کریمہ للآخرۃ خیر لک من الاولےٰ یعنی البتہ آخر بہتر ہے آپکے لئے اولی سے - یہہ حضرت صلعم
کی عام مرادون مین ہے نہ مخصوص مین بسبب دلالت نہونیکے - یہہ کریمہ اس تفسیر کے ساتھہ کہی گئی جواب ہے
اوس مدعی کا جسنے اس کریمہ کو اختیار کیا ہے دلیل ترقی کے اوپر ترقی پہ - اور ایک قول یہ ہے کہ کہا گیا ذات بحت
مین استغراق ذات کے امتیاز نہونیکے سبب حکم حجاب مین ہے فقط اسمین یہی ایک نظر و غور کی ضرورت ہے اسطرح
کہ استغراق ذات بحت مین بغیر دلالت حادث کے اور اوصاف قدیمہ کے صحت نہین پاتا ہے پس جبتک
وجود دلالت کا ہے حجاب نہین ہو سکتا اور قطع دلالت کے بعد حالت باطل ہے تو استغراق مین حجاب کیسا
یعنی بدون دلالت جب حالت کا اعتبار نہو بلکہ وہ باطل سمجھی جاوے تو استغراق ہی باطل ہوگا اور بطلان استغراق
کے سبب بطلان حجاب ہے - اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کہا گیا حجاب ہے حادث کے فنا ہو جانیسے بسبب دلالت منقطع
ہو جانیکے حادث سے اور اوصاف قدیمہ سے فقط - اسمین بھی ایک نظر و غور ہے اسطرح کہ معرفت خدائے تعالیٰ مین
صحیح حالت بقائے دلالت کیساتھ ہے جیسکہ حادث سے اور اوصاف قدیمہ سے وہ دلالت باقی ہے - اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم
اپنی شان نبوت کی بنا پر بلی تدریج و ڈھیل معرفت صحیحہ کے کمال کے ساتھہ بہرہ ور ہین پھر حجاب کیسا -

وگفتہ شد کہ رجوع بخلق بنا بر رحمۃ وانچہ لازم نبوت است حجاب است
از مرتبۂ تفرد برب اگرچہ از مرضیات اللہ تعالیٰ است پس استغفار است
ازین حجاب فقط رود او آنانکہ چنین است شش یعنی بجوع بخلق حجاب از
تفرد برب است ہمین دانند وبس ودرین ہم نظریست بانیکہ قلب اشرف مظہر جمال
رب العالمین را رجوع بخلق از مرتبۂ تفرد برب حجاب نیارد واین سر آن داند کہ
عارف حقیقۃ محمد صلعم بانطباق کلی مظہریتش بجمال بالکمال رب العالمین باشد ہمانا
ماسوا اللہ تعالیٰ در بحر جمال بالکمال رب العالمین مانا کہ قطرہ است بل کمتر ازانکہ
دانی در حقیقۃ جامعہ محمد صلعم ہم چنانست وآن حقیقۃ جامعہ محمد صلعم با متعلقات
بقیام حقیقی ومجازی بحقیقۃ خودش رہنما است فکیف الحجاب واز حال ناقصانست
کہ برجوع بخلق حجاب از تفرد برب رونماید پس ناقص باین سخن نرسد ونیز باید دانست
کہ این عنین در وصف آن نور اللہ تعالیٰ صلعم از متشابہات است۔

ترجمہ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کہا گیا کہ آپکا رجوع خلق کی طرف رحمت اور اُس چیز کی بنا پر کہ لازم نبوت
ہے حجاب ہے مرتبۂ تفرد برب سے یعنی ایسے مرتبہ سے جسمین رب کے ساتھ خلوت وتنہائی ہو اگرچہ
مرضیات خدائے تعالیٰ سے ہے پس استغفار اس حجاب سے ہے فقط۔ جن لوگون کی رودادیعنی
پیش آمدنی ایسی ہے یعنی خلق کی طرف رجوع انکو رب کے ساتھ تنہا ہونیسے حجاب ہے وہ یہی
جانتے ہین اور بس۔ اور اسمین بھی جائے نظر ہے اسطرح کہ مظہر جمال رب العالمین صلعم کے قلب
اشرف کو خلق کی طرف رجوع مرتبۂ تفرد سے رب کے ساتھ حجاب نہین لاتا ہے۔ یہ بھید وہی جانتا ہی جو حقیقت
محمد صلعم کا کہ جمال بالکمال رب العالمین کے ساتھ آپ کے مظہر ہونیکے پوری منطبق ہونیکا عارف
ہووے۔ بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ دریائے جمال باکمال رب العالمین مین
گویا کہ ایک قطرہ ہے بلکہ کمتر اوس سے کہ تو جانے حقیقت جامعہ محمد صلعم مین بھی ماسوا اللہ کا
یہی حال ہے۔ اور وہ حقیقت جامعہ محمد صلعم مع متعلقات ایسے کہ بقیام حقیقی ومجازی ہین
جبکہ اپنی خود کی حقیقت کے ساتھ رہنما ہے تو حجاب کیسا اور یہ حال ناقصون کا ہے
کہ خلق کی طرف رجوع کرنے مین رب سے تنہا ہونیسے حجاب پیش آتا ہے
پس ناقص اس کلام کو نہ پہونچے گا۔

پس بر ما است کہ این غین را حوالہ بعلم حضرت نبی مکرم صلعم نمائیم نہ قیاس برحالت نفوس خود کہ تدریج لازم اوست بنا بر نقصان استعداد و ہم احتمال ضلال بقطع دلالت و نیز ظاہر است کہ فاعل لیغان و ہم مفعول ثانیش کہ سبب حجاب است نا مذکور است پس حکم صریح محقق و مخصص بر آنہا **لیش** ای فاعل و مفعول ثانی ٥ نتوانند شد و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و ہمچنین سہو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم در حالت نماز از متشابہات است **لش** بدلائلی کہ در تفسیر این حدیث شریف گفتہ شد ٥ اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد النبی نورک و علی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ یہ غین یعنی حجاب اوس نور خدا کے تعالیٰ صلعم کے وصف مین متشابہات سے ہے - پس ہمپر لازم ہے کہ اس غین کو حضرت نبی مکرم صلعم کے علم کے حوالہ کرین نہ اپنے نفسون کی حالت پر قیاس کرکے نقصان استعداد کی بنا پر اوسکو تدریج لازم ہے اور قطع دلالت کی صورت مین احتمال ضلال و گمراہی بھی ہے - اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لیغان کا فاعل اور اوسکا مفعول ثانی بھی جو سبب حجاب ہے مذکور نہین ہے - پس اونہین فاعل اور مفعول ثانی پر حکم صریح محقق اور مخصص نہین ہوسکتا - اور خدائے برتر سے درستی وصواب کو خوب جانتا ہے اور ایسے ہی سہو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نماز کی حالت مین متشابہات سے ہے - اونہین دلائل پر کہ اس حدیث شریف کی تفسیر مین بیان کی گئین - اللّٰھم صل وسلم علی محمد النبی نورک و علی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ -

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ الَّذِی یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

فرمود اللہ سبحانہ الَّذِی یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ

ترجمہ آنکہ نگاہ میدارد ترا وقت قیام ای بودن تو بعالم شہود ونگاہ میداشت گردیدن ترا در ساجدان ای از ساجدی بساجدی بعالم روح۔ **ش**

کما قال سبحانہ یعصمک من الناس۔ ۵ بعصمۃ عامۃ تامہ واستفادہ معنی عصمۃ عامۃ تامہ بنا بر ربط کلام سابق است **ش** ای انذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین ج فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون و وتوکل علی العزیز الرحیم الذی الخ

ذکر بیان تفسیر کریمہ الذی یراک

ذکر بیان تفسیر کریمہ الَّذِی یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ۵ کا

کہ آخر سورہ شوری   بسم اللہ الرحمن الرحیم   رکوع گیارہ مین ہے

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علے رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ فرمایا خدائے سبحانہ نے آخر سورہ شوری رکوع گیارہ مین الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ۵ یعنی وہ کہ تجھے نگاہ رکہتا ہے قیام کے وقت یعنی تیرے عالم شہود مین ہونیکے وقت اور نگاہ رکہتا تہا تیری گردش کرنے اور پہرنیکو سجدہ کرنیوالون مین یعنی ایک سجدہ کرنیوالے سے دوسرے سجدہ کرنیوالے کی طرف عالم روح مین عام پوری نگاہ داشت کے ساتہہ۔ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ مائدہ دسوین رکوع مین یعصمک من النّاس۔ یعنی نگاہ رکہتا ہے تجہکو لوگون سے تا آخر آیت۔ اور عام پوری نگاہداشت کے معنی کا فائدہ حاصل کرنا کلام سابق کے ربط کی بنا پر ہے یعنے اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ج فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ ۵ یعنی ڈرائے اپنی قریب کنبہ والونکو۔ اور اپنے بازونکو اوسکے لئے جہکائیے جو ایمان والون مین سے آپکی پیروی کرے۔ پہر اگر وے آپکی نافرمانی کریں تو کہہ دیجئے کہ مین اوس سے بری ہون جو تم عمل کرتے ہو۔ اور آپ بہروسہ زبردست مہربان پر بہروسہ کیجئے

ذکر بیان تفسیر کریمہ الذی یراک حین تقوم وتقلبک الخ

رکوع ۱۱

حاصل آنکہ میندیش از اندار ایشانرا و از کینۂ ایشان بالتفات بمومنان و نافرمانی ایشان و برائت خود از اعمال شان باشد کہ ازین وجوہ ضرر رسانند و توکل کن بر خدای غالب و رحیم آنکہ نگاہ میدارد ترا در عالم شہود از ہرچہ میخواہد و نگاہ میداشت نقل ترا در عالم روح در ساجدان از غیر ساجدان سخن در امر و اظہار غلبہ و رحمۃ غیر مقصود البحث است پس سخن باقی پرا داین است ہویدا آنکہ درین مرا آری و تقوم بمعنی مجازی است یعنی رویۃ بمعنی نگاہ داشتن کما فی قولہ تعالیٰ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَ اَرٰی بمعنی مجازیست بخصوص اجابۃ و عصمۃ بعموم ہا بر ایشان باقتضای نظم سابق و اگر درین خصوص معنی حقیقی گرفتہ شود فائدہ اش میگردد بمعنی مجازی و نیز بمعنی حقیقی بحذف مفعول بہ بلاغتی است بتوسیع مفاعیل و فوائد مناسب شان انہا نسبۃ بحضرت موسی و ہارون علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام بفائدہ معنی مجازیست ورنہ امری عام بیفائدہ او بی ربط از اقتضا نظم سابق و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و ترجیح تری باعتبار آری پس مستلزم فائدہ دوام او ماضی و مستقبل باعتبار مری یعنی تعریف حال و ماضی و مستقبل در ذکر کیفیۃ اصول الحاقی و ذکر کیفیۃ

ترجمہ۔ حاصل یہ کہ آپ ڈرانے سے اونکو اور اونکے کینہ سے مومنین کیطرف التفات کرنے میں کچھ خوف نکیجئے اور اونکی نافرمانی اور اپنی برائت اون کے اعمال سے ہو گی کہ وے ان وجوہ کے سبب ضرر پہونچاوین اور خدا کے زبردست و مہربان پر بہروسہ کیجئے جو آپکو عالم شہود مین جس چیز سے چاہتا ہے نگاہ رکہتا ہے اور جو آپکے منتقل ہونیکو عالم روح مین ساجدین کے اندر غیر ساجدین سے نگاہ رکہتا تہا۔ کلام امر اور اظہار غلبہ اور رحمت مین مقصود بحث نہین ہے پس کلام جس چیز مین کہ مراد ہے یہ ہے۔ معلوم ہو کہ اس آیہ مین یری اور تقوم کے معنی مجازی مراد ہین یعنی رویت کے معنی نگاہ رکہنے کے جیسے خدا کے تعالیٰ کے اس قول مین کہ سورۂ طٰہٰ کے دوسرے رکوع مین ہے لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَ اَرٰی۔ یعنی تم دونون نہ ڈرو بیشک مین تم دونون کے ساتھ ہون سن رہا ہون اور دیکھ رہا ہون یعنی قبول کرتا ہون اور نگاہ رکہتا ہون۔ یہان اسمع اور اری مجازی مین ہین بسبب خاص ہونے اجابت اور عصمت کے مع اوسکے عموم کے اون کیلئے نظم سابق کی خواہش پر اور اگر اس خصوص مین معنی حقیقی اختیار کئے جاوین تو اوسکا فائدہ معنی مجازی کی طرف پہرتا ہے اور معنی حقیقی کی طرف بہی حذف مفعول کے سبب سے پوری بلاغت ہے توسیع مفاعیل کی نسبت اور فائدون کی نسبت کہ اون کے مناسب ہین ان تمام فائدون کی نسبت حضرت موسی و ہارون علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام کے ساتھ معنی مجازی ہی کے فائدہ مین ہے ورنہ ایک امر عام بیفائدہ ہے اور نظم سابق کے اقتضا اور خواہش کی نسبت بے ربط معلوم ہوتا ہے۔ اور خدا برتر ہی صواب کو خوب جانتا ہے۔ اور فعل یری کا حال ہونا باعتبار اری کے یعنی ہمیشہ دیکہنے والے ہے جو دوام کا فائدہ دینے کو لازم کرتا ہے اور ماضی و مستقبل باعتبار مری ہے یعنی جسکو دیکہنے والا دیکہہ رہا ہے۔ تعریف حال و ماضی و مستقبل کی ذکر کیفیۃ اصول عاصمہ الخ

بیان معنی مجازی آری

وسماع صوت و کلام

بیان نکتہ

بیان نکتہ ماضی و مستقبل

و در ذکر کیفیة غیب و علمه فی تفسیر کریمه یعلم ما بین ایدیهم و ما خلفهم الآیه مذکور است
ھ و قیام بمعنی بودن ای موجود شدن ش کما فی قوله تعالیٰ اقم الصلوٰة ای بوجود آر
نماز را و فی تکبیر الاقامت قد قامت الصلوٰة ای موجود شد نماز و فی قولک قامت الدلالة
ای موجود شد دلالة ھ و حین تقوم ببلاغتش لعموم قیام و عموم زمان و مکان ش
از اضافة حین سوئے تقوم و از معنی مصدریتش ھ با فائده زمان حال و مستقبل
ش از اصلش که دائر عالم شهود است ھ مفید معنی وجود عالم شهود ش ش
ای مخاطب ھ متعلق یری ش مفعول فیه زماناً و مکاناً
ھ تقلب بمعنی حقیقی لازم ش خلاف متعدی
ھ ای گردیدن ببلاغت و دوام بی دوران حال و استقبال
ش باقتضائی مصدریتش ھ با فائدهٔ خصوص
عصمة عامه تامه ش برائی مخاطب حبیب الله صلی الله تعالیٰ علیه
و علیٰ آله و سلم

ترجمہ اور ذکر کیفیة غیب اور اوسکے علم مین کریمہ یعلم ما بین ایدیہم و ما خلفہم الآیہ کی تفسیر مین مذکور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ زمانہ حال عدم سابق و لاحق کے درمیان ایک حالت فارقہ ہے حادث کی پس یہی کیف حادث زمان حال و متجدد ہے کہ ہر ممکن کو پیش آرہا ہے اور آگے دونون عدم مذکور پر اسی حادث کی ہو رہی ہے۔ اس زمانہ حال کو عدم لاحق ہونے سے زمانہ ماضی ہو گیا کہ اسکا علم حال کی ہوتا ہے نہ بالاستقلال بطور خود کیونکہ ممکن کے کیف ہی اوسکا علم بالاستقلال نہین ثابت ہوتا اسلئے کہ عدم کا علم وجود کی ہی پس ماضی اپنے استقرار مین محتاج حال ہی بخلاف حال و مستقبل کہ حال موجود مستقبل ہی۔ اور مستقبل عدم سابق مین مقتضی وجود ہی لہذا اپنی استقرار مین محتاج حال نہین بلکہ وہ زمانہ کہ مستلزم تجدد ہی عدم سابق کی ساتھ وہ مستقبل ہے کہ ہنوز پیچھے ہے اور وجود مین آنا اوسکا ممکن ہی پھر جب کیفیت ممکن اوسپر طاری ہوئی جو آناً فاناً ہی اوسوقت وہ کیفیت حال ہوا اور جبتک وہ کیفیت عدم کی سبقت کرکے طاری نہین ہوئی ہی مستقبل ہے۔ اور جب معدوم ہو جا ئیگی ماضی ہے اور آیت مذکورہ مین قیام کے معنی ہونے یعنی موجود ہو نیکے ہین جیسا خدائے برتر کے اس قول مین اقم الصلوٰة کہ نماز کو قائم کر یعنی وجود مین لا۔ اور تکبیر اقامت مین قد قامت الصلوٰة یعنی تحقیق نماز قائم ہو گئی یعنی موجود ہو گئی۔ اور جیسا تیرے قول مین قامت دلالتہ ـ کہ قائم ہو گئی دلالت یعنی دلالت موجود ہو گئی۔ اور حین تقوم اپنی بلاغت کی سبب عموم قیام اور عموم زمان و مکان کو مع فائدہ زمان حال و مستقبل کے مفید معنی وجود عالم شہود مخاطب کی نسبت ہو کر متعلق یریٰ کا ہی کہ زمان و مکان دونون طرح کا مفعول فیہ ہی کیونکہ حین کا تقوم کیطرف نسبت کرنا اور تقوم کا معنی صدری مین ہوتا کہ بغیر اسکے اضافت صحیح نہین ہوتی کیونکہ اضافت دو اسمون مین ہوتی ہے

بیان معنی مجازی قیام بہ نسبت صیغہ تقوم

ھ معطوف بر ضمیر متصل مفعول بہ یری است ش ای کاف خطاب متصل یری ھ بدلالۃ نصب ش پس مفعول بہ است نہ معطوف بر تقوم مجرور محلا مفعول فیہ و مفعول معطوف نشود بر مفعول فیہ ھ و فی الساجدین ای مصلّین متعلق تقلب و اگر چہ مجرور باشد بنابر قرائتی ش چنانکہ در تفسیر کبیر است ھ مستلزم افادت معنی مفعول فیہ مکانا برائی فاعل تقلب پس مراد تقلب روح محمد صلعم در ساجدین است کہ ہنوز فارغ از عالم شہود و دوران حال و مستقبل شہود لیست نہ فارغ از حال و مستقبلی کہ لازم وجود است کش چہ روح بنفسہا فارغ از عالم شہود است کہ محل دوران حال و مستقبل شہود لیست تنبیہ وجود روح اگر چہ فارغ از مکان و زمان شہود لیست لاکن بی شبہ وجود لیست بالحال کہ ماضی و مستقبلش خلاف زمان عالم شہود است ھ

ترجمہ اندونوں کی اضافت الیمین قیام زمان و مکان عام ہونیکو مفید ہو کر زمان حال و مستقبل کا فائدہ دیرہی بسبب انکے اصل کی کیونکہ اہلیت زمانونکی ای عالم شہود مین دائر ہے جس سے مخاطب کے وجود عالم شہود کی معنی کا فائدہ حاصل ہے اور تقلب مصدر خلاف متعدی جو معنی حقیقی لازم مین ہے جسکے معنی گردیدن یعنی پھرنے کی ہین یہ اپنی بلاغت دوام بغیر دوران حال و استقبال کی کہ اقتضا اوسکی مصدریت کا ہے جو لازمی ہے عصمت تامہ تا مہ کے خاص ہونیکے فائدہ کیا تھہ کہ یہ عصمت عامہ تامہ مخاطب حضرت حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کیواسطی ہے معطوف ہے ضمیر متصل پر کہ مفعول بہ یری کا ہے جسکے مفعول ہونے پر نصب دلالت کر رہا ہے کیونکہ انکلف مصدر لازمی کا عطف کاف ضمیر متصل پر ہے جو یری کا مفعول بہ ہے جسکے معنی یہ ہین کہ تجھکو اور تیرے پھرنیکو نگاہ رکھتا ہے ۔ اور نصب مصدر کو عصمت دلالت ہے اوسکی مفعول بہ ہونیپر ۔ اور اوسکا مصدر لازم ہونا خود مقتضی ہے دوام کا بلی دوران حال و استقبال کی جس سے فائدہ عامہ تامہ کو خاص ہونیکا مخاطب کی لیے کہ حضرت حبیب خدا صلے اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم ہین حاصل ہو رہا ہے پس مصدر تقلب مفعول بہ ہے نہ معطوف تقوم مجرور پر کہ بنا بر محل مفعول فیہ ہے ۔ او مفعول بہ مفعول فیہ پر معطوف نہین ہوتا ہے ۔ اور فی الساجدین یعنی مصلّین متعلق تقلب کا ہے ۔ اور اگر چہ تقلب مجرور رہے و ایک قراءت کی بنا پر جیسا کہ تفسیر کبیر مین ہے تو فاعل تقلب کیلیے کہ ضمیر مخاطب متصل اضافی ہے معنی مفعول فیہ کی از روئی مکان فائدہ دینی کو لازم کر رہا ہے یعنی مخاطب کیلیے تقلب درصورت مجرور ظرف مکان ہونیکے فائدہ کا مستلزم ہے پس مراد تقلب سے روح محمد صلعم کا ساجدین مین گشت کرنا ہے جبکہ عالم شہود سے وہ روح مبارک ہنوز فارغ ہو ۔ اور حال اور استقبال کا دوران شہودی ہے ۔ نہ روح مبارک فارغ ہے اوس حال و مستقبل سے جو آپکے وجود مبارک کو لازم ہے اسلیے کہ روح اپنی نفس مین عالم شہود سے فارغ ہے کہ یہ عالم شہود ۔ شہودی حال و مستقبل کا محل دوران ہے تنبیہ وجود روح

نہ **ش** فی الساجدین **ھ** متعلق تقوم بنابر عدم صحت عطف حائل غیر شامل **ش**
یعنی تقلب مفعول بہ غیر شامل بمفعول فیہ زمانی **ھ** و لزوم تباعد **ش** تقوم و فی الساجدین
بسبب حائل غیر شامل **ھ** و افادت معنی مفعول معہ **ش** چنانکہ ما کان اللہ لیعذبہم
و انت فیہم ای معہم **ھ** خلاف اقتضائی تقلب مفعول بہ و نہ **ش** فی الساجدین **ھ**
متعلق یری بنابر تباعد لفظی و تنازع معنوی متعلق بما بہ التعلق **ش** ای تعلق فی الساجدین
بہ یری تباعد لفظی بحائل غیر شامل ای بمفعول منفصل دارد و در ضمن یری بہ تقوم و تقلب تنازع
معنوی یعنی قیام مع الساجدین و تقلب فی الساجدین آرد **ھ** پس استحقاق قریب
راست **تنبیہ** در حال صحت تعلق لفظی و معنوی فی الساجدین بتقلب غیر تباعد **ش**
لفظاً و معناً **ھ** یا فائدہ خصوص عصمت عامہ حاجت اختیار این جز تقبیل تباعد لفظی و معنوی
یا ترک فائدہ مذکور چیست فاعتبروا یا اولی الالباب بل اقرب لفظاً و معناً حین تقوم مفعول فیہ
زمانی برائے مفعول بہ متصل یری است فی الساجدین مفعول فیہ مکانی برائی فاعل متصل تقلب با فائدہ مذکور تم المراد

ترجمہ فی الساجدین تقوم کا متعلق ہے عطف حائل غیر شامل کی صحت نہونیکی سبب یعنی تقلب مفعول بہ جو مفعول فیہ زمانی حین تقوم کو شامل نہیں اسکے
درمیان بصورت عطف حائل ہے در صورت تعلق مذکور یہ عطف صحیح نہیں ہے لہذا عدم صحت عطف تعلق کو مانع ہے۔ پھر اسی حائل غیر شامل کے سبب لزوم تباعد
یعنی تقوم اور فی الساجدین میں اسی تقلب حائل غیر شامل کے سبب جو دوری ہونا لازمی ہے لہذا یہ لزوم تباعد مانع تعلق ہے درمیان تقوم
اور فی الساجدین کے اور معنی مفعول معہ کا فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ آیہ ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم ای معہم
میں یعنی اللہ ایسا نہیں ہے تاکہ انکو عذاب کرے حالانکہ آپ انمیں ہوں یعنی انکے ساتھ ہوں پس اسی طرح تقلبک فی الساجدین
میں مع الساجدین کے معنی کا فائدہ حاصل کرنا یعنی خدائی برتر آپکی روح مبارک کا ساجدین میں یعنی ساجدین کیساتھ
گشت کرنا نگہ رکھتا تہا۔ یہ افادہ معنی مفعول معہ تقلب مفعول بہ کے اقتضاء کی خلاف ہے۔ یہ سب صورتیں فی الساجدین
کی تعلق کو تقوم کے ساتھ مانع ہیں۔ اور نہ فی الساجدین یری کے متعلق ہے بسبب تباعد لفظی اور تنازع معنوی متعلق
کا اوس چیز کیساتھ کہ اوسکو تعلق ہے یعنی لفظوں میں باہم دوری اور معنی میں جھگڑا ہونیکے سبب متعلق کی ما بہ التعلق کیساتھ یعنی جسکو یری
کیساتھ تعلق ہے اوسکی متعلق میں تنازع معنوی ہو جاتا ہے بسبب مطابق معنی فی الساجدین کا تعلق یری کیساتھ حائل غیر شامل کے
سبب باہم بعد لفظی ظاہر کر رہا ہے یعنی مفعول بہ منفصل رکھتا ہے کہ وہ تقلب ہے جس کے بعد منفصل عیان ہے۔ اور ضمن یری میں
تقوم اور تقلب کیساتھ معنوی تنازع لاتا ہے اس معنی کر کہ قیام مع الساجدین اور تقلب فی الساجدین میں تنازع معنوی ہوتا
ہے پس بصورت تنازع میں استحقاق قریب کو حاصل ہے **تنبیہ** جبکہ لفظی و معنوی تعلق فی الساجدین کی تقلبک کیساتھ
صحیح ہے جسمیں باہم بعد لفظی و معنوی بھی نہو۔ اور عصمت عامہ کے خاص ہونیکا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ پھر فائدہ مذکور
چھوڑ کر اس جز تقبیل تباعد لفظی و معنوی کے اختیار کرنیکی ضرورت کیا ہے فاعتبروا یا اولی الالباب پس اے عقلمندو عبرت کرو۔

ضمیمہ واگر گرفتہ شود یری ونقوم بمعنی حقیقی ش ای دیدن واستادن ھ وتقلب بمعنی لازم ای گردیدن از حالی بحالی وتعلق فی الساجدین ای مصلین به یری ودرین ضمن به تقوم وبه تقلب نیز بمعنی مفعول معه ش باین حاصل که می بیند ترا وقت استادن تو وگردیدن ترا از حالی بحالی با ساجدان ای مصلیان ھ درین مراد نظر با بانیکه حین تقوم متعلق یری مفعول فیه زمانی برای مفعول به متصل یری است وتقلب مفعول به منفصل یری وفی الساجدین متعلق یری مفعول معه برای هردو مفعول به پس حین تقوم عام باشد ومعارض خصوص فی الساجدین ومهمل المعنی ش بتعارض ھ واگر فی الساجدین درضمن یری علاقه به تقوم هم بنا بر قرینه محلی دارد رفع عموم وتعارض توان شد لیکن قرینه بمقابله صراحت مذکور سابق ش ای اقرب لفظاً ومعناً حین تقوم مفعول فیه زمانا برای مفعول به متصل یری است وفی الساجدین مفعول فیه مکانا برای فاعل متصل تقلب ھ اعتباری ندارد ونیز حائلیه غیر شامله مفعول فیه زمانی ش یعنی غیر شامل بمفعول به منفصل ھ تباعد لفظی آرد ش نه تباعد معنوی ھ ومفعول معه متنازع گردد میان هردو مفعول به پس استحقاق مفعول به منفصل بنا بر قرب است

ضمیمہ اور اگر یری اور تقوم معنی حقیقی یعنی دیکھتے اور کھڑے ہوتے میں مان لیا جاوے اور تقلب بمعنی لازم ہو یعنی ایک حال سے دوسرے حال میں ہو جانا۔ اور یہ کہ فی الساجدین یعنی مصلین کا یری کے ساتھ تعلق ہے۔ اور اسی ضمن میں اسکا تعلق تقوم کیساتھ اور تقلب کیساتھ بھی مفعول معہ کے معنی میں ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ دیکھتا ہے تجھکو سجدہ کرنیوالوں یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تیرے کھڑے ہونے اور تیرے ایک حال سے ایک حال کی طرف پھرنے کے وقت۔ ایسے معنی مراد کرنے میں نظریں ہیں اور اعتراض ہے۔ اسطرح کہ حین تقوم یری کے تعلق کے سبب مفعول فیہ زمانی ہے مفعول بہ ضمیر متصل یری کیلئے۔ اور تقلب یری کا مفعول منفصل ہے۔ اور فی الساجدین یری کے تعلق کے سبب مفعول معہ ہے ہر دو متصل ومنفصل مفعول بہ مذکورہ کیلئے۔ پس حین تقوم عام ہوگا اور خصوص فی الساجدین کا معارض۔ اور اس تعارض کے سبب مہمل المعنی۔ اور اگر فی الساجدین یری کے ضمن میں قرینۂ محلی کے سبب علاقہ تقوم کے ساتھ بھی رکھے تو رفع عموم اور تعارض ہو سکتا ہے لیکن قرینہ مقابلہ میں صراحت مذکور سابق کی یعنی حین تقوم مفعول فیہ زمانی لفظ ومعنی کے اعتبار سے یری کے مفعول بہ متصل کیلئے قریب تر ہے۔ اور فی الساجدین مفعول فیہ مکان تقلب کے فاعل متصل کیلئے نزدیک تر ہے کچھ اعتبار نہیں رکھتا۔ اور حائلیت غیر شاملہ مفعول فیہ زمانی بھی کہ مفعول بہ منفصل کو شامل نہ ہو لفظی بُعد باہم پیدا کرتی ہے نہ معنوی۔ اور مفعول معہ دونوں مفعول بہ کے درمیان متنازع ہوتا ہے پس مفعول بہ منفصل کا استحقاق قرب کے سبب سے ہے۔

ای فہم انا درین مراد اگر بنگری تعلق فی الساجدین بہ تقوم نیکوتر است نہ بہ یری تا کہ مفید خصوص قیام
ش فی الساجدین ھ صراحتًا باشد و آن نتواند شد ازانکہ حین تقوم مفعول فیہ زمانی است مر
مفعول متصل یری را و فی الساجدین مفعول معہ برای فاعل تقوم پس شامل باشد
مفعول فیہ زمانی را و تقلب عام باشد ش چنانکہ تقوم بعدم تعلق فی الساجدین عام باشد یا معا
ھ و تقلب مفعول بہ نیز متقاضی تعلق فی الساجدین است پس فی الساجدین متنازع فیہ باشد میان
مفعول فیہ زمانی و مفعول بہ پس استحقاق تعلقش بمفعول بہ باشد بنابر اصلیتش در کلام و قرینہ بمفعول فیہ
زمانی بنابر فضلیتش در کلام بعد و نیز حالیتہ غیر شاملہ مفعول بہ ش یعنی تقلب غیر شامل مفعول فیہ
زمانی ھ مانع تعلق فی الساجدین ش کہ مفعول معہ است ھ بہ تقوم ش کہ مفعول فیہ زمانی
است بدخول حین ھ زیرا کہ حائل غیر شامل بتباعد لفظی و معنوی آرد پس تنازع یا تعارض متحقق
ش آرد و حکم تنازع و تعارض مذکور شد ھ بخلاف حائل شامل ش کہ بتباعد و تنازع
نیارد بسبب شمول ھ و عطف تقلب بر تقوم نیکوتر است

ترجمہ اے دانا اس مراد میں اگر اچھی طرح تو غور کریگا تو معلوم کریگا کہ فی الساجدین کا تعلق تقوم کے ساتھ
بہت اچھا ہے نہ یری کے ساتھ تاکہ خصوص قیام فی الساجدین کا صراحتًا مفید ہو اور یہ نہیں ہو سکتا [illegible]
اس سبب کہ حین تقوم خاص مفعول متصل یری کا مفعول فیہ زمانی ہے اور فی الساجدین فاعل تقوم کے
مفعول معہ پس شامل ہوگا مفعول فیہ زمانی کو اور تقلب عام ہوگا جیسا کہ تقوم فی الساجدین سے [illegible]
سبب [illegible] اور معنے ساتھ کے عام ہوتا ہے اور تقلب [illegible] مفعول بہ ہے وہ بھی تعلق فی الساجدین کا متقاضی
پس فی الساجدین درمیان مفعول فیہ زمانی اور مفعول بہ کے متنازع فیہ ہوگا پس استحقاق تعلق کا اوسکو
مفعول بہ کے ساتھ ہوگا اوسکے اصل ہونیکے سبب کلام میں اور قرینہ [illegible] مفعول فیہ زمانی [illegible]
سبب اوسکے فضلہ ہونیکے کلام میں [illegible] اور مفعول بہ کی حالیت غیر شاملہ [illegible]
مفعول فیہ زمانی کے ساتھ شامل نہ ہونے کی [illegible] فی الساجدین کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
حائل شامل [illegible]

بنابر رفع تعارض مذکور ش ای عموم حین تقوم وخصوص فی الساجدین ھ و آن صحت
نپذیرد بنابر اختلاف مفعول فیه ومفعول به ش معناً ھ و اختلاف نصب وجر ش
لفظاً ھ پس تنازع رفع نشود وحکم مذکور ش ای استحقاق تعلق فی الساجدین به تقلب
ھ لازم گردد واگر تقلب مجرور گفته شود بنابر قرأتی البته عطف صحة پذیرد لاکن صیغه
مضارع فصیح وبلیغ بود بموافقة بلاغة تقوم ش نه مصدر که خلاف فصاحة وبلاغة
باشد ھ ونیز تغیر معنی باختلاف قرارت خلاف اصل قرآنی است ونیز مقصد خصوص
عصمة عامة تامه وربط کلام سابق که مستفید عصمة عامة تامه است ضائع شود پس اصرار
برین مراد ش ای مراد ثانی ھ و اعراض ازان مراد ش ای مراد اول ھ بکدام
راه پسندیده شود واگر گرفته شود تقلب بمعنی متعدی ای گردانیدن پس ساجدین را
مفعول به بصله لام خواهد یا بی صله ش نه بصلهٔ فی ھ وعموم قیام همچنان پس حالیکه
ش تقلب ھ داخل صلوة است مفسد صلوة است ھ ودر حالیکه ش تقلب ھ خارج صلوة است

ترجمہ تعارض مذکور کے اوٹھ جانیکے سبب کہ یہ تعارض حین تقوم کے عموم اور فی الساجدین کے خصوص کا ہے
حالانکہ یہ عطف صحت نہیں پاتا ہے بسبب اختلاف مفعول فیہ اور مفعول بہ کے معنی کے اعتبار سے اور نیز
لفظی اعتبار سے نصب وجر کے اختلاف کے سبب۔ پس تنازع رفع نہوگا اور حکم مذکور لازم ہوجائیگا یعنی
استحقاق تعلق فی الساجدین کا تقلب کے ساتھہ۔
اور اگر ایک قرارت کی بنا پر تقلب مجرور کہا جاوے البتہ عطف صحت پا جائیگا لیکن مضارع کا صیغہ بلاغت
تقوم کی موافقت پر فصیح و بلیغ ہا نہ مصدر کہ خلاف فصاحت وبلاغت ہوتا ہے۔ اور اختلاف قرارت
کے ساتھہ تغیر معنی کا بھی خلاف اصل قرآنی کے ہے۔ اور خصوص عصمت عامہ تامہ کا مقصد بھی
اور کلام سابق کا ربط جو عصمت عامہ تامہ کا مستفید یعنی فائدہ دیتا ہے ضائع جائیگا۔
پس اس مراد ثانی پر اصرار اور اوس مراد اوّل سے اعراض کس راہ سے مقبول پسندیدہ ہوگا۔
اور اگر تقلب معنی متعدی گردانیدن یعنی معنی میں پھیرنیکے اختیار کیا جائے تو ساجدین کو مفعول بہ
صلۂ لام کے ساتھہ ہونا چاہتا ہے یا بی صلہ کے۔ نہ فی کے صلہ کے ساتھہ اور اسیطرح عموم قیام پس
اوس حال میں کہ تقلب داخل صلوۃ ہے مفسد صلوۃ ہے۔ اور اس حال میں کا تقلب
خارج صلوۃ ہے۔

فی المساجدین متعلق بریٔی یا تقوم مستلزم افادت معنی مفعول معہ باطل است واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **ش تنبیہ** باید دانست صحۃ صراحت بر قرینہ قوت دارد ومراد اول بہر حالت نصب وجر صحۃ پذیرد بخلاف مراد ثانی کہ بحالت جر صحۃ پذیرد نہ بحالت نصب و اختلاف قراءت مغیر معنی نظم نباشد پس مراد اول قوت دارد بر مراد ثانی وفائدہ عصمۃ عامۃ تامہ کہ مقصود المحل بنا بر ربط نظم سابق است در مراد اول است نہ در مراد ثانی وفصاحۃ کلام وبلاغۃ مرام کہ اعجاز قرآنی است در مراد اول است نہ در مراد ثانی ومقصود امر توکل واظہار غلبہ رحمۃ در مراد اول است نہ در مراد ثانی ودر مراد ثانی معنی حقیقی ایریٰ وتقوم ناچار رجوع کند بمعنی مجازیش ورنہ امری عام بی فائدہ است بخلاف مراد اول کہ معنی مجازی یریٰ وتقوم رجوع نکند بمعنی حقیقیش وچون نظم قرآن مجید در حالت نصب تقلب احتمالی بر مراد ثانی ندارد تائیدش از غیرش اگرچہ از حدیث شریف بود سود ے ندہد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ﴿ اللّٰہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ فی الساجدین سے تعلق یریٰ کے تقوم کیتم کہ افادت معنی مفعول معہ کو مستلزم ہے باطل ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **تنبیہ** سمجھنا چاہیے کہ صراحت کی صحت قرینہ پر قوت رکھتی ہے - اور مراد اول ہر حالتمین خواہ نصب ہو یا جر صحت پا جائیگی - بخلاف مراد ثانی کے کہ حالت جر مین صحت پا جاتی ہے نہ حالت نصب مین - اور اختلاف قراءت کا معنی نظم کو تغیر نہین دیتا ہے پس پہلی مراد دوسری مراد پر قوت رکھتی ہے - اور فائدہ عصمت عامہ تامہ کا جو مقصود المحل نظم سابق کے ربط کی بنا پر ہے اول مراد مین ہے نہ ثانی مراد مین - اور فصاحت کلام اور بلاغت مرام جو اعجاز قرآنی ہے مراد اول مین ہے نہ مراد ثانی مین - اور امر توکل اور غلبہ اور رحمت کے اظہار کا مقصود بھی پہلی مراد مین ہے نہ دوسری مراد مین - اور مراد ثانی مین حقیقی معنی یریٰ اور تقوم کے ناچار اوسکے معنی مجازی کی طرف رجوع کرتے ہین ورنہ ایک امر عام بیفائدہ ہے - بخلاف مراد اول کے کہ معنی مجازی یریٰ اور تقوم کے اوسکے حقیقی معنی کیطرف رجوع نہین کرتے ہین - اور جبکہ نظم قرآن مجید تقلب کے نصب کی حالت مین مراد ثانی کی بنا پر کوئی احتمال نہین رکھتی ہے تو مراد ثانی کی تائید اوسکے غیر نظم سے اگرچہ حدیث شریف سے ہووے کوئی فائدہ نہین رکھتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور خدا کے برتر ہے درستی کو خوب جانتا ہے - اللّٰہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ -

ذکر کیفیۂ مسائل متفرقہ کہ از علم و عمل صلحا ثابت است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین باید دانست در ثبوت تقبیل و معانقہ روایات از فعل رسول اللہ تعالی و اصحاب و اتباع او است صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ و سلم در رو مند کفایت بروایتے کردہ **حدیث** عن عائشۃ رض قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رایتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ و قبلہ رواہ الترمذی کذا فی المشکوۃ باید دانست بروایۃ حضرت انس رض نہی در معانقہ و تقبیل وارد شدہ۔

ذکر بیان مسائل کا جو صلحا کے علم و عمل سے ثابت ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔
سمجھنا چاہیے کہ تقبیل و معانقہ یعنی بوسہ دینے اور گلے ملنے کے ثبوت مین جو روایتین کہ رسول خدائے تعالی اور آپکے اصحاب اور پیروان کے فعل سے ہین۔ خدائی تعالی کی رحمت اور سلامتی آپ پر اور آپکے اصحاب اور پیروان پر ہوجیو۔ دردمند کئے اون مین سے ایک روایت پر کفایت کی۔ **حدیث** ۔ روایت ہے حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا بی بی صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ زید بن حارثہ رض مدینہ مین آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تھے۔ پھر آپ کے پاس آئے اور دروازہ کو کھٹکھٹایا پس اون کیلئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ننگے بدن کھڑے ہو گئے اسحالت سے کہ اپنے کپڑے کو کھینچے جاتے تھے۔ قسم خدا کی ہے آپکو برہنہ نہین دیکھا پہلے اسکے اور نہ پیچھے اسکے۔ پھر اونہنے آپ گلے ملے اور اونکو چوما۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا جیسا کہ مشکوۃ مین ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت معانقہ اور تقبیل مین نہی وارد ہوئی ہے۔

ھ وورد واللہ ما رأیتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ سخن دراز است تا آنکہ یقین صحت نہ پزیرد دیگر آنکہ تاویل کردہ شود در حالت التزام پس از ینجا است کہ معانقہ عریان بہ لابس ہم جائز است اگر منجر بحرام نباشد و معانقہ عریان بعریان مکروہ پس ترکش خیر است ۔ باید دانست فرمود صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خالطوا الناس باخلاقہم وخالفوا ہم فی اعمالہم رواہ ابن عساکر کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق ۔ از انست خمیدن باکرام کسانیکہ رسم اکرام ایشانست جائز است پس نہی در خمیدن عام نتواند شد مگر ماؤل برسم اہل عرب شد کہ در ایشان رسم اکرام خمیدن نیست ھ و نیز باید دانست کہ اگر انحنا مطلقاً حرام گفتہ شود بشبہ نہ کہ ازین حرام نصیبی نداشتہ باشد و اگر بعضا حرام گفتہ شود وجہی خاص دارد کہ جز آن حرام نتواند شد و ظن حرام در فعل مومن صحۃ نپزیرد پس ازین انحنا کہ وقت سلام واقع شود جز برسم اکرام نتوان فہمید و آن جائز است و نیز باید دانست کہ بنا بر رسم عرب ترک انحنا سنت است و ایذا مسلم بترک انحنا بنا بر رسم اکرامش حرام ترک سنۃ بنا بر تحرز از حرام اولیٰ است و علیہ الفتویٰ و از قواعد شریعت است کل ما ینجر الی الحرام حرام ۔

بیان مسئلہ جواز انحنا ای جھکنا باکرام

ترجمہ اور اس جملہ قسمیہ واللہ ما رأیتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ حدیث حضرت صدیقہؓ مین گفتگو دراز ہے یہانتک کہ قسم صحت نہ پالیوے مگر یہ کہ حالت التزام مین تاویل کیجاویگی پس یہین سے ہے کہ برہنہ کا صاحب لباس یعنی کپڑے والے سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی جائز ہے اگر حرام کی طرف کھینچنے والا نہو ۔ اور معانقہ ننگے کا ننگے سے مکروہ ہے پس اوسکا ترک بہتر ہے ۔ سمجھنا چاہیئے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ملو آدمیون سے اون کے اخلاق کیساتھ ۔ اور اخلاق و مدارات کرو اونکی اعمال مین ۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مین ۔ اسی سے ہے کہ بغرض اکرام جھکنا اون لوگون کا جنکی یہ رسم اکرام ہے جائز ہے پس جھکنے مین عام ممانعت نہین ہوسکتی مگر تاویل کیجاویگی یہ اہل عرب کی رسم کیساتھ کیونکہ جھکنا اون مین رسم اکرام نہین ہے ۔ اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ اگر انحنا یعنی جھکنا مطلق حرام کہا جائے تو کوئی بشر نہین ہے کہ اس حرام سے کچھ حصہ و نصیب نہ رکھتا ہو ۔ اور اگر بعض جھکنا حرام کہا جاوے تو کوئی خاص وجہ رکھتا ہے کہ اوسکے سوا حرام نہین ہوسکتا ۔ اور مومن کے فعل مین حرام کا گمان صحت نہین پاتا ہے ۔ پس اس جھکنے سے جو سلام کے وقت واقع ہوتا ہے بجز رسم اکرام اور کچھ نہین سمجھا جاتا اور یہ جائز ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ رسم عرب کی بنا پر انحنا کا ترک سنت ہے ۔ اور مسلمان کی ایذا ترک انحنا کی سبب اوسکی رسم اکرام کی بنا پر حرام ہے ۔ اور حرام سے بچنے کیلئے سنت کا ترک اولیٰ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور قواعد شریعت سے ہے کل ما ینجر الی الحرام حرام ۔ یعنی ہر وہ کہ حرام کی طرف کھینچے حرام ہے ۔

ازینجا است کہ تلاوت قرآن مجید بجہر اگرچہ سنت است لیکن در وقت تاذی مسلم حرام است
ش اینچنین مسائل یعنی ترک سنۃ بنا بر تحرز از ایذاء مسلم در فقہ میتوان یافت ص و
فقہاء رحمہم اللہ انحناء را مکروہ فرمودہ اند حرام ش در فتاوی ہندیہ است الانحناء للسلطان
وغیرہ مکروہ ویکرہ الانحناء عند التحیۃ ص و اختیار مکروہ اولی بمقابلہ اختیار حرام واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب و انحناء در دیار ہند رسم ادب و اکرام است ترکش محمول بر خلاف ادب
و اکرام است باید دانست چنانکہ علماء از تقبیل حجر اسود تقبیل ہر معظم استنباط فرمودہ اند
ش قال ابن الحجر استنبط بعضہم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل من یستحق التعظیم
من آدمی وغیرہ ص از طواف و التزام کعبہ و رجعت قہقری از جانب او طواف و التزام
ہر معظم و رجعت قہقری از جانب او مستنبط میشود واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب نیز رجعت
قہقری در افعال از صلحاء سلف و خلف یافتہ شد ش رجعت قہقری رجال الغیب از جانب حضرت غوث اعظم
محمد عبدالقادر محبوب سبحانی در بہجۃ الاسرار مذکور است و حضرت سیدی مرشدی رجعت قہقری خود از جانب حضرت مرشد خود ش
بیان میفرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ترجمہ یہین سے یہ مسئلہ ہے کہ قرآن مجید کا زور سے پڑھنا اگرچہ سنت ہے لیکن وقت تاذی مسلم یعنی مسلمان کے
ایذا پانیکی حالت مین حرام ہے - ایسے مسئلے یعنی سنت کا چھوڑ دینا ایذائے مسلمان سے بچنے کے لئے فقہ مین ملسکتے ہین
اور فقہاء رحمہم اللہ نے انحناء کو مکروہ فرمایا ہے نہ حرام - کہ فتاوی ہندیہ مین ہے سلطان اور اوسکے غیر کیواسطے جھکنا مکروہ
ہے جھکنا تحیت یعنی سلام کے وقت - اور مکروہ کا اختیار مقابلہ مین حرام کے اختیار رکھنے بہت مناسب ہے واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب اور خدائے برتر ہی درستگی کار کو خوب جانتا ہے - اور انحناء ملک ہند مین ادب و اکرام کی رسم ہے
اسکا ترک ادب و اکرام کے خلاف پر محمول ہے - سمجھنا چاہئے جیسا کہ علماء نے حجر اسود کے چومنے سے ہر معظم کا چومنا
استنباط فرمایا ہے یعنی نکالا ہے - کہ کہا ابن حجر نے بعض علماء نے حجر اسود کے چومنے کی مشروعیت سے اوسکے
چومنے کا جواز نکالا ہے جو مستحق تعظیم کا ہو آدمی ہو خواہ غیر آدمی - اسیطرح کعبہ شریف کے طواف اور التزام اور اوسکی
طرف سے رجعت قہقری یعنی پیچھے پانون لوٹنے سے ہر معظم کا طواف اور التزام اور اوسکی طرف سے رجعت
قہقری مستنبط ہوتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب - اور رجعت قہقری بھی افعال مین اگلے اور پچھلے نیک
بختوں سے پائی گئی ہے - جیسا رجال الغیب کا حضرت غوث اعظم محمد عبدالقادر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی طرف
سے اولٹے پیچھے پانون لوٹنا ادب کی راہ سے - کہ کتاب بہجۃ الاسرار مین مذکور ہے - اور حضرت سیدی و
مرشدی اپنے پیچھے پانون لوٹنے کو اپنے آپ کے حضرت مرشد کی طرف سے بیان فرماتے تھے رضی اللہ
تعالیٰ عنہم -

وبایدہ دانست کہ رجعت قہقری وقت وداع از بیت اللہ تعالیٰ وحرم محترم حضرت نبی اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم از سنۃ ثابت نشد ازین سبب بعض علماء بدعت مکروہ فرمودند وبعض علماء جائز وتوارث صلحاء بران فرمودند از انست امام زیلعی در تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق در آداب زیارت بیت الرب بجا آوردن التزام و رجوع قہقری فرمودہ ونیز رجوع قہقری از جانب اکابر ومنکر را مکابر وفی المستخلص الحقائق ثم قالوا ینبغی ان ینصرف وہو یمشی ورآءہ ووجہہ الی البیت وملا علی در مسلک از طرابلسی جائز وتوارث صلحاء بران نقل نمودہ ھ باید دانست تقبیل ومعانقہ وطواف با مومن ورجعت قہقری از جانب او کہ بربط ظلیت با نور اللہ تعالیٰ ورسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم در معنی شعائر است ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ اشتراک صفی با للہ سبحانہ ودر ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ مذکور است ھ تفاوت مراتب است س ای تقبیل وغیرہ کہ مذکور شد ھ بنا بر معرفۃ ونیت عارف مقبل ومعانق وطائف وراجع در معرفۃ مقبَّل ومعانَق ومطوف ومرجوع از انست تقبیل معانقہ وطواف با مومن ورجعت قہقری از جانبش تقبیل

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ بیت اللہ اور حرام محترم حضرت نبی اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے رخصت کیوقت رجعت قہقری از راہ سنت ثابت نہین ہوئی اسی سبب سے بعض علماء نے اسکو بدعت مکروہ فرمایا۔ اور بعض علماء نے جائز۔ اور صلحاء کا توارث اوسپر فرمایا یعنی ایکے بعد دیگرے اوسپر عمل۔ اونہین سے ایک امام زیلعی ہین کہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین آداب زیارت بیت الرب مین جنہون نے التزام اور رجوع قہقری کا ادا کرنا فرمایا۔ اور منکر کو مکابر یعنی جھگڑنیوالا اور مقابلہ کرنیوالا فرمایا اور کتاب مستخلص الحقائق مین ہے۔ پھر اونہون نے کہا کہ لوٹنا یعنی پھرنا ایسی ضروری ہے تو وہ چلیگا اپنے پیچھے کو حالانکہ چہرہ اوسکا کعبہ شریف کی طرف ہوگا یعنی رجوع قہقری کریگا۔ اور ملا علی نے کتاب مسلک مین طرابلسی سے جائز اور اوسپر صلحاء کا توارث نقل کیا۔ سمجھنا چاہیے کہ تقبیل اور معانقہ اور طواف مومن کیساتھ اور اوسکی طرف سے رجعت قہقری کہ نور خدا تعالیٰ اور رسول خدا کے تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ظل ہونیکے ربط کے سبب سے ہی مومن بمعنی شعائر میں ہے جیسا کہ ذکر کیفیت اشتراک صفی باللہ سبحانہ اور ذکر کیفیت علم ومعرفت مین مذکور ہے حسب تفاوت مراتب ہے کہ یہی تفاوت مراتب تقبیل وغیرہ مذکورہ بالا معرفت کی بنا پر اور چومنے والے اور گلے ملنے والے اور طواف کرنیوالے اور لوٹنے والے عارف کی نیت کی بنا پر ہے جو اوسکو معرفت مین حاصل ہے اوسکے جسکو وہ چومتا اور جس سے گلے ملتا اور جسکی گرد پھرتا اور طواف کرتا ہے اور جسکی طرف سے وہ واپس لوٹتا ہے لہٰذا یہ مسئلہ ہے کہ تقبیل اور معانقہ اور طواف مومن کیساتھ اور اوسکی طرف سے رجعت قہقری خدائے تعالیٰ کا تقبیل

ومعانقه وطواف الله تعالی است ورجعت قهقری ازجانب او تعالی همه تعبداً له تعالی واز انست که تقبیل و معانقه وطواف با مومن و رجعت قهقری ازجانبش تقبیل و معانقه وطواف رسول الله تعالی صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم ورجعت قهقری از جانب اورست صلعم همه تعظیماً له صلعم و للمومنین منزل این تعظیم شامل تعبد الله تعالی است از جهة ظلیة نور الله تعالی ش بنا بر معرفة ونیت عارف ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب ھ پس اگر باین معرفة ونیت اجمال کند جائز است وانچه که گفته شد از ثمره بار در ولیطوفوا بالبیت العتیق و التزام با باب کعبه و مصافحه و تقبیل با حجر اسود است ش چنانکه در ذکر کیفیة صحة اشتراک و صفی واسمی با الله سبحانه در تفسیر کریمه ولیطوفوا بالبیت العتیق مذکور است ودر حدیث شریف است که مصافحه و تقبیل با حجر اسود مصافحه و تقبیل ید الله تعالی است پس التزام نیز چنین باشد والله تعالی اعلم بالصواب ھ باید دانست بوسهٔ قبر والدین درست است ازانکه در حدیث شریف است ان رجلاً جاء النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی حلفت ان اقبل عتبة الجنة وحور العین فامره النبی صلی الله علیه وسلم ان یقبل رجل الام ووجه الاب

ترجمہ و معانقہ اور طواف ہے اور خدائے تعالی کی طرف سے رجعت قہقری ہے یہ سب اوسی خدائے برتر کی بندگی کیلئے۔ اور اوسی سے یہ مسئلہ ہے کہ تقبیل و معانقہ اور طواف مومن کے ساتھ اور اوسکی طرف سے رجعت قہقری یہ رسول خدائے تعالی کا تقبیل اور معانقہ اور طواف ہے صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم اور حضور صلعم کی طرف سے رجعت قہقری ہے۔ کہ سب بغرض تعظیم ہی حضور صلعم کیلئے اور مومن کیواسطے اور یہ تعظیم حضور صلعم کی خدائے تعالی کی بندگی کو بھی شامل ہو آپکے خدائے تعالی کے نور کے ظل ہونیکے سبب عارف کی معرفت اور نیت کی بنا پر موافق مضمون کریمہ ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب ہ کہ سورہ حج رکوع چار مین ہے یعنی اور جو کوئی خدا کی نشانیون کی عظمت اور بزرگی کرتا ہی پس البتہ یہ تعظیم شعائر اللہ دلون کی پرہیزگاری کے سبب ہے۔ پھر اگر اس معرفت ونیت مین اجمال کرے جائز ہے۔ اور یہ سب کہ کہا گیا حرف با کا ثمرہ ہے جو کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق ... مین ہے۔ اور التزام باب کعبہ کیو جہ سے اور مصافحہ اور تقبیل حجر اسود کے سبب ہے جیسا کہ ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی و اسمی باللہ سبحانہ مین اسی آیت کریمہ ولیطوفوا بالبیت العتیق کی تفسیر مین مذکور ہی۔ اور حدیث شریف مین ہے کہ حجر اسود کے ساتھ مصافحہ اور تقبیل خدائے تعالی کے دست مبارک کا مصافحہ اور تقبیل ہے پس التزام بھی یونہین ہے واللہ تعالی اعلم بالصواب سمجھنا چاہئے کہ قبر والدین کا بوسہ درست ہے اس سببسے کہ حدیث شریف مین ہی تحقیق ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا ای اللہ کے رسول البتہ مین نے جنت کی چوکھٹ اور حور عین کی چومنے کی قسم کھائی ہے پس نبی صلعم نے اوسکو حکم دیا کہ اپنی ماکے پیر اور باپ کا منہ چوم لیوے

فقال یا رسول اللہ لو لم یکن لی ابوان فقال قبل قبرہما قال فان لم اعرف قبرہما
قال خط خطین احدہما قبر الام والآخر قبر الاب فقبل ہما فلا تحنث فی یمینک الحدیث و
درفتاوی عالمگیری است لا باس بتقبیل قبر ابویہ کذا فی الغرائب چونکہ ازین حدیث شریف
بوسہ قبر والدین ظاہر است بوسہ قبر استاد دین وحضرت پیر طریقت وحضرت پیغمبر خدائے
تعالی صلعم بالاولویۃ مستنبط می شود بنا بر شرف الشان ونفرمود کہ پایم ببوس برائی تحرز
از حکم کریمہ ما کان لبشر ان یؤتیہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی
وتخصیص باو صلعم باید دانست نہادن سبابتین برلب چشم وقت استماع اسم مبارک محمد صلی اللہ
تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم درست است باسنادہ عن علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ۔
انہ کان اذا سمع المؤذن یقول اشہد ان محمد رسول اللہ قال نحو ذلک وقال رضیت
باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا ویقبل باطن انامل سبابتیہ
ویضعہما علی عینیہ۔

ترجمہ پھر اوسنے کہا ای خدا کی رسول اگر میری لئے ماباپ نہون اوسپر آپنے فرمایا اون دونون کی قبر کا بوسہ دی اوسنے کہا اور اگر اون دونون کی قبر نہ معلوم ہو فرمایا دو خط اسطرح کھینچ کر ایک ان دونون کا ماکی قبر ہو اور دوسرا باپ کی قبر کا ہو اور اون دونون کو چوم لی پھر تو اپنی قسم مین حانث یعنی گنہگار نہوگا۔ تا آخر حدیث۔ اور فتاوی عالمگیری مین ہی۔ ماباپ کی قبر کے بوسہ دینے مین کچہ اندیشہ نہین چنانچہ کتاب غرائب مین ہی۔ چونکہ اس حدیث شریف سی والدین کی قبر کا بوسہ ظاہر ہے تو اوستاد دین اور حضرت پیر طریقت اور حضرت پیغمبر خدای تعالی صلعم کی قبر کا بوسہ بسبب اونکی شرف کی اولویت کیطرح مستنبط ہوتا ہی۔ اور حضور صلعم نے یہ نہ فرمایا کہ میرا پاؤن چوم لے اس کریمہ کے حکم سے بچنے کی غرض سی جو سورۂ آل عمران رکوع آٹھوین مین ہے ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا
یعنی بشر کو نہین زیبا ہی جبکہ اللہ اوسکو کتاب اور نبوت عطا کری پھر وہ لوگون کو کہی کہ میری بندگی کرنے لگو۔ اور نفر مانا اپکا اپنے پائی مبارک چومنی کو اپکی تخصیص کے سبب سے سمجھنا چاہئے کہ دونون کلمہ کی انگلیون کا ہونٹون اور آنکھون پر رکھنا اسم مبارک محمد صلعم کی سننے کیوقت درست ہی بسبب اوسکی سند پہونچنے کی حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ سے یہ کہ تحقیق آپ یعنی حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ جب سنتی تھے موذن سی کہ کہتا تھا اشہد ان محمد الرسول اللہ۔ آپ بھی یہی کہتے تھی اور کہتے تھے کہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا۔
یعنی مین اللہ سے اوسکے رب ہونے پر راضی ہوا اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور چومتے تھے آپ اپنی دونون کلمہ کی پورونکی اندر کے حصہ کو اور اونکو اپنی دونون آنکھون پر رکھتے تھے۔

بیان مسئلہ بوسہ سبابتین وقت استماع اسم مبارک

ودر روایتے از حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع ابہامین وسبابتین برلب وچشم مذکور شد ودر روایتے وعدہ شفاعت از حضرت صلعم برین فعل مذکور شدہ ودر روایتے تقبیل ابہامین ووضع برعینین فعل آنحضرت صلعم بنا بر سنۃ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مذکور و بعض علما تقبیل ووضع مذکور را مخصوص باذان نفرمودہ اند بل وقت استماع اسم مبارک محمد صلعم عموماً فرمودہ اند باید دانست این بوسہ تعظیم ومحبت است متخاصمین میگویند کہ این فعل یہودیان می ماند خوشا بہتے کہ در تعظیم ومحبت باشد صوم عاشورا ہم بمشابہت عمل یہود یانست چنانکہ دانستہ باشی باید دانست سلام مسلم بذمی باشارہ جائز است در بخاری است انما سلم عبد اللہ علی الدہاقین اشارۃً وسلام مسلم بمسلم ہم باشارہ جائز است قال ایتُ انسًا مرّ علینا فومی بیدہ الینا فسلّم وقالت اسماء الوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہٖ الی النساء بالسلام البتہ اشارہ بی لفظ ہیچ نیست لیکن در کسانیکہ عادت اشارہ با لفظ است از اشارہ مجرد ہم آنچہ در عادت است توان فہمید علما اشارہ مجرد را با مسلم مکروہ فرمودہ اند کہ حدیث ترک لفظ مسنون است اللہم صل وسلم علی محمد النبی نور کرمٗ علی الوارہ کما تحبہٗ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ اور ایک روایت مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونون انگوٹہونکا اور دونون کلمہ کی اونگلیونکا ہونٹون اور آنکہون پر رکہنا مذکور ہوا ہے۔ اور ایک روایت مین شفاعت کا وعدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فعل پر مذکور ہوا ہے۔ اور ایک روایت مین انگوٹھے چومنا اور دونون آنکہون پر رکہنا آنحضرت صلعم کا فعل حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی بنا پر مذکور ہے اور بعض علما نے چومنے اور رکہنے مذکورہ کو مخصوص اذان کی ساتہہ نہین فرمایا ہے بلکہ عام طور پر اسم مبارک محمد صلعم کے سننے کے وقت فرمایا ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ بوسہ تعظیم و محبت کا ہے خصومت رکہنے والے کہتے ہین کہ یہودیون کے فعل سے مشابہ ہوتا ہے۔ کیا اچھی ہے وہ مشابہت جو تعظیم و محبت مین ہووے عاشورہ کا روزہ بہی یہودیون کے عمل کی مشابہت مین ہے جیسا کہ تجہے معلوم ہوگا سمجہنا چاہئے مسلمان کا ذمی کو سلام اشارہ سے جائز ہے بخاری مین ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضہ نے گاؤن والون پر اشارہ سے سلام کیا۔ اور سلام مسلمان کا مسلمان کو اشارہ سے بہی جائز ہے جیسا کہا دیکہا مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہ ہم پر گذرے پس اشارہ کرتے تہے اپنے ہاتہہ سے ہماری طرف پہر سلام کیا۔ اور کہا حضرت اسمار رضی اللہ عنہا نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا یا موڑا یا پہیر اپنے دست مبارک کو عورتون کی طرف سلام کیا تہہ البتہ اشارہ بی لفظ کے کچہہ نہین ہے لیکن جن لوگون مین کہ عادت اشارہ کی مع لفظ ہے مجرد اشارہ سے بہی جو عادت مین ہے سمجہہ سکتے ہین علما اسلئے مسلمان کیساتہہ مجرد اشارہ کو مکروہ فرمایا ہے کیونکہ اسمین لفظ مسنون کا ترک ہے اللہم صل وسلم علی محمد النبی نور کرمٗ علی الوارہ کما تحبہٗ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

بیان سلام مسلم باشارہ

ذکر کیفیۃ صدر و شرح صدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اتباعہ اجمعین ٥
باید دانست شخص نفس از مرتبہ ذات و صفات تا افعال مصدر ہست ش اسم فاعل ہ صادر است پس ہر چہ صادر شد
بوجود تضمنی است یا التزامی ہمہ صدر است کہ بمعنی مصدر با تضمن فاعل و مفعول عام است ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ تفسیر
سورۃ الم نشرح اشارات بشرح صدر است ہ از اینجا است صدر ہست برای اللہ سبحانہ و آن مرتبہ حجاب و متعلقات حجاب است
ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ اثبات مرتبۃ الحجاب بین الخالق والمخلوق مذکور است ہ و صدر ہست برای انبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ
والسلام صدر ہست برای اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم و آن منتزعات است ش ای انبیا و اولیا ہ بقیام حقیقی است با
یا قیام مجازی ش چنانکہ در ذکر کیفیۃ العلم والمعرفۃ در تعریف رسالۃ و نبوۃ و ولایۃ مذکور
است ہ بل برای جمیع مشخصات حسب حال پس فضل توسع عام صدر محمدی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بر توسع خاص صدر غیر ش است صلعم و شرح صدر کشف
حقائق تضمنی والتزامی صدر است از اینجا است

ذکر بیان صدر اور شرح صدر کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین
سمجھنا چاہیے کہ تشخص نفس ذات و صفات کی مرتبہ سے افعال تک مصدر یعنی صادر کرنیوالا ہے صادر کا یعنی جو صدور
پارہا ہے۔ پس جو کچھ صادر ہوگیا خواہ وہ وجود تضمنی سے ہے یا التزامی سے سب صدر ہے کہ معنی مصدر ہیں
فاعل و مفعول کے تضمن کے ساتھ یہ صدر عام ہے۔ جیسا کہ ذکر کیفیت سورہ نشرح میں کچھ اشارت شرح صدر کیطرف
ہے۔ یہیں سے ہے کہ ایک صدر خدائے سبحانہ کیواسطے ہے اور وہ مرتبۂ حجاب اور متعلقات حجاب ہے جیسا کہ ذکر
کیفیت اثبات مرتبۂ حجاب میں جو درمیان خالق و مخلوق ہے مذکور ہے۔ اور ایک صدر انبیا علی نبینا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام کیواسطے ہے۔ اور ایک صدر اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے ہے۔ اور وہ منتزعات ہیں
انہیں انبیا اور اولیا سے کہ قیام حقیقی کیساتھ ہوں یا قیام مجازی کے ساتھ۔ جیسا کہ ذکر کیفیت علم و معرفت میں بحث
تعریف رسالت و نبوت و ولایت میں مذکور ہے۔ بلکہ تمام مشخصات کے لئے صدر حسب حال ہے۔ پس صدر
محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے توسیع عام کو آپ کے غیر کے خاص صدر کے توسع پر
فضل ہے صلعم۔ اور شرح صدر کشف ہے صدر کی تضمنی والتزامی
حقیقتوں کا۔ اسی محل سے ہیں یہ آیات + + + +

الم نشرح لک صدرک ومن یہدی اللہ یشرح صدرہ للاسلام وانچہ در ظاہر شرح صدر جسدی صلعم واقع شد تواند شد کہ از اسباب کشف حقائق صدر باشد پس مخالفت در مقصود نباشد از من یشرح صدرہ للاسلام یا بمراد دیگر باشد واللہ تعالی اعلم بالصوب باید دانست کہ لغت صدر را معانی است اما بمقتضائی حقائق آن نش ای آن معنی مراست کہ گفتہ شد وشرح صدر بمعنی کشف حقائق از اوصاف ذاتیہ است وشرح صدر جسدی از اوصاف عارضیہ وفضل شئی بر اوصاف ذاتیہ است نہ عارضیہ نش یعنی اگر فضل باوصاف ذاتیہ نباشد وفضل باوصاف عارضیہ باشد وبس بنگر کہ ذات فضلی در حد ذاتہا باوصافہا ندارد ومحتاج در فضل خود باوصاف عارضیہ است پس فضل ذاتی متحقق نشود مر وامتنان در وجہ اوصاف ذاتیہ اولی باشد نہ عارضیہ وفضل اوصاف ذاتیہ را است ووجہ موجودیۃ مقصودہ نہ عارضیہ را نش تنبیہ از فضل اوصاف ذاتیہ است بر اوصاف عارضیہ نہ انکار از فضل اوصاف عارضیہ مر واللہ تعالی اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوار کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ الم نشرح لک صدرک ومن یہدی اللہ یشرح صدرہ للاسلام -
یعنی کیا نہین کہول دیا ہمنے آپکے صدر کو یعنی آپکی صدر کی تفہمی والتزامی حقیقتوں کا کشف کردیا - اور اللہ جس کسی کو ہدایت کرتا ہے اسلام کیلئے اوسکا صدر کہول دیتا ہے صدر حقائق تفہمی والتزامی کا کشف کردیتا ہے - اور جو کچہہ ظاہر مین جسدی صدر حضور صلعم کا شرح یعنی کہلنا واقع ہوا ممکن ہے کہ وہ حقائق صدر کے اسباب کشف سے ہو یعنی یہ بہی ایک سبب ہوا ون اسباب سے جو صدر کی حقیقتون کے کشف سے ہین - اسصورت مین جو مقصود من یشرح صدرہ للاسلام سے ہے اوسمین مخالفت نہ رہیگی - یا یہ شرح صدر جسدی اور مراد پر ہو واللہ تعالی اعلم بالصواب - سمجہنا چاہئے کہ لغت صدر کئی معانی ہین لیکن اونہین معنی کے حقائق کے موافق مقتضی ہین جو بیان ہوئے - اور شرح صدر یعنی کشف حقائق یہ اوصاف ذاتیہ سے ہین - اور شرح صدر جسدی یہ اوصاف عارضیہ سے ہین - اور فضیلت شئے کی اوصاف ذاتیہ کے سبب ہے نہ عارضیہ کے - کیونکہ اگر فضل اوصاف ذاتیہ کے سبب نہوگا بلکہ فضل بسبب اوصاف عارضیہ کے ہوگا اور بس - تو ذرا دیکہہ کہ ذات اپنی حد ذات مین اپنے اوصاف کے سبب گویا کوئی فضل نہین رکہتی ہے بلکہ اپنے فضل مین اوصاف عارضیہ کی محتاج ہے - پس اسصورت مین فضل ذاتی متحقق نہوگا - اور امتنان یعنی منت واحسان رکہنا اوصاف ذاتیہ کیوجہ مین اولی ہوگا نہ عارضیہ کی - اور موجودیت مقصودہ کیوجہ مین اوصاف ذاتیہ کو فضل ہے نہ عارضیہ کو یہ تنبیہ ہے اس بنا پر کہ اوصاف عارضیہ پر اوصاف ذاتیہ کو فضل ہے نہ انکار ہے اوصاف عارضیہ کے فضل سے - واللہ اعلم بالصواب اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ - -

ذکر کیفیة تفسیر الآیة الکریمة حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا للہ قانتین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین

اعلم ان العبادة ما هی للہ تعالی لا باللہ تعالی **ش** ما هو باللہ تعالی لا للہ تعالی لیس عبادة للہ تعالی بل هو عبادة لما اراده **ھ** فالعبادة علی وجهین **ع** فوجه للہ تعالی کالصلوة قال سبحانه حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی الآیة مع شرائطها الواو علی الصلوة الوسطی العطف تاکید علی الصلوات **اصل** ان فی المفاعلة مشارکة الفاعلین فی الفعل مجازا ولزمه المفعول فان ذکر فلا غیره **ش** مفعوله **ھ** مشترک الفاعلین حقیقة فی الذاتیات کقوله سبحانه قاتلوا المشرکین الآیة ومجازا فی الوصفیات کقوله سبحانه حافظوا علی الصلوة ومشارکة الفاعلین فی الفعل بمجازها وان لم یذکر فنفس الفاعلین مفعول لهما ای حد لاحد منهما فافهم مشترک للفاعلین۔

ذکر بیان تفسیر آیت کریمه حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا للہ قانتین که در سورة بقر رکوع سی ویکم آمده

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین

بدانکه عبادت هر آئینه آنچه که او است برائے خدائے تعالی نه بخدائے تعالی وآنچه او بخدائے تعالی است نه برائے خدائے تعالی عبادت خدائے تعالی را نیست بلکه او عبادت است چیزے را که او را خواسته باید و اراده کرد ۔ پس این عبادت بر دو وجه است که وجهے برائے خدائے تعالی با وتعالی نیست چون نماز فرمود سبحانه حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی الآیه در سوره بقر رکوع سی ویکم ۔ یعنی محافظت کنید ونگاه دارید بر نمازها و بر نماز درمیانی تا آخر مع شرطهائے نماز ۔ و واوی که بر صلوة وسطی است برائے عطف تاکید است بر نمازها **اصل** هر آئینه در باب مفاعلت بطور مجاز مشارکت است فاعلین را درین فعل ولازم است او را مفعول ۔ پس اگر این مفعول مذکور است پس غیرش نباشد ۔ و هر دو فاعل فعل را این مفعول خواه مشترک است حقیقتا در ذاتیات چون فرمودن او سبحانه قاتلوا المشرکین ۵ یعنی مشرکین را باهم مقاتله کنید ۔ اینجا مشرکین مفعول مذکور است ومشترک است هر دو فاعل را حقیقتا در فعل ذاتیات ۔ وخواه مشترک است این مفعول فاعلین را مجازا در وصفیات چون فرمودن او سبحانه حافظوا علی الصلوات یعنی نگاه دارید بر نمازها ۔ اینجا مفعول که صلوات یعنی نمازها است مذکور است که باهم هر دو فاعل را مشترک است مجازا در وصفیات و مشارکت فاعلین

ذکر بیان تفهیم آیة کریمه حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا للہ قانتین

بیان معنی عبادت آنچه او خدائے را است ... بعبادت او بوجه او ... چون نماز

ولا یشارک المفعول والفاعلین فی الفعل اذ المفعول فضلۃ ولضدیۃ بہما ولا یشارک فعلٌ وفاعلٌ
اذ الفعل وصف الفاعل ش والوصف والفاعل الموصوف بہ لا یشارکان حتماً م انتہی
فعلی الاصل فی المحافظۃ مشارکت فاعلیہ مجازاً لاتصافہما بوصف ومفعولہ الصلوٰۃ مشترک مجازاً
ش اذ ہو من الوصفیات م لفاعلیہ ولا مشارکت فعل مفعول ش ای الصلوات م
الفاعلین اذ ہو فضلۃ ولضدیۃ بہما ولا یقع الفاعل مفعول لہ ش ای للمفعول م علی المشارکت لکنہ
ش ای الصلوات م متعلق حافظوا مفعولیتا لہ ش ای لحافظوا م بصلۃ علیٰ فذلک مشیر
اقتضاء للمحل الی معنی تعاونوا واجتمعوا ش جدا م علی الصلوات والی استمرارہا للحفظ والامر حتی
لم یخصصا بزمان ش فہنا لم یخصصا بزمان م والی حفظہا من مبطلاتہا ظاہرتا وباطنتا ۔
ولا یشارک فعلٌ وفاعلٌ اذ الفعل وصفہ ش رد مشارکت فاعل ومفعول وفعل ان یزعم
م فثمرۃ المشارکت تاکید جماعۃ لا وجوبہا فی الصلوٰۃ ولا فرضیۃ الصلوٰۃ علی المشارکت ش
اذ الاشتراک یبطل الوجوب والفرضیۃ لاحتمال بطلانہ احیاناً ۔

ترجمہ پس دریں ہنگام مفعول فاعلین را غیر مشترک است ۔ ونہ باہم شریک باشند مفعول وہر دو فاعل در فعل از انکہ
مفعول فضلہ و زیادت است ۔ بنا بر ضدیت ہر دو در فعل ۔ ونہ باہم شریک شود فعل و فاعل از انکہ فعل وصف
فاعل است ۔ و وصف و موصوف بہ کہ فاعل است ہرگز ہر دو باہم شریک نباشند ۔ تمام شد این اصل ۔ پس بر این
اصل در فعل محافظت کریمہ مذکورہ مشارکت ہر دو فاعلش بطور مجاز است بسبب متصف شدن ہر دو بوصف ۔ و
مفعول او کہ صلوات است ہر دو فاعلش را مشترک است از روئے مجاز از انکہ او از وصفات است ۔ نہ اینجا مشارکت
مفعول فاعلین است یعنی صلوات را از انکہ او فضلہ است ۔ ونیز عدم مشارکت بنا بر ضدیت ہر دو است
و اینکہ فاعل برائے مفعول مفعول واقع نمیشود بر بنائے مشارکت ۔ لاکن صلوات متعلق است بفعل حافظوا بصلہ
علیٰ بنا بر مفعولیت برائے این فعل ۔ پس این تعلق مشیر است سوئے این معنی بتقاضائے محل کہ تعاونوا واجتمعوا
جدا علی الصلوات یعنی باہم یاری کنید و گرد آئید بکوشش برین نمازہا ۔ ونیز این تعلق مشیر است سوئے استمرار نمازہا
بنا بر لفظ حفظ و صیغہ امر تا آنکہ ہر دو اینجا بر ملائے خاص نشدند ۔ و این تعلق مشیر است سوئے حفظ نمازہا از
مبطلات آنہا کہ باطل کنندگان نمازہا اند از روئے ظاہر و باطن ۔ و اینکہ فعل و فاعل مشارک نباشند از انکہ فعل
وصف او رست ۔ رد کردہ شد مشارکت فاعل و مفعول و فعل اگر زعم کردہ شود ۔ پس ثمرہ و نفع مشارکت تاکید
جماعت است نہ وجوب جماعت در نمازہا و نہ فرضیت نمازہا برین مشارکت ۔ از انکہ اشتراک باطل میکند
وجوب و فرضیت را بسبب احتمال بطلان اشتراک احیاناً یعنی احتمال است کہ احیاناً اشتراک نہ شود و بطلان
وجوب و فرضیت کند وقتیکہ بنائے وجوب جماعت و فرضیت نمازہا بر مشارکت باشند

ص لکن فرضیتہا علی مفعولیتہا المحفظ لا للشارکت اذ المشارکت فی معنی موضوع و مجاز لا فی غیر
ش فاذا المشارکت بالصلوات باطلۃ بانہا لیست بمعنی موضوع و مجاز للمحافظت و ہو
مشارک فیہ ھ ووجہ للہ تعالیٰ لغیر اللہ تعالیٰ لتعظیم الشعائر ووقوف العرفات ووقوف المزدلفۃ
وطواف البیت العتیق والسعی بین الصفا والمروۃ قال سبحانہ من یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب الآیۃ ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ الآیۃ ولیطوفوا بالبیت العتیق
الآیۃ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر
فلا جناح علیہ ان یطوف بہما الآیۃ لتعظیم الرسول والاولیاء منہا فقال وقوموا للہ
قانتین القیام بمعنی موضوع و مجاز عام بما لم یختص لشئ کما قم فانذر الآیۃ بخلاف اذا قمتم
الی الصلوۃ الآیۃ ش فانہ مختص الی الصلوۃ ھ فالعام خص للہ تعالیٰ فہو عبادت
للہ تعالیٰ والقنوت بمعناہ عام للہ تعالیٰ ولغیر اللہ تعالیٰ قال سبحانہ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیۃ اوعلیٰ
قوموا الخ لعطف علی الجملۃ الاولی ش ای حافظوا الخ ص ہرا ابتداء الکلام المتغائر سابقا

ترجمہ لیکن فرضیت نماز بر مفعولیت او بنا بر حفظ است نہ بسبب شارکت از آنکہ مشارکت در معنی موضوع است
و مجاز نہ در غیر پس ہمین ہنگام مشارکت بنمازہا باطل است با آنکہ نمازہا بسبب لفظ محافظت بمعنی
موضوع و مجاز نیست بلکہ معنی موضوع و مجاز در معنی مشارک اند۔ و چیزی دیگر عبادت برائے خدائے تعالیٰ لغیر او تعالیٰ
است چون تعظیم شعائر و وقوف عرفات۔ و وقوف مزدلفہ۔ وطواف بیت عتیق۔ و سعی درمیان صفا و مروہ
فرمود سبحانہ ومن یعظم شعائر اللہ ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ الآیۃ یعنی و ہرکہ حرمات یعنی
بزرگی داشتگان خدا را بزرگ دارد پس این بزرگی بزرگ داشتگان خدا برائے او خیر و نکوئی است۔
ولیطوفوا بالبیت العتیق الآیۃ یعنی و باید کہ طواف کنید بہ بیت عتیق ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ
فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما الآیۃ یعنی بتحقیق کوہ صفا و مروہ از شعائر خدا است پس
ہرکہ حج کرد خانہ را یا عمرہ گرفت گناہ نیست بر و کہ طواف کند بہر دو تا آخر۔ و چون تعظیم رسول و اولیاء است یعنی
عبادت ... خدا و است ... تعالیٰ پس فرمود وقوموا للہ قانتین ۔ یعنی و برخیزید برائی خدا فرمانبردار ۔ و این
کہ قیام بمعنی موضوع و مجاز عام است یا نچہ کہ خاص نباشد بچیزے چنانکہ قم فانذر الآیۃ یعنی برخیز پس بترسان
بمعنی موضوع و مجاز عام۔ بخلاف اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ یعنی ہرگاہ کہ سوی نماز برخیزید پس بتحقیق قیام
سوی نماز خاص کردہ شد۔ پس این عام برائے خدا تعالیٰ خاص کردہ شد پس او عبادت است برائے خدائے تعالیٰ
و قنوت بمعنای او عام است خدای تعالیٰ را و غیر خدائے تعالیٰ را کہ فرمود سبحانہ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ الآیۃ
یعنی ہر کہ فرمانبرداری کند از شما خدا را و رسول او را تا آخر۔ این واو کہ در قوموا الی آخرہ است برائے عطف است

والا فان کان عطف تفسیر للجملۃ الاولی لا یصح لعدم ذکر ارکان الصلوۃ رکوعًا وسجودًا وقعودًا وغیرہم
وللتعارض بالمشارکت لش فی قوموا وحافظوا ھ ولعموم صیلۃ قانتین للہ تعالی ولغیرہ
تعالی والصلوۃ لا تکون عامۃ لس للہ تعالی ولغیرہ تعالی ھ او عطف نسق لا یصح لعدم
جواز تردید الجملۃ الاولی ولزوم التغایر لش الذی فی العطف ھ بخلاف مراد من یرید اتحادًا
بالجملۃ الاولی او عطف تاکید لا یصح لاقتضائہ تغایرًا من جہۃ العطف وشمولا من جہۃ التاکید
فاما العطف فکان مغایرًا للجملۃ الاولی فخلافہا لش ای الجملۃ الاولی موجود ھ او کان
متحدًا بہا معنًا فمہمل بالتکرار المعنوی بخلاف صحت عطف الصلوۃ الوسطی علی الصلوات
لش لا علی حافظوا فان قدر فکان مغایرًا ولزم ان الصلوۃ الوسطی غیر الصلوات
او متحدًا ولزم الاہمال صرو اما التاکید فکان شاملاً بہا لش ای الجملۃ الاولی ھ
ولا خصوصیۃ للقیام من ارکان الصلوۃ لس کخصوصیۃ الصلوۃ الوسطی
من الصلوات

ترجمہ ورنہ پس اگر این عطف تفسیر شود برائے جملۂ اولی صحیح نباید از انکہ ارکان صلوۃ که رکوع وسجود وقعود اند وغیرہم
بر تفسیر ذکر نکردہ شد ند پس بغیر تفسیر ذکر این ہمہ صحت عطف تفسیر چگونہ شود۔ و از انکہ در قوموا و حافظوا
تعارض است بمشارکت ۔ و از انکہ صیلۃ قانتین عام است برائے خداے تعالی و برائے غیر او تعالی ۔ نماز عام
نمی شود برائے خداے تعالی و غیر او تعالی را ۔ یا این عطف نسق باشد که صحیح نباید بسبب عدم جواز تردید جملۂ اولی
یعنی در عطف نسق تردید جائز باشد و درین کریمہ مذکورہ بصورت عطف نسق که عطف قوموا بر حافظوا باشد
تردید جملۂ اولی از جملۂ ثانی جائز نباشد پس این عطف صحیح نباید ۔ و لزوم تغایری که درین عطف است بمراد
کسیکه اتحاد را بجملۂ اولی ارادہ دارد یعنی در عطف تغایر لازم است و تغایر اتحاد را نخواہد پس کسیکه مراد او
اتحاد است جملۂ اولی را باین جملہ ۔ لزوم تغایر خلاف است مراد او را ۔ یا این عطف تاکید باشد که ہم صحیح
نباید بسبب اقتضائے او تغایر را از جہت عطف و شمول را از جہت تاکید ۔ ولیکن عطف پس یا مغایر باشد
جملۂ اولی را پس خلاف جملۂ اولی موجود است یا متحد باشد بجملۂ اولی معنًا پس مہمل است بتکرار معنوی بخلاف
صحت عطف الصلوۃ الوسطی بر الصلوات نہ بر حافظوا ۔ و اگر حافظوا القدیر کردہ شود پس این عطف مغایر شود
ولازم آید اینکه صلوۃ وسطی غیر صلوات است یا این عطف متحد شود و اہمال لازم آید ۔ ولیکن تاکید پس شامل
باشد بجملۂ اولی و نیست خصوصیت برائے قیام از ارکان نماز چون خصوصیت نماز وسطی از نمازہا

م ويقتضي قانتين عمومًا على مغايرة قوموا بحافظوا ومتعلقاته والصلوٰة لا تكون عامة ش لله تعالى ولغيره تعالى م فلا يراد به ش اي بالتاكيد م صلّوا لله قانتين ولا يصح الاعطاف غيرهم ش اي عطف جمع وترتيب م ايضًا وعلى المعنى المعرض عنه قوموا انه خلاف فصاحة النظم الشريف وينبغي حافظوا على الصلوٰة الوسطى لله قانتين انتهى - فاعلم ان القيام لله تعالى عام زمانًا وخطابًا وقنوتًا لله تعالى ولغير الله تعالى لعموم صلة القنوت بحذفها والقنوت عام انحائه فالقيام قنوتًا منها ش اي بعض من انحاء القنوت ولو بمعنى موضوع او مجاز م كقيام الصلوٰة وتخصيص القيام لله تعالى لا ينافي عمومًا لغيره تعالى وفي النظم الشريف ربط تركيبه آخر وهو ان لفظ لله متعلق القنوت مقدم تخصيصًا له فالقيام عام وايضًا فيه بلاغة لمعنى الجهتين ش جهة تعلق لما قبله وجهة تعلق لما بعده كما لا ريب فيه في ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الآية

ترجمہ ولفظ قانتین میخواہد عموم را بر بنائی مغایرت قوموا بہ حافظوا ومتعلقات او - ونماز عام نمی شود برائے خدائے تعالی و برائے غیر او تعالی - پس مراد نہ شود بتاکید یعنی بنا بر تاکید از قوموا صلّوا مراد نہ شود کہ گفتہ شود صلّوا للہ قانتین - یعنی نماز کنید برائے خدا فرمانبرداری کنان - از انکہ تاکید در جملہ اولی شامل است - وہم صحیح نباید غیر این ہمہ عطفہا کہ مذکور آمدند یعنی عطف جمع وترتیب نیز - وبر بنائے این معنی کہ از وے اعراض کردہ در وگردانیدہ شد قوموا زائد است خلاف فصاحت نظم شریف بلکہ سزاوار است کہ گفتہ شود حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی للہ قانتین - یعنی نگاہدارید بر نمازہا و نماز وسطی برائے خدائے جانب فرمان برداری کنان + تمام شد -

پس بدانکہ بتحقیق قیام برائے خدائے تعالی عام است از روئے زمان وخطاب - واز روئے قنوت برائے خدائے تعالی و برائے غیر خدائے تعالی بسبب عموم صلۂ قنوت بحذف صلہ - وقنوت عام است انحاء یعنی اقسام او را - پس قیام از روئے قنوت از وست یعنی از بعض اقسام قنوت است اگرچہ بمعنی موضوع باشد یا مجاز - چون قیام نماز وتخصیص قیام برائے خدائے تعالی منافی نمی شود عموم را برائے غیر او تعالی - ودرین نظم شریف ربط ترکیب او دیگر است واو آنکہ لفظ للہ متعلق قنوت است کہ مقدم وپیش آوردہ شد بنا بر تخصیص برائے قنوت - پس این قیام عام است ودرو ہم بلاغت است برائے معنی بنا بر جہتین کہ جہتے متعلق ست ما قبل او را وجہتے متعلق ما بعد او را چنانچہ لا ریب فیہ در ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الآیہ

م فکلا الترکیبین بمعنی واحد ففیہ وجوہ کما وضح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ش علیک
النظر فی تفسیر الایۃ الکریمۃ فی التفسیر الکبیر الحمد للہ الذی شرفنا بالعبادات التی ہی
علی الوجہین المذکورین تکثیر الاعمال لعبادہ تکثیر الثواب بہا واعلم ان اختلافی
فی مشارکت فاعل ومفعول مذکور ۃ ش ہو الصلوۃ م وعطف قوموا الخ
علی حافظوا الا فی الصلوٰۃ الوسطیٰ والقنوت فبای ما اختلفوا فیہما ش ای فی
الصلوٰۃ الوسطیٰ او القنوت م اقتدیتم اہتدیتم ۔ اللّٰہم صلّ وسلم
علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ الوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ ۔

ترجمہ پس این ہر دو ترکیب بمعنی واحد است پس در وجہ ہا است چنانچہ واضح شد واللہ تعالےٰ
اعلم بالصواب وبر تو لازم است نظر کردن در تفسیر این آیت کریمہ در تفسیر کبیر ۔ حمد تمام مر خدای را ست
آنکہ مشرف کرد مارا بعبادات کہ او برین دو وجہ مذکورہ است یکی بنا بر زیادہ نمودن اعمال بندگان خود را
و دوم بغرض بیشے کردن ثواب بدان اعمال وبدانکہ تحقیق ہر دو اختلاف کہ در مشارکت فاعل
ومفعول مذکور ست او صلوات است ۔ وعطف قوموا الخ بر حافظوا ۔ نہ در نماز وسطیٰ وقنوت است
پس بکدام چیز اختلاف نمودند درین ہر دو یعنی در نماز وسطیٰ وقنوت ۔ اقتدیتم اہتدیتم یعنی اقتدا
کنید ہدایت یابید ۔ اللّٰہم صلّ وسلم علےٰ محمد النبی نورک وعلے الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ
فینا وترحمنا بہ ۔

ذکر کیفیۃ تفسیر کریمہ اِنَّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبی یا ایّہا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما ۰

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللّٰہ ونستعینہ ونصلّی علی رسولہ محمّد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
قرمیۃ تعالٰی اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبی یا ایّہا الّذین آمنوا صلّوا علیہ وسلّموا
تسلیما - بدانکہ اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبی
مستفید است جہاں تعظیم نبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وصلوٰۃ رحمت است پس صلوٰۃ اللّٰہ
تعالٰی علیہ اختراع وجود محمود او است صلعم از نور اللّٰہ تعالٰی ودرین اختراع اسرار
صفات نامتناہی است ہر کس بقدر نصیب خود دانستہ وان ہنوز لاتحصی است
واین صلوٰۃ صفۃ اللّٰہ است وصلوٰۃ ملٰئکہ دعا است ہمراہ صلوٰۃ اللّٰہ تعالٰی یعنی ای اللّٰھم صلّ علی محمّد

ذکر بیان تفسیر کریمہ اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبی یا ایّہا الّذین آمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما - کا کہ سورہ احزاب کے ساتویں رکوع میں ہے

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ اللّٰہ ونستعینہ ونصلّی علی رسولہ محمّد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین
فرمایا حق تعالٰی نے سورہ احزاب رکوع ہفتم میں اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبی یا ایّہا الّذین آمنوا
صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما یعنی بیشک خدائے تعالٰی اور فرشتے اس کے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی
درود بھیجو آپ پر اور تسلیم وسلام کرو جیسا چاہئے کرنا خواہ نوع ادب کی قسم سے ہو یا کثرت ذکر کیا تم ہو
بدلالت مدلول اطلاق معلوم ہوا کہ اس کریمہ میں جملہ اولی اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبی مقصود نبی صلی اللّٰہ
تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کی ثنا ہے اور صلوٰۃ رحمت ہے - پس خدائے تعالٰی کی آپ پر صلوٰۃ آپ کے وجود
محمود کا اختراع ہونا ہے نور خدا تعالٰی سے [illegible] اور اس اختراع میں اسرار صفات بیحد ہیں کہ ہر ایک
[illegible] اپنے نصیب کے موافق معلوم [illegible] ہے [illegible] ہیں -
[illegible] صلوٰۃ [illegible] اور ملائکہ کی صلوٰۃ دعا ہے خدائے تعالٰی کی [illegible]
[illegible]

ص ومراد از ایشان مصلین ہستند بنا بر خلقت شان بہ بجا آوردن فضلیہ کہ عبادت شائستہ است ومصداق متقدم برای امر صلّوا بنا بر صفت جامعہ است ش نہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کہ صفت مالغہ است ص باید دانست کہ مصداق متقدم امر سلّموا درین آیۃ کریمہ مذکور نشد پس مصداق متقدمش عام است باعموم معنی وعموم صلہ وعموم مفعول ثانی پس مفید مطالب عموماً باشد باید دانست سلام بفتح تحیۃ وبی گزندگی وگردن نہادن است واین لغت مفید است معنی سلم بفتحتین ای گردن نہادن وسلم بکسر ای آشتی وصلح وسلامت یکی وپاکی از عیب پس تسلیم بجا آوردن تحیۃ وبی گزند داشتن از ناشائستہ وسپردن امور وگردن نہادن بعجز وطاعت واختیار یکی وپاک داشتن از عیب است ش پس مفید مطالب عموماً باشد ص در صلہ ومفعول بر مراد معنی باشد ای سلّموا علیہ تحیۃً وسلّموا بہ امورکم وسلّموا من کذا ازینجا است کہ صلوٰۃ بر نبی صلعم خاص است وسلام تحیۃ عام است چنانکہ در قرآن مجید سلامٌ علیہ وسلامٌ علیٰ مذکور شد

ترجمہ اور مراد اونسے یعنی فرشتوں سے درود بھیجنے والے ہیں کیونکہ اونکی پیدائش تفضلیہ اداکرنیکی غرض پر ہے کہ وہ درود پڑہنے والے فرشتے درود پڑہتے ہیں جو اونکی عبادت ہے اور امر صلّوا کیلئے مصداق متقدم ہے صفت جامعہ کی بنا پر نہ درود خدائے تعالیٰ کہ صفت مالغہ ہے سمجھنا چاہیئے کہ امر سلّموا کا مصداق متقدم اس آیت کریمہ میں مذکور نہیں ہوا پس مصداق متقدم اسکا عام ہے عموم معنی اور عموم صلہ اور عموم مفعول ثانی کے اعتبار سے پس مفید ہوگا مطالب کو عموماً سمجھنا چاہیئے لفظ سلام بفتح بمعنی تحیت ہے یعنی سلام کہنا اور بے گزندگی یعنی نقصان نہ پہونچا اور گردن نہادن یعنی تابعداری کرنا ہے اور یہ لغت مفید ہے معنی سلم بفتحتین یعنی گردن نہادن کو اور سلم بکسر معنی میں دوستی اور میل کے ہے اور سلامت ایکسا ہونا اور پاک ہونا ہے عیب سے پس تسلیم اداکرنا ہے تحیہ وسلام کا اور بیگزند رہنا ہے ناشائستہ سے یعنی ایسے امور سے کہ لایق نہیں محفوظ رہنا ہے اور کاموں کا سونپنا اور عاجزی اور بندگی کے ساتھ گردن جھکا دینا ہے اور یکی یعنی ایک ہونیکو اختیار کرنا اور عیب سے پاک رہنا ہے پس مفید ہوگا عام طور پر مطالب کو اور صلہ اور مفعول مراد معنی پر ہوگا یعنی اسطرح سلّموا علیہ تحیۃً سلام بھیجو اوسپر تحیت وسلام کے طریق پر وسلّموا بہ امورکم اور سونپ دو اوسکو اپنے سب کام وسلّموا من کذا اور عاجزی وبندگی کرو اوسکی اسطرح سے یہیں سے یہ مسئلہ کہ درود نبی صلعم پر خاص ہے اور سلام بطور تحیت عام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہوا سلامٌ علیہ وسلامٌ علیٰ یعنی سلام اوسپر اور سلام ہو ...

ش باید دانست امر مفید استمرار و منع جواز است و مفعول مطلق مفید تاکید و نوع
نه تعدید بنا بر استمرار امر۔ حاصل آنکہ تسلیم باہتمام تمام بر نوع سزاوار بجا آرید و چون انجو
افعال عباد در آید ہر عبادتے کہ از عباد است از اقسام صلوٰۃ اللہ تعالیٰ است ازینجا است زمزمۂ
شادمانی بوجود محمود نبی حبیب اللہ تعالیٰ بصلوٰۃ بر آسمانیان بعدہ شان است
و بر زمینیان ماموربہ فرمود سبحانہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ہُوَ خَیْرٌ مِّمَّا
یَجْمَعُوْنَ **ش** تفسیر این کریمہ در ذکر کیفیت اخلاق الخ مرقوم است
صدر فرمود صلعم من فرح بنا فرحنا بہ تا آنکہ
حضرت نبی صلعم صلوٰۃ بر خود
خوانده

ترجمہ سمجھنا چاہئے کہ امر مفید ہے استمرار کو اور جواز کے منع کو۔ اور مفعول مطلق مفید ہے تاکید و نوع کو
نہ تعدید یعنی گنتی و شمار کو بسبب استمرار امر کے۔ حاصل یہ کہ تسلیم پورے اہتمام کے ساتھ لائق طریقہ پر ادا کرو
اور جب غور سے بندوں کے افعال میں در آئیگا اور جلوہ گر ہوگا تو ہر ایک عبادت بندوں کی طرف سے
خدائے تعالیٰ کی صلوٰۃ یعنی رحمت کے اقسام سے ہے۔ یہین سے زمزمۂ شادمانی یعنی اظہار
خوشی ہے نبی حبیب خدائے تعالیٰ کے وجود محمود پر صلوٰۃ کے ساتھ آسمان والون پر کہ اونکی صفت ہے
اور اہل زمین پر کہ مامور ہیں یعنی اونکو آپکے وجود مبارک کے لئے خوشی کا حکم ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ہُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ یعنی کہدے تجھے اے ہمارے حبیب
اپنی امت کے لوگونکو خدائے تعالیٰ کے فضل کی نسبت کہ آپ جیسے کے دین مین اوسکا مشرف کر دیتا جو
تمام کاملہ مخصوصہ حسنات و خیرات و برکات کا محل حصول ہے دوسرون کے مقابلہ مین بغیر کسی استحقاق کے۔ اور
خدائے تعالیٰ کی رحمت کی نسبت کہ حضرت رحمۃ العالمین صلعم ہین۔ پھر اس قرآن کی نسبت۔ پس
چاہئے کہ تمہے ان نوازشون پر خدائے تعالیٰ کے جو اونکو پہونچا ہین اوس سے خوش ہووین۔ یہ خوشی
ان تمام بخششون کی نسبت بہتر ہے اوس سے جو وے زندگی دنیا اور آخرت کے اسباب سے جمع کرتے
ہین کیونکہ ایمان کی حقیقت ان سبکے ساتھ راضی و خوشی ہونے مین ہے ورنہ حقیقت نفاق و کفر کی
متحقق ہے۔ اس کریمہ کی تفسیر کیفیت اخلاق الخ مین مرقوم ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے جو خوشی ہوا ہم
سے ہم اوس سے خوش ہوئے یہانتک کہ حضرت نبی صلعم نے درود خود پڑھا

دو دیگر از ادین صلوٰة خاص از اقتضای رحمة عام طفیلی خود کردہ خواست اللّٰھم
صلِّ علےٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ کما صلّیتَ علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمیدٌ
مجیدٌ و برکت دعای حضرت نبی الرحمة بر آلش بمراد حدیث شریف
من سلک علیٰ طریقی فھو آلی بظہور وجود صلحای امتش صلعم ظاہر است -

اللّٰھم صلّ وسلم علیٰ محمد النبی نورک وعلیٰ الوارہ کما تحبّہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ -

ترجمہ

اور دوسروں کو اس درود خاص میں رحمت عام کے اقتضار سے اپنا طفیلی کر کے اسطرح مانگا
اللھم صل علی محمد وعلی آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آلِ ابراھیم انک حمیدٌ مجیدٌ - خدایا رحمت
بھیج محمد صلعم اور محمد صلعم کی آل پر جیسی رحمت بھیجی تو نے حضرت ابراھیم اور آل ابراھیم علیہ
السلام پر بیشک تو ہی بڑا ستودہ اور بہت بزرگوار ہے - اور حضرت
نبی رحمت کی دعا کی برکت آپ کی آل پر اس حدیث شریف کی مراد پر کہ
جو کوئی میرے راستہ پر چلا پس وہ میری آل ہے - کہ
یہ حضور صلعم کی امت کے صلحا رکے ظہور وجود سے ظاہر ہے
اللھم صل وسلم علے محمد النبی نورک وعلی الوارہ
کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

✤

ذکر کیفیۃ تحقیق معنی اقوال ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ قبلہ و ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ بعدہ و ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ معہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستغفرہ و علی آلہ و صحابہ و اتباعہ اجمعین

قیل قال سیدنا ابو بکر الصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رایت شیئاً الا و رایت اللہ قبلہ و قال سیدنا عمر فاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رایت شیئاً الا و رایت اللہ بعدہ۔ و قال سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما رایت شیئاً الا و رایت اللہ معہ اعلم انّ الّا للاستدراک و للتحقیق ثمّ انظر فی اصل کیفیۃ الاستدراک فی ذکر کیفیتہ الاصول ھذا لا الاستثنار لعدم مغایرتہ واجبتہ فی ارکان ثلثۃ فیہ

ذکر بیان تحقیق معنی اقوال ما رأیت شیئاً الا رأیت اللہ قبلہ۔ و ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ بعدہ و ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ معہ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستغفرہ و علی آلہ و صحابہ اجمعین۔

کہا گیا کہ فرمایا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ قبلہ۔ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا لیکن حال یہ ہے کہ میں نے اوس سے پہلے اللہ کو دیکھا۔ اور فرمایا حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ بعدہ۔ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا لیکن حال یہ ہے کہ میں نے اوسکے بعد اللہ کو دیکھا۔ اور فرمایا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما رأیت شیئاً الا و رأیت اللہ معہ۔ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا لیکن حال یہ ہے کہ میں نے ساتھ ہی اوسکے اللہ کو دیکھا۔ معلوم ہو کہ اقوال مذکورہ میں حرف الّا استدراک اور تحقیق کے لئے ہے کہ دیکھو اصل کیفیت استدراک میں جو ذکر کیفیت اصول میں ہے۔ نہ یہ الّا استثنا کیواسطے ہے کیونکہ استثنار کے ارکان ثلثہ میں جو مغایرت کہ واجب ہے وہ اس میں نہیں ہے۔

ان قول اول تو صدیق اکبر و دوم از فاروق اعظم ... از حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین

ش النظر فی اصل کیفیۃ الاستثناء فی ذکر کیفیۃ الاصول **هـ** ورایت بمعنی عرفت بضرورت المعرفۃ والواو حالیۃ لبیان حال مستدرک منہ محذوف **ش** ای رائیۃ لاقتضاء النظم والحال لاینفک من ذی حال **هـ** فحاصل الکلام ماعرفت شیئًا لکن عرفتہ فی حال معرفتی ان اللہ قبلہ ومعہ وبعدہٗ بدلالۃ الشئ المخلوق الی خالقہ الذی قبل خلقہ ومعہ بوجودہما وبعدہ بفنائہ **ش** فالاقوال شاملۃ فی معنی

من عرفَ نفسہ من حیث حدوثہا
فقد عرف ربہ بدلالتہا
فقبلیتہ منہا ومعیتہ
بہا وبعدیتہ
منہا

ترجمہ کہ اصل کیفیت استثناء مین دیکھو جو ذکر کیفیت اصول مین ہے۔ وہان تجھکو استثناء کے ارکان ثلثہ کی حقیقت واجبہ کا حال معلوم ہوگا۔ اور رایت معنی مین عرفت کے ہے معرفت کی ضرورت کے سبب۔ اور واو حالیہ ہے مستدرک منہ محذوف کے بیان حال کے لیے یعنی رائیۃ محذوف ہے مع ضمیر متصل مفعولی کے۔۔ یہ جو مستدرک منہ ہے کہ نظم عبارت اسکی مقتضی ہے اور حال ذوالحال سے منفک وجدا نہین ہوتا ہے۔
پس حاصل کلام یہ ہے ماعرفتُ شیئًا لکن عرفتہٗ فی حالِ معرفتی انّ اللہ قبلہٗ ومعہٗ وبعدہٗ یعنی نہین پہچانا مین نے کسی چیز کو لیکن مین نے اوسکو میری پہچاننے کی حالت مین پہچان لیا کہ بیشک اللہ اوسکے پہلے اور اوسکے ساتھہ اور اوسکے بعد ہے شئی مخلوق کی دلالت سے جو اوسکو اوسکے خالق کی طرف ہے کہ وہ خالق اوسکی خلقت سے پہلے ہے اور اسکے ساتھہ ہے دونون کے وجود کے اور اوسکے بعد ہے اوسکے فنا ہو جانیکے سبب پس یہ اقوال شامل ہین اس حدیث کے معنی مین کہ حاصل اوسکا یہ ہے من عرفَ نفسہٗ من حیثِ حدوثہا فقد عرفَ ربّہٗ بدلالتہا فقبلیتہ منہا ومعیتہ بہا وبعدیتہ منہا۔ یعنی جسنے اپنے نفس کو اوسکے حادث ہونیکی حیثیت سے پہچان لیا تو تحقیق اوس نے اپنے رب کو اوسی نفس کی رہنمائی سے پہچان لیا پس پہچان لیا اُسنے اپنے رب کے پہلے ہونیکو اوسی نفس سے اور اوسکے ساتھہ ہونیکو اوسی نفس کے ساتھہ اور اوسکے بعد ہونیکو اوسی نفس سے۔

ص فالاقوال اخبار من الحالات الثلثۃ للمخلوق وخالقہ لامن حالہم اذ ہم کاملون
فی معرفۃ اللہ تعالی بکلہن اذ معرفۃ القبلیۃ متقدمۃ من معرفۃ المعیۃ ومعرفۃ
المعیۃ متقدمۃ من معرفۃ البعدیۃ کما ذکر ش ای بدلالۃ الشئی
المخلوق الی خالقہ الذی قبل خلقہ ومعہ بوجودہما
وبعدہ بفنائہ ص اللہم صل وسلم علی محمد النبی
نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ و
تشفعہ فینا وترحمنا بہ +

ترجمہ

پس یہ اقوال انہیں تینوں حالتون کی نسبت جو مخلوق اور اوسکے خالق کے لیے ہین اخبار وخبرین ہین نہ اون کے حال کی بابت یعنی حضرت ثلثہ مذکورہ کے اسلیئے کہ وے خدا سے تعالی کی معرفت مین کل انہیں تینوں حالتون مین کامل ہین کیونکہ معرفت قبلیت کی متقدم ہے معیت کی معرفت سے اور معیت کی معرفت متقدم وپہلے ہے بعدیت کی معرفت سے جیسا مذکور ہوا۔ یعنی معرفت خالق کی شے مخلوق کی دلالت سے ہے جو بدلالت خلق کے مخلوق کو اپنے خالق کی طرف ہے کہ وہی خالق اوسکے پیدا کرنیسے پہلے ہی اور پھر اوس خلق کے ساتھ ہے مع وجود اون دونو کے یعنی خلق وخالق کے اور خلق کے فنا ہو جانیکے سبب اوسکے بعد بھی ہے اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیت سلاسل عالیہ کہ دران شرف شمول یافتم

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلّی علیٰ رسول محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ وصحابہ واتباعہ اجمعین

باید دانست کہ از اوصاف باطنی اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ داناتر است واز بیان اوصاف ظاہری قوت بشری عاجز ناچار بضرورت مقصود باسماء طیبات این بزرگان کہ درومند بواسطہ ایشان بارسول اللہ تعالیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

تشرف دارد تبرک گرفتہ

ذکر بیان اون سلسلون عالیہ کا جنمین مینے شامل ہونیکا شرف پایا۔

اے رب ہمارے تو قبول فرما ہمسے۔ بیشک تو مہربانون مین سبسے زیادہ مہربان ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلّی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

سمجھنا چاہیے کہ اولیاء اللہ تعالےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باطنی اوصاف سے خدائے تعالیٰ ہی زیادہ دانا ہے۔ اور ظاہری اوصاف کے بیان سے بشری قوت عاجز ہے ناچار ضرورت مقصود کے مواقق ان بزرگون کے اسماء طیبات سے کہ ان کے واسطہ سے درمند رسولِ خدائے تعالےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سے تشرف رکھتا ہے اسنے تبرک حاصل کیا۔

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہلہا

حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ محمود الخبیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ عزیزان رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ محمد زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ محمد درویش امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے خدا تعالیٰ ان سلسلہ والوں سے راضی ہے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سے لیکر جیسا اصل میں مرقوم ہے حضرت شاہ سید غلام رسول رسول نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالاری فتحپوری تک فقط وہی نام ہیں۔

یہ سلسلہ عالیہ مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبدالوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ خدا تعالیٰ اسکے گناہوں کو بخشے پہونچا معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت دردمند رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا میں تعلیم تربیت اسی سلسلۂ عالیہ میں پائی۔

حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید نور محمد بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شمس الدین مرزا مظہر جان جانان شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی محمد نعیم اللہ بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی محمد مراد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھانیسری۔ حضرت شاہ سید غلام رسول نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالاری فتحپوری فقط این سلسلہ عالیہ بدردمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ رسیدہ۔ باید دانست کہ دردمند در ابتدای تعلم تربیت درین سلسلہ عالیہ یافتہ۔

اسماء طیبات مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ معینیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت امین الدین ابی ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے مشائخ سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ کی پاکیزہ نام خدائے تعالیٰ اون سب سے راضی ہو اور ہمیشہ

حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحابہ واتباعہ اجمعین۔ سے لیکر حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک فقط اوسی طرح پر ہین جیسا اصل مین ہین۔ لہذا بدون تکرار تحریر اسی اشارت پر اکتفا کیا۔
یہ سلسلہ عالیہ تربیت اویسی کے طریق پر مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبد الوحید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا معلوم ہو کہ اس سلسلۂ عالیہ مین انکا نام احمدی ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ دردمند حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلۂ عالیہ مین اویسی طریق پر آخر مین تعلم تربیت پائی۔

حضرت ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابی اسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابی محمد بن ابی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت خواجہ محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط۔ این سلسلۂ عالیہ بطریق تربیت اویسی بدر دمند محمد عبد الوحید رسیدہ بدانکہ درین سلسلہ عالیہ اسمش احملہم ہست۔ باید دانست کہ دردمند درین سلسلہ عالیہ بطریق اویسی در آخر تعلیم تربیت یافتہ۔

اسماء طیبات مشایخ سلسلہ عالیہ نظامیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فرید الدین مسعود گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسماے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ نظامیہ کے پاکیزہ نام۔ خدائے تعالیٰ اون سب سے راضی ہوجیو

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیا محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم۔ سے لیکر حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔ اور یہان سے تا آخر حضرت مولوی حافظ محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوسی طرح نام بنام ہے جیسا ہر دو سلاسل سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ و سلسلۂ عالیہ نظامیہ مذکورۂ بالا اصل مین مرقوم ہین لہذا بدون تکرار تحریر اسی اشارت پر اکتفا کیا۔ اور معلوم ہو کہ یہ سلسلہ عالیہ بطریق اویسی حضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔ پھر یہ سلسلہ عالیہ مصنف کتاب دردمند حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا چندواسطے سے۔

بیان اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ نظامیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا کہ بطریق اویسی بحضرت سید عبد الرزاق بانسوی کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ السید ... پہنچنا سلسلہ حضرت مصنف رسالہ ...

حضرت مولوی احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت مولوی احمد انوار الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولوی حافظ عبد الوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولوی حافظ محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط ۔ این سلسلۂ عالیہ بدر و مند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رسیدہ ۔ باید دانست این سلسلۂ عالیہ بطریق اویسی بحضرت سید عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ ۔

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ صابریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اهالیها

حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت علاء الدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت جلال الدین پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت عارف احمد بن احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت محمد بن عارف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بڑے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت پیر اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت حاجی قطب الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شیخ حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شیخ محمد عرف پیر شیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شیخ محمد عرف پیر اچھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے طیبات مشایخ سلسلۂ عالیہ صابریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اهالیها

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم سے لیکر حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ۔ اور یہاں سے تا آخر حضرت مولوی محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوسی طرح تمام بنام ہے جیسا سلسلۂ عالیہ چشتیہ معینیہ وسلسلۂ عالیہ صابریہ مذکورۂ بالا اصل میں مرقوم ہیں ۔ لہذا اسی قدر تحریر کو بنظر تکرار کافی سمجھا ۔ پھر یہ سلسلہ عالیہ مصنف کتاب بدر و مند حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا ۔

حضرت شیخ محمد بسیاون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شاہ احمد زمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شاہ حسین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شاہ ہدایت احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت شاہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت مولوی احمد انوار الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مولوی ابوالکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت مولوی محمد عبد الوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ فقط این سلسلۂ عالیہ بدرومند محمد عبد الوحید
مخاطب با میر رسیدہ ۔

اسماء طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔
حضرت سید الاولیاء امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ۔ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ ۔ حضرت داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ شیخ
الاسلام حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شیخ عبد اللہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت شیخ عبد اللہ ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلّم سے
لیکر حضرت سیدنا میر سید محی الدین محمد عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور یہاں سے تا آخر حضرت
مولانا مولوی محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اوسی طرح نام بنام ہے جیسا اس
سلسلۂ عالیہ قادریہ مذکورۂ بالا اصل مین مرقوم ہین ۔ لہذا بحفظ تکرار تحریر اسی اشارت پر
اکتفا کیا ۔ اور معلوم ہو کہ یہ سلسلۂ عالیہ حضرت شیخ الاسلام معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے بسلسلۂ دیگر بواسطہ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریق آبائی حضرت خاتم النبیین
محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک اوسی طرح جیسا اصل مین نام بنام مرقوم ہین پہونچتا ہے
لہذا بغرض تکرار اسی اشارت پر اکتفا کیا جسکو تفصیل ملحوظ ہو اصل کو ملاحظہ کرے ۔

بیان اسماء طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا کہ بدو طریق حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسیدہ بحضرت مصنف رسیدہ و نامش درین سلسلہ عبد الحق ۱۴۲ ست ۔

حضرت شیخ عبد العزیز یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ عبد الوحد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت خواجہ ابو الفرح یوسف طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ الاسلام شیخ ابو الحسن علی
ہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت
میر سید محی الدین محمد عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میر سید عبد الرزاق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ حضرت میر سید محمد بن ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت میر سید احمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ برادر میر سید محمد بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میر سید علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شاہ موسیٰ قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت میر سید حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شاہ بہاؤ الدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت میر سید محمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شاہ جلال الدین قادری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میران سید بخش فرید بہکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت
سید شاہ ابراہیم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شاہ ابراہیم بہکری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔ حضرت شاہ امان اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شاہ حسین خدانما رضی اللہ
تعالیٰ عنہ حضرت شاہ ہدایت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ معلوم ہوکہ یہ سلسلۂ عالیہ قادریہ بہر دو طُرق مذکور و مصنف کتاب در دمند حضرت
محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔ اور اس سلسلہ میں حضرت درد
مند مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبد الغنی بھی ہے۔

حضرت سید شاہ عبد الصمد خدا نما رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت سید شاہ عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولانا مولوی احمد عبد الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
حضرت مولانا مولوی احمد انوار الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت مولانا حافظ محمد عبد الوالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط ۔ بدانکہ حضرت معروف کرخی را از حضرت امام علی موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظم علیہما السلام بطریق آبائی رسیدہ بدین وجہ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت علی موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظم علیہما السلام ۔ حضرت امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق علیہما السلام ۔حضرت امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہما السلام حضرت امام محمد باقر ابن امام زین العابدین علیہما السلام ۔ حضرت امام زین العابدین ابن امام حسین علیہما السلام حضرت امام حسین ابن امیر المومنین علی علیہما السلام ۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۔ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ وسلم

بدانکہ این سلسلۂ عالیہ بدردمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رسیدہ ۔ و درین سلسلہ اسمم عبد الغنی ہم است

اسماء طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ مصافحیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔
حضرت امام عبد اللہ علم بردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ عبد اللہ جنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ حضرت شیخ حاجی صفت خیرابادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولوی
امین الدین سیدن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت بحر العلوم عبد العلی محمد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ حضرت سید میر محمد نتھر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقط این سلسلۂ عالیہ بدر دمند محمد عبد الوحید مخاطب بہ
امیر رسید۔ اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

اسمائے طیبات مشائخ سلسلۂ عالیہ مصافحیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا

یہ سلسلۂ عالیہ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم
سے لیکر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الرزاق لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف چھ واسطون
سے نام بنام اوسیطرح جیسا مذکورہ بالا اصل مین مرقوم ہین پہونچا ہے۔ پھر یہ سلسلۂ عالیہ دردمند
مصنف کتاب حضرت محمد عبد الوحید مخاطب بہ امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہونچا۔
اللہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی الوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔
یعنی خدایا درود وسلام بھیج اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری نور پر اور آپ کے انوار پر جیسا تو اوسکو
چاہتا ہے اور تو اوس سے راضی ہے اور شفیع کر اوسکو ہم مین اور رحم کر ہمکو اوسکے طفیل۔

بیان اسمائے طیبات مشائخ سلسلہ مصافحیہ رضی اللہ تعالیٰ عن اہالیہا بحضرت مصنف الرسالہ

ذکر کیفیۃ ختم بقصد ترک تحریر نامۂ درد با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ درین سال کہ آغاز چہاردہ صد است قصد ترک تحریر این نامۂ درد ناپایان پذیر کہ مشتمل سفنا و ذکر است نمودم مگر آنچہ او سبحانہ خواہد فَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ شعر یارب تو مرا بیار دمساز رسان + آوازہ دردم بہم آواز رسان + واین نامۂ درد را از ضرر موافقان ومخالفان محفوظ داشتہ بشرف نظر محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ رسان وبدعایش مارا مشرف بمغفرت گردان۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اللّٰہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ تمت

ذکر بیان ختم کا اس نامۂ درد کے ترک تحریر کے ارادہ پر مع اور مطالب کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اس سال مین جسکا شروع چودہ سو صدی سے ہے اس نامۂ درد کی جسکا انجام پذیر یہ نہین اور جو سفنا و ذکر پر مشتمل ہے مین نے ترک تحریر کا ارادہ کیا مگر جو کچھ کہ خداے سبحانہ چاہتا ہے فَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ یعنی پس مین میرا کام خداے تعالیٰ کی طرف سونپتا ہون اور مجھ مین حول وقوت نہین ہے۔ مگر اللہ کی مدد سے شعر یارب تو مرا بیار دمساز رسان + آوازہ دردم بہم آواز رسان ترجمہ یارب مجھے پہنچا دے دمساز یار تک + اور میری صدائے درد ہم آواز یار تک اور اس نامۂ درد کو موافقون اور مخالفون کے ضرر سے محفوظ رکھکر محبوب کے شرف نظر مین۔ خداے تعالیٰ اوسکے جمال مین برکت دے پہونچا۔ اور اوسکی دعا سے ہمکو مغفرت کے ساتھ مشرف کر دے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی اے رب ہمارے ہمسے مواخذہ نفرما جو اگر ہم بھول گئے ہون یا ہمسے خطا کی ہو۔ اللّٰہم صل وسلم علی محمد النبی نورک وعلی انوارہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا درود وسلام بھیج اس نبی محمد صلعم پر کہ تیرا نور ہے اور اوسکے انوار پر جیسا تو اوسے چاہتا ہی اور تو اوسی پسند کرتا ہی اور اوسکو درمیان ہمارے شفیع کر اور بطفیل اوسکے ہم پر رحم فرما۔